

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelzone.com>

<https://www.zubinovelzone.in>

<https://www.znzlibrary.com/>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں سب پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10)

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

باس میں موجود ناولز یا کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

[Novel Name : Yaar E Sitamgar](#)

[Lams E Junoon By Zoya Ali Shah](#)

[Dedar E Yaar By Gumnam Larki](#)

[Shehr E Dil Novel By Kitab Chehra](#)

[Wajib E Ishq Novel By Gumnam Larki](#)

[Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal](#)

[Yaar Yaaron Se Ho Na Juda Novel Season 3](#)

[Qarar E Mann Romantic Novel By Zara Hayat](#)

[Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal](#)

Novels Categories

[Web Special](#)

[Short Novels](#)

[Long Novels](#)

[Digest Novels](#)

[Romantic Novels](#)

[Facebook Novels](#)

[Ebook Novels PDF](#)

[Youtube Novels PDF](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>

مکمل ناول

انت الحیات

شہزادی بٹ



وسیع طرز پر بنی خان حویلی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھی پورا گاؤں اس خوبصورت حویلی کی مثال دیتا تھا جس کے سربراہ اور گاؤں کے سردار تھے

""دلشاد خانزادہ

دلشاد خانزادہ اور زرتاج بی بی جنہیں سب خانم بی بی کہہ کر پکارتے تھے ان کے دو ہی بیٹے تھے بڑا بیٹا شارق خانزادہ اور چھوٹا بیٹا براق خانزادہ۔

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  0344 4499420

<https://www.zubinovelzone.com/>

شارق خانزادہ ایک فرمانبردار اور سلجھ ہوئے بیٹے تھے جبکہ اس کے مقابلے
براق خانزادہ کافی ضدی اور لاپرواہ تھے شارق خانزادہ کی شادی اس کی ماموں
زادہ باب سے ہوئی جو انہیں کی طرح ایک سلجھی ہوئی عورت تھیں اور ایک
اچھی بیوی کے ساتھ ایک اچھی بہو بھی ثابت ہوئیں
شارق خانزادہ کے تین بچے تھے بڑا بیٹا بالاج خانزادہ چھوٹا بیٹا محبوب خان
زادہ اور سب سے چھوٹی صبا خانزادی۔۔

براق خانزادہ نے اپنی شادی اپنی ہی یونیورسٹی فیلو علینا سے کی جو کافی منہ
پھٹ اور بد لحاظ ثابت ہوئی آئے دن حویلی میں لڑائی جھگڑا ہوتا علینا کبھی کسی
ملازم کو اپنے غصے کا نشانہ بناتی تو کبھی کسی ملازم کو
اس کا جھگڑا براق خانزادہ سے بھی رہتا یونیورسٹی میں براق خانزادہ کی
پر سنیلٹی دیکھ کر امپریس ہوئی تھی پر شادی کے بعد اسے گاؤں شہر کے

مقابلے ٹھیک نہیں لگا تھا صبح لیٹ اٹھنے والی علینا کو گاؤں میں جلدی اٹھنا پڑتا، نوکروں پر حکم چلانے والی جب حویلی کے کسی ملازم پر حکم چلاتی تو خانم بی بی اسے فوراً ٹوک دیتیں کیونکہ وہ ایک نہایت نرم دل خاتون تھیں ملازموں کو وہ حویلی کا فرد ہی سمجھتی تھیں پر علینا کو ملازموں سے گھن آتی تھی اسے غریبی سے ہی نفرت تھی براق خانزادہ اور علینا کے دو بچے تھے بڑا بیٹا یوسف خان زادہ اور چھوٹی روپ خانزادی۔

وقت گزر رہا تھا پر علینا کی بلا وجہ غصہ کرنے کی عادت دن بدن بڑھتی ہی جا رہی تھی اور یہی بات دلشاد خانزادہ کو ناگوار گزرتی تھی اس لیے انہوں نے فیصلہ کیا کہ براق خانزادہ کو چھوٹی حویلی میں اس کی بیوی بچوں سمیت شفٹ کر دیا جائے چھوٹی حویلی خان حویلی کے مقابلے میں تھوڑی چھوٹی تھی لیکن علینا کے لیے اتنا ہی بہت تھا کہ وہ اب یہاں اکیلے چھوٹی حویلی پر راج کرے گی اپنی مرضی سے کھائے گی پیے گی سوئے گی اور عیش کرے گی

لیکن علینا کا اصل مسئلہ گاؤں تھا اس لیے دو مہینوں کے اندر وہ براق خانزادہ سے لڑ جھگڑ کر انہیں اپنے ساتھ لے کر شہر شفٹ ہو گئیں

دلشاد خانزادہ تو براق خانزادہ کے حویلی جانے سے ہی غمزدہ تھے اور اب علینا انہیں مزید دور لے گئی تھی دو ہی تو بیٹے تھے ان کے۔۔

اور ان میں سے ایک ان کی آنکھوں سے دور، شاید یہی بات دلشاد خانزادہ نے دل پر لی اور وہ بیمار رہنے لگے اب ایک ہی راستہ تھا اپنے بیٹوں کو پھر سے ایک ساتھ دیکھنے کا

اس لیے انہوں نے فیصلہ کر کے بالاج کے لیے روپ کو مانگ لیا اس وقت بالاج کی عمر پندرہ جبکہ روپ پانچ سال کی تھی علینہ نے کافی واویلا کیا کہ بالاج بہت بڑا ہے دراصل اصل مسئلہ گاؤں تھا پر براق خانزادہ اپنی بیوی کو خوب سمجھتے تھے اور پھر دلشاد خانزادہ کی طبیعت کی وجہ سے انہوں نے علینا کی ایک نہ سنی اور رشتے کے لیے ہاں کہہ دیا براق تو چاہتے تھے ابھی نکاح ہو جائے پر بالاج اتنا بھی نا سمجھ نہیں تھا وہ میاں بیوی کے رشتے کی سمجھ رکھتا

تھا اس لیے اس نے صاف کہہ دیا کہ جب تک روپ اس رشتے کو سمجھ نہیں جاتی وہ نکاح نہیں کرے گا حویلی والوں کے لیے یہی بہت تھا کہ بالاج مان گیا ہے اور اس طرح روپ کی نسبت بالاج سے طے کر دی گئی

پندرہ سال بعد

یہ منظر ہے خان حویلی کا جہاں اس وقت صبح کے پانچ بج رہے تھے حویلی کے ملازم صبح اٹھتے ہی اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو چکے تھے کیونکہ اس حویلی کے سب سے بڑے بیٹے کو ہر کام وقت پر کرنا پسند تھا کچھ اس کار عب اور غصہ ہی ایسا تھا ملازم تو ملازم حویلی کا ہر بڑا چھوٹا فرد اس کے غصے سے ڈرتا تھا

--

اٹھارہ قبیلوں کا سردار، کرسٹل گرے آنکھیں، عنابی ہونٹ، سرخ و سفید رنگ، بلیک ہلکی سی بیئر ڈ میں تیس سالہ "بالاج خانزادہ" بھرپور مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا کچھ لوگوں کو اللہ نے فرصت سے بنایا ہوتا ہے اور بالاج

خانزادہ انہیں لوگوں میں سے تھا جو خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا غصہ اور رعب اس کی شخصیت کا حصہ تھا جو اس پر بے حد جتنا بھی تھا بالاج خانزادہ کو صفائی بے حد پسند تھی اور یہی وجہ تھی اس کا گاؤں چپے چپے سے صاف ستھرا تھا پورا گاؤں اس کے غصے سے کانپتا تھا اس کے حکم کے بغیر گاؤں میں ایک پرندہ بھی پر نہیں مارتا تھا گاؤں کا سردار بالاج خانزادہ انصاف پسند خانزادہ کے نام سے مشہور تھا کیونکہ دو سال پہلے جب وہ سردار بنا تو اس نے اسی پل قسم کھائی تھی کہ وہ ہر معاملے میں انصاف سے کام لے گا ہاں یہ بات الگ تھی یہی انصاف پسند خانزادہ اپنی ہی بچپن کی منگیتر سے نا انصافی کر چکا تھا

غصیلا بالاج خانزادہ غصے کا جتنا تیز تھا اس کی انصاف پسندی جلد ہی گاؤں کے لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے جگہ بنا چکی تھی ان دو سالوں میں اسے اپنے گاؤں سے بے حد پیار ہو گیا تھا

یہ تو ہو گیا بالاج خانزادہ کا تعارف، اب چلتے ہیں بالاج خانزادہ کی ذاتی زندگی کی طرف۔۔ بالاج خانزادہ ایک بے حد سلجھا ہوا اور محبت کرنے والا انسان تھا اسکی نسبت اس کے بچپن میں ہی اس کی چچا زاد روپ خانزادہ سے طے ہو چکی تھی بالاج خانزادہ کو اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں تھا اور ہونا بھی کیوں تھا اس وقت اس کی زندگی میں کوئی تھا ہی نہیں اور نہ ہی انکار کی کوئی وجہ تھی تبھی وہ چپ ہی رہا پر بڑھتے وقت کے ساتھ اس کی سوچ اور دل بدلتا گیا اسے اپنی کلاس فیلو نتاشہ سے محبت ہو گئی

دلشاد خانزادہ پندرہ سال پہلے ہی روپ اور بالاج خانزادہ کی نسبت طے کرنے کے کچھ دنوں بعد ہی اللہ کو پیارے ہو گئے تھے ان کے بعد سربراہی ان بڑے بیٹے شارق خانزادہ کو سونپ دی گئی اور گاؤں کی سرداری بھی شارق خانزادہ نے اپنے باپ کی طرح ہی گاؤں والوں کے دلوں میں جلد ہی جگہ بنالی پر خان حویلی میں کچھ ایسا ہوا کہ شارق خانزادہ کو سربراہی بالاج کو سونپنی پڑی براق خانزادہ کو شہر جا کر گاؤں کو بھول ہی گئے تھے یا علینا نے

کبھی انہیں یاد ہی نہیں کرنے دیا تھا اس لیے گاؤں والوں اور سب کی
رضامندی سے دو سال پہلے بالاج خانزادہ کو سردار کاتاج پہنا دیا گیا
موڈی اور سیریس مزاج تو وہ پہلے ہی تھا پر دو سال پہلے جو اس کی زندگی میں
ہوا اس واقعے نے اسے بے حد سنجیدہ اور غصیلابند دیا تھا
باتیں وہ پہلے بھی بہت نہیں کرتا تھا اب مزید چپ رہنے لگا تھا ہنستا وہ پہلے ہی
کم تھا اب تو ہنستا ہی بھول گیا تھا پر ان سب کے باوجود جو زمرہ داری اس کے
کندھوں پر ڈالی گئی وہ اس میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کرتا تھا اس لیے تو آج وہ
گاؤں کے بچے بچے کے دل پر راج کرتا تھا
وہ جتنا بھی اکھڑ مزاج سہی، پر گاؤں کے لوگوں سے وہ نرمی سے پیش آتا تھا
ان سے وہ میٹھی زبان استعمال کرتا تھا اور مجرم کو ایسی سزا دیتا تھا کہ ایک پل
کے لیے تو پورا گاؤں کانپ کے رہ جاتا

وہ بے گناہ کے لیے جتنا نرم تھا گناہ گار کے لیے اتنا ہی کڑوا تھا بے گناہوں میں
وہ انصاف پسند خانزادہ اور گناہ گاروں میں وہ سفاک خانزادہ کے نام سے جانا
جاتا تھا

روپ---

روپ گڑیا ٹھ جاؤ کالج سے دیر ہو رہی ہے
یوسف خان زادہ جو اپنی بہن روپ سے پانچ سال بڑا تھا اس کی دیر تک سونے
کی عادت سے بے حد چڑتا تھا شاید یہ عادت روپ نے اپنی ماں علینا سے لی
تھی

یہ منظر ہے کراچی کے ڈیفنس علاقے میں واقع خان ہاؤس کا، جہاں براق
خانزادہ اپنی بیوی علینا اور اپنے دو بچوں یوسف اور روپ کے ساتھ ہنسی خوشی
زندگی گزار رہے تھے

اس وقت صبح کے نو بج رہے تھے اور یوسف روپ کو اٹھا کر کر تھک گیا تھا
ابھی یوسف پانی کا جگ پکڑ کر روپ پر انڈیلنے ہی والا تھا جب وہ بڑے
مزے سے مسکرا کر اٹھی
گڈ مار ننگ بھو۔۔۔۔

روپ نے کمفرٹر چہرے سے ہٹایا اور اٹھ کر بیٹھ کر ایک بھر پورا انگڑائی لی
یوسف خان زادہ کا ہاتھ جو وہ جگ پکڑنے ہی والا تھا ہوا میں ہی رہ گیا
کتنی بار کہا ہے گڈ مار ننگ نہیں اسلام علیکم کہتے ہیں یوسف خان زادہ نے
روپ کے سر پر پیار سے چپت لگاتے کہا
تو روپ نے اپنی ہری آنکھیں پٹیٹا کر اپنے ہینڈ سم بھائی کی طرف دیکھا
اوہ۔۔ سوری بھو میں بھول گئی، روپ نے جلدی سے کان پکڑ کر مسکراتے
کہا تو یوسف نے مسکرا کر ایک اور چپت اس کے سر پر لگادی

مام کافی غصے میں ہے جلدی سے تیار ہو کر نیچے آ جاؤ یوسف خان زادہ نے
سنجیدگی سے کہا اور کمرے سے نکلنے لگے جب انہیں اپنے پیچھے روپ کی آواز
سنائی دی

لیکن مام کیوں خفا ہیں؟؟ روپ نے حیرت سے پوچھا
بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے روپ۔۔ انہیں ڈاکٹر کے پاس بھی لے کر جانا
ہے آج ملازمہ چھٹی پر ہے اس لیے سارا کام وہ اکیلی کر رہی ہیں ایک گھنٹے سے
میں تمہیں اٹھا رہا ہوں پر تم پتا نہیں کون سے گدھے گھوڑے بیچ کر سوتی ہو
جو اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتی سو سف نے اسے تفصیل سے بتانے کے بعد آخر
میں زرا سا ڈانٹ بھی دیا

بابا کی طبیعت پھر سے خراب ہو گئی۔۔ روپ نے پریشانی سے بڑبڑاتے کہا اور
بھاگ کر واش روم گھس گئی

یوسف خان زادہ نے تاسف سے سر ہلا کر واش روم کے بند دروازے کو دیکھا
اور کمرے سے نکل گیا

دس منٹ بعد روپ ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھی
 اسلام علیکم۔۔ روپ نے سب جو مشترکہ سلام کیا براق خانزادہ نے محض سر
 ہلانے پر اکتفاء کیا جبکہ علینا اسے بری طرح گھور رہی تھی
 سوری مام۔۔ روپ نے محض اتنا کہا اور براق کے ساتھ والی کرسی گھسیٹ کر
 بیٹھ گئی

بابا کیسی طبیعت ہے آپ کی؟؟ روپ مکمل طور پر براق کی طرف متوجہ ہوئی
 کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔ براق خانزادہ نے نقاہت زدہ آواز میں کہا تو روپ نے
 یوسف کی طرف دیکھا

بابا آپ بتاتے کیوں نہیں کہ آپ کو کیا ٹینشن ہے؟؟ یوسف نے نرمی سے
 پوچھا کیونکہ براق خانزادہ کی ساری رپورٹس کلیئر آتی تھیں ڈاکٹر صرف اتنا
 کہتے تھے یہ کوئی سٹریس لے رہے ہیں اور علینا کے ساتھ ساتھ روپ اور
 یوسف پوچھ پوچھ کر تھک گئے پروہ چپ ہی رہتے شاید علینا ان کے سٹریس
 کی وجہ سمجھ رہی تھی یا جان بوجھ کر انجان بن رہی تھی پر براق خانزادہ کے

ساتھ فلحال وہ بھی چپ ہی تھی اور مزید ان سے پوچھتی بھی نہیں تھی کہ کہیں اس کے دل کا چور صحیح ثابت نہ ہو جائے

کوئی پریشانی نہیں ہے۔۔۔ تم سب اپنا اپنا کام کرو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔۔ ہاں اتنا احسان کرنا جب میں مر جاؤں تو میرے بھائی کو مجھے کندھا دینے کے لیے ضرور بلا لینا۔۔ براق خانزادہ نے بھرائی آواز میں کہا ان کی آواز میں درد تھا جو علینا کے ساتھ ان کے دونوں بچوں نے بھی محسوس کیا اللہ نہ کرے براق۔۔ ایسی باتیں تو نہ کریں۔۔ علینا نے تڑپ کر کہا وہ لاکھ جھگڑا لو سہی پر براق سے بے حد محبت کرتی تھی اور یہی وجہ تھی وہ آج تک نبھا کر رہے تھے

تم تو چپ ہی رہو۔۔ مجھے میرے اپنوں سے دور کر کے بہت خوش ہونا تم۔۔ تو خوش ہی رہو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔۔ براق خانزادہ نے غصے سے سرد لہجے میں کہا اور آہستہ سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے

مام۔۔ بابا جو چاہتے ہیں وہ اپنا کیوں نہیں لیتی؟؟ ان کے جاتے ہی روپ
نے اپنی ماں سے کہا

تم جانتی ہو تمہارے بابا کیا چاہتے ہیں؟؟ نہیں نہ تو تم دونوں سنو تمہارے بابا
یہ چاہتے ہیں کہ ہم گاؤں والی چھوٹی حویلی میں شفٹ ہو جائیں۔۔ علینا نے
غصے سے دبی دبی آواز میں کہا تو یوسف کے ساتھ روپ کو بھی حیرت کا جھٹکا لگا
لل۔۔ لیکن ایسے کیسے؟؟ میری سٹڈی کا کیا ہوگا؟؟ روپ میں پریشانی سے
ہلاتے ہوئے کہا ایک منٹ روپ اس وقت تمہاری سٹڈی سے زیادہ ہمیں بابا
کی طبیعت زیادہ امپورٹنٹ ہے اس لیے اپنی دونوں میری مانو تو ہمیں بابا کی
بات مان کر کچھ ٹائم کے لیے حویلی شفٹ ہو جانا چاہیے جب بابا کی طبیعت
تھوڑی سن لے گی تو ہم انہیں سمجھا بھجا کر دوبارہ واپس لے آئیں گے یوسف
نے اپنی طرف سے مفید مشورہ دیا اس کا مشورہ لینا کو کچھ ٹھیک بھی لگا اس
لیے وہ چپ سی ہو کر سوچ میں پڑ گئی جبکہ روپ اپنی ہی جگہ پریشانی سے بیٹھی
اپنی ہی سوچوں میں گم تھی

میرے خیال سے یوسف تم ٹھیک کہہ رہے ہو اس وقت تمہاری بابا کی بات ماننا ہی بہتر ہو گا علینا نے پر سوچ انداز میں کہا تو یوسف نے بھی سمجھ کر سر ہلا دیا

بھائی پلیز مجھے کالج چھوڑ دیں گے دھوپ نے سنجیدگی سے کہا ٹھیک ہے تم تیار ہو کر باہر اجاؤ میں گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں یوسف نے کہا اور اٹھ کر باہر کی طرف چل دیا جب کہ روح پریشانی سے اپنے کمرے کی میں کتابیں لینے چلی گئی

قدرتی ڈارک براؤن سلکی لمبے بال، ہری آنکھیں، سرخ ددھیار نگت، روپ خانزادی کسی بھی مرد کو آسانی سے اپنی طرف مائل کرنے کا حسن رکھتی تھی پر کالج میں اس کی زبان درازی اور منہ پھٹ ہونے کی وجہ سے اگر کوئی لڑکا اسے لائن دینے کی کوشش بھی کرتا تو روپ اسے ایسی سناتی کہ اس کی ایسی کی تیسری کر کے رکھ دیتی پر کچھ مہینوں پہلے بہرام شاہ نے روپ کی زندگی میں آکر اس کی دنیا ہی بدل دی وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے اور

روپ تو بہرام شاہ سے محبت کر بیٹھی یہ جانے بغیر کہ اس کی نسبت بچپن میں ہی اس کے تایا زاد بالاج سے طے ہو چکی تھی روپ آج تک اس بات سے بے خبر تھی اور علینا نے اسے کبھی بتانا ضروری بھی نہیں سمجھا تھا وہ پہلے ہی اس رشتے کے لیے راضی نہیں تھی پر دو سال پہلے بالاج کے ساتھ جو ہوا علینا پر سکون ہو گئی تھی کم از کم اب خان حویلی والے دوبارہ روپ کا رشتہ مانگنے کی جرات نہیں کریں گے

یوسف اور علینا گاؤں شفٹ ہونے کا سوچ رہے تھے اور اب یہی بات روپ کو پریشان کر رہی تھی وہ تو ایک دن بھی بہرام کو نہ دیکھتی تو پاگل ہو جاتی تھی اور یہاں تو بات مہنیوں تک جا پہنچی تھی اس لیے روپ نے فیصلہ کیا کہ وہ آج کالج میں بہرام سے دو ٹوک بات کرے گی کہ وہ اپنے پیرنٹس کو اس کے گھر بھیجے

فلحال سب ہی اپنی اپنی زندگی میں مصروف تھے بالاج خانزادہ گاؤں کی سربراہی سنبھالنے میں اور روپ بہرام شاہ کی محبت میں گرفتار۔۔

پر فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں تقدیر کا لکھا مل کر ہی رہتا ہے پھر چاہے انسان جتنا مرضی اپنی منمائی کر لے دو سال پہلے بالاج خانزادہ نے بھی اپنی منمائی کی تھی اور نتیجہ سب نے دیکھ لیا تھا اب روپ بھی اپنی مرضی سے اپنی زندگی گزارنا چاہتی تھی

پر سچ تو یہ تھا ان کا نصیب جڑ چکا تھا اب دیکھنا یہ تھا ان کا نصیب انہیں کیسے اور کس طرح ملاتا ہے اور وہ نصیب کا لکھا قبول بھی کرتے ہیں یا نہیں۔۔

سردار سائیں۔۔

غضب ہو گیا۔۔

بالاج ڈیرے پر بیٹھا تھا جب اس کا ایک خاص ملازم ہاتھ باندھے سر جھکائے اس کی خدمت میں حاضر ہوا پریشانی اس کے چہرے پر صاف عیاں تھی بولو۔۔ بالاج زمینوں کے کاغزات دیکھ رہا تھا اس نے کل ہی پنچائیت میں فیصلہ سنایا تھا وہ گاؤں میں لڑکیوں کے لئے سکول بنوائے گا تاکہ لڑکوں کی

طرح وہ بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور شانہ بشانہ ان کے ساتھ چل سکیں
اسی سلسلے میں وہ زمین کے کاغذات لیے بیٹھا تھا جو دلشاد خانزادہ نے اس کے
نام کی تھی

سردار سائیں گستاخی معاف۔۔

آپ کی زمین پر کسی نے آگ لگا دی ہے۔۔ حشمت علی جو بالاج کا خاص
ملازم تھا اس نے ڈرتے ڈرتے بتایا تو غصے سے بالاج خانزادہ کے ماتھے کی
رگیں تن گئیں

کیا بکواس کر رہے ہو تم؟؟ بالاج نے زمین کے کاغذات ٹیبل پر غصے سے پٹختے
اور اتنی اونچی آواز میں دھاڑا کہ وہاں کھڑے سب گارڈز کی ٹانگیں کانپنے
لگیں خود حشمت علی کا بھی یہی حال تھا

س۔۔ سردار سائیں

وہ آپ کے دشمن چوہدری حسین کا ہی کام ہے وہ ہی نہیں چاہتا کہ آپ گاؤں
میں کوئی سکول یا کالج بنوائیں حشمت علی نے ڈرتے ڈرتے کہا

تو بالاج نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی اور اپنی جیب کی طرف بڑھا سے اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی سب گارڈز اس کا چہرہ پڑھ کر سمجھ جاتے تھے کہ اب وہ اگلا قدم کیا اٹھانے والا ہے

اس لیے سب بھاری اسلحہ سمیت گاڑیوں میں بیٹھے اور ان سب کا رخ اب چوہدری حسین کی حویلی کی طرف تھا

آج چوہدری حسین کی خیر نہیں تھی سب گارڈز بیٹھے یہی سوچ سوچ کر کانپ رہے تھے

چوہدری حسین بالاج خانزادہ کے غصے کو ہوا دے چکا تھا وہ شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈال چکا تھا

پتا نہیں اب بالاج خانزادہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والا تھا
چوہدری حسین چوہدری نثار علی کا اکلوتا بیٹا تھا جس نے بالاج خانزادہ کی چھوٹی بہن صبا کو دیکھا اور خان حویلی رشتہ بھیج دیا

چوہدری حسین کی ٹھہر کی طبیعت سے پورا گاؤں واقف تھا اس لیے خانم بی بی نے خاموشی سے معذرت کر لی

اور اب اسی بات کا بدلہ وہ کسی نہ کسی شکل میں آئے دن بالاج خانزادہ سے لیتا رہتا تھا ایک دو بار تو اس نے صاف دھمکی دی کہ وہ صبا کو اٹھوا لے گا

اس لیے خانم بی بی نے ڈرتے ہوئے اس کا شہر کالج جانا بھی بند کر دیا صبا اندر ہی اندر کلستی اور سوچتی جب بھی چوہدری حسین اس کے سامنے آیا وہ اس کا منہ توڑ دے گی جس کی وجہ سے اس کی پڑھائی چھوٹ گئی

باہر نکل بزدل چوہدری۔۔۔

دیکھ سامنے سے وار کرنے آیا ہوں تیری طرح پیٹھ پیچھے نہیں۔۔

بالاج خانزادہ کے آدمیوں نے چوہدری کی حویلی کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا چوہدری کے سارے آدمی بالاج خانزادہ کے شکنجے میں تھے

کیا ہوا سردار سائیں۔۔۔

کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیتے۔۔

تبھی چوہدری ثار علی حویلی سے باہر آیا اپنے سارے آدمی بالاج خانزادہ کے شکنجے میں دیکھ کر اسے غصہ تو بہت آیا لیکن وہ پی گیا اس وقت سردار بلال خانزادہ سے لڑائی موڑنا اسے بھاری پڑ سکتا تھا اس لیے اس نے سمجھداری کا مظاہرہ کیا اور نرمی سے بات کرنے کی کوشش کی

یہ تم اپنے دلال بیٹے سے پوچھو جو میری زمین پر آگ لگا کر آیا ہے بلال خانزادہ نے چوہدری ثار علی کے برعکس غصے سے اونچی آواز میں چلا کر کہا گستاخی معاف ہو سردار سائیں آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی چوہدری حسین تو گاؤں میں ہی نہیں ہے چوہدری ثار علی نے اپنے بیٹے کی غلطی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی

تم نے کیا مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے؟؟ بالاج خانزادہ نے دانت پیستے کہا گستاخی معاف سردار سائیں آپ کو کوئی غلطی فہمی ہوئی ہے چوہدری حسین واقعی گاؤں میں نہیں ہے وہ تو دو دن ہوئے ہیں اپنی پھپھو کے پاس کینیڈا گیا ہوا ہے چوہدری ثار علی نے اس طریقے سے کہا کہ بلال خانزادہ کو اس کی

بات پر یقین آجائے پروہ یہ نہیں جانتا تھا اس کے سامنے بلاج خان زادہ کھڑا
ہے جو دشمن کی آنکھ پڑھ لیتا ہے دشمن کا دماغ پڑھ لیتا ہے کہ اس کے دل و
دماغ میں کیا چل رہا ہے

ٹھیک ہے ہم نے تمہاری حویلی کی تلاشی لینی ہے بلاج خان زادہ نے کہا اور بنا
چوہدری نثار کے جواب کا انتظار کیے حشمت علی کو اشارہ کیا تو وہ اپنے کچھ
ادمیوں کے ساتھ چوہدری کی حویلی میں گھس گیا
چوہدری نثار علی بالکل نارمل کھڑا تھا کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ چوہدری
حسین اندر نہیں ہے اور اتنا تو بلاج خان زادہ بھی سمجھ گیا تھا کہ اتنا بڑا کارنامہ
کرنے کے بعد چوہدری حسین اپنی حویلی میں بالکل بھی نہیں رکے گا لیکن وہ
پھر بھی جان بوجھ کر اس کی حویلی کی تلاشی کروا رہا تھا کچھ دیر بعد حشمت علی
ادمیوں کے ساتھ خالی ہاتھ باہر آگیا

سردار سائیں اندر چودری حسین نہیں ہیں حشمت علی نے ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر کہا

میں جانتا تھا حشمت علی چودری حسین حویلی میں نہیں ہیں لیکن پھر بھی میں نے جان بوجھ کر ایسا کروایا اور تم چودری نصار علی اپنے بیٹے کو سمجھا دینا کہ میں اتنی آسانی سے اسے معاف نہیں کرنے والا اس نے میری زمین پر آگ لگوائی ہے میں اس کی پوری زندگی میں آگ لگا دوں گا اور ایسی آگ لگا دوں گا کہ وہ قبر کی دیواروں تک اس آگ میں جھلستا رہے گا میں نے اسے ہر بار وار ننگ دی لیکن وہ شاید میرے ساتھ ساری زندگی کی دشمنی نبھانا چاہتا ہے خیر دشمن بنانے میں تو مجھے بھی مزہ آنے لگا ہے اور میں بھی اس کی دشمنی کھلے دل سے قبول کرتا ہوں اپنے بیٹے کو کہہ دینا اپنے دن گننے شروع کر دیں کیونکہ جس دن وہ میرے ہاتھ لگا اس دن وہ تمہارے ہاتھ کبھی نہیں لگے گا

بلاج خان زادہ نے چوہدری نثار علی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا اور
اپنی جیب کی طرف بڑھ گیا پیچھے چوہدری نثار علی غصے سے مٹھیاں بھینچتا رہ
گیا

بہت پھدک رہے ہو دو سال سے بلاج خان زادہ میں نے بھی اگر تمہارا نام
مٹی میں نہ ملا دیا یا تمہیں موت کی نیند نہ سلا دیا تو میرا نام بھی چوہدری نثار
نہیں

بلاج خان زادہ کی جیب چوہدری کی حویلی سے نکل چکی تھی چوہدری نے اس کی
جیب کو دیکھتے غصے سے منہ میں بڑا کر کہا اور اندر حویلی میں بڑھ گیا اب اپنے
بے وقوف بیٹے کو اطلاع بھی تو دینی تھی ناکہ جو وہ کارنامہ کر کے آیا ہے اس کا
نتیجہ بھگتنے کے لیے وہ تیار رہے

ایسا مت کہو روپ میں مر جاؤں گا

روپ اور بہرام اس وقت کالج کی انٹین میں بیٹھے تھے روپ اسے اپنے گھر کی ساری صورتحال بتا چکی تھی جسے سن کر بہرام کافی پریشان ہو گیا تھا

تم فکر نہیں کرو بہرام بس کچھ ہی تو مہینوں کی بات ہے میرے خیال سے ماما کو خود گاؤں سے الگ ہے وہ دو سے تین مہینے بس وہاں رکیں گی اور پھر ہم واپس آجائیں گے تم اتنا تو انتظار کر ہی سکتے ہو نامیرے لیے

روپ نے بہرام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے مسکرا کر کہا

ایک تو تمہاری مسکراہٹ نہ مجھے تمہاری ہر بات ماننے پر مجبور کر دیتی ہے۔

بہرام نے اپنا دوسرا ہاتھ روپ کے ہاتھ پر رکھ دیا تو روپ نے نرمی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے کھینچ لیا

ویسے بہرام ایک بات کہوں اگر تم اپنے پیرنٹس کو میرے گھر بھیج دو گے تو سارے مسئلے ہی حل ہو جائیں گے روپ میں امید بھری نظروں سے بہرام کی طرف دیکھا تو بہرام نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے

میں تو خود چاہتا ہوں یار کہ اب تمہارے ہاتھ میں میرے نام کی انگوٹھی پہنا دی جائے تم میرے نام سے منسوب ہو جاؤ پر تم فکر نہیں کرو میں نے موم اور ڈیڈ سے بات کی ہے وہ جیسے ہی پاکستان اتے ہیں سب سے پہلا کام یہی ہو گا بہرام نے ویٹر کو اشارہ کرتے روپ کو شیشے میں اتارنے کی بھرپور ایکٹنگ کی اور روپ ہر بار کی طرح اس بار بھی بحرام کی باتوں میں اچکی تھی ٹھیک ہے بہرام لیکن پلیز تھوڑا جلدی کرنا کیونکہ بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی ایک دو بار بابا گھر میں میری شادی کی بات کر چکے ہیں روپ نے پریشانی سے کہا

یار میں کہہ رہا ہوں نا تم فکر مت کرو تو میری ہو تو بس میری ہوسات سمندر پار بھی چلی جاؤ گی نا تو وہاں سے بھی بہرام شاہ تمہیں کھینچ کر اپنی دنیا میں لے آئے گا بہرام شام نے مسکرا کر کہا تو روپ بھی مسکرا دی

ویسے ہم روز ویڈیو کال پہ بات کیا کریں گے اور ساری رات فون پہ بات کرنے پہ بھی کوئی ایشو نہیں ہے روپ نے مزے سے مشورہ دیا تو بہرام کا قہقہہ پوری کینیٹین میں گونجا

یار تم کہو گی تو ہم 24 گھنٹے فون سے ہی چپکے رہیں گے کھانا پینا سونا جاگنا سب بھول جائیں گے بہرام شاہ نے ویٹر کو آرڈر دیتے کہا اب ایسی بھی بات نہیں ہے مجھے موم سے جوتے نہیں کھانی جو میں چوبیس گھنٹے تمہارے ساتھ فون پر چپکی رہوں روپ نے بہرام کو مصنوعی غصے سے گھور کر کہا

ٹھیک ہے یار میں بس اتنا کہوں گا تم جب بھی مجھے فون کرو گی میں تمہارے لیے اویلیبل رہوں گا دن ہو یا رات تم جب چاہو مجھے اپنی خدمت میں بلا سکتی

ہو اور بہرام شاہ تمہاری خدمت میں حاضر ہو جایا کرے گا بہرام نے سینے
 بڑھا ہاتھ رکھ کر اپنا سر ذرا سا خم کر کے کہا تو روپ ایک ادا سے مسکرا دی
 روپ کالج کینیٹین میں بیٹھی بہرام شاہ کے ساتھ فیوچر پلاننگ کر رہی تھی یہ
 سوچے بغیر اس کا گاؤں جانا اس کی پوری زندگی ہی بدل کر رکھ دے گا اس کی
 زندگی اسے ایسے موڑ پر لا کر کھڑا کر دے گی جہاں وہ اپنی محبت بہرام شاہ کو
 کھو دے گی



آج گاؤں میں کافی چہل پہل اور گہما گہمی تھی
 کیونکہ خان حویلی کا چھوٹا بیٹا براق خان زادہ اتنے
 سالوں بعد حویلی واپس آ رہا تھا خانم بی بی تو
 خوشی سے پھولے نہیں سمار ہی تھی ان کا بس نہیں
 چل رہا تھا کہ وہ چاند تارے لا کر اپنے بیٹے کے
 قدموں میں بچھا دیں

شارق خانزادہ کے چہرے پر بھی الگ
ہی رونق تھی اتنے سالوں بعد وہ اپنے
چھوٹے بھائی سے مل رہے تھے باپ کے بعد ایک
وہی تو تھا ان کا دوست، ان کا بچپن کا سا تھی۔۔
پورے گاؤں میں مٹھائیاں اور کپڑے تقسیم کر
دیئے گئے ساتھ ہی ساتھ دیگیں بھی چڑھادی گئیں
اور پورے گاؤں کو رات کے کھانے کا دعوت نامہ
بھیج دیا گیا

آج صبح ہی خانم بی بی کے پوتے یوسف
خان زادہ کا فون آیا اس نے بتایا کہ وہ گاؤں
رہنے آرہے ہیں

یوسف خان زادہ نے انہیں براق خان زادہ کی طبیعت
کے متعلق بتانا ٹھیک نہیں سمجھا۔۔ اسے لگا خانم بی
بی پریشان ہوں گی

اماں سائیں۔۔ آج تو آپ کی دلی مراد بر آئی آج
تورات بھر آپ کو نیند نہیں آئی۔۔ خانم بی بی
تحت پر براجمان تھیں شارق خان زادہ پاس ہی رکھی
کین کی کرسی پر بیٹھ گئے

الحمد للہ۔۔ میں بہت خوش ہوں میرا بچہ واپس آرہا
ہے اگر تمہارے بابا سائیں ہوتے تو بہت خوش ہوتے
پر زندگی نے انہیں مہلت ہی نہیں دی۔۔ خانم بی بی

بات کرتے آخر میں غمزہ ہو گئیں آنکھیں ان کی
نمکین پانیوں سے بھر گئیں

اماں سائیں۔۔ آپ فکر نہیں کریں اب میں براق کو
کہیں نہیں جانے دوں گا آتو اپنی مرضی سے رہا ہے
پر جائے گا اب ہماری مرضی سے۔۔

شارق خانزادہ نے مسکرا کر خانم بی بی کو تسلی دی
وہ تو جانا ہی نہیں چاہتا تھا پر علینا بہو۔۔

خانم بی بی بات کرتے چپ سی ہو گئیں کیونکہ یہ سچ
بھی تھا براق خانزادہ شہر نہیں جانا چاہتے تھے پر علینا
انہیں زبردستی اپنے ساتھ لے گئیں

آپ علینا بھابھی کی فکر مت کریں رباب انہیں منا
لے گی۔۔ شارق خانزادہ نے گھر اسانس لیتے کہا
تو خانم بی بی بھی چپ ہو گئیں کیونکہ وہ خود بھی
جانتی تھیں شارق خانزادہ انہیں جھوٹی تسلی دے
رہے ہیں علینا خانم تو براق خانزادہ کی نہیں سنتی
تھی رباب تو دور کی بات تھی



اسلام علیکم بابا سائیں
اسلام علیکم خانم بی بی
محبوب خان زادہ اپنی شوخ مسکراہٹ کے ساتھ شارق
خان زادہ کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گیا
وعلیکم السلام

آگئے بیٹا شکار سے۔۔ خانم بی بی نے محبوب خانزادہ

کے سر پر پیار دیتے پوچھا

جی خانم بی بی۔۔

ارادہ تو کل واپسی کا تھا پر بابا سائیں کا فون آگیا کہ
چچا سائیں آرہے ہیں اس لیے میں فوراً بھاگا آیا
محبوب خان زادہ نے شارق خان زادہ کے فون کے
متعلق بتایا

بھاگ کر کیسے آئے تم؟؟ شارق خان زادہ نے نا سمجھی
سے کہا تو محبوب کے ساتھ خانم بی بی کی بھی ہنسی
چھوٹ گئی

سرخ و سفید رنگت، براؤن ہلکی سی بیئرڈ، ہمہ وقت
مسکراتے ہونٹ، چوڑی جسامت، سفید کلف لگی

شلوار قمیض پہنے ساتھ کندھوں پر بلیک اجرک ڈالے
محبوب خان زادہ پہلی ہی نظر میں سامنے والے کو
دل ہی دل میں اس کی تعریف کرنے پر مجبور کر
دیتا تھا اس کی پرسنلٹی سراہے جانے کے لائق تھی
اور اوپر سے اس کی مسکراہٹ اس کی وجاہت میں
چار چاند لگا دیتی تھی

شارق خان زادہ نے اپنی خوب رویے کو مسکراتے دیکھ
دل ہی دل میں ماشاء اللہ بولا

محبوب خان زادہ بالاج خان زادہ کے مقابلے ہنس مکھ
تھا بالاج خان زادہ شروع سے ہی خاموش طبیعت کا
مالک تھا پر محبوب خان زادہ خود بھی ہنستا اور
دوسروں کو بھی ہنسنے پر مجبور کر دیتا

تبھی بالاج خانزادہ اپنی رعب دار پر سنیلٹی کے
ساتھ حویلی داخل ہوا
اسلام علیکم

بالاج خانزادہ نے سب کو مشترکہ سلام کیا اور چپ
چاپ اندر جانے لگا

بالاج پتر۔۔ خیریت سب ٹھیک تو ہے نا؟؟ خانم بی بی
نے بالاج کے چہرے پر چھائی گہری سنجیدگی دیکھتے
پوچھا

جی خانم بی بی۔۔ بس چھوٹے موٹے کتے راستے میں
آجاتے ہیں اور بالاج خانزادہ ان کتوں کو راستے سے
ہٹا کر موت کی نیند سلانا بہت اچھے سے جانتا ہے
بالاج خانزادہ نے سنجیدگی سے کہا اور بنا خانم بی بی

کی بات سنے اندر کی طرف بڑھ گیا

حشمت علی کیا ہوا ہے؟؟ شارق خانزادہ نے ہاتھ
باندھے سر جھکا کر کھڑے حشمت علی سے پوچھا
بڑے سائیں۔۔ وہ چوہدری حسین نے سردار سائیں
کی زمینوں پر آگ لگادی ہے حشمت علی نے سر
جھکا کر سنجیدگی سے کہا تو محبوب خانزادہ
کے ماتھے پر بل پڑ گئے

اس کتے کی اتنی جرات کہ اس نے ہماری زمینوں
آگ لگائی میں اسے بدلے میں موت دوں گا
محبوب خانزادہ نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے
کہا اور اٹھ کھڑا ہوا

ر کو محبوب خان۔۔ تم بھول رہے ہو تمہارا بھائی
اس گاؤں کا اٹھارہ قبیلوں کا سردار ہے اور اسے
یہ معاملہ کیسے نپٹانا ہے یہ وہ بہت اچھے سے
جانتا ہے اس لیے میں چاہتا ہوں تم اس معاملے
سے دور رہو اور ویسے بھی آج تمہارے چچا
سائیں آرہے ہیں میں نہیں چاہتا کسی بھی قسم
کی بد مزگی ہو

شارق خان زادہ نے کھڑے ہو کر محبوب خان زادہ
کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیار سے سمجھایا

لیکن بابا سائیں۔۔ میں لالہ کی مدد کرنا چاہتا ہوں
محبوب خان زادہ نے نرمی سے کہا

ٹھیک ہے لیکن تم اس کے حکم کے بغیر کوئی کام
نہیں کرو گے اور نہ ہی اس کے علم میں لائے بغیر
کوئی قدم اٹھاؤ گے

شارق خان زادہ نے گہری سنجیدگی سے کہا
ٹھیک ہے بابا سائیں۔۔ جیسے آپ کا حکم
محبوب خان زادہ نے گہرا سانس لیتے کہا اور
اندر کی طرف بڑھ گیا



یہ تم نے ٹھیک کیا شارق۔۔ محبوب کو ابھی ان
دشمنیوں کی اتنی سمجھ نہیں ہے اور میں خود
چاہتی ہوں وہ ان معاملوں سے دور رہے
محبوب خان زادہ کے جاتے ہی خانم بی بی نے
کہا تو شارق خان زادہ نے پر سوچ انداز میں سر ہلادیا

خان ہاؤس میں تقریباً سب ہی گاؤں جانے کے
لیے تیاری کھڑے تھے براق خانزادہ بے حد خوش
دکھائی دے رہے تھے آج تو ان کی طبیعت بھی
ٹھیک لگ رہی تھی ان کے چہرے پر اپنے پیاروں
سے ملنے کی خوشی صاف چھلک رہی تھی

بابا یہ روپ تیار ہونے میں اتنی دیر کیوں لگا رہی
ہے یوسف نے روپ کے بند دروازے کی طرف دیکھتے
کہا جو پچھلے تین گھنٹوں سے بند تھا

پتا نہیں تم دیکھو تو جا کر۔۔۔ براق خانزادہ
نے فکر مندی سے کہا تو یوسف سر ہلا کر روپ کے

کمرے کی طرف بڑھ گیا ابھی وہ روپ کا دروازہ
نوک کرنے ہی والا تھا جب روپ بلیک لانگ فراق
پہنے اپنے براؤن بالوں کو کرل کیے لائٹ سے میک
اپ اور جیولری کے ساتھ دروازہ کھول کر باہر نکلی

کیسی لگ رہی ہوں؟؟ روپ نے اپنا دوپٹہ ٹھیک
کرتے اتر کر پوچھا

روپ ہم پارٹی میں نہیں گاؤں جا رہے ہیں یوسف
خانزادہ نے معصومیت کے ریکارڈ توڑے

پتا ہے مجھے ہم گاؤں جا رہے ہیں اور میں اتنا سارا
اس لیے تیار ہوئی ہوں کیونکہ ہم پہلی بار گاؤں
جا رہے ہیں اور گاؤں کے لوگوں کو پتا چلنا چاہیے
کہ شہر سے کوئی گوری میم آئی ہے روپ نے اپنا

ہینڈ بیگ یوسف خان زادہ کی طرف اچھالتے بڑے
ہی تکبر سے کہا تو یوسف نے اسے گھور کر دیکھا

یہ تمہارا ہینڈ بیگ میں کیوں پکڑوں؟؟ یوسف خان
زادہ نے واپس بیگ روپ کی طرف اچھالتے کہا جو
اس نے کمال مہارت سے کیچ کر لیا

اوہ لالہ۔۔ آپ نے سارے بیگزاٹھا کر گاڑی میں رکھے
ہیں تو پھر میرا بھی اٹھا کر رکھ دیں۔۔ روپ نے
اپنے ناخنوں ہر پھونک مارتے کہا

اب تم دونوں باقی کی لڑائی بعد میں لڑ لینا بھی
چلو دیر ہو رہی ہے علینا نے گھر کے سارے دروازے

لو کڈ کرتے کہا تو سب آیت الکرسی کا ورد کر کے
سفر کے لئے روانہ ہو گئے

ایک گاڑی میں براق خانزادہ اور علینا بیٹھ گئے
جبکہ دوسری گاڑی میں یوسف اور روپ بیٹھ گئے

تقریباً پانچ گھنٹے کے تھکا دینے والے سفر کے بعد
ان کی گاڑیاں گاؤں کی حدود میں داخل ہوئیں
جیسے ہی ان کی گاڑیاں گاؤں کے اندر داخل ہوئیں
گلاب کے پھولوں کی پتیوں کی برسات ان کی
گاڑیوں پر کی گئی

روپ اور یوسف تو اتنا پیارا استقبال دیکھ کر
حیران رہ گئے یقیناً گاؤں کے لوگ بہت سادہ اور
پیار کرنے والے تھے

روپ نے کھڑکی سے باہر دور تک نظر دوڑائی تو

اسے ایک خاص بات نظر آئی

لالہ۔۔ دیکھیں تو پورا گاؤں کتنا صاف ہے روپ

نے حیرت سے کہا

ہمم۔۔ بالاج لالہ کی حکمرانی ہے پورے گاؤں پر

اور سننے میں آیا ہے وہ کافی نفاست پسند ہیں

یوسف خان زادہ نے تھوڑی سی معلومات روپ

کے دماغ میں ڈالی

بالاج۔۔

روپ بالاج کا نام سن کر زیر لب بڑبڑائی

بری بات روپ۔۔ وہ تم سے بڑے ہیں بالاج لالہ

بولو انہیں۔۔ روپ کی بر بڑاہٹ یوسف کے کانوں

تک پہنچ گئی تھی تبھی اس نے فوراً اسے ٹوک دیا

اچھا ٹھیک ہے میں تھک گئی ہوں حویلی کب آئے
گی؟؟ روپ نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر
جمائی لیتے کہا

آئی تھنک بس پانچ منٹ۔۔ یوسف نے دور سے ایک
اونچی حویلی دیکھتے کہا جسے برقی قمقموں
سے سجایا گیا تھا شاید براق خانزادہ کے آنے کی
خوشی میں۔۔

جیسے ہی ان کی گاڑیاں حویلی میں داخل ہوئیں
ایک بار پھر ان پر پھولوں کی برسات کی گئی
شارق خانزادہ بھاگ کر براق خانزادہ سے بگلگیر

ہوئے اور دونوں بھائیوں کی آنکھیں نم ہو گئیں
روپ اور یوسف بھی گاڑی سے نکل کر اپنے بابا
کو دیکھنے لگے جو اپنے بھائی سے تقریباً چپکے
ہوئے تھے

لالہ۔۔۔ اب دیکھنا بابا ایک دم فٹ ہو جائیں گے روپ
نے یوسف کے کان میں سرگوشی کی تو یوسف نے
گھور کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا

تبھی خانم بی بی کے ساتھ رباب، صبا اور محبوب
خان زادہ بھی آگے بڑھے اور سب سے ملے
رباب تو روپ کے گالوں پر بوسے دیئے جارہی تھی
اور خانم بی بی بھی روپ کے واری صدقے جارہی

تھیں علینا اس پیار کا مطلب خوب سمجھ رہی تھی
پر فلحال وہ براق خانزادہ کی طبیعت کی وجہ
سے چپ تھی اور سب برداشت کر رہی تھی

یوسف نے ایک نظر صبا کی طرف دیکھا جو روپ
سے حال احوال پوچھ رہی تھی جانے کیوں پر
یوسف کا دل نہیں کیا کہ وہ صبا کے چہرے سے
نظریں ہٹائے

دو دھیار نگت میں چہرے پر بچوں جیسی معصومیت
بالوں کی چوٹی کر کے دو آوارہ لٹیں چہرے پر
جھول رہی تھیں ہلکی سی پنک لپ اسٹک لگائے
گرے آنکھوں میں کا جل کی لکیر کھینچے وہ
یوسف خان زادہ کا دل دھڑکا گئی

صبا نے خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے
سامنے دیکھا تو یوسف خانزادہ آنکھوں میں
ڈھیروں جزبات لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا صبا
کے دیکھتے ہی یوسف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ
آگئی پر نظریں ابھی بھی صبا پر ہی تھیں
گھبرا کر صبا نے ہی نظروں کا زاویہ بدلا

لالہ۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔ براق خانزادہ نے
شارق خانزادہ سے الگ ہوتے کہا
نہیں چھوٹے خان۔۔ معافی تو مجھے مانگنی چاہیے
میں اپنا وعدہ نبھا نہیں سکا شارق خانزادہ کا
اشارہ روپ اور بالاج کے رشتے کی طرف تھا جو
وہاں کھڑے سبھی سمجھ گئے سوائے روپ اور

یوسف خان زادہ کے

کوئی بات نہیں میرے بچوں تم دونوں ساتھ ہو
تمہارے بابا سائیں یہی چاہتے تھے چلو اب اندر
چلو۔۔ لمبے سفر سے آئے ہو آرام کرو پھر اکٹھے
کھانا کھاتے ہیں

خانم بی بی علینا کے چہرے کے بگڑتے زاویے دیکھ
کر فوراً بات سنبھال گئیں

لالہ۔۔ بالاج خان کدھر ہے؟؟ براق خان زادہ نے شارق
خان زادہ سے بالاج کے متعلق پوچھا

اسے کچھ کوم تھا ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی حویلی
سے نکلا ہے تم فکر مت کرو رات تک لوٹ آئے گا
شارق خان زادہ نے اندر کی طرف قدم بڑھاتے کہا

اس وقت رات کے دو بج رہے تھے جب بالاج
خانزادہ خان حویلی داخل ہوا بلیک شلوار قمیض
میں کندھوں پر بلیک اجرک ڈالے ایک ہاتھ میں
برینڈڈ واچ پہنے پاؤں میں کھیرٹی پہنے
چہرے پر سو گواریت سجائے وہ
شہزادوں کی آن بان رکھنے والا سردار کالی گہری
رات کا ہی کوئی حصہ معلوم ہو رہا تھا
بالاج خانزادہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا سیدھا
اپنے کمرے کی طرف بڑھا جانتا تھا اس وقت
سب اپنے اپنے کمروں میں آرام کر رہے ہوں گے
تبھی وہ چپ چاپ اپنے کمرے میں آگیا جیسے
ہی اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اسے اندر سی

نسوانی پرفیوم کی خوشبو آئی
بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیتے اس خوشبو
کو اپنے اندر اتار سوچوں کا مرکز ماضی میں
چلا گیا
ماضی

کیا کر رہے ہو بالاج؟؟ میں ابھی تو نہائی ہوں
نتاشہ ابھی نہا کر نکلی ہی تھی جب اس کے
جسم سے اٹھتی بھینی بھینی خوشبو نے بیڈ
پر لیٹے بالاج خانزادہ کو اپنی طرف مائل کیا
تو کیا ہوا ہم پھر نہا لیں گے۔۔ بالاج خانزادہ نے
نتاشہ کے گیلے بالوں میں منہ چھپائے مدھم
سرگوشی کی

اچھا جی۔۔ ایسی بات ہے تو پہلے مجھے پکڑ

کرد کھاؤ۔۔ نتاشہ کہتے ہی بالاج کے پیٹ میں
کہنی مارتی بیڈ کی دوسری سائیڈ بھاگی
بالاج اس کی خوشبو میں بہک رہا تھا اس
اچانک افتاد پر وہ جھٹکا کھا کر پیچھے ہوا پر
جیسے ہی اس کے ہوش ٹھکانے آئے وہ نتاشہ کو
پکڑنے بھاگا

رکو۔۔ ابھی بتاتا ہوں۔۔

بالاج خانزادہ نے ایک ہی جست میں نتاشہ کو
پکڑا اور اٹھا کر بیڈ پر پٹختے اس پر سایہ فگن ہوا

حال

ابھی بالاج خانزادہ ماضی کے ورقوں کو مزید پلٹتا
اسے واش روم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی بالاج

خانزادہ فوراً لڑٹ ہو اس نے بیڈ کی سائیڈ ڈرا
سے پستل نکالی جہاں وہ ہر وقت رکھتا تھا
اور واش روم کے دروازے کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا
جیسے ہی وہ نسوانی وجود واش روم سے نکلا
بالاج خانزادہ نے اس بازو سے پکڑ کر دیوار سے
لگایا وہ نسوانی وجود کوئی اور نہیں بلکہ روپ تھی
اس سے پہلے وہ ڈر کر چیختی بالاج نے اس
کے نرم گلابی ہونٹوں پر ہاتھ رکھا اور پستل کی
نال اس کے سینے پر رکھی
کون ہو تم؟؟ بالاج خانزادہ نے غصے سے سرخ
آنکھیں لیے ہلکی آواز میں غرا کر پوچھا تو روپ
نے اسے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ اس کے منہ پر
اس کا ہاتھ ہے وہ کیسے بولے

بالاج خانزادہ نے روپ کے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹایا
پرپسٹل ابھی بھی روپ کی دھڑکنوں کے مقام پر
ہی تھی جو اسے ڈرانے کے لئے کافی تھی

آاااپ۔۔ کون ہو؟؟ روپ نے ہمت کر کے پوچھا
میری ہی حویلی میں، میرے ہی کمرے میں کھڑے
ہو کر مجھ سے پوچھ رہی ہو کہ میں کون ہوں۔۔
بالاج خانزادہ نے پسٹل کا دباؤ بڑھاتے کہا

آپ کی حویلی۔۔ کیسے۔۔ یہ تو۔۔ میری۔۔ حویلی۔۔
ہے۔۔۔ جیسے بالاج اسے چور سمجھ رہا تھا ویسے
روپ بھی اسے چور سمجھ رہی تھی پر سامنے والے

چور کے ہاتھ میں پستل تھی تبھی روپ خوفزدہ تھی

اے لڑکی۔۔ زیادہ بکواس نہیں۔۔ کس نے بھیجا ہے
تمہیں آدھی رات کو میری خبر گیری کرنے۔۔ بولو۔۔
بالاج خانزادہ نے روپ کو سرخ و سفید چہرہ مٹھی
میں دبوچ کر غصے سے کہا

کسی نے۔۔ نہیں۔۔ میں تو۔۔ شاور۔۔ لینے آئی تھی
روپ نے خوف سے تھوک نکلتے کہا تو بالاج نے
حیرت سے اس کے گیلے بالوں کی طرف دیکھا
اور پلینز۔۔ یہ پستل۔۔ ہٹا دو۔۔ جو چوری کر کے لے
جانا ہے لے جاؤ۔۔ میں تمہیں کچھ۔۔ نہیں کہوں گی
اور اس کھڑوس سردار کو بھی کچھ نہیں بتاؤں

گی بس مجھے چھوڑ دو۔

روپ کے آنسو ٹپ ٹپ گالوں پر پھسلے شہر میں
رہنے کے باوجود کبھی ایسی صورت حال سے سامنا
نہیں ہوا تھا تبھی روپ خوف میں تھی

کھڑوس سردار؟؟ بالاج خانزادہ نے ماتھے پر بل
ڈالے کہا

ہاں۔۔۔ وہ آج محبوب لالہ۔۔۔ بتا رہے تھے سردار بالاج
کافی کھڑوس اور سفاک ہے مجھے تو لگتا ہے وہ
سردار بننے کے لائق ہی نہیں ہے ورنہ تم جیسے
چوروں کی اتنی ہمت۔۔۔ کہ اس کھڑوس کی حویلی
میں گھس کر چوری کرو۔

روپ نے سوس سوس کرتے کہا تو محبوب خانزادہ

کے نام پر بالاج کے کان کھڑے ہوئے
کون ہو تم؟؟ بالاج خانزادہ نے اپنے ہاتھ کی گرفت
ڈھیلی کرتے کہا
میں سردارنی ہوں اس گاؤں کی۔۔ روپ نے بالاج
کا ہاتھ جھٹکتے اسے ڈرانا چاہا
کیا؟؟؟ سردارنی؟؟

بالاج خانزادہ نے حیرت سے پوچھا
جی ہاں۔۔ روپ نے تھوک نگلتے کہا
کس سردار کی سردارنی ہو تم؟؟ جسے ابھی تم
کھڑوس کہہ رہی تھی؟؟ بالاج خانزادہ نے
طنز آکھا اس کا پارہ اب چڑھ رہا تھا پتا نہیں
کون بیوقوف تھی جو خود کو اس کی بیوی
بتا رہی تھی ایسی سوچ بالاج کی تھی

کھڑوس ہے۔ لیکن سردار تو ہے نا اور میں اس
کی سردارنی۔۔ روپ نے اپنی دھڑکنوں کے مقام
سے پسٹل ہٹانی چاہی پر بالاج نے پسٹل کا دباؤ
مزید بڑھا دیا

آخری بار پوچھ رہا ہوں سچ بتاؤ کون ہو تم اور
کس نے بھیجا ہے تمہیں؟؟ بالاج خانزادہ کی
آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں سامنے
عورت زاد کھڑی تھی تبھی وہ ابھی تک خود
کو کنٹرول کر رہا تھا ورنہ وہ اس انجان شخص کی
ایسی حالت کرتا کہ وہ بت چارہ منہ سے موت مانگتا

بتایا تو ہے میں سردارنی ہوں۔۔ روپ کے آنسو پھر
سے نکل پڑے اسے اب صحیح معنوں میں ڈر

لگ رہا تھا

بالاج خانزادہ نے روپ کے سر پر جیسے دھماکا کیا
آاااپ۔۔۔بب۔۔۔بالاج۔۔۔ل۔۔۔ل۔۔۔لالہ۔۔۔ہو

ابھی تو تم میری سردارنی بن رہی تھی اور

اب مجھے لالہ کہہ رہی ہو۔۔۔

بالاج خانزادہ نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا

اسے لگا وہ یہ چہرہ پہلے دیکھ چکا ہے

مم۔۔۔ میں۔۔۔ روپ۔۔۔ ہوں۔۔۔

روپ نے ہکلاتے ہوئے کہا شاید اس کی جان

بخشتی جائے

روپ۔۔۔۔

بالاج اتنے سالوں بعد اپنے سامنے روپ کو

دیکھ کر ایک دم سٹل ہوا

اس نے فرصت سے روپ کے خوف زدہ چہرے

پر نظریں جمائیں

براؤن گیلے بال، ہری آنکھیں، سرخ رنگ جو

خوف سے سفید پڑ چکا تھا کپکپاتے گلابی ہونٹ
بے اختیار بالاج کے دل نے ایک بیٹ مس کی

لالہ۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔۔ میرے واش روم
کا شاید۔۔۔ ٹیب خراب تھا۔۔۔ مجھے شاور۔۔۔ لے کر
سونے کی۔۔۔ عادت۔۔۔ یہ کمرہ۔۔۔ کھلا تھا۔۔۔
تو میں۔۔۔ یہاں آ گئی۔۔۔
روپ نے اپنے سینے پر لگی پستل کی طرف دیکھتے
تھوک نکلتے کہا تو بالاج فوراً ہوش کی دنیا
میں واپس آیا اور آہستہ سے روپ کی دھڑکنوں
کے مقام سے پستل ہٹائی تو روپ نے سکھ کا
گہرا سانس لیا

اور بالاج کی طرف چور نظروں سے دیکھا جو
ابھی بھی اس کے بے حد قریب کھڑا ہے ہی
دیکھ رہا تھا پر ان نظروں میں اب غصہ نہیں
بلکہ نرمی تھی

لالہ --- مم --- میں --- جاؤں؟؟؟ روپ نے بالاج کی طرف
دیکھتے ہکلاتے ہوئے کہا جو اس کے بے حد قریب
کھڑا جانے کن سوچوں میں گم تھا روپ کی بات
پر بھی وہ ہنوز سٹل کھڑا روپ نے دو منٹ اس
کے جواب کا انتظار کیا پھر ہمت کر کے خود ہی بول
پڑی

لالہ --- میں --- جاؤں؟؟؟ روپ نے بالاج کی آنکھوں کے
آگے ہاتھ ہلاتے کہا تو اس کی چوڑیوں کی کھنک

سے بالاج خانزادہ ہوش میں آیا
آآااا۔۔۔ہاں۔۔۔جاؤ تم۔۔۔ بالاج نے نظروں کا زاویہ
بدلتے کہا پر روپ کیسے جاتی بالاج ابھی بھی
اس کے سامنے اس کے بے حد قریب کھڑا تھا وہ
پیچھے ہٹتا تو روپ جاتی نا۔۔۔
لالہ۔۔۔ راستہ۔۔۔ دیں۔۔۔ روپ نے منمنا کر کہا تو
بالاج نے نا سمجھی سے روپ کی طرف دیکھا پھر
جیسے ہی اسے احساس ہوا وہ روپ کے کتنے قریب
کھڑا ہے بالاج خانزادہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹا
روپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دیکھا فوراً دروازے کی
طرف لپکی
سنو۔۔۔

اس سے پہلے روپ دروازے سے قدم باہر رکھتی

بالاج خانزادہ کی دھیمی آواز پر اس کے قدم وہی
جم گئے روپ نے دھڑکتے دل سے پیچھے مڑ کر دیکھا
"صبح اس متعلق کسی سے کوئی بات مت کرنا
بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیتے کہا تو روپ جلدی
سے ہاں میں سر ہلا کر باہر بھاگ گئی

بے اختیار بالاج کے انابی ہونٹوں نے دھیمی سی
مسکراہٹ کو چھوا
پاگل لڑکی

بالاج خانزادہ نے سر جھٹکا اور وارڈ روپ سے کپڑے
نکال کر ہاتھ لینے چلا گیا

جیسے ہی بالاج خانزادہ نے واش روم میں قدم رکھا
شیمپو کی بھینی بھینی خوشبو اس کی نتھوں
سے ٹکرائی

بالاج شاور لینے لگا سوچوں کا مرکز روپ خانی ہی
تھی اس کی ہری آنکھیں بالاج کے دل و دماغ
میں کسی فلم کی طرح بار بار گھوم رہی تھیں
بالاج خانزادہ شاور لے کر نکلا بالوں میں برش
کیا اور لائٹ آف کر کے سونے کے لیے لیٹ گیا پر
شاید آج رات کر سٹل گرے آنکھوں نے روپ کی
ہری آنکھوں کو یاد کرتے گزارنی تھی
یہ کیا ہو گیا ہے مجھے۔۔ ایک لڑکی ہی تو ہے، میں
کیوں اسے بار بار یاد کر رہا ہوں
بالاج خانزادہ نے چھت کو گھورتے سوچا
ادھر روپ جیسے ہی بالاج خانزادہ کے کمرے سے
نکلی سیدھا اپنے کمرے میں جا کر ہی رکی
توبہ۔۔ انسان ہے یا کینڈا؟؟

روپ نے بالاج خانزادہ کی چوڑی جسامت کو یاد
کرتے برا سامنہ بنایا
مجھے بھی پوری حویلی میں ایک اس کا ہی کمرہ
دکھا تھا۔۔ حد ہو گئی۔۔

روپ نے اپنے سر پر چیت لگائی اور سونے کے لیے
لیٹ گئی

ابھی وہ لیٹی ہی تھی جب بہرام کی کال آگئی روپ
نے مسکرا کر فون اٹھایا اور وہ دونوں باتیں کرنے لگے
اب باتوں کا سلسلہ ساری رات چلنا تھا

بالاج کی ساری رات آنکھوں میں کٹی ہوش اسے
تب آیا جب فجر کی آذان اس کے کانوں میں پڑی
بالاج اٹھا اور وضو کر کے مسجد نماز پڑھنے چلا گیا
روپ بھی اذان کی آواز سنتے بہرام کو خدا حافظ

کہہ کر اٹھی اور وضو کر کے نماز کی نیت باندھی
نماز پڑھنے کے بعد روپ ٹہلنے کی غرض سے کمرے
سے نکلی اور حویلی کے ساتھ ہی چھوٹے سے مگر
خوبصورت بنے باغ میں ننگے پاؤں ٹہلنے لگی روپ
ٹہلتے ہوئے سارا باغ دیکھ رہی تھی اسے یہ باغ
بہت پسند آیا جس میں ہر قسم کے پھول لگے تھے
اور سب سے خاص بات باغ بہت صاف ستھرا تھا
روپ کو یوسف کی کہی بات یاد آگئی کہ بالاج خانزادہ
بہت نفاست پسند ہے

بالاج نماز پڑھ کر سیدھا باغ میں آگیا وہ روز دس
منٹ باغ میں چہل قدمی کرنے کے بعد کمرے میں
جاتا تھا آج بھی وہ نماز کے بعد سیدھا باغ میں آگیا
پر سامنے ہی اسے ایک نسوانی جوتی نظر آئی بالاج

نے نا سمجھی سے ادھر ادھر دیکھا پر فلحال باغ
میں اسے کوئی نظر نہیں آیا
بالاج قدم قدم چلتا باغ میں ادھر ادھر نظریں
دوڑانے لگا

تبھی اسے چوڑیوں کی کھنک سنائی دی بالاج
کا دھیان کل رات روپ کی چوڑیوں کی کھنک کی
طرف چلا گیا
روپ۔۔

بالاج خانزادہ کے ہونٹوں سے نکلا اور روپ جیسے
اس کے انابی ہونٹوں سے اپنا نام کہلوانا چاہتی تھی
فوراً ہی ایک درخت کی اوٹ سے نکلی پر سامنے
ہی بالاج کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی
ل۔۔۔ لالہ۔۔۔

آاااپ۔۔۔

روپ نے حیرت سے کہا اور سوچ میں پڑ گئی کہ

یہ انسان سوتا بھی ہے یا نہیں

بالاج نے روپ کی طرف دیکھا اور چلتا ہوا اس

کے سامنے کھڑا ہو گیا

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟ بالاج خانزادہ نے ماتھے

پر بل ڈالے پوچھا اسے غصہ آ رہا تھا کیوں یہ لڑکی

بار بار اس کے سامنے آرہی تھی

وہ۔۔۔ میں۔۔۔ واک۔۔۔ کرنے۔۔۔ روپ نے اپنی ہری آنکھیں

بالاج خانزادہ کی کرسٹل گرے آنکھوں میں ڈال

کر ہکلاتے ہوئے بات ادھوری چھوڑی

اکیلے؟؟ بالاج کا پارہ مزید چڑھا

جج۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ روپ سمجھ گئی بالاج اس کے اکیلے

آنے پر غصے میں ہے
وہ۔۔ میں۔۔ گھر پر۔۔ اکیلے ہی۔۔ واک کے لیے۔۔ نکلتی۔۔
یہ تمہارا گھر نہیں میرا گاؤں ہے اس لیے آج تمہاری
پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر رہا ہوں
جت تک تم اس گاؤں میں ہو
خان حویلی سے اکیلے باہر ایک قدم بھی نہیں
رکھو گی ورنہ میں بھول جاؤں گا تم مہمان ہو۔۔
بالاج نے روپ کی بات کاٹے سرد لہجے میں
وارنگ دی
لیکن۔۔ حویلی کے ساتھ ہی تو باغ ہے۔۔ روپ کو
اچھا نہیں لگا بالاج کا اس طرح اسے ڈانٹنا اس
لیے وہ ہمت کر کے بولی
شاید تمہیں ٹھیک سے سنائی نہیں دیا۔۔ تم خان

حویلی سے اکیلے باہر ایک قدم بھی نہیں رکھو گی
بالاج نے دھیمی آواز میں غرا کر کہا تو اس بار
روپ سے بھی برداشت نہیں ہوا
نہیں تو کیا کر لیں گے آپ؟؟ روپ نے اپنی ہری
آنکھیں بالاج خانزادہ کی کرسٹل گرے آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر بنا خوف سے کہا
تو میں یہی اسی باغ میں تمہاری قبر کھود دوں گا
بالاج خانزادہ نے غصے سے سرخ آنکھیں لیے کہا
کرسٹل گرے آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں تھیں
اور تم آئندہ ننگے سر حویلی سے بھی نہیں
نکلو گی۔۔ روپ کو چپ دیکھ بالاج نے اسے
انگلی اٹھا کر ایک اور وار ننگ دی
آپ ہوتے کون ہیں مجھ پر رعب ڈالنے والے یا مجھ

پر حکم چلانے والے؟؟ روپ کی ہری آنکھیں پانیوں
سے بھر رہی تھیں کتنا سفاک تھا وہ۔۔ ابھی کچھ
ہی گھنٹے ہوئے تھے اسے اس حویلی میں آئے اور
وہ اس کی قبر کھودوانے کی بات کر رہا تھا
" سردار بالاج خانزادہ

بالاج نے روپ کا ایک کندھے پر جھولتا دوپٹہ پکڑا
اور اچھے سے اس کے سر سے لے کر سینے تک پھیلایا
یہ کیا بد تمیزی ہے؟؟ سردار ہو گے آپ اس گاؤں
کے۔۔ میں ملازمہ نہیں ہوں آپ کی۔۔
روپ نے غصے سے بالاج خانزادہ کے ہاتھ جھٹکے
اے لڑکی۔۔ زیادہ زبان مت چلاؤ میرے سامنے۔۔
بالاج خانزادہ کو حیرت ہو رہی تھی پورا گاؤں
اس کے غصے سے ڈرتا تھا اور یہ لڑکی نڈر ہو کر

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دے
رہی تھی

میں آپ کی شکایت خانم بی بی اور بابا سے کروں
گی۔۔ روپے رندھی آواز میں کہا
میرے سامنے ٹسوے مت بہانا۔۔ نکلو۔ یہاں سے۔۔
بالاج خانزادہ نے اسے ہاتھ کے اشارے سے جانے
کا کہا تو روپ کو مزید حیرت ہوئی
کتنے جاہل ہو آپ۔۔ گھر آئے مہمان کے ساتھ یہ
سلوک ہوتا ہے اس گاؤں میں۔۔ میں آج ہی شہر
واپس چلی جاؤں گی۔۔ روپ کے آنسو اس کے
دودھیا گالوں پر لڑھکے

شوق سے جانا۔۔ ابھی فلحال یہاں سے جاؤ۔۔
ناجانے کیوں بالاج خانزادہ کو روپ کے آنسو

دل پر گرتے محسوس ہوئے اس لیے وہ چہرہ موڑ گیا
ٹھیک کہا تھا محبوب لالہ نے۔۔ آپ سفاک ہو۔۔
روپ نے روتے ہوئے چلا کر کہا اور بالاج خانزادہ
کی سائیڈ سے گزر کر بھاگ گئی
بالاج خانزادہ نے مڑ کر دیکھنا ضروری نہیں سمجھا
اور گہرا سانس لیتے چہل قدمی کرنے لگا
روپ تیز بھاگتے ہوئے سیدھا حویلی میں آئی اور
خانم بی بی سے ٹکرائی
خانم بی بی نماز پڑھ کر ابھی اپنے کمرے سے
نکلی ہی تھیں جب روپ ان سے ٹکرائی
روپ پتر۔۔ کیا ہوا رو کیوں رہی ہو؟؟ خانم بی بی
نے روپ کو پکڑ کر سامنے کیا تو ہری آنکھوں سے
آنسو نکل رہے تھے

آپ کا پوتا۔۔ بہت بے رحم ہے۔۔ اس نے مجھ سے
بہت غصے سے بات کی۔۔ مجھے یہاں نہیں رہنا میں
آج ہی واپس چلی جاؤں گی۔۔ روپ نے ہچکیوں
سے روتے ہوئے کہا اور بنا خانم بی بی کی بات
سے سیرٹھیاں چڑھ گئی

روپ پتر بات تو سن۔۔ خانم بی بی اسے آوازیں

دیتی رہ گئیں پر روپ نہیں رکی

خانم بی بی کے پلے تو کچھ نہیں پڑا وہ پاس

ہی پڑے اپنے تحت پر بیٹھ گئیں

کچھ دیر بعد بالاج خانزادہ حویلی کے داخلی

دروازے سے اندر آتا دکھائی دیا

اسلام علیکم خانم بی بی

بالاج خانزادہ سلام کرتا ان کے پاس ہی تحت

پر بیٹھ گیا

و علیکم السلام۔۔

خانم بی بی نے بالاج کے سر پر شفقت سے ہاتھ

پھیرا

تم نے روپ کو کچھ کہا؟؟

روپ داخلی دروازے سے بھاگتی آئی تھی اور اب

بالاج بھی وہی سے آیا تھا خانم بی بی سمجھ

گئیں روپ بالاج کے متعلق بول رہی تھی

ہمم۔۔

بالاج خانزادہ نے محض ہمم کہا

کیوں؟؟ خانم بی بی نے سخت لہجے میں پوچھا

آپ کی پوتی باغ میں ننگے سرا کیلے گھوم رہی

تھی اب اسے ڈانٹنا نہ تو کیا باغ سے پھول توڑ

کر اس کے گلے میں پھولوں کے ہار پہناتا۔
بالاج خانزادہ نے جل کر کہا کل رات سے اس
کے دل و دماغ پر روپ سوار تھی آج صبح بھی
اس سے ٹا کر اہوا اور اب خانم بی بی بھی شروع
ہو چکی تھیں

نہیں۔۔ پھول توڑ کر اس کے ہاتھ میں دے دیتے۔۔
خانم بی بی نے شرارت سے مسکرا کر کہا
کیا مطلب؟؟ بالاج خانزادہ نے نا سمجھی سے خانم
بی بی کی طرف دیکھا

مطلب میں اور شارق چاہتے ہیں پھر سے روپ کو
تمہارے لیے مانگ۔۔۔۔

بس کر دیں خانم بی بی۔۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو؟؟
بالاج نے انکی بات کاٹتے حیرت سے کہا

کچھ نہیں ہوا ہے مجھے۔۔ جو ہوا سو ہوا
اب بس زندگی میں آگے بڑھو۔۔ خانم بی بی
نے دو ٹوک انداز میں کہا
ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔ میں بہت مشکل سے
اس حادثے سے نکلا ہوں میرا عورت ذات سے
بھروسہ اٹھ چکا ہے
بالاج کے لہجے میں درد تھا جو خانم بی بی
نے محسوس بھی کیا پر خانم بی بی چاہتی تھیں
وہ زندگی کی طرف لوٹ آئے ساری زندگی اسے
اکیلے تھوڑی ناگزارنی تھی زندگی گزارنے کے
لیے ایک ہمسفر چاہیے ہوتا ہے جو سکھ دکھ میں
ہمارا سا نبھتی ہو۔۔
بالاج پتر۔۔

روپ بہت معصوم ہے تو نے دیکھی نہیں اس
کی ہری آنکھیں، کتنی شفاف اور پاک ہیں
خانم بی بی کے لہجے میں روپ کے لیے پیار تھا
اب بالاج انہیں کیا کہتا وہ کل رات سے ان ہری
آنکھوں کی وجہ سے ہی تو سو نہیں سکا تبھی
اپنے جذبات سے دور بھاگنے کے لیے ابھی اس نے
روپ کو ڈانٹ دیا

معاف کیجئے خانم بی بی
میں اب دوبارہ اپنی زندگی ایک عورت کے پیچھے
برباد نہیں کر سکتا اس گاؤں اور گاؤں کے لوگوں
کو میری ضرورت ہے کیونکہ اس بار بھی اگر
بالاج خانزادہ کو عورت نے ڈسا۔ تو وہ سیدھا
قبر میں جائے گا اور میں ابھی مرنا نہیں چاہتا

اپنے گاؤں کے لیے کچھ کرنا چاہتا ہوں اس لیے
بہت مہربانی ہوگی آپ مجھے میرے گاؤں کے لیے
بخش دیں

بالاج خانزادہ نے دھیمے پر سخت لہجے میں کہا
اور اپنے کمرے میں چلا گیا

پیچھے خانم بی بی سر پکڑ کر بیٹھ گئیں

روپ کمرے میں آکر زار و قطار رو رہی تھی پھر

کچھ سوچتے اس نے موبائل اٹھایا اور بہرام کا

نمبر ملا یا جو چو تھی بیل پر ہی اٹھالیا گیا

بہرام۔۔

روپ نے سوں سوں کرتے کہا

روپ میری خانی۔۔ کیا ہوا؟؟؟

بہرام نے پہلی بار روپ کو اتنی تکلیف سے روتے پایا

مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔ روپ نے آنسو پونچھتے کہا
کیوں کیا ہوا؟؟ بہرام نے حیرت سے پوچھا
وہ کھڑوس سردار۔۔ اس نے میری انسلٹ کی
روپ کے لہجے میں بالاج خانزادہ کے لیے نفرت
اور غصہ تھا

کون وہ تمہارا کزن سردار؟؟ بہرام نے تصدیق چاہی
ہاں۔۔ مجھے بس یہاں نہیں رہنا
روپ نے اٹل لہجے میں کہا
تو آ جاؤ نایار۔۔ میں خود ایک ہی رات میں تم سے
اداس ہو گیا ہوں

بہرام نے لہجے میں محبت سموئے کہا
ٹھیک ہے میں آج ہی بابا سے بات کرتی ہوں روپ
نے کچھ سوچتے کہا اور بہرام سے ادھر ادھر کی

باتیں کرنے لگی
بہرام سے باتیں کر کے وہ کافی حد تک ٹھیک ہو
گئی تھی

اسلام علیکم چچا سائیں
سب ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے تھے جب بالاج خانزادہ
نے براق خانزادہ کی طرف بڑھتے سلام کیا
وعلیکم السلام کیسے ہو سردار سائیں؟؟
براق خانزادہ اٹھ کر بالاج خانزادہ سے بگلگیر ہوئے
الحمد للہ

بالاج نے مختصر جواب دیا اور یوسف کی طرف
بڑھا یوسف بھی اٹھ کر بالاج خانزادہ سے بگلگیر ہوا
کیسی ہیں آپ چچی؟؟

بالاج خانزادہ نے علینا سے پوچھا تو اس نے مسکرا

کر سرہاں میں ہلادیا

روپ نے زرا سی نظریں اٹھا کر بالاج خانزادہ کی طرف

دیکھا تبھی اتفاقاً بالاج کی نظریں بھی روپ پر اٹھیں

دونوں کی نظریں ٹکرائیں تو روپ نے فوراً غصے سے

نظریں پھیر لیں

بالاج بھی نظروں کا زاویہ بدل کر کرسی گھسیٹ

کر بیٹھ گیا اور ناشتہ کرنے لگا

بابا۔۔ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے روپ ناشتہ

کرتے براق خانزادہ سے مخاطب ہوئی

ہاں بولو خانی۔۔ براق خانزادہ نے چائے کا سپ لیتے کہا

وہ۔۔ میں۔۔ گھر واپس چلی جاؤں؟؟

روپ نے منت بھرے انداز میں کہا تو وہاں بیٹھے

سبھی کے ناشتہ کرتے ہاتھ تھمے بالاج خانزادہ نے
نوالہ منہ میں ڈالتے زرا سی نظریں اٹھا کر روپ
کی طرف دیکھا جو براق خانزادہ کی طرف التجائیہ
نظروں سے دیکھ رہی تھی بالاج چپ چاپ ناشتہ
کرنے لگا

خیریت روپ؟؟ اس سے پہلے براق خانزادہ انکار
کرتے علینا نے نرمی سے پوچھا
مام۔۔ میرا کالج ہے میں اتنے دن آف نہیں رہ سکتی
روپ نے بہانہ گھڑا

نہیں روپ خانی۔۔ تم کہیں نہیں جاؤ گی اور اکیلے
میں کبھی بھی تمہیں گھر پر رکنے کی اجازت
نہیں دے سکتا اس لیے یہ بات یہیں پر ختم کرو
براق خانزادہ نے دو ٹوک انداز میں کہا اور

اٹھ کر چلے گئے پیچھے روپ نے علینا کی طرف
خفگی بھری نظروں سے دیکھا پر علینا کی آنکھوں
میں بے بسی تھی

روپ پتر۔۔ چھوٹی سی تھی تم جب شہر چلی گئی
میں تمہیں دیکھنے کو ترستی تھی اب جب تم آہی
گئی ہو تو جب تک میں مر نہیں جاتی تم یہیں رہو
میرے پاس۔۔

خانم بی بی نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا وہ سچ
میں روپ کے جانے کا سن کر افسردہ ہوئی تھیں
خانم بی بی پلیر۔۔

ایسی باتیں تو نہ کریں۔۔ اللہ کرے آپ کو میری عمر
لگ جائے

روپ جلدی سے اٹھ کر خانم بی بی کے سینے سے

لگ گئی کل سے وہ خانم بی بی کی آنکھوں میں
اپنے لیے محبت دیکھ رہی تھی
تو پھر یہی رہو میرے پاس۔۔ خانم بی بی نے آنسو
پونچھتے کہا تو روپ چپ سی ہو گئی
مجھے پتا ہے تم بالاج کی وجہ سے جا رہی ہو پر
میں تم سے وعدہ کرتی ہوں وہ اب تم سے غصے سے
بات نہیں کرے گا اور اپنے صبح کے رویے کے لیے
معافی بھی مانگے گا
خانم بی بی نے دھیرے سے روپ کے کان میں
سرگوشی کی

پکا؟؟ روپ نے اپنی ہری آنکھیں خانم بی بی کی
طرف گھما کر اٹل انداز میں پوچھا
پکا وعدہ۔۔ خانم بی بی نے روپ کے ماتھے پر

بوسہ دیتے کہا تو روپ ریلیکس ہو گئی وہ یہ سوچ
کر ہی انجوائے کر رہی تھی کہ اٹھارہ قبیلوں کا سردار
بالاج خانزادہ جس کے سامنے سب جھکتے تھے وہ
خود جھک کر روپ سے معافی مانگے گا
بالاج خانزادہ نے ٹیرھی نظروں سے روپ اور
خانم بی بی کی طرف دیکھا نیپکین سے ہاتھ صاف
کیے اور اٹھ گیا

ہنہ۔۔ آیا بڑا۔۔ کھڑوس گینڈا۔۔
روپ نے دل ہی دل میں بالاج کی پشت کو دیکھ
کر اسے گینڈا بول کر اپنے جلتے دل کو راحت پہنچائی

کہاں ہو تم نالائق انسان؟؟ چوہدری ثار علی کل سے
چوہدری حسین کو فون کر رہے تھے پر چوہدری حسین

کا نمبر اب جا کر ملا تھا
میں شہر آیا ہوں کچھ کام تھا؟؟؟ چوہدری ثار نے
ناگواری سے پوچھا
کل سردار بالاج خانزادہ آیا تھا وہ تمہیں کتے کی طرح
ڈھونڈ رہا ہے اگر تم اس کے ہاتھ لگ گئے تو ساری
اکڑ مٹی میں ملادے گا وہ۔۔۔۔۔
چوہدری حسین نے بھڑک کر کہا
بس کر دیں بابا۔۔ وہ کیا بندے کھاتا ہے جو آپ مجھے
ڈرا رہے ہیں۔۔ چوہدری حسین نے غصے سے مٹھیاں
بھینچتے کہا
بندوں کا تو پتا نہیں۔۔ پر تمہارا خون ضرور پینے
کا ارادہ رکھتا ہے وہ۔۔
چوہدری ثار علی نے اسے ڈرانا چاہا

ہنہ۔۔ ایک گولی کی مار ہے وہ۔۔ چوہدری حسین

نے بنا ڈرے کہا

تمہاری انہی حرکتوں کی وجہ سے تمہاری بہن کو
طلاق ہو چکی ہے پر تم باز نہیں آتے اٹے کاموں سے۔۔

چوہدری ثار علی نے اسے یاد دلانا چاہا

وہ جلاد میری بہن الفت کے لائق ہی نہیں تھا جو

ہوا اچھا ہوا۔۔

چوہدری حسین نے بناثر مندہ ہوئے کہا

بکو اس بند کرو اپنی اور کل ہی گاؤں پہنچو۔۔

کیونکہ کل صبح الفت واپس آرہی ہے اور میں چاہتا

ہوں تم اپنی بہن سے معافی مانگو

چوہدری ثار علی نے حکمیہ لہجے میں کہا

ٹھیک ہے میں آجاؤں گا اب فون رکھیں مجھے بور

مت کریں۔۔

چوہدری حسین نے کوفت سے کہا اور فون بند
کر دیا چوہدری ثار علی نے بند ہوتے فون کو گھور
کر دیکھا

اچھا ہوا خان حویلی والوں نے تمہیں رشتہ نہیں دیا
اس معصوم صبا کی زندگی ہی برباد کرنی تھی تم نے
جیسے اب تمہاری وجہ سے میری معصوم الفت کی
ہوئی۔۔

چوہدری ثار علی کی آنکھیں بھیگ گئیں
کیونکہ پرسوں ہی انہیں اطلاع ملی تھی کہ شہروز
نے الفت کو طلاق دے دی ہے

شہروز شادی کے پہلے دن سے ہی الفت ہر ہاتھ اٹھاتا
تھا اس کی درندگی کے نشان الفت کے جسم پر اب

پکے ہو چکے تھے وہ ایک عیاش مرد تھا الفت سے
اس کا جی بھر چکا تھا اس لیے اس نے شادی کے
چھ سال بعد اپنے پانچ سالہ بیٹے مصطفیٰ کے سامنے
چوہدری حسین کی حرکتوں کا بہانہ بنا کر الفت
کو طلاق دے دی

افت شہروز کے ساتھ کراچی میں رہائش پذیر تھی
جب شہروز نے اسے طلاق دی تو وہ مصطفیٰ کا
ہاتھ تھام کر اپنی ایک دوست کے پاس چلی گئی
جس نے اسے اس کڑے وقت میں سہارا دیا اور
اب کل صبح ہی الفت، مصطفیٰ کے ساتھ گاؤں
پہنچ رہی تھی

چوہدری حسین الفت سے بے حد محبت کرتا تھا
اسے جب شہروز کی درندگی کا پتا چلا تو اس

نے الفت سے کہا کہ وہ طلاق لے لے پر الفت مصطفیٰ
کی وجہ سے خاموش رہ جاتی
ہمارے معاشرے میں آج بھی یہی ہوتا ہے اگر مرد
عورت پر ظلم کرتا ہے تو عورت پہلے اپنے ماں باپ
کی وجہ سے سہ جاتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ اپنی
اولاد کی وجہ سے سہنا سیکھ جاتی ہے

روپ کمرے میں اپنے لیے ڈریس نکال رہی تھی
کیونکہ خانم بی بی نے کہا تھا محبوب خان زادہ
اور صبا، اسے اور یوسف کو گاؤں دکھا کر لائیں
گے اس لیے روپ اب تیار ہو رہی تھی جب اس کے
کمرے کا دروازہ ناک ہوا
آجائیں۔۔۔

روپ نے بیڈ پر پڑا دوپٹہ اپنے سینے پر پھیلا یا اور
ڈریس الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی اسے لگا یوسف خان
زادہ ہو گا پر کلک کی آواز پر جیسے ہی دروازہ کھلا
روپ نے نظروں کا زاویہ بدل کر دیکھا تو بالاج خان زادہ
کمر ہر ہاتھ باندھے بڑے سخت انداز میں کمرے میں
داخل ہوا

روپ کے تو طوطے اڑ گئے بالاج خان زادہ اس کے کمرے
میں بھلا کیا کرنے آیا تھا اسے روپ سے کیا کام پڑ گیا
کہیں پھر سے انسلٹ کرنے تو نہیں آیا
مجھے خانم بی بی نے بھیجا ہے

روپ کی سوچوں کا تسلسل بالاج خان زادہ کی سرد
آواز سے ٹوٹا اس نے چونک کر بالاج خان زادہ کی
طرف دیکھا

خانم بی بی نے کیوں؟؟؟

روپ نے نا سمجھی سے کہا

تم سے معافی مانگنے۔۔

بالاج خانزادہ نے بنا روپ کی طرف دیکھے تنکھے انداز

میں کہا تو روپ فوراً ریلیکس ہو گئی

اوہ۔۔ اس کی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی معافی

تب ہی مانگنی چاہیے جب غلطی کا احساس ہو

روپ نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا اور دوسری ڈریس

دیکھنے لگی

بالاج خانزادہ نے غصے سے اپنے سامنے کھڑی اس

چھوٹی سی مصیبت کو دیکھا جو کل کی آئی اس

سے معافیاں تلافیاں کروا رہی تھی اور معافی قبول

بھی نہیں کر رہی تھی جیسے وہ صرف بالاج خانزادہ

کو اپنے سامنے جھکانا چاہتی ہو بس۔۔۔

مجھے کوئی شوق بھی نہیں ہے تم سے سوری بولنے

کا۔۔ خانم بی بی کے کہنے پر آیا ہوں ورنہ بالاج خانزادہ

نے جھکنا نہیں جھکانا سکھانا ہے

بالاج خانزادہ نے دانت پیستے غصے سے کہا

دیکھا۔۔ مجھے تو پتا تھا آپ کو اپنی غلطی کا احساس

ہی نہیں ہے۔۔

روپ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر جتانے والے انداز

میں کہا

میں نے جب غلطی کی ہی نہیں تو احساس کس

غلطی کا ہو

بالاج خانزادہ بھی کہاں کم تھا

تو یہاں کیا جھک مارنے آئے ہیں؟؟ روپ نے آنکھیں

چھوٹی کر کے گھور کر کہا
خانم بی بی کی وجہ سے آیا ہوں جبکہ میں تو
تم جیسی بد تمیز اور زبان دراز لڑکیوں کے پاس سے
بھی نہیں گزرتا

بالاج خانزادہ نے مٹھیاں بھینچی
آپ پھر میری انسٹ کر رہے ہیں۔۔۔ روپ نے
بالاج خانزادہ کی کرسٹل گرے آنکھوں میں اپنی
ہری آنکھیں گاڑھ کر کہا
تم۔۔۔

بالاج پتر۔۔۔

ابھی بالاج خانزادہ کچھ کہتا پیچھے سے خانم بی بی
آگئیں اور فوراً بالاج کو ٹوک دیا
تمہیں یہاں معافی مانگنے بھیجا تھا نیچی کا مزید

دل دکھانے کے لیے نہیں۔۔

خانم بی بی نے کڑے تیوروں سے کہا تو بالاج خانزادہ

نے شکوہ کناں نظروں سے خانم بی بی کی طرف

دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو کیوں آپ مجھے اس

لڑکی کے آگے جھکانا چاہتی ہیں

خانم بی بی نے آنکھوں سے بالاج خانزادہ کو

اشارہ کیا تو بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیا

سوری۔۔۔

بالاج خانزادہ نے ادھر ادھر دیکھتے روپ پر

احسان کر ہی دیا

کیا؟؟ کچھ کہا آپ نے؟؟

روپ نے جان بوجھ کر بات ان سنی کی

میں نے کہا سوری۔۔۔

اس بار بالاج خانزادہ نے روپ کے خوبصورت
چہرے کی طرف دیکھتے چباچبا کر کہا
خانم بی بی۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں مجھے تو
سنائی ہی نہیں دے رہا
روپ نے معصومیت کے ریکارڈ توڑے تو بالاج
خانزادہ نے حیرت سے اس پدی کو دیکھا جو
دکھنے میں چھوٹی پر ڈیڑھ ہوشیار تھی خانم
بی بی نے اپنی ہنسی دبائی
بالاج غصہ تو اتنی اونچی آواز میں کرتے ہو کہ
پوری خان حویلی ہل کر رہ جاتی ہے اب معافی
کیوں آہستہ آواز میں مانگ رہے ہو۔۔ چلو شاباش
ٹھیک طریقے سے معافی مانگو
خانم بی بی نے پیار سے بالاج کو سمجھایا تو

بالاج خانزادہ نے خو نوار نظروں سے روپ کی
طرف دیکھا جس نے اتر کر بال پیچھے جھٹکے
بالاج خانزادہ قدم قدم چلتا روپ کے روبرو کھڑا
ہوا اور اپنی کر سٹل گرے آنکھیں جو غصے سے
سرخ ہو گئی تھیں روپ کی ہری آنکھوں میں ڈالیں
جہاں اس وقت شرارت ناچ رہی تھی
ایم سوری۔۔ میں نے تم سے غصے سے بات کی
بالاج خانزادہ کا چہرہ غصہ ضبط کرنے کے
چکروں میں سرخ پڑ گیا تھا
خانم بی بی بالاج کے منہ سے معافی سن کر
کمرے سے جا چکی تھیں
اس بار معاف کر رہی ہوں دوبارہ مجھے ڈانٹایا
غصہ کیا تو معافی نہیں سزا ملے گی

روپ نے احسان جتلا نے والے انداز میں کہا تو
بالاج خانزادہ کا ضبط جواب دے گیا
تم ہوتی کون ہو مجھے سزا دینے والی؟؟
بالاج خانزادہ نے روپ کا دودھیا بازو اپنی
مضبوط آہنی گرفت میں لیا تو روپ درد سے بلبللا
اٹھی۔۔۔

آاااہ۔۔۔ لالہ۔۔۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔ مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔
روپ نے درد سے تڑپتے ہوئے کہا
روپ۔۔۔

دور رہو مجھ سے۔۔۔ ورنہ بہت پچھتاو گی۔۔۔
بالاج خانزادہ نے روپ کا بازو جھٹکے سے چھوڑا
اور تیز قدم لیتا کمرے سے نکل گیا
پیچھے روپ اپنے بازو پر بالاج خانزادہ کی

انگلیوں کے سرخ نشان دیکھتے روپڑی
جاہل، کھڑوس گینڈا۔۔
سمجھتا کیا ہے خود کو۔۔ میں عزت کرتی ہوں
تو سر پر چڑھ رہا ہے
روپ نے روتے ہوئے اپنا دودھیا بازو سہلایا

رومت الفت، یہ سب نصیبوں کی بات
ہوتی ہے اللہ نے میری بیٹی کے نصیب میں اس سے
بھی اچھا لکھا ہو گا وہ شہر وز تمہارے لائق ہی نہیں
تھا اور ویسے بھی آج نہیں تو کل اس نے تمہیں چھوڑ
دینا تھا۔۔

افت آج صبح ہی مصطفیٰ کے ساتھ اپنے بابا

چوہدری ثار علی کی حویلی پہنچ گئی تھی وہ
جب سے آئی تھی روئے جا رہی تھی چوہدری ثار
علی اسے سینے سے لگائے حوصلہ دے رہے تھے
پاس ہی پانچ سالہ مصطفیٰ سویا ہوا تھا
بابا میں جانتی تھی وہ مجھے ایک دن چھوڑ
دے گا۔ اس لیے میں نے خود کو پہلے ہی اس
وقت کے لیے تیار کر رکھا تھا بس دکھ اس بات
کا ہے شہر وز نے ایک بار بھی مصطفیٰ کا نہیں سوچا
آپ جانتے ہیں گھر سے نکلتے وقت اس نے ایک بار
بھی مصطفیٰ کا ہاتھ نہیں تھاما میں تو غیر ہو
گئی تھی پر یہ۔۔۔

الفت نے روتے ہوئے مصطفیٰ کی طرف اشارہ کیا
یہ تو شہر وز کا اپنا خون ہے نا۔

الفت کہتے ہی پھر سے زار و قطار رونے لگی
کوئی بات نہیں بیٹی۔۔ یہ بھی اللہ نے تمہارے حق
میں ہی بہتر کیا ہے۔۔ سوچو۔۔ اگر وہ مصطفیٰ کو
روک لیتا تو کیا تم اس کے بغیر رہ لیتی؟؟ نہیں نا۔۔
تو بس اسی لیے اللہ نے اس کے دل میں اپنے بیٹے
کے لیے محبت نہیں ڈالی۔۔

چوہدری ثار علی نے الفت کو پیار سے سمجھایا تو
الفت چوہدری ثار علی کی بات سن کر چپ سی
کر گئی

واقعی اگر شہروز مصطفیٰ کو روک لیتا تو اس نے
تو اپنے بیٹے کے بغیر مر ہی جانا تھا
الفت نے گہری نیند سوئے معصوم سے مصطفیٰ کی
طرف دیکھتے سوچا

چلو تم آرام کرو شام تک حسین بھی اجائے گا پھر
اپنے بھائی سے گلے شکوے کر لینا اور اسے سمجھانا بھی
کہ وہ خانوں سے پن گامت لے
چوہدری نثار علی نے بالاج خانزادہ کے حوالے سے
کہا تو الفت نے آہستہ سے سر ہلادیا

اسلام علیکم اماں سائیں۔۔۔
خانم بی بی اپنے تحت پر براجمان تھیں جب
براق اور شارق خانزادہ اکھٹے ان کے پاس آکر
بیٹھ گئے

وعلیکم السلام۔۔

ماشاء اللہ۔۔

تم دونوں کو اکٹھے دیکھ کر مجھے سکون

ملتا ہے۔۔ خانم بی بی نے باری باری دونوں کے

سر پر ہاتھ پھیرا

پریشان مت ہوں اماں سائیں۔۔

ہم دونوں بھائیوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب

ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے

شارق خانزادہ نے براق خانزادہ کی طرف دیکھتے

مسکرا کر کہا

سچ؟؟ خانم بی بی نے بے یقینی سے دونوں کی

طرف دیکھا

جی اماں سائیں۔۔

میری روپ کل بھی بالاج خانزادہ کی امانت

تھی آج بھی ہے آپ جب چاہیں گے میں آپ کی

امانت آپ لوگوں کے سپرد کر دوں گا

براق خانزادہ نے خانم بی بی کا ہاتھ پکڑ کر
انہیں پر یقین لہجے میں تسلی تھی
لیکن۔۔ بالاج تو شادی شدہ۔۔۔۔۔
خانم بی بی بات کرتے چپ سی کر گئیں
اس بات کو چھوڑ دیں آپ۔۔ وہ عورت ہمارے
بالاج خانزادہ کے لائق ہی نہیں تھی بلکہ
بالاج کے ساتھ غلط ہوا ہے اس نے دھوکا دیا
بالاج کو۔۔

براق خانزادہ نے اپنی طرف سے خانم بی بی
کو بھرپور تسلی دی کہ انہیں بالاج کی پہلی
شادی سے کوئی اعتراض نہیں ہے
وہ تو ٹھیک ہے براق پتر۔۔ پر روپ نہ مانی تو؟؟
خانم بی بی نے اپنے دل کا خدشہ ظاہر کیا

روپ کو منانا میری ذمہ داری ہے مجھے یقین
ہے میری بیٹی انکار نہیں کرے گی
براق خانزادہ خانم بی بی کا ہاتھ دباتے انہیں
مزید تسلی دی

آپ لوگوں یہ سوچیں بالاج کو کیسے منانا ہے
شارق خانزادہ نے پریشانی سے کہا تو خانم
بی بی نے گہرا سانس لیا

ایک بات کہوں گی۔۔ اس رشتے سے بس ہم
تینوں ہی راضی ہیں باقی اگر دیکھا جائے تو
علینا بھی راضی نہیں ہوگی

خانم بی بی افسردگی سے کہا
اماں سائیں میں نے کہا نا آپ ان کی فکر
مت کریں آپ بالاج خانزادہ کو منائیں ان

ماں بیٹی سے کیسے نمٹنا ہے میں جانتا ہوں
براق خان زادہ نے ہنس کر کہا تو شارق خان زادہ
اور خانم بی بی بھی مسکرا دیئے
یہ تو اب وقت نے ہی بتانا تھا ان تینوں کا یہ
فیصلہ خان حویلی میں طوفان لانا ہے یا خوشیاں۔۔

صبا اور محبوب خان زادہ، روپ اور یوسف خان زادہ
کو گاؤں دکھانے نکلے تھے
روپ کو پورا گاؤں خاص کر گاؤں کے لوگ بے حد
پسند آئے تھے

گاؤں کی عورتیں روپ کو روک روک کر پیار کر رہی
تھیں کیونکہ وہ یہی جانتی تھیں کہ بہت جلد روپ
ان کی سردار بننے والی ہے

روپ تو ان کے اتنا پیار دینے پر خوب شرمسار ہی
تھی پراگرا سے اس پیار کی اصل وجہ سمجھ
میں آجاتی تو یہ شرمسار غصے میں بدل جاتی تھی
لالہ۔۔ مجھے امرود کے باغ دیکھنے ہیں روپ نے محبوب
خانزادہ سے فرمائش کی

نہیں خانی۔۔ لالہ کو لڑکیوں کا باغوں میں جانا بالکل
بھی نہیں پسند۔۔ اگر انہیں پتا چلا تو فضول
میں بدمزگی ہوگی

محبوب خانزادہ نے سہولت سے انکار کرتے روپ
کو بالاج خانزادہ کی ایک اور خوبی گنوائی
یہ تمہارے کھڑوس لالہ خود کو سمجھتے کیا ہیں
جب دیکھو حکم چلاتے رہتے ہیں لیکن ایک بات
کان کھول کر سن لو میں ان کی ملازمہ نہیں ہوں

مجھے آمرو د کے باغ بھی دیکھنے ہیں اور درخت
پر چڑھ کر امرو د توڑ کر کھانے بھی ہیں
روپ کا تو غصے سے برا حال ہو گیا یہ بالاج خان زادہ
کابس چلتا تو سب سے کہتا سانس بھی میری
مرضی سے لو (روپ نے کڑھ کر سوچا)
لیکن خانی۔۔

لیکن ویکن کچھ نہیں۔۔ مجھے باغوں میں جانا
ہے مطلب جانا ہے

ابھی صبانے اسے سمجھانے کے منہ کھولا ہی تھا
روپ نے اس کی بھی بولتی بند کروادی
ریلیکس یار۔۔ ہم لالہ کو بتائیں گے ہی نہیں۔۔
یوسف خان زادہ نے کندھے اچکا کر لا پرواہی سے
آسان سا مشورہ دیا

تو صبا نے محبوب خان زادہ کی طرف دیکھا
ٹھیک ہے جیسے تم لوگوں کی مرضی۔۔۔ پر یاد
رکھنا لالہ کو مت بتانا ورنہ خان حویلی میں قیامت آ
جائے گی اور سب سے پہلے میرا حساب ہوگا
محبوب خان زادہ نے ہارمانے والے انداز میں کہا
ڈونٹ وری لالہ۔۔۔ میں ہوں نا۔۔۔ آپ کے حصے کا حساب
میں دے دوں گی۔۔۔
روپ نے محبوب خان زادہ کو مسکرا کر تسلی دی
تو باقی سب بھی مسکرا دیئے اور باغ کی طرف
چل پڑے یہ سوچے بغیر کہ ان کی قیامت سامنے ہی
ان کی منتظر کھڑی ہوگی

چوہدری حسین حویلی پہنچ چکا تھا پرافت نے

اس سے بات تک نہیں کی
چوہدری حسین اپنی بہن کے آگے پیچھے گھوم رہا
تھا مصطفیٰ بھی اپنی ماموں کی گود میں
ہی چڑھا ہوا تھا

الفت چلو میں تمہیں اور مصطفیٰ کو باغ دکھا کر
لاتا ہوں، چوہدری حسین جان بوجھ کر الفت کو
مخاطب کر رہا تھا تاکہ وہ اس سے بات تو کرے
یہ میرا بھی گاؤں ہے اور جب مجھے باغ دیکھنے
ہوں گے میں چلی جاؤں گی
الفت نے تیکھے انداز میں کہا

اچھا بہن معاف کر دو ان سب میں میرا قصور
نہیں ہے مجھے تو شروع سے ہی وہ شہر وز پسند
نہیں تھا میں تو بس چوہدری نثار علی کی وجہ سے

چپ تھا۔۔

چوہدری حسین نے گہرا سانس لیتے کہا
یہ چوہدری نثار علی کیا ہوتا ہے بابا ہیں وہ آپ کے
الفت نے اسے فوراً ٹوکا

ہاں وہی وہی۔۔ بابا

چوہدری حسین نے لاپرواہی سے کہا تو الفت
نے اسے گھور کر دیکھا
الفت تم میری چھوٹی بہن ہو میں کیوں چاہوں گا
میری وجہ سے تمہارا گھر برباد ہو

چوہدری حسین نے الفت کے سر ہاتھ رکھتے کہا
میں آپ سے اس وجہ سے ناراض نہیں ہوں کہ شہروز
نے آپ کو جواز بنا کر مجھے طلاق دی میں آپ کی
خود کی ذاتی حرکتوں کی وجہ سے ناراض ہوں

الفت نے خفگی بھرے انداز میں کہا
الفت تم بابا کی باتوں میں مت آیا کرو میں
نے بہت تمیز سے صبا کے لیے رشتہ بھیجا تھا پر اس
سردار کو کچھ زیادہ ہی چربی چڑھی ہے پر میں
نے بھی اب سوچ لیا ہے کیسے اس کی چربی
اتارنی ہے

چوہدری حسین نے کچھ سوچتے کہا
دیکھا آپ کی انہی باتوں اور حرکتوں کی وجہ سے
میں آپ سے خفا ہوں

الفت نے اسے فوراً احساس دلایا
چھوڑو تم یہ سب۔۔ چلو میں تمہیں اور مصطفیٰ کو
باغ لے چلتا ہوں

چوہدری حسین نے مصطفیٰ کو گود میں اٹھا کر کہا

تو الفت نے خفگی بھری نظروں سے چوہدری حسین
کی طرف دیکھا

اچھانا پیاری سسٹر۔۔ باقی باتیں رات کو کوئی اچھی
سی مووی لگا کر کریں گے اب چلو

چوہدری حسین نے الفت کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا
لیکن میں عدت میں ہوں

افت نے بھرائی آواز میں کہا
تو چوہدری حسین بھی ایک دم ساکت سا ہو گیا

سلام سردار سائیں

بالاج خانزادہ ڈیرے پر بیٹھا چائے پی رہا تھا

جو اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا

جب حشمت علی نے آکر مودب انداز میں سلام کیا

ہمم۔۔ وعلیکم السلام بولو کیا خبر ہے
بالاج خانزادہ نے چائے کاسپ لیتے کہا
سردار سائیں پکی خبر ہے چوہدری حسین گاؤں
آچکا ہے اور اس وقت اپنی حویلی میں ہے
حشمت علی نے پر یقین لہجے میں کہا
حشمت علی مجھے پکی خبر چاہیے کہ اس وقت
وہ کہاں ہے

چوہدری حسین کا سنتے ہی بالاج خانزادہ کی غصے
سے رگیں تن گئیں

سردار سائیں وہ اپنی بہن اور بھانجے کے ساتھ
امرودوں کے باغ کی طرف گیا ہے
حشمت علی نے ہاتھ باندھے سر جھکا کر کہا
تو بالاج خانزادہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر

ٹیبیل سے اپنی گن لوڈ کرتے اٹھا اور اپنی جیب کی

طرف بڑھا

حشمت علی نے باقی کے آدمیوں کو اشارہ کیا تو

سب سردار بالاج خانزادہ کے پیچھے چل پڑے

بالاج خانزادہ کافی غصے میں اپنے ڈیرے سے نکلا

تھا آج تو چوہدری حسین کی خیر نہیں تھی

لالہ وہ دیکھیں کتنا پیارا امرود کا درخت ہے میں

ابھی اس پر چڑھ کر آپ سب کے لیے امرود توڑ کر

لاتی ہوں

روپ نے یوسف خانزادہ سے کہا اور سب کی طرف

مسکرا کر دیکھتے درخت کی طرف بڑھ گئی

محبوب خان زادہ اس کے پیچھے چلا گیا

پیچھے صبا اور یوسف اکیلے رہ گئے صبا نے گھبرا

کر محبوب خان زادہ اور روپ کے پیچھے جانا
چاہا پر یوسف خان زادہ نے اس کا ہاتھ پکڑا
اور درخت کی اوٹ میں لے گیا صبا کٹی ڈال
کی طرح اس کے ساتھ کھینچتی چلی گئی

ہاتھ چھوڑیں یوسف لالہ

صبا نے گھبرا کر ہاتھ چھڑوانا چاہا

استغفرُ اللہ۔۔ تمہارے دو وعد بھائی کم ہیں جو

مجھے بھی لالہ بنا رہی ہو خدا کا خوف کرو

اور میرے حال پر رحم کرو

یوسف خان زادہ نے صبا کو درخت کے ساتھ پن

کر کے اس کے جانے کے راستے بند کیے

مم۔۔۔ میں۔۔۔ کیسے۔۔۔ رحم۔۔۔ کروں۔۔۔

صبا کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں یوسف خان زادہ

اس پر سایہ فگن تھا اسکے کلون کی خوشبو
صبا کو اپنے حواسوں پر چھاتی محسوس ہو رہی تھی
میری طرف پیار سے دیکھ کر۔۔
یوسف خان زادہ نے صبا کے چہرے پر پھونک
ماری تو صبا نے چونک کر ایک سیکنڈ کے لیے آنکھیں
بند کر کے کھولیں

وہ جادو گراپنا سحر صبا پر پھونک رہا تھا اور
صبا اس کے سحر میں خود کو جھکڑتا محسوس
کر رہی تھی

پ۔۔۔ پیار سے۔۔ کیسے؟؟
صبا اتنی بھی بچی نہیں تھی جو یوسف کی باتوں
کا مطلب نہ سمجھ پاتی
جیسے میں اس وقت تمہیں دیکھ رہا ہوں

یوسف خان زادہ نے اپنا چہرہ صبا کے چہرے کے
قریب لے جاتے مدھم سرگوشی کی تو صبا نے
دھڑکتے دل کے ساتھ اپنی ہلکی سی پلکیں اٹھا کر
یوسف کی طرف دیکھا

پر یوسف کی آنکھوں میں محبتوں کا ٹھاٹھ
مارتا سمندر دیکھ کر وہ فوراً نظریں جھکا گئی
آپ زرا۔۔۔ دور ہو کر۔۔۔ بات کریں۔۔۔ صبا نے یوسف
کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرنا چاہا
تمہاری ہر بات مانوں گا، ناز نخرے اٹھاؤں گا چھوٹی
سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی خواہش کا احترام
کروں گا بس دور جانے کی بات مت کرنا
یوسف خان زادہ صبا کے چہرے کے بدلتے رنگوں
کو بغور دیکھتے کہا یہ بدلتے رنگ یوسف کے اتنا

قریب کھڑے ہونے سے تھے
لیکن۔۔ آپ۔۔ میرے۔۔ نا محرم۔۔ ہو۔۔۔
صبانے بنا کسی ہچکچاہٹ کے اپنے دل کی
بات کی تو یوسف خان زادہ ہولے سے مسکرا دیا
اور صبا سے زرا فاصلہ بنا کر کھڑا ہو گیا
اس کے پیچھے ہوتے ہی صبانے اپنی کب کی
رکی سانس بحال کی
محرم بنانا چاہو گی اپنا؟؟
یوسف خان زادہ نے پاس سے ہی ایک پھول توڑ
کر صبا کی طرف بڑھایا
سوچ لیں۔۔ گاؤں کی لڑکی ہوں۔۔ رہ لیں گے میرے
ساتھ؟؟ صبانے یوسف خان زادہ کی آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر کہا

کیوں؟؟ گاؤں کی لڑکیاں انسان نہیں ہوتیں؟؟
یوسف خان زادہ نے مسکرا کر سر جھٹکتے پوچھا
ہوتی ہیں پر سنا ہے شہر کے لڑکے بگڑے ہوئے نواب
ہوتے ہیں۔۔

صبا نے یوسف خان زادہ کے ہاتھ سے پھول پکڑتے کہا
تو تم اپنے اس نواب کو اپنا محرم بنا کر سنوار دینا
یوسف صبا کے پھول پکڑنے پر اندر تک سرشار
ہوا تھا یہ اشارہ تھا یوسف خان زادہ کو، کہ محبت
کی اس ڈگر میں وہ اکیلا نہیں ہے

کیوں؟؟ میں کیوں سنواروں؟؟ میں تو بعد میں آپ
کو خوب تانے دیا کروں گی "کچھ نہیں سکھایا چچی
نے، بس شادی۔۔۔۔

صبا بات کرتے خاموش سی ہو گئی وہ جوش میں

کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی احساس ہونے پر اس
کی زبان تالو سے چپکی اور اس نے تھوک نکلتے
یوسف خان زادہ کی طرف معصومیت سے دیکھا
جو بڑی فرصت سے اس کی اپنے ساتھ فیوچر پلاننگ
سن رہا تھا

بولو نا پلیز۔۔ تم چپ کیوں ہو گئی؟؟
یوسف خان زادہ نے مسکراہٹ دباتے معصومیت
سے کہا

مم۔۔۔ میں۔۔۔ تو بس۔۔۔ یو نہیں بول گئی
صبا نے شرمندگی کے زیر اثر کہا اس کی زبان
پھسل گئی نہ تھی بس اتنا ہی تو ہوا تھا
چلو یو نہیں بولا پر بہت اچھا بولا اور تمہارا بولنا
سیدھا یہاں لگا۔۔۔

یوسف خان زادہ نے دل پر ہاتھ رکھتے کہا تو
صبا مسکرا کر روپ اور محبوب خان زادہ کی طرف
بھاگ گئی یوسف خان زادہ بھی سر پر ہاتھ پھیرتا
مسکرا کر صبا کے پیچھے چلا گیا
محبت نے ان دو دیوانوں کو جکڑ لیا تھا پر محبت
یو نہی تو نہیں مل جاتی
سچی محبت بہت امتحان لیتی ہے اور صبا اور
یوسف خان زادہ کی سچی محبت نے بھی اب
انہیں امتحان پر ڈالنا تھا
اگر دیکھا جائے تو مسئلہ کوئی نہیں تھا یوسف
خان زادہ صبا کا چچا زاد تھا
پر مشکل وقت بتا کر تھوڑی نہ آتا ہے ایسا ہی کچھ
صبا خانی کے ساتھ ہونے والا تھا

صبا محبوب خان زادہ کے پاس آئی تو دیکھا روپ
 درخت پر چڑھی تھی اور محبوب خان زادہ اسے
 نیچے اترنے کے لیے کہہ رہا تھا پر روپ مزے سے درخت
 پر بیٹھ کر ٹانگیں ہلاتی امرود کھا رہی تھی
 ارے خانی۔۔ نیچے آجائیں۔۔ آپ گر جائیں گی۔۔ صبا
 نے پریشانی سے کہا
 پر روپ نے اسے ہاتھ کے اشارے سے ریلیکس رہنے
 کا کہا

اسے اوپر کس نے چڑھایا؟؟ یوسف خان زادہ دور
 سے ہی روپ کی کارستانی دیکھ چکا تھا
 میں نے۔۔ محبوب خان زادہ نے بتیسی دکھا کر کہا
 کیسے؟؟ یوسف خان زادہ نے حیرت سے پوچھا
 میں بتاتی ہوں۔۔ اس سے پہلے محبوب اپنا کیا ہوا

کارنامہ بتاتا روپ بول پڑی
لالہ گھٹنوں کے بل بیٹھے اور میں ان کے کندھے پر
پاؤں رکھا پھر لالہ تھوڑا سا اوپر ہوئے اور میں
درخت پر چڑھ گئی
روپ نے ہنستے ہوئے بتایا تو صبا منہ کھولے حیرت
سے کبھی روپ تو کبھی محبوب خان زادہ کی
طرف دیکھنے لگی
ناٹ فیئر لالہ۔۔
آپ نے مجھے تو کبھی درخت پر نہیں چڑھایا
صبا نے محبوب خان زادہ سے خفگی بھرے انداز
میں کہا

ارے میری ماں۔۔ اسے کہو نیچے آجائے اگر لالہ کے
کسی آدمی نے دیکھ لیا تو میں کنوارہ ہی مر جاؤں

گا۔۔

محبوب خان زادہ نے بالاج خان زادہ کی طرف سے
روپ کوڈرانا چاہا پر وہ ڈرنے کی بجائے تپ گئی
اب تو میں بالکل بھی نہیں اتروں گی۔۔
جسے جو کرنا ہے کر لے۔۔ میں ڈرتی نہیں ہوں آپ
کے کھڑوس سردار سے۔۔

روپ نے انتہائی اونچی آواز میں چلا کر کہا
کہ بالاج خان زادہ کی جیپ جو ابھی باغ کے باہر
رکی ہی تھی بالاج خان زادہ کے تیز کانوں سے
روپ کی آواز ٹکرائی

روپ؟؟؟

بالاج خان زادہ حیرت سے بڑبڑایا حشمت علی بھی
کوئی نسوانی آواز سن کر ادھر ادھر دیکھنے لگا

سردار سائیں۔۔۔

شاید باغ میں کوئی ہے۔۔

حشمت علی نے باغ کی طرف دیکھتے کہا پر بالاج

خانزادہ سمجھ چکا تھا باغ میں کون ہے کیونکہ

تھوڑی دور محبوب خان زادہ کی گاڑی کھڑی تھی

جو شاید حشمت علی نے نہیں دیکھی پر بالاج خانزادہ

دیکھ چکا تھا

اس باغ میں تو چوہدری حسین بھی تھا

جیسے ہی بالاج خانزادہ کے دماغ میں کلک ہوا وہ

جلدی سے تیز قدم چلتا باغ کے اندر آیا حشمت علی

بھی اس کے پیچھے بھاگا

خانی۔۔ پلیز آہستہ بولیں

یہاں لالہ کی حکمرانی ہے اگر کسی نے آپ کی آواز

سن کر شکایت لگا دی نا۔۔

ایک تو میں تمہارے کھڑوس لالہ سے کل سے بے حد
تنگ ہوں قسم سے اوزار ہو جاتی ہوں میں ان
کا نام سن کر

روپ صبا کی بات کاٹ کر پھر سے چلائی تو صبا
کے ساتھ محبوب خان زادہ اور یوسف خان زادہ
نے سامنے دیکھا جہاں سردار بالاج خان زادہ غصے
سے تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف ہی آرہا تھا
مر گئے۔۔

محبوب خان زادہ نے کانپتی آواز میں کہا روپ
کی بالاج کی طرف پیٹھ تھی تبھی وہ اسے دیکھ
نہ سکی

خانی۔۔ جلدی اتریں۔۔ لالہ آگئے ہیں

صبا نے سر پر دوپٹہ اوڑھتے دھیمی آواز میں کہا
نہیں اتروں گی۔۔ دل تو کرتا ہے اس گاؤں کا سردار
ہی بدل دوں۔۔

بلکہ ایک کام کرتے ہیں آپ سب اس کھڑوس کو ہٹا
کر مجھے سردار فی بنادو

قسم سے سب سے بہت پیار کروں گی اور باغ
میں انجوائے بھی کرنے دوں گی
روپ اپنی ہی دھن میں بول رہی تھی یہ جانے بغیر
کہ سردار بالاج خان زادہ اس کے بالکل پیچھے کھڑا
اسے خون آشام نظروں سے گھور رہا ہے
اسلام۔۔ علیکم۔۔ لالہ۔۔۔

یوسف خان زادہ نے نظریں جھکا کر ڈرتے ہوئے
ہکلا کر کہا تو روپ کی ایک دم سٹی گم ہوئی

اس نے جھٹکے سے پیچھے مڑ کر دیکھا تو بالاج
خانزادہ غصے سے سرخ چہرہ لیے محبوب خانزادہ
کی طرف ہی بڑھ رہا تھا
تم جانتے ہو تم نے کیا حرکت کی ہے؟؟
بالاج خانزادہ محبوب خانزادہ کے روبرو کھڑے
ہو کر دھیمی آواز میں غرایا
لالہ۔۔۔وہ۔۔۔

اس سے پہلے یوسف کچھ کہتا بالاج خانزادہ
نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا
روپ درخت پر بیٹھی چپ چاپ یہ سب دیکھ
رہی تھی بالاج خانزادہ کافی غصے میں لگ رہا
تھا روپ نے فلحال چپ رہنا ہی ٹھیک سمجھا
محبوب خانزادہ نے دوبارہ نظریں اٹھا کر بالاج

خانزادہ کی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی
ابھی اور اسی وقت انہیں لے کر نکلو یہاں سے۔۔
بالاج خانزادہ نے درخت پر بیٹھی روپ کی طرف
سرخ آنکھوں سے دیکھتے محبوب خان زادہ کو
حکم جاری کیا
مجھے نہیں جانا۔۔

ابھی محبوب اور یوسف خان زادہ روپ کو آگے
بڑھ کر نیچے اتارنے ہی لگے تھے جب اس نے غصے
سے بھنا کر جانے سے ہی انکار کر دیا

بالاج خانزادہ نے حیرت سے درخت پر چڑھی
روپ کی طرف دیکھا
خانی۔۔ پلیز۔۔ حویلی چلو۔۔

صبا نے ہاتھ جوڑتے منت بھرے لہجے میں کہا

نہیں مطلب نہیں۔۔
میں ڈرتی نہیں ہوں کسی سے
روپ نے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھتے اکڑ کر کہا
محبوب تم صبا اور یوسف کو حویلی لے جاؤ
بالاج خانزادہ نے محبوب خان زادہ کو ایک نیا حکم
جاری کیا تو روپ کی اب صحیح معنوں میں جان نکلی
کک۔۔۔۔ کیا۔۔ مطلب۔۔
روپ ایک سیکنڈ میں سمجھ گئی وہ سب اسے یہاں
اکیلا چھوڑ کر جانے والے ہیں
لیکن میں روپ کو لیے بنا کیسے جاسکتا ہوں
یوسف خان زادہ نے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھتے
پریشانی سے کہا روپ نے فوراً اثبات میں ہلایا
تم اپنی بہن کی فکر مت کرو میں اسے صحیح

سلامت حویلی پہنچا دوں گا تم سب آرام سے
جاؤ۔۔۔

بالاج خان زادہ نے یوسف خان زادہ کو تسلی دی تو
اس نے ایک نظر روپ کی طرف دیکھا جو نفی میں
سر ہلارہی تھی جس کا مطلب تھا وہ اسے ساتھ
لے کر جائے
ٹھیک ہے۔۔۔

یوسف خان زادہ نے کہا اور وہ تینوں چل پڑے
لالہ رکیں۔۔۔

محبوب لالہ۔۔۔

صبار کو پلینز

یوسف لالہ۔۔۔

روپ کی تو انہیں جاتا دیکھ جان ہی نکل پڑی ایک

دل کیا چھلانگ لگا دے پر پھر اتنا سا تو دل تھا
اس کا۔۔ کیسے چھلانگ لگا کر خود کو تکلیف پہنچاتی
وہ تینوں جا چکے تھے
بالاج خانزادہ نے سراٹھا کر روپ کی طرف دیکھا
جورونے کی تیاری پکڑ رہی تھی
چلو حشمت علی۔۔

بالاج خانزادہ نے اتنا کہا اور ابھی وہ دو قدم
چلا ہی تھا جب روپ اُونچی آواز میں بھاں بھاں
کرتے رونے لگی

الفت گاڑی میں واپس بیٹھو۔۔ چوہدری حسین نے
دھیمی پر خوفزدہ آواز میں کہا چوہدری حسین
کی گاڑی ابھی باغ سے تھوڑا فاصلے پر تھی الفت

جیسے ہی گاڑی سے نکلی چوہدری حسین کی نظر
باغ کے داخلی راستے پر کھڑی سردار بالاج خانزادہ
کی گاڑی پر پڑی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے وہ
ایک سیکنڈ سے پہلے سمجھ چکا تھا کہ ضرور اس کے
یہاں آنے کی خبر سردار بالاج خانزادہ تک پہنچ چکی
تھی تبھی اس کی گاڑی کھڑی تھی اور یقیناً سردار
بالاج خانزادہ بھی باغ کے اندر ہی تھا کیونکہ اس
کے گارڈز گاڑی کے پاس اسلحہ سمیت کھڑے تھے
کیا ہوا لا کہ؟؟ الفت نے حیرت سے پوچھا بھی تو
وہ گاڑی سے نکلی اور باغ بھی نہیں گھومے پھر
چوہدری حسین اسے واپس بیٹھنے کو کیوں بول
رہا تھا

افت اس وقت نقاب میں تھی کیونکہ وہ عدت

میں تھی چوہدری حسین کی ضد پر وہ آتو گئی
تھی پر پردہ میں تھی
تم بیٹھو جلدی۔۔ چوہدری حسین کے صحیح معنوں
میں پسینے چھوٹ گئے تھے
الفت نے چوہدری حسین کو پریشان دیکھا تو جلدی
سے واپس گاڑی میں بیٹھ گئی مصطفیٰ جوا بھی
گاڑی سے نکلنے ہی لگا تھا وہ باغ گھومنے کی ضد
کرنے لگا الفت کے بیٹھتے ہی چوہدری حسین نے
گاڑی زن سے بھگالی
ابھی ان کی گاڑی نظروں سے دور ہوئی تھی جب
محبوب خان زادہ، صبا اور یوسف باغ سے نکلے
محبوب خان زادہ کے پاؤں کے نیچے کوئی چیز آئی
اس نے سر جھکا کر دیکھا تو کسی کامو بائل گرا

تھا محبوب خان زادہ نے زرا سا جھک کر موبائل

اٹھالیا

کیا ہوا لالہ؟؟ یہ کس کا موبائل ہے؟؟ صبا جو

گاڑی میں بیٹھنے ہی لگی تھی محبوب خان زادہ

کے ہاتھ میں انجان موبائل دیکھ کر بولی

پتا نہیں۔۔ شاید کسی کا گر گیا ہے محبوب خان زادہ

نے چاروں طرف نظریں دہراتے کہا پروہاں بالاج

خان زیادہ کے گارڈز کے علاوہ کوئی نہیں تھا

محبوب خان زادہ نے اگے بڑھ کر گارڈز سے موبائل

کے متعلق پوچھا پر سب نے کہا کہ وہ اس موبائل

کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے محبوب خان زادہ

نے موبائل اپنی پاکٹ میں رکھ لیا اور واپس گاڑی میں

اکر بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کر دی

لالہ کس کا موبائل تھا صبا نے محبوب خانزادہ سے

پوچھا

ان میں سے تو کسی کا بھی نہیں تھا حویلی جا کر

دیکھتا ہوں جس کسی کا بھی ہو گا اس تک پہنچا

دوں گا۔۔

محبوب خانزادہ نے گاڑی سٹارٹ کرتے کہا

چلو حشمت علی۔۔

بالاج خانزادہ نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں

کہا تاکہ روپ سن لے اور ایسا ہی ہو روپ نے

سنا تو اس کے رہے سہے طوطے بھی اڑ گئے

وہ اونچی آواز میں بھاں بھاں کرتے رونے لگی

بالاج خانزادہ نے ابھی دو قدم بڑھائے ہی تھی

روپ کے رونے پر اس کے قدم تھم گئے بالاج

خانزادہ نے غصے سے مڑ کر روپ کی طرف دیکھا
جو درخت پر بیٹھی گلا پھاڑ کر رو رہی تھی
بالاج خانزادہ نے حشمت علی کو جانے کا اشارہ
کیا تو وہ سر ہلا کر چلا گیا

اب رو کیوں رہی ہو؟؟ بالاج خانزادہ نے کمر پر
ہاتھ باندھتے غصے سے پوچھا
سب مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے آپ بھی جا
رہے ہو۔۔ روپ نے سوں سوں کرتے کہا
ہمم۔۔ تو تم خود ہی اترنا نہیں چاہ رہی تھی
اس لیے سب چلے گئے وہ میں خود یہاں رکنا نہیں
چاہتا کیونکہ۔۔۔۔

بالاج خانزادہ نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑی
کیونکہ؟؟ کیونکہ کیا؟؟ روپ نے تجسس سے پوچھا

کیونکہ شام ہونے والی ہے اور سنا ہے شام ہوتے ہی
باغ میں چڑیلیں آ جاتی ہیں اور جو انسان ہوا سے
چمٹ جاتی ہیں

بالاج خانزادہ نے روپ کو کانپنے پر مجبور کر دیا
روپ رونا بھول کر خوف سے آنکھیں پھاڑے
بالاج خانزادہ کی طرف دیکھنے لگی دل سوکھے
پتے کی مانند لرز نے لگا

ااآآپ۔۔۔مم۔۔۔مجھ۔۔۔س۔۔۔سے۔۔۔مم۔۔۔مزاق۔۔۔
لک۔۔۔کر۔۔۔رہے۔۔۔ہیں۔۔۔ن۔۔۔نا۔۔۔

خوف سے روپ سے بولا ہی نہیں جا رہا تھا
میرا اور تمہارا بنتا نہیں ہے۔۔۔خیر تم بیٹھو
انجوائے کرو میں چلتا ہوں

بالاج خانزادہ نے سنجیدگی سے کہا اور مڑ گیا

اس کے چہرے سے ہر گز نہیں لگ رہا تھا کہ وہ
مزاق کر رہا ہے

بب۔۔۔ بالاج۔۔۔ لالہ۔۔۔ رکیں۔۔۔ پلیز۔۔۔
روپ نے جلدی سے اپنا ہجہ نرم کرتے بالاج کو
روکا بالاج خانزادہ نے رک کر سوالیہ نظروں
سے روپ کی طرف دیکھا

وہ۔۔۔ میں سوچ رہی تھی رات میں۔۔۔ یہاں رک
کر میں کیا کروں گی۔۔۔ آپ مجھے اپنے۔۔۔ ساتھ
حویلی لے جائیں گے؟؟

روپ کی زبان سے شہد ٹپک رہا تھا تھوڑی دیر
پہلے وہ سردارنی اب بھیگی بلی بنی بیٹھی تھی
تمہیں ڈر لگ رہا ہے؟؟ بالاج خانزادہ نے بھنویں
اچکا کر پوچھا

نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ تو۔۔۔ روپ خانزادی۔۔۔ کسی سے نہیں
ڈرتی۔۔۔ روپ نے تھوک نگلتے خود کو بہادر ظاہر
کرنے کی ناکام کوشش کی
ہمم۔۔۔ گڈ۔۔۔ ڈرنا بھی نہیں چاہیے کیونکہ تمہارا
ارادہ مجھے تحت سے اٹھوا کے خود سردارنی
بننے کا ہے اور سردارنی ڈرپوک تھوڑی ناہوتی ہے
بالاج خانزادہ نے تھوڑی دیر پہلے کہے گئے روپ کے
الفاظ دہرائے تو روپ چپ سی ہو گئی
میں تو مزاق کر رہی تھی روپ نے منمنا کر کہا
ویسے ہمارا مزاق بنتا نہیں ہے پھر بھی تم نے کیا
کوئی بات نہیں۔۔۔ اب میں چلتا ہوں چڑیلوں کے
آنے کا وقت ہو رہا ہے
بالاج خانزادہ نے چہرے پر از حد سنجیدگی سے

ہاتھ میں پہنی گھڑی پر ٹائم دیکھتے کہا تو
روپ کو لگا وہ ابھی مر جائے گی
لالہ۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے نیچے اتاریں پلیز۔۔۔ روپ نے
دونوں ہاتھوں کو آپس میں مڑوڑتے منت بھرے
لہجے میں کہا

تو جب محبوب اور یوسف خان زادہ تمہیں اتار
رہے تھے تب کیوں نہیں اتری؟؟
بالاج خان زادہ نے غصے سے پوچھا
وہ۔۔۔ میں آپ کو۔۔۔ مزہ چکھانے کے لیے۔۔۔
روپ دھیمی آواز میں بات ادھوری چھوڑتی
شرمندگی سے سر جھکا گئی

مجھے واقعی بہت مزہ آرہا ہے یہ سوچ کر کہ
تھوڑی دیر میں تم اپنی پیاری پیاری سہیلیوں

کے ساتھ اسی درخت پر بیٹھی ڈنر کر رہی ہوگی

بالاج خانزادہ کا اشارہ چڑیلوں کی طرف تھا

روپ پھر سے زار و قطار رونے لگی

لالہ۔۔ مجھے۔۔ معاف کر دیں۔۔

روپ نے روتے ہوئے کہا

کیا کہا؟؟ سنائی نہیں دیا؟؟

جیسے روپ صبح بالاج خانزادہ کی ٹانگ کھینچ

رہی تھی اب بالاج بھی اسی انداز میں اس سے

بدلہ لے رہا تھا

ایم۔۔ سوری۔۔

روپ نے ہچکیوں سے روتے ہوئے کہا

ابھی تھوڑی دیر پہلے تو کافی اونچا بول رہی

تھی خاص کر میرے متعلق۔۔ اب معافی مانگتے

وقت آواز کدھر گئی؟؟

بالاج خانزادہ نے غصے سے کہا تو روپ کے رونے

مءں نے مزید روانی آگئی

وہ صبح ایسے ہی تو جان بوجھ کر بالاج خانزادہ

کو تنگ کر رہی تھی اب اسے احساس ہو رہا تھا

اس کھڑوس گینڈے سے پنگالینا آسان نہیں تھا

ایم سوری گینڈے۔۔۔ میرا مطلب ہے سوری لالہ۔۔۔ مجھے

معاف کر دیں۔۔۔

روپ نے اونچی آواز میں روتے ہوئے کہا گینڈا اس

کی زبان سے پھسلنے ہی والا تھا پر بھلا ہو اس

کے ننھے دل کا۔۔۔ جس نے اسے فوراً احساس دلایا

وہ غلط بولنے والی ہے

دل تو چاہ رہا ہے تم جیسی بد دماغ اور بد لحاظ

لڑکی کو یہیں چھوڑ جاؤں
 بالاج خانزادہ کو روپ کی صبح والی حرکت پر
 ابھی بھی غصہ تھا اتنی مشکلوں سے خانم بی بی
 نے اسے منا کر اس سے معافی مانگنے بھیجا اور روپ
 میڈم کے مزاج ہی نہیں مل رہے تھے
 نہیں۔۔۔ لالہ۔۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے معاف کر دیں آئندہ آپ کو
 تنگ نہیں کروں گی اور باغ میں تو بالکل بھی نہیں
 آؤں گی
 روپ نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑے تو بالاج
 خانزادہ نے تاسف سے اس نوٹنکی کو دیکھا
 اتر نیچے۔۔۔

بالاج خانزادہ نے غصہ ضبط کرتے کہا
 کیسے اتروں۔۔۔ گر گئی تو ہڈی ٹوٹ جائے گی اور

درد مجھ سے برداشت نہیں ہوتا
روپ نے معصومیت سے منمنا کر کہا
چڑھی کیسے تھی؟؟ بالاج خانزادہ نے حیرت
سے پوچھا

وہ تو محبوب لالہ کے کندھے پر پاؤں رکھ کر
چڑھ گئی اب اتروں گی جیسے؟؟ لالہ کو تو آپ
نے بھیج دیا۔

روپ کہتے ہی پھر سے رونے لگی اسے یقین تھا
یہ کھڑوس گینڈا اسے درخت سے کبھی نہیں
اتارے گا

محبوب خان زادہ کا کارنامہ سن کر بالاج خانزادہ
نے گہرا سانس لیا اور درخت کی طرف بڑھا
درخت کے نیچے روپ کی سینڈل پڑی تھی بالاج

خانزادہ نے پاؤں سے اس کی سینڈل سائیڈ پر
کی اور درخت کی طرف رخ کر کے درخت کو پکڑ
کر کھڑا ہو گیا

جیسے چڑھی تھی اب ویسے ہی اتر و۔۔ بالاج خانزادہ
نے سراٹھا کر روپ کی طرف دیکھتے کہا
پر روپ پریشان سی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں
مڑوڑنے لگی

کیا تکلیف ہے اب؟؟ میں ملازم ہوں تمہارا؟؟ جو
اس طرح کھڑا ہوں اور تم اپنے موڈ سے اتر و
بالاج خانزادہ نے غصے سے سرخ آنکھیں لیے کہا
وہ۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے

روپ نے ہکلاتے ہوئے کہا

چڑھتے وقت ڈر نہیں لگا تھا جو اترتے وقت لگ

رہا ہے پانچ سیکنڈ میں اگر تم نہیں اتری تو میں
بھی چلا جاؤں گا پھر اپنی سہیلیوں سے مدد لیتی
رہنا۔

بالاج خانزادہ نے اکتا کر کہا تو روپ جلدی سے ڈر
مریچے اترنے کی تیاری کرنے لگی

اس نے ایک مضبوط شاخ کو پکڑا اور سائیڈ موڑ
کر ایک ٹانگ نیچے کرتی بالاج خانزادہ کے کندھے
پر پاؤں رکھ گئی

دوسرا پاؤں کہاں رکھوں؟؟

روپ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا

تو بالاج خانزادہ نے اپنے بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ

رکھ کر اوپر کیے

میرے ہاتھوں پر دوسرا پاؤں رکھو

بالاج خانزادہ نے سنجیدگی سے کہا تو روپ نے
حیرت سے زرا سی نظریں نیچی کر کے بالاج خانزادہ
کی طرف دیکھا جو سپاٹ انداز میں اسی کی طرف
دیکھ رہا تھا

روپ چپ چاپ اس کے ہاتھوں پر دوسرا پاؤں رکھ
گئی تو بالاج خانزادہ نے خود جو زرا سا جھکا دیا
روپ آسانی سے درخت پکڑتی نیچے اتر گئی
روپ نے نیچے اتر کر حیرت سے بالاج خانزادہ کی
طرف دیکھا جو اپنے ہاتھ اور کپڑے جھاڑ رہا تھا
روپ کی حیرت ختم ہی نہیں ہو رہی تھی اٹھارہ
قبیلوں کے مغرور سردار بالاج خانزادہ نے اس کے
پاؤں کے نیچے ہاتھ رکھے

وہ سنجیدگی سے بالاج خانزادہ کی طرف ہی دیکھی

جارہی تھی بالاج خانزادہ نے خود پر روپ کی نظروں
کی تپش محسوس کرتے سراٹھا کر روپ کی طرف
دیکھا جو پر سوچ نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی
چہرے پر گہری سنجیدگی تھی

حویلی چلنا ہے یاد و بارہ درخت پر چڑھنا ہے؟؟
بالاج خانزادہ نے اکتاہٹ سے کہا تو روپ ایک دم
چونکی اور فوراً نظروں کا زاویہ بدلا
بالاج خانزادہ نے گاڑی کی طرف قدم بڑھائے تو
روپ اس کے پیچھے پیچھے چل پڑی
دوپٹہ لو سر پر

بالاج خانزادہ نے بنا پیچھے مڑے چلتے چلتے کہا
تو روپ نے خلاف توقع فوراً اس کے حکم کی تعمیل
کی اور سر پر دوپٹہ اوڑھ لیا

روپ بالاج خانزادہ کے ساتھ اس کی جیب میں
فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی بالاج خانزادہ نے
ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی
اور ان کے پیچھے گارڈز کی گاڑیاں حویلی کے راستے
پر فراٹے بھرنے لگیں
روپ پورے راستے وقفے وقفے سے بالاج خانزادہ
کی طرف دیکھتی پھر ادھر ادھر دیکھنے لگتی
بالاج خانزادہ اس کی ایک ایک حرکت کو بخوبی
محسوس کر رہا تھا
کچھ کہنا ہے تو کہو۔۔ سن رہا ہوں میں۔۔
بالاج خانزادہ کا فوکس ڈرائیونگ پر تھا
وہ۔۔ آپ۔۔ نے مجھے معاف کر دیا؟؟
روپ کچھ اور پوچھنا چاہتی تھی پر زبان

ساتھ نہیں دے رہی تھی
کس بات کے لیے؟؟
بالاج خانزادہ نے ایک نظر روپ کی طرف دیکھ
کر پھر سے نظریں سامنے کر لیں
میں درخت پر بیٹھ کر آپ کی شان میں قصیدے
جو پڑھ رہی تھی
روپ نے شرمندگی سے کہا وہ واقعی اب شرمندہ
ہو رہی تھی جس طرح بالاج خانزادہ نے اس کا
پاؤں اپنی ہتھیلی پر رکھا روپ کو وہ زرا بھی
گھمنڈی اور کھڑوس نہیں لگا ہاں گینڈا ضرور
لگا تھا تبھی تو اس نے روپ کو درخت سے
اتار لیا ورنہ محبوب خانزادہ اور یوسف خانزادہ
دونوں مل کر اسے اتارنے والے تھے دو لوگوں کا

کام بالاج خانزادہ نے اکیلے ہی کر لیا تھا تبھی تو
روپ اس کی چوڑی مضبوط جسامت کی وجہ
سے اسے دل ہی دل میں گینڈا کہتی تھی
تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہے؟؟
بالاج خانزادہ نے جیپ حویلی کے داخلی
دروازے سے اندر لے جاتے پوچھا
ہے تو معافی مانگی نا؟؟
روپ نے معصومیت سے کہا
ہمم۔۔۔ ٹھیک ہے اندر جاؤ۔۔۔ بالاج خانزادہ
نے اسے احساس دلایا کہ وہ حویلی پہنچ
چکے ہیں

روپ فوراً جیپ سے اتری اور اندر بھاگ گئی
بسم اللہ میری بچی آگئی۔۔۔ میں تو پریشان

ہو گئی تھی اتنی دیر کیوں لگادی
سامنے ہی خانم بی بی تحت ہر براجمان
تھیں محبوب خان زادہ یوسف خان زادہ
اور صبا پاس ہی بیٹھے شاید روپ کا ہی انتظار
کر رہے تھے

نہیں تو خانم بی بی۔۔ بلکہ ہم جلدی پہنچ گئے
روپ ابھی بالاج خان زادہ سے کافی باتیں کرنا
چاہتی تھی پتا نہیں کیوں پر اس کا دل کیا تھا
وہ بالاج خان زادہ کے دل کے اندر جھانکے کیونکہ
اتنا تو روپ سمجھ گئی تھی وہ جیسا دکھتا ہے
ویسا ہے نہیں۔۔۔

لیکن خانی آپ کو درخت سے نیچے کس نے
اتارا۔۔۔

روپ چھلانگ لگا کر اتری تھی۔۔

صبا نے روپ سے پوچھا ابھی روپ خوشی سے
سارا واقعہ سب کو سنانے ہی والی تھی

جب بالاج خانزادہ نے آکر جھوٹ بول دیا
روپ نے حیرت سے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا

اسلام علیکم خانم بی بی

بالاج خانزادہ نے سر جھکا کر کہا
وعلیکم السلام۔۔ خوش رہو

خانم بی بی نے اس کے سر پر پیار دیتے کہا انہیں
خوشی ہوئی تھی روپ اور بالاج کو اکٹھے دیکھ کر

خانی آپ نے سچ میں چھلانگ لگائی؟؟

صبا نے لے یقینی سے پوچھا

کیوں تمہیں روپ کہ بہادری پر شک ہے؟؟

روپ کو چپ دیکھ بالاج خانزادہ نے کہا تو خانم
بی بی نے حیرت سے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا
وہ انسان جو دو سالوں سے سب کے درمیان بیٹھنا
تو دور بات تک نہیں کرتا تھا آج سب میں بیٹھ کر
باتیں کر رہا تھا اور جواب بھی روپ کی طرف سے
دے رہا تھا

نہیں شک تو نہیں ہے پر۔۔۔
پر کچھ نہیں ایک کپ چائے پلا دو
بالاج خانزادہ نے صبا کی چلتی زبان کو بریک
لگایا

روپ حیرت سے بالاج خانزادہ کی طرف ہی دیکھ
رہی تھی جیسے کھوجنا چاہ رہی ہو اس نے جھوٹ
کیوں بولا

بالاج خان زادہ نے خود پر روپ کی نظریں محسوس
کر کے روپ کی طرف دیکھا
تو روپ نے فوراً نظروں کا زاویہ بدل لیا
بالاج خان زادہ اٹھ کر اپنے کمرے میں فریش ہونے
چلا گیا پیچھے روپ کے لیے سوچوں کے ادوار
کھول گیا

رات کے کھانے کے بعد محبوب خان زادہ اپنے
کمرے میں آ یا شال اتار کر صوفے پر رکھی موبائل
والٹ اور کیز صوفے پر رکھتے ہی اسے باغ کے
باہر ملے موبائل فون کا خیال آیا محبوب خان زادہ
نے فوراً دوسری پاکٹ سے موبائل نکالا اور آن
کر کے دیکھا موبائل سائٹلٹ موڈ پر تھا لالہ نام سے

کافی فونز آتے رہے
وال پیپر پر کسی بچے کی تصویر لگی تھی محبوب
خانزادہ نے موبائل کی سکرین پر سلائیڈ کیا ہر
وہاں پاسور ڈلگا تھا
تبھی پھر سے لالہ نام سے فون آنے لگا محبوب
خانزادہ سمجھ گیا جس کا موبائل ہے وہی بار
بار فون کر رہا ہے اس کیے محبوب خانزادہ نے
فون لیس کر کے کان سے لگا لیا تاکہ جس کی امانت
ہے وہ اس تک پہنچا سکے

لالہ میرا موبائل کہیں نہیں ہے۔۔ الفت پورے کمرے
میں موبائل دیکھ چکی تھی پر اسے کہیں نہیں ملا
ایک کام کرو میرے نمبر سے فون کرو رنگ ہوگی

تو تمہیں پتا چل جائے گا
چوہدری حسین نے اپنا موبائل الفت کی طرف
بڑھاتے کہا
پھر بھی پتا نہیں چلے گا کیونکہ میں نے موبائل
سائلنٹ موڈ پر لگایا تھا
الفت نے تھک کر صوفے پر بیٹھتے کہا
اچھا کرو تو سہی کیا پتا واٹر بربیشن سے مل جائے
چوہدری حسین نے زور دیا تو الفت اس کے موبائل
اسے اپنے نمبر سے فون کرنے لگی
ساتھ ہی وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی اسے لگ
رہا تھا موبائل کمرے میں ہی ہے تبھی واٹر بربیشن
محسوس کرنے کے لیے اس نے اپنے کمرے کا رخ کیا
کافی بار فون کرنے پر بھی اسے موبائل نہیں ملا

پر وہ پانچ منٹ کے وقفے سے فون کرتی اور
چیزیں ادھر ادھر کرنے لگتی تاکہ موبائل مل جائے
دسویں بار اس نے پھر سے فون ملایا اور بیڈ کے
نیچے دیکھنے لگی کہیں مصطفیٰ کی شرارت نہ ہو
پر تیسری بیل پر فون اٹھا لیا گیا تھا
الفت کو جیسے ہی محسوس ہوا کسی نے فون پک
کر لیا ہے اس نے کان سے موبائل ہٹا کر آنکھوں کے
سامنے کیا
ہیلو۔۔۔

تبھی ایک مردانہ آواز موبائل سپیکر سے ابھری
الفت نے فون کان سے لگا لیا
آپ کون؟؟
یہ میرا موبائل ہے؟؟

آپ کو کہاں سے ملا؟؟
شرم نہیں آتی چوری کرتے ہوئے؟؟
محبوب خان زادہ نے جیسے ہی ہیلو کہا اس کو
ہیلو کے جواب میں اتنا کچھ سننے کو ملا
او۔۔ ہیلو۔۔ محترمہ۔۔

آپ کا موبائل باغ کے باہر گرا تھا میں نے پکڑ لیا
تاکہ جس کی چیز یہ اس تک پہنچا دوں پر
آپ تو مجھے چور بنا رہی ہیں
محبوب خان زادہ نے زرا غصے سے کہا
باغ کا سن کر الفت کو یاد آیا اس کے بیگ میں
موبائل تھا شاید ہڑ بڑی میں گاڑی میں بیٹھتے
وقت بیگ سے موبائل گر گیا

اوہ۔۔۔ سوری۔۔ دراصل میں کافی پریشان تھی

آپ کی پریشانی دور کرنے کے لیے ہی فون پک
کیا ہے

محبوب خان زادہ نے الفت کی بات کاٹ کر کہا
بہت شکریہ۔۔

الفت نے دھیمی آواز میں کہا

آپ اپنا ایڈریس دیں میں ملازم کے ہاتھ بھجوا
دوں گا۔۔۔

محبوب خان زادہ نے وارڈروب سے نائٹ ڈریس
نکالتے کہا

ٹھیک ہے آپ ایڈریس نوٹ کر لیں

الفت نے گہرا سانس لیتے محبوب خان زادہ کو

اپنی حویلی کا ایڈریس بتا دیا

یہ ایڈریس تو چوہدری نثار علی کی حویلی کا

ہے۔۔ محبوب خان زادہ نے حیرت سے کہا

جی۔۔ میں ان کی بیٹی ہوں۔۔

الفت نے سنجیدگی سے کہا

پھر تو آپ چوہدری حسین کی بہن ہوئی؟؟؟

محبوب خان زادہ نے غصے سے پوچھا

ظاہر سی بات ہے۔۔۔

الفت نے بھی غصے سے کہا

اوہ۔۔ تو آپ دشمن کی بہن ہو۔۔

محبوب خان زادہ نے نائٹ ڈریس بیڈ پر

رکھتے کہا

کیا مطلب؟؟؟ الفت کو خطرے کی گھنٹی بجتی

سنائی دی

سردار بالاج خان زادہ کا چھوٹا بھائی محبوب خان

زادہ ہوں میں۔۔۔

محبوب خان زادہ ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو

الفت کی جان سچ میں ہوا ہوئی

دیکھیں۔۔۔ لالہ نے آپ کی زمین پر آگ نہیں۔۔۔

آپ کو آپ کا موبائل مل جائے گا اللہ حافظ

محبوب خان زادہ نے بنا الفت کی پوری بات

سنے کھٹاک سے فون بند کر دیا

الفت نے سر ہاتھوں میں تھام لیا کتنا رب تھا

محبوب خان زادہ کی آواز میں۔۔۔

چھوٹا بھائی اتنا رب دار تھا تو خود سردار

بالاج خان زادہ کتنا غصے والا ہوگا

چوہدری حسین کو خانوں سے پنگا نہیں لینا

چاہیے تھا پتا نہیں اب یہ دشمنی کیا موڑ

لینے والی تھی الفت نے گہرا سانس لیتے سوچا

اور وہی بیڈ پر لیٹ گئی

اس بات سے انجان کہ بہت جلد اس کا نصیب

محبوب خان زادہ سے جڑنے والا ہے جو اسے اپنی

محبت کی بارش اتنا بھگوئے گا کہ وہ پچھلے

سارے غم بھول جائے گی

رات کے کھانے کے بعد براق خان زادہ اپنے کمرے میں

آئے تو علینا بیڈ پر بیٹھی گہری سوچ میں گم تھی

خیریت۔۔ ایسا بھی کیا سوچ رہی ہو بیگم جو میرا

آنا بھی تمہیں محسوس نہیں ہوا

براق خان زادہ نے علینا کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھتے

پیار بھرا شکوہ کیا تو علینا نے ذرا سی نظریں گھما

کر براق خانزادہ کی طرف دیکھا
مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔
علینا نے بنا براق خانزادہ کے شوخ لہجے کا ریسپانس
دیے سنجیدگی سے کہا
حکم کرو بیگم۔۔ تم مجھے میرے اپنوں کے بیچ لائی
ہو یقین کرو اس بات پر تم نے براق خانزادہ کو زیر
کر دیا ہے
براق خانزادہ نے علینا کا ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے
لگایا
اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے پھر مجھے آپ سے
ایک وعدہ چاہیئے
علینا کا جو ہاتھ براق خانزادہ کے ہاتھ میں تھا
اس نے وہی اسی ہاتھ سے براق خانزادہ کے ہاتھ

پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھایا

کیسا وعدہ؟؟

براق خانزادہ کا ماتھا ٹھنکا

مجھے آپ سے روپ کی زندگی کے متعلق ایک

وعدہ چاہیے

علینا کا لہجہ اب بھی سنجیدہ تھا براق خانزادہ

سمجھ گئے کہ عینا کیا کہنا چاہتی ہے

دیکھو عینا۔۔ اگر تو تم روپ اور بالاج کے

متعلق بات کرنا چاہتی ہو تو۔۔

ہاں میں آپ کے بھتیجے بالاج خانزادہ کے متعلق

ہی بات کرنا چاہتی ہوں

علینا نے براق خانزادہ کی بات کاٹ کر کہا

اگر آپ اپنے بھائی اور اماں سائیں کے ساتھ

مل کر یہ پلاننگ کر رہے ہیں کہ روپ اور بالاج
کا پھر سے رشتہ پکا کر دیا جائے تو میری ایک
بات کان کھول کر سن لیں

میں اس شادی شدہ آدمی سے کبھی بھی اپنی
نازوں پلی بیٹی نہیں بیاہوں گی آپ نے اپنے
بابائیں کے کہنے پر اس وقت ہاں کر دی تھی
اور میں نے آپ کی وجہ سے۔۔ میری روپ اس
وقت پانچ سال کی تھی اسے تو سمجھ بھی
نہیں تھی اس رشتے کی،

پھر بھی میں خاموش رہی پر اب نہیں۔۔

علینا کا لہجہ اس بار سخت تھا

کیوں؟؟ کیا کمی ہے بالاج میں؟؟

براق خانزادہ نے غصے سے پوچھا وہ جانتے

تھے ان کی چہیتی بیوی اس رشتے میں ٹانگ
اڑائے گی

دس سال بڑا ہے وہ روپ سے اور پھر شادی
شدہ بھی ہے یہ کمیاں آپ کو نظر نہیں آتیں؟؟
علینا دبی آواز میں غرائی

نہیں۔۔ کیونکہ میری نظر میں یہ کمیاں نہیں ہیں
براق خانزادہ نے سنجیدگی سے کہا اور اٹھ کر
ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھ میں
پہنی گھڑی اتارنے لگے

علینا کا اب پارہ چڑھ گیا تھا وہ غصے سے اٹھی
اور براق خانزادہ کے روبرو کھڑی ہو گئی
میں جانتی تھی آپ حویلی آکر یہی کارنامہ
سرا انجام دو گے پر میں بھی آپ کا یہ منصوبہ

کبھی پورا نہیں ہونے دوں گی
علینا نے انگلی اٹھا کر غصے سے کہا
اچھا۔۔۔ اگر روپ نے خود کہا کہ اسے بالاج
سے نکاح کرنا ہے تب بھی نہیں؟؟
براق خانزادہ نے علینا کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈال کر پوچھا

کک۔۔۔ کیا مطلب؟؟
ایسا کبھی نہیں ہو گا روپ کبھی نہیں مانے گی
علینا شروع میں براق خانزادہ کی بات پر ایک
دم پریشان ہوئی پھر اپنا لہجہ مضبوط کرتے بولی
یہ تو وقت ہی بتائے گا۔۔۔

براق خانزادہ نے گہرا سانس لیتے کہا اور وارڈروب
سے کپڑے نکال کر واش روم چلے گئے

علینا پیچھے پریشان کھڑی رہ گئی وہ شروع
سے ہی بالاج خانزادہ کے لیے راضی نہیں تھی
اگر دیکھا جاتا تو وجہ بھی کوئی خاص نہیں
تھی علینا بس اتنا چاہتی تھی روپ کی شادی
گاؤں میں نہ ہو کیونکہ وہ خود گاؤں کی زندگی
نہیں گزار سکی تھیں اس لیے روپ کے متعلق
بھی ان کی یہی سوچ تھی
پر جب محبت دل پر پہرا بیٹھا لیتی ہے تو کیا
شہر اور کیا گاؤں

پھر تو محبوب کا دل ہی اصل ٹھکانہ ہوتا ہے
اور علینا براق خانزادہ سے محبت کی شادی
کر کے بھی ابھی اس احساس سے ناواقف تھی
پر ضروری تو نہیں اگر محبت نے انہی احساس

نہیں دلایا تو ان کی بیٹی کو بھی نہ ہو۔۔

محبت تو روپ کے دل میں بالاج خانزادہ کے
لیے ایسی جڑیں پکڑنے والی تھی جسے روپ
بھی چاہ کر اکھاڑ نہیں سکتی تھی

کیسی ہو میری جان؟؟ بہرام شاہ نے لہجے میں

محبت سموئے کہا

ٹھیک ہوں۔۔ روپ نے بیڈ پر لیٹتے نارمل سے

لہجے میں جواب دیا

تم تو مجھے بھول ہی گئی صبح سے نو فون

اور نو میسیج۔۔

بہرام شاہ نے شکوہ کیا

میں گاؤں دیکھنے گئی تھی اس لیے وقت نہیں

ملا۔۔ روپ نے پر سوچ انداز میں کہا وہ بات تو
بہرام سے کر رہی تھی پردھیان اس کا آج کے
ہونے والے واقعے کی طرف تھا کیسے بالاج خانزادہ
نے اس کا پاؤں اہنی ہتھیلی پر رکھا
روپ کے دماغ میں یہ سین فلم کی طرح بار بار
چل رہا تھا جسے وہ جھٹک نہیں پارہی تھی
یار تم واپس کب آرہی ہو؟؟ میں تمہیں بہت
مس کرتا ہوں کہیں بھی دل نہیں لگتا میرا۔۔
بہرام شاہ نے روپ کو اپنے لفظوں کے جال
میں پھنسا یا

ابھی تو نہیں۔۔ ابھی خانم بی بی نہیں آنے دیں
گی۔۔ روپ نے صاف گوئی سے کہا
ایک تو تمہاری یہ خانم بی بی بھی نا۔۔۔

بی ہیو بہرام۔۔۔۔

ابھی بہرام شاہ اپنی بات پوری کرتا روپ نے

اسے غصے سے ٹوک دیا

وہ بڑی ہیں تم اس طرح ان کے متعلق بات
نہیں کر سکتے۔۔

روپ نے زرا سخت لہجے میں کہا

ایسا بھی کیا کہہ دیا میں نے جو تم بھڑک

اٹھی۔۔ بہرام شاہ سے روپ نے آج پہلی بار

سخت لہجے میں بات کی تھی

وہ میری خانم بی بی ہیں میں ان کی بہت

عزت کرتی ہوں اور اس حساب سے تمہیں بھی

ان کی عزت کرنی چاہیئے

روپ نے جتانے والے انداز میں کہا

اب تم اور ری ایکٹ کر رہی ہو۔۔ بہرام شاہ نے
بھی غصے سے کہا

کیا مطلب ہے تمہارا؟؟ میں اور ری ایکٹ کرتی
ہوں تمہاری باتوں پر؟؟ روپ نے حیرت اور بے یقینی
سے پوچھا

ہاں کر رہی ہو۔۔ بہرام شاہ نے سکون سے کہا
ایک بات پوچھوں؟؟ روپ نے پرسوج انداز میں کہا
ہاں پوچھو۔۔ بہرام شاہ نے سگریٹ جلاتے کہا
کتنی محبت کرتے ہو مجھ سے؟؟

روپ کے دل میں جانے کیا آیا وہ بہرام شاہ سے
یہ سوال کر بیٹھی

یار بہت محبت کرتا ہوں۔۔ بہرام شاہ نے لا پرواہی
سے سر جھٹکتے کہا

میں پاؤں رکھوں تو تم ہتھیلی رکھو گے؟؟
روپ پوچھ تو بہرام شاہ سے رہی تھی پر سوچوں
میں بالاج خانزادہ تھا

یہ کیا جاہلانہ سوال کیا ہے تم نے؟؟
بہرام شاہ نے سگریٹ کا کش لگاتے ناگواری سے کہا
یہ جاہلانہ سوال نہیں ہے بہرام۔۔ محبت میں
ناز نخرے اٹھائے جاتے ہیں تم بتاؤ میرے نخرے
اٹھاؤ گے؟؟ مجھے محبت سے نازوں سے رکھو
گے؟؟ اگر کبھی میں مصیبت میں پڑ جاؤں میرا
ساتھ دو گے؟؟ میں چلوں تو اپنی ہتھیلی میرے
پاؤں کے نیچے رکھو گے؟؟
بولو بہرام؟؟

کیا مجھے محبت میں یہ سارے مان دو گے؟؟

روپ نے آج تک بہرام شاہ سے ایسے سوال نہیں
کیے تھے پر آج وہ بہرام شاہ سے یہ سارے
سوال کر رہی تھی اور ان سوالوں کی ایک ہی
"وجہ تھی" بالاج خانزادہ
ہو گئی تمہاری بکواس؟؟

تو اب میری بھی سن لو۔۔ گاؤں جا کر گاؤں
کے لوگوں کی طرح تم جاہلیت دکھا رہی ہو اور
میں اس وقت تمہارا جاہلانہ لہجہ برداشت کرنے
کے موڈ میں نہیں ہوں اور نہ ہی تمہارے ان فضول
سوالوں کے جواب دینے کے موڈ میں ہوں اسلحا فظ
بہرام شاہ نے دانت پیستے کہا اور فون کھٹاک
سے بند کر دیا روپ نے حیرت سے بند ہوتے موبائل
کی طرف دیکھا

آج پہلی بار انکے بیچ لڑائی ہوئی تھی آج پہلی
بار روپ بہرام سے اور بہرام روپ سے سخت
لہجے میں بولا تھا
آنسو ٹوٹ کر روپ کی آنکھوں سے نکلتے اس
کے ددھیال گال بھگونے لگے
تبھی روپ کے موبائل پر میسج ٹون بجی
کوئی ویڈیو کلپ تھا روپ نے آنسو صاف
کرتے وہ کلپ آن کیا تو اس کے سر پر ساتوں
آسمان گر پڑے
ویڈیو کلپ روپ کی ایک کلاس فیلو نے بھیجا
تھا جس میں بہرام شاہ ایک لڑکی کے ساتھ
نازیبا حالت میں تھا
روپ کی کلاس فیلو عنایہ اسے اکثر کہتی کہ

بہرام شاہ اچھا انسان نہیں ہے پر روپ اسے
باتیں سنا کر چپ کر وادتی
پر آج اس نے پورا ثبوت بھیجا تھا ایک
ویڈیو کلپ کے ذریعے۔۔ جسے دیکھ کر روپ
کے آنسو مزید بہنے لگے اسے اپنا دل بند ہوتا
محسوس ہونے لگا ایک عجیب سی گھبراہٹ
ہونے لگی اسے لگا وہ اسے سانس نہیں آرہا
روپ نے موبائل بیڈ پر پھینک کر اپنے گلے میں
پہنا دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھا اور اپنا سینا
مسلنے لگی

کتنا یقین کیا تھا اس نے بہرام شاہ پر۔۔
لعنت ہے مجھ پر، جو میں تم جیسے گندے
آدمی کو پہچان نہ سکی

روپ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ
کر رونے لگی روپ کتنی ہی دیر پاگلوں کی
طرح روتی رہی
بابا۔۔۔ ماما۔۔۔

روپ روتے ہوئے براق خانزادہ اور علینا کو یاد
کرنے لگی پھر جلدی سے اٹھ کر اپنے آنسو صاف
کرتی وہ کمرے سے نکل گئی
اسے اس وقت کسی کی ضرورت تھی اور ماں
باپ سے بہتر دکھ بانٹنے والا کون ہوتا ہے
وہ بس اپنے ماں باپ کے سینے سے لگ کر اپنا
دکھ ہلکا کرنا چاہتی تھی

روپ جیسے ہی براق خانزادہ اور علینا کے کمرے
تک پہنچی اندر سے آتی آوازیں سن کر اس کے

قدم وہی رک گئے

بالاج خانزادہ شاور لے کر نکلا اور ڈروپ سے
بلیک کلف لگی شلوار قمیض زیب تن کی جیل
سے بال ایک سائیڈ پر سیٹ کیے پاؤں میں کھیرٹی
پہنے ہاتھوں میں گولڈن برینڈ ڈواج پہنے کندھوں
پر گولڈن ہی اجرک ڈالے وہ واقعی شہزادہ لگ
رہا تھا

بلیک کلر میں اس کا سفید رنگ دمک رہا تھا
خود پر پرفیوم سپرے کر کے بیڈ کی سائیڈ
ٹیبیل سے موبائل والٹ اور کیز اٹھا کر وہ نیچے
ناشتے کی ٹیبیل پر آگیا
اسلام علیکم

بالاج خانزادہ نے کرسی پر بیٹھتے سب کو
مشترکہ سلام کیا روپ جو ناشتہ کرنے میں
مصروف تھی اس نے چونک کر سر اٹھا کر
بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا
روپ اس وقت بلیک فرائڈ میں بالوں کی ٹیل
پونی کیے ہاتھوں میں بلیک چوڑیاں پہنے کانوں
میں چھوٹے سے پرل ایررنگ پہنے ہونٹوں پر
لائٹ پنک لپ گلو زلگائے بے حد پیاری لگ رہی تھی
آج اتفاق سے روپ اور بالاج خانزادہ کی سیم
کمر کی ڈریسنگ ہو گئی تھی
وعلیکم السلام

خانم بی بی نے مسکرا کر جواب دیا اور دل ہی دل
میں بالاج خانزادہ کی طرف دیکھ کر ماشاء اللہ

بولا

روپ حیرت سے بالاج خانزادہ کی طرف ہی دیکھ
رہی تھی جو چپ چاپ ناشتہ کرنے میں مصروف
تھا چانک علینا کی نظر روپ پر پڑی جو یک ٹک
بالاج خانزادہ کو ہی دیکھ رہی تھی
روپ خانی ناشتہ ختم کرو۔

علینا نے اونچی پر نرم لہجے میں کہا تو روپ
ہڑبڑا کر ناشتہ کرنے لگی

روپ کو غصہ آ رہا تھا بالاج خانزادہ نے ایک
نظر اٹھا کر بھی روپ کی طرف نہیں دیکھا تھا
جانے کیوں بالاج خانزادہ کا اگنور کرنا روپ کو
برا لگ رہا تھا

بابا سائیں میں پنچائیت میں جا رہا ہوں تھوڑی

دیر تک آپ بھی چچا سائیں کے ساتھ آجائے گا
 بالاج خانزادہ نے نیکین سے ہاتھ صاف کیے اور
 اٹھ کھڑا ہوا

جھک کر خانم بی بی سے دعائیں اور پیار لے کر
 وہ حویلی کے داخلی دروازے کی طرف بڑھا
 روپ آہستہ سے اٹھی اور بالاج خانزادہ کے
 پیچھے چلی گئی
 بالاج۔۔۔

روپ نے آہستہ آواز میں کہا تو بالاج خانزادہ
 نے چونک کر پیچھے مڑ کر روپ کی طرف دیکھا
 جو اسی کی طرف آرہی تھی
 تمیز بھول گئی ہو؟؟ یہ بالاج کیا ہوتا ہے لالہ کہتے
 زبان کڑوی ہوتی ہے؟؟

روپ جیسے ہی بالاج خانزادہ کے روبرو کھڑی ہوئی
بالاج خانزادہ نے دبے دبے غصے سے کہا
آپ کو کیسے پتا؟؟ لالہ کہتے میری زبان کڑوی
ہوتی ہے؟؟ روپ نے معصومیت سے کہا
تمہاری زبان ویسے ہی کڑوی ہے۔۔ بالاج خانزادہ
نے آہستہ آواز میں کہا پر روپ کے تیز کانوں نے
سن لیا۔۔

آپ نے چکھ کر دیکھی کیا؟؟؟
روپ نے مسکرا کر کہا تو بالاج خانزادہ نے چونک
کر روپ کی طرف دیکھا

آج روپ کی ہری آنکھیں کچھ اور ہی کہہ رہی
تھیں کل تک جن ہری آنکھوں میں وہ خود کے
لیے الجھن اور نفرت دیکھ رہا تھا آج ان ہری

آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی جو
بالاج خانزادہ کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر گئی
جب گھر سے نکل رہے ہوں پیچھے سے آواز نہیں
دیتے۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کی بات کو اگنور
کرتے کہا

آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔۔ مجھے آپ سے کچھ پوچھنا
تھا۔۔ روپ نے چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے
اڑتے کہا

جلدی بولو۔۔ ٹائم نہیں ہے۔۔

بالاج خانزادہ نے ادھر ادھر دیکھتے کہا اس نے
دوبارہ روپ کی آنکھوں میں دیکھنے کی غلطی
نہیں کی تھی

آپ نے آج بلیک کیوں پہنا؟؟

روپ نے پیٹ پر ہاتھ باندھتے مسکرا کر پوچھا
میں زیادہ تر بلیک ہی پہنتا ہوں۔۔ کیوں تمہیں
کوئی مسئلہ ہے؟؟

بالاج خانزادہ نے تیکھے انداز میں کہا
نہیں تو۔۔ بلکہ سچ بتاؤں تو بلیک کلر ہم پر بہت
بچ رہا ہے

روپ نے "ہم" پر زور دیتے کہا
روپ آج بالاج خانزادہ کو جھٹکے پر جھٹکا دے
رہی تھی بالاج خانزادہ نے ایک نظر روپ کی
طرف دیکھا اور جھٹکے سے مڑ گیا
سنیں بالاج۔۔۔

روپ نے اتنے پیار سے کہا کہ بالاج خانزادہ کے نا
چاہتے ہوئے بھی قدم رک گئے

آپ نے کل مجھے سب کو بتانے کیوں نہیں دیا کہ
مجھے درخت سے آپ نے نیچے اتارا
روپ نے کیوٹ سامنہ بناتے پوچھا
میں تمہارا لالہ ہوں دوبارہ مجھے میرے نام سے
مت بلانا اور مجھے جو ٹھیک لگے گا وہ میں
کروں گا اور اس کے لیے میں کسی کو بھی
جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔۔۔ سمجھی۔۔۔
بالاج خانزادہ نے غصے سے سرخ آنکھیں لیے
سر دلہے میں کہا اس کا ضبط جواب دے
گیا تھا وہ روپ کی باتوں میں چھپے مطلب
خوب سمجھ رہا تھا
میں کیوں کہوں آپ کو لالہ؟؟
بالاج خانزادہ مڑنے ہی لگا تھا جب روپ پھر

سے بول پڑی

کیونکہ میں تمہارا لالہ ہی ہوں

بالاج خانزادہ نے اپنی کرسٹل گرے آنکھیں

روپ کی ہری آنکھوں میں گاڑھ کر کہا

اور تیز قدم لیتا اپنی جیپ میں سوار ہو کر

حویلی سے نکل گیا

اس کے پیچھے اس کے گارڈز بھی نکل گئے

روپ مسکرا کر مڑی تو ایک دم چونک گئی

کیونکہ اس کے پیچھے علینا کڑے تیوروں

سے اسے ہی گھور رہی تھی

مام وہ۔۔۔

روپ کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہے علینا

نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کھینچ کر اس کے

کمرے میں کے گئی
کمرے میں لا کر علینا نے دروازے لوک کیا
اور غصے سے روپ کی طرف مڑی
یہ کیا باتیں ہو رہی تھیں تم دونوں کے بیچ؟
علینا نے غصے سے سرخ چہرہ لیے پوچھا
مام۔۔۔ مجھے۔۔۔ بالاج سے۔۔۔ شادی۔۔۔
چٹاخ۔۔۔
ابھی روپ اپنی بات مکمل کرتی علینا کا
ہاتھ اٹھا اور روپ کے گلابی گال پر پڑا
علینا نے اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر حیرت
اور بے یقینی سے اپنی مام کی طرف دیکھا
جنہوں نے آج تک اسے ایک سوئی جتنی بھی
تکلیف نہیں دی تھی

خبردار جو تمہارے منہ سے دوبارہ میں نے
اس انسان کا نام بھی سنا تو۔۔ یہ جو تمہاری
کینچی کی طرح چلتی زبان ہے نا۔۔ حلق سے
کھینچ لوں گی
علینا کا چہرہ غصے کی زیادتی سے سرخ پڑ
گیا تھا

مام۔۔ مجھے بالاج اچھے لگتے۔۔
چپ۔۔ بالکل چپ۔۔

روپ کے آنسو زار و قطار نکل پڑے علینا نے
پھر سے اس کی بات کاٹ کر اسے خاموش
کر وادیا

تمہاری شادی وہاں ہوگی جہاں میں کہوں گی
علینا نے انگلی اٹھا کر حکمیہ لہجے میں کہا

نہیں۔۔ کل تک تو نہیں پر اب مجھے صرف اور
صرف بالاج سے شادی کرنی ہے اور میں جانتی
ہوں میں منگ ہوں ان کی۔۔۔
روپ نے بے دردی سے آنسو صاف کرتے علینا
کے سر پر بم پھوڑا
تم نے کس نے کہا یہ سب؟؟
علینا نے بے یقینی سے پوچھا
میں سب جانتی ہوں اور آپ بھی اچھے سے
جان لو میں مت جاؤں گی پر بالاج کے علاوہ
کسی سے شادی نہیں کروں گی اور آپ میرے
ساتھ زبردستی نہیں کر سکتیں
روپ دو ٹوک انداز میں کہتے جانے لگی جب
علینا نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا

وہ شادی شدہ ہے روپ۔۔ ایک شادی شدہ

مرد سے شادی کرو گی تم؟؟

علینا نے گہرا سانس لیتے روپ کو نرمی

سے سمجھانا چاہا

میں اس کی چوتھی بیوی بننے کے لیے بھی

تیار ہوں

روپ نے عینا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

کہا کچھ تو تھا اس کے لہجے میں جو عینا

ایک دم سکتے میں چلی گئی اس کی زبان تالو

سے چپک گئی

اس کی بیٹی اس حد تک بالاج خانزادہ کے لیے

پاگل ہو گئی تھی کہ اس کی چوتھی بیوی بننے

کے لیے بھی تیار تھی

روپ نے جب علینا کو چپ دیکھا تو اپنے آنسو
صاف کرتے کمرے سے نکل گئی پیچھے علینا
اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی

اتنے سالوں بعد حویلی واپس آنا سے بھاری پڑ
گیا تھا کاش وہ حویلی آتی ہی نا۔

پر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا روپ کا جنونی
انداز علینا اپنی آنکھوں سے دیکھ چلی تھی

محبوب خان زادہ نے الفت کا موبائل چوہدریوں کی
حویلی ملازم کے ہاتھ پہنچا دیا تھا الفت کو حیرت
تو بہت ہوئی

وہ سوچ رہی تھی محبوب خان زادہ ضرور اسے تنگ
کرے گا یا موبائل اس تک بنا بات جا بٹنگڑ بنائے ہر گز

نہیں پہنچائے گا

پر محبوب خان زادہ نے بڑی ہی شرافت کا مظاہرہ
کرتے موبائل الفت تک پہنچا دیا تھا اور محبوب
خان زادہ کی یہی شرافت الفت کے دل میں اس
کے ایک خاص جگہ بنا گئی تھی

افت میں سوچ رہا تھا تم مصطفیٰ کا اچھے
سے سکول میں ایڈمیشن کروادو

افت اس وقت لائٹ پنک کپڑوں میں سادے
سے حلیے میں بھی بہت پیاری لگ رہی تھی
وہ وارڈروب کھول کر مصطفیٰ کے کپڑوں کو

ٹھیک سے تہہ لگا کر رکھ رہی تھی جب چوہدری
حسین آکر اس سے مخاطب ہوا

پاس ہی بیڈ پر مصطفیٰ موبائل پر گیم کھیل رہا

تھا۔۔۔

ہمم۔۔ میں بھی یہی سوچ رہی ہوں مصطفیٰ کا
اب سکول میں ایڈمیشن کروادینا چاہیے
الفت نے وارڈروب بند کرتے کہا
چوہدری حسین بیڈ پر مصطفیٰ کے پاس ہی
بیٹھ گیا۔۔

ارے موبائل کہاں سے ملا؟؟
چوہدری حسین نے مصطفیٰ کے ہاتھ میں الفت
کا موبائل دیکھتے پوچھا
وہ۔۔ ب۔۔ بیڈ۔۔ کے نیچے پڑا تھا

چوہدری حسین کے ایک دم پوچھنے پر الفت کو
سمجھ ہی نہیں آئی کہ وہ کیا کہے پھر ہڑبڑی میں
اسے یہی بہانہ سوچھا

وہ چوہدری حسین کو سچ نہیں بتا سکتی تھی
وہ نہیں چاہتی تھی اب ایک موبائل کی وجہ سے
کچھ بھی غلط ہو

چلو ٹھیک ہے۔۔ چوہدری حسین نے نارمل لہجے
میں کہا اور مصطفیٰ کے ساتھ مستی کرنے لگا
الفت نے شکر کا سانس خارج کیا اور ان کے
پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئی

روپ اپنے کمرے میں آکر بیڈ پر گرنے کے
انداز میں بیٹھی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی
کل رات وہ علینا اور براق خانزادہ کی ساری
باتیں سن چکی تھی

روپ کا اس وقت دل مزید ٹوٹا تھا کیوں سب

نے اس سے چھپایا کہ وہ بچپن سے ہی بالاج خانزادہ کی منگ ہے اور بالاج خانزادہ۔۔

جب وہ جانتا تھا روپ اس کی منگ ہے تو پھر کیوں اس نے شادی کی اور اگر شادی کی بھی تو کہاں تھی اس کی بیوی۔۔

یہ سارے سوال روپ کے دل و دماغ میں گردش کر رہے تھے

پر جواب ایک کا بھی اس کے پاس موجود نہیں تھا اگر اسے پتا ہوتا کہ وہ بالاج خانزادہ کی منگ ہے تو وہ کبھی بھی بہرام شاہ کو اپنی زندگی میں آنے نہ دیتی خود کو صرف بالاج خانزادہ کا پابند کر لیتی

پر صرف ایک اس کے پابند ہونے سے کیا ہونا

تھا بالاج خانزادہ بھی تو خود کو روپ کا پابند
کرتا۔۔ کیوں اس نے روپ کا انتظار نہیں کیا
کیوں اس نے روپ پر کسی اور لڑکی کو فوقیت
دی جب ان کا رشتہ پکا ہوا تھا اس وقت بالاج
خانزادہ پندرہ سال کا تھا

بچہ تو ہر گز نہیں تھا وہ، پھر کیوں اس نے
شادی کرتے وقت ایک بار بھی یہ نہیں سوچا کہ
کوئی اس کے نام سے بچپن سے منسوب ہے
کیا کمی میں تھی روپ میں، جو بالاج خانزادہ
کسی اور کی زلفوں کا اسیر بن گیا اور بنا روپ
کا سوچے خود کو کسی اور کو سونپ گیا
کیا وہ روپ کا انتظار نہیں کر سکتا تھا ایک بار
تو روپ کے متعلق سوچتا

پر نہیں بالاج خانزادہ نے صرف اپنا سوچا اور
شادی کر لی واقعی وہ بہت سفاک تھا
حویلی آ کر اتنا تو وہ سمجھ گئی تھی بالاج
خانزادہ غصے کا کافی تیز انسان ہے ایک کل
صبح کا واقعہ تھا جب وہ باغ میں واک کرنے
گئی اور بالاج خانزادہ نے اس کا دل دکھایا اور
ایک کل شام کا واقعہ۔۔۔
جب وہ درخت پر بیٹھی تھی اور بالاج خانزادہ
نے بنا کسی اکڑ پن اور حقارت کے اس کے پاؤں
اپنے کندھے اور ہتھیلی پر رکھ کر اسے نیچے اتارا
وہ بالاج خانزادہ کا گرم اور سرد دونوں روپ دیکھ
چکی تھی

اور روپ کافی حیران بھی ہوئی تھی وہ سمجھی

بالاج خانزادہ اسے مزہ چکھائے گا اور باغ میں ہی
چھوڑ کر چلا جائے گا

پر بالاج خانزادہ نے اس کی سوچ کو غلط ثابت
کر دیا اس نے روپ کو ایسے ٹریٹ کیا جیسے
ایک مرد محبت میں اپنی بیوی یا گرل فرینڈ کو
کرتا ہے واپسی پر بھی گاڑی میں بالاج خانزادہ
نے روپ سے نرمی سے ہی بات کی
ہزاروں سوچیں روپ کے دل و دماغ میں
گردشیں کر رہی تھیں اور ان سب کے جواب
صرف ایک ہی انسان دے سکتا تھا اور وہ تھیں
"خانم بی بی"

روپ نے اپنے آنسو صاف کیے اور اٹھ کر اپنے کمرے
سے نکل گئی وہ صبح ہونے کا انتظار نہیں کر

سکتی تھی

خانم بی بی تہجد پڑھ رہی تھیں روپ نے دروازہ
 کھلا دیکھا اور اندر آگئی خانم بی بی کو محسوس
 ہو چکا تھا کوئی اس کے کمرے میں آیا ہے
 روپ پاس رکھے صوفے پر بیٹھ گئی اور خانم
 بی بی کی نماز پوری ہونے کا انتظار کرنے لگی
 خانم بی بی نے نماز پڑھ کر دعا مانگی اور
 جائے نماز تہہ کر کے مڑی تو روپ صوفے پر
 بیٹھی تھی آنکھیں رونے کی وجہ سے سرخ
 ہو رہی تھیں خانم بی بی نے آیت الکرسی پڑھ
 کر روپ پر پھونک ماری تو اسے ایک سکون
 بھرا احساس ہوا

خانم بی بی روپ کے پاس ہی صوفے پر بیٹھ

گئی تو روپ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی

روپ۔۔ میری جان۔۔ کیا ہوا؟؟؟

خانم بی بی پیار سے کہتے اس کے بالوں میں

انگلیاں چلانے لگی ان کے اتنے ہی پیار بھرے

الفاظوں پر روپ کے آنسو چھم سے نکل پڑے

روپ بچے رو نہیں۔۔ کچھ تو بولو، کیا ہوا ہے

خانم بی بی اس کی ہچکیوں سے پریشان ہوتے

بولیں

آپ سب نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ میں بالاج

کی منگ ہوں روپ نے بھیگی آنکھیں اٹھا کر

شکوہ کیا تو خانم بی بی نے گہرا سانس لیا

یہ تو تمہیں تمہارے بابا سائیں اور ماں کو بتانا

چاہیے تھا کہ تم بچپن سے ہی بالاج خانزادہ کی

منگ ہوں

تمہارے دادا سائیں تمہارا اور بالاج خانزادہ کا
رشتہ پکا کر کے گئے تھے خانم بی بی نے روپ
کے سر پر ہاتھ پھیرتے کہا

اگر ایسی بات ہے تو آپ کے پوتے نے شادی کیوں
کی؟؟ مجھ سے شادی کیوں نہیں کی؟؟ کیوں
خود کو میرے لیے سنبھال کر نہیں رکھا؟؟
کیوں میرا انتظار نہیں کیا؟؟ بولیں۔۔۔
روپ اٹھ کر بیٹھ گئی آنسو زار و قطار اس
کے نرم دودھیا گال بھگورے تھے
میرے پوتے کو نتاشہ سے محبت ہو گئی تھی
اور اسی محبت میں وہ اس سے جائز رشتہ بنا
بیٹھا وہ ہم سب کو بنا بتائے نتاشہ سے نکاح

کر کے اسے حویلی لے آیا تھا
خانم بی بی نے نظریں نیچی کر کے بھگے
لہجے میں کہا وہ روپ سے شر مندہ ہو رہی تھیں
کہ بالاج خانزادہ نے اس کے ساتھ نا انصافی کی
وہ اچھے سے جانتا تھا روپ اس کے نام سے
منسوب ہے پھر بھی اس نے کسی اور سے نکاح کیا
محبت ہو گئی تھی انہیں۔۔۔ اور میں۔۔۔۔
روپ نے اپنی طرف اشارہ کرتے روتے ہوئے کہا
مجھ سے محبت کیوں نہیں ہوئی انہیں۔۔
میرا انتظار کیوں نہیں کیا انہوں نے، کیا کمی
ہے مجھ میں، جو انہیں ایک بار بھی میرا خیال
نہیں آیا، روپ کی آنسو رکنے کا نام ہی نہیں
لے رہے تھے رورو کر اس کی آنکھیں سو جھ

رہی تھیں پر وہ پاگلوں کی طرح روئے جا رہی
تھی اس کے دل و دماغ میں کبھی بہرام کا دیا
دھوکا گردش کرتا تو کبھی بالاج خانزادہ کا
ٹھکرانہ۔۔۔

نہیں میرے بچے، تم میں کوئی کمی نہیں ہے بس
نتاشہ اس کے ساتھ پڑھتی تھی تو اسے اچھی
لگنے لگی۔۔۔

خانم بی بی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ روپ
کو کیسے سمجھائے

اتنی اچھی لگی کہ میرا بھی نہیں سوچا اور
نکاح کر لیا۔۔۔ روپ نے شکوہ کناں بھیگی آنکھوں
سے خانم بی بی کی طرف دیکھتے کہا
تو خانم بی بی چپ سی ہو گئیں

مجھے بس اتنا بتادیں نتاشہ اور بالاج اب
ساتھ کیوں نہیں ہیں؟؟
روپ نے آنسو پونچھتے گہرا سانس لیتے کہا
پتا نہیں روپ۔۔ وہ کیوں چھوڑ کر چلی گئی
میرے پوتے کو۔۔ جب وہ گئی تو بالاج خانزادہ
نے اسے پاگلوں کی طرح پوری دنیا میں ڈھونڈا
پر وہ کہیں نہیں ملی۔۔
دو سال حویلی رہی وہ بالاج خانزادہ کے ساتھ۔۔
پھر راتوں رات ایسا غائب ہوئی کہ آج تک نہیں
لوٹی۔۔
خود تو وہ چلی گئی ساتھ میرے پوتے کو بھی
مار گئی۔۔
کتنا رویا کتنا ٹر پاؤہ نتاشہ کے لیے، پر وہ ایسی

خاموشی سے غائب ہوئی کہ آج تک واپس نہیں
آئی۔۔

ہم سب نے بالاج خانزادہ کو کیسے سنبھالا یہ تو
یم ہی جانتے ہیں۔۔ بھوک، پیاس، آنسو، رت جگے،
بالاج خانزادہ کی چیخ و پکار۔۔

آج بھی وہ وقت نہیں بھولتا مجھے۔۔

بالاج خانزادہ کا چیخ چیخ کر روتے تڑپتے نناشہ
کو پکارنا۔۔

پتا ہے روپ۔۔ میں نے زندگی میں پہلی بار کسی
مرد کو عورت کے لیے اتنا تڑپتے دیکھا ہے پہلی
بار کسی مرد کو عورت سے اتنی محبت کرتے
دیکھا ہے

بالاج خانزادہ نے محبت کی انتہا کی نناشہ سے

پر وہ ایسا وار کر کے گئی کہ آج تک بالاج خانزادہ
کی زندگی ویران ہے

خانم بی بی روتے ہوئے روپ کو بتا رہی تھیں اور
روپ اب اپنا رونا بھول کر دم سادھے خانم بی بی
کی باتیں سن رہی تھی

جب تم حویلی آئی مجھے لگا اب میرا پوتا پہلے
کی طرح ہنسے گا زندگی جیسے گا

ہنستا مسکراتا وہ پہلے بھی نہیں تھا پر نتاشہ کے
آنے کے بعد اس کی مسکراہٹیں حویلی میں
گو نجی تھیں

تمہیں دیکھ کر مجھے ایک امید نظر آئی کہ تم
میرے پوتے کو زندگی کی طرف واپس لے آؤ
گی میرے بالاج خانزادہ کو پھر سے مسکراتا

سکھاؤ گی

خانم بی بی روپ کی ہری آنکھوں میں دیکھ
کرا ایک آس سے کہہ رہی تھیں

اور روپ یک ٹک خاموش ان کے چہرے کو
دیکھ رہی تھی جہاں آنسوؤں کے ساتھ ایک
آس بھی تھی

نہیں خانم بی بی۔۔

آپ کے پوتے جب میرا نہیں سوچا تو میں کیوں
اس کا سوچوں۔۔

روپ نے خانم بی بی کے ہاتھوں سے اپنا
ہاتھ چھڑاتے غصے سے کہا

نہیں روپ۔۔ محبت تو ہو جاتی ہے بچے۔۔ میرے
بالاج کو بھی۔۔

آپ کے بالاج کو مجھ سے محبت کیوں نہیں ہوئی؟

روپ نے خانم بی بی کی بات کاٹتے کہا تو خانم

بی بی خاموش ہو گئیں

آئے بڑے انصاف کرنے والے۔۔ میرے ساتھ تو نا انصافی

کر دی نا۔۔ کیوں کی میرے ساتھ نا انصافی؟؟

کیوں اپنی محبتوں کو اپنے جذبوں کو میرے

لیے سنبھال کر نہیں رکھا۔۔

اتنی گئی گزری تھی میں؟؟ روپ چہرہ ہاتھوں

میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

روپ۔۔۔

اب بھی بس کر دیں خانم بی بی۔۔ اپنے پوتے

کی سائیڈ لینا۔۔ آپ کے پوتے نے میرا سوچا نہیں

اور اب آپ چاہتی ہیں میں آپ کے پوتے کا

سوچوں۔۔

نہیں۔۔ میں نہیں سوچوں گی۔۔ بلکہ آپ کے
پوتے سے حساب لوں گی اپنے ٹھکرائے جانے کا
اور ساتھ اپنے ماں باپ سے بھی

جنہوں نے مجھے انجان رکھا۔۔ میری نظر میں

آپ سب میرے گنہگار ہیں

روپ نے بے دردی سے آنسو صاف کیے اور خانم

بی بی کے کمرے سے نکل گئی

پیچھے خانم بی بی گہری سانس بھرتے رہ گئیں

روپ خانم بی بی کی بات ہی نہیں سن رہی تھی

اسے صرف ایک ہی بات تنگ کر رہی تھی

جب بالاج خانزادہ جانتا تھا روپ اس کی منگ

ہے تو پھر کیوں اس نے خود کو روپ کا پابند

کیوں نہیں رکھا

روپ تو بہرام شاہ کے ساتھ زندگی گزارنے
کے خواب دیکھ چکی تھی پر آج اس کا اصل
چہرہ ہی روپ کے سامنے آچکا تھا

بالاج خانزادہ تو آج شام ہی روپ کے دل پر
اپنی محبت کی دستک دے چکا تھا پل صرف
ایک پل ہی تو لگا تھا اور بالاج خانزادہ روپ
کے دل میں خود کے لیے محبت پیدا کر چکا تھا
روپ اس محبت سے بھاگ نہیں رہی تھی وہ
بس اس کشمکش میں مبتلا تھی

اگر اسے بالاج خانزادہ سے محبت ہے تو پھر
بہرام شاہ؟؟؟

کیا وہ ایک وقتی کشش تھی جس نے روپ

کو جکڑا ہوا تھا اور جیسے ہی بالاج خانزادہ
کی محبت نے روپ کے دل میں پہرا ڈالا وہ کشش
پل میں ختم ہو گئی

روپ کل رات خانم بی بی اور اس کے بیچ ہوئی
باتوں کو سوچ رہی تھی ابھی علینا نے اسے تھپڑ
مار کر صاف ظاہر کر دیا تھا کہ وہ بالاج خانزادہ
کے لیے راضی نہیں ہے
بے شک روپ کے دل میں بالاج خانزادہ کے لیے
شکوے تھے پر وہ اس دل کا اب کیا کرتی
جمع بالاج خانزادہ کا طلب گار بن بیٹھا تھا
روپ آج صبح اپنی انا کو مار کر بالاج خانزادہ
سے ڈھکے چھپے لفظوں میں اظہارِ محبت
کر چکی تھی

پر سچ تو یہ تھا دل کے کسی کونے میں ابھی
بھی درد اٹھ رہا تھا یہ سوچ کر کہ وہ پہلے
ہی کسی کی محبت میں گرفتار ہے
اور نتاشہ؟؟

وہ اب بھی بالاج خانزادہ کے نکاح میں تھی
پھر بالاج خانزادہ کیسے روپ کو اپنائے گا
روپ آج بالاج خانزادہ پر اپنے دل کی بات
ظاہر تو کروا گئی تھی پر اب وہ پریشان بھی
تھی یہ سوچ کر
اگر بالاج خانزادہ نے اس کی محبت کا مثبت جواب
نہیں دیا تو۔۔۔

اس نے تو پہلے بھی روپ کا نہیں سوچا تھا اب
بھی اس نے کہاں سوچنا تھا

روپ نے تکیے پر اپنا سر گرایا اور پھوٹ پھوٹ
کت رونے لگی

بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔

صبا کیچن میں خود کے لیے چائے بنا رہی تھی

جب یوسف نے پیچھے سے آکر اس کے کان

میں مدھم سرگوشی کی

وہ پہلے ہی یوسف کے خیالوں میں کھوئی تھی

یوسف کی آواز پر ایک دم ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی

اور گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی

آپ۔۔ جائیں۔۔ کوئی آجائے گا۔۔

صبا نے کیچن کے دروازے کی طرف دیکھتے

پریشان ہوتے کہا

کوئی نہیں آئے گا تم بس میری بات سنو
یوسف نے صبا کی بات نظر انداز کرتے کہا
کیا سنوں میں۔۔ آپ جائیں پلیز۔۔
صبا نے جلدی سے چائے کپ میں ڈالی
وہ گھبرا رہی تھی اس وقت وہ دونوں
کیچن میں اکیلے تھے اگر کوئی دیکھ لے تو
ناجانے کیا سوچے۔۔

یہ سوچ صبا کو پریشان کر رہی تھی
تمہیں نہیں لگتا تم مجھے اگنور کرتی ہو۔۔

یوسف خان زادہ نے غصے سے کہا
نہیں۔۔ میں اگنور نہیں کرتی ابھی ہم میں
ایسا کوئی رشتہ ہی نہیں ہے جو سب کے
درمیان آپ پر حق جتاؤں۔۔

صبا نے بنا جھجھکے دو ٹوک بات کہی اور
چائے کا کپ پکڑ کر جانے لگی
ٹھیک ہے میں آج ہی بابا سائیں سے ہمارے
متعلق بات کرتا ہوں

لیکن ایک بات یاد رکھنا بے شک میں ابھی
تم پر حق نہیں رکھتا پر جس دن میں سارے
حقوق اپنے نام کر گیا اس دن سے تمہاری خیر
نہیں۔۔۔

اور چائے اکیلے پیتی ہو مجھے بھی پوچھ لیا
کرو۔ اتنا تو کر ہی سکتی ہو نامیرے لیے
یا اس کے لیے بھی تمہیں باقاعدہ حق چاہیے؟؟
یوسف خان زادہ نے سنجیدگی سے صبا کی
آنکھوں میں دیکھتے کہا اور کیچن سے نکل گیا

پیچھے صبا کو سمجھ نہیں آئی وہ یوسف خان زادہ
کی بات پر پریشان ہو یا شرم سے لال ٹماڑ۔۔
اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے چائے کے کپ کی
طرف دیکھتے لمبا سانس لیا اور یوسف خان زادہ
کے لیے چائے بنانے لگی

بالاج خان زادہ رات کافی لیٹ حویلی پہنچا
روپ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی ہو کر
بالاج خان زادہ کے آنے کا ہی انتظار کر رہی تھی
جیسے ہی بالاج خان زادہ کی جیپ حویلی داخل
ہوئی روپ نے آنکھیں بند کر کے ایک لمبا سانس
لے کر خود کو بالاج خان زادہ کی جلی بھنی
باتوں کے لیے تیار کیا

روپ اس وقت شارٹ شرٹ کے ساتھ ٹراؤزر
پہنے گلے میں سکارف لیے کمرے سے نکل گئی
بالاج خانزادہ شاور لے کر نکلا اور ڈریسنگ ٹیبل
کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے گیلے بالوں میں برش
کرنے لگا وہ اس وقت وائیٹ ٹی شرٹ اور
وائیٹ ہی ٹراؤزر پہنے بہت وجیہ لگ رہا تھا
دروازے پر ہوئی دستک نے بالاج خانزادہ کو
چونکنے پر مجبور کر دیا
بالاج خانزادہ نے وال کلاک کی طرف دیکھا
جہاں رات کے دو بج رہے تھے
آگے بڑھ کر بالاج خانزادہ نے دروازہ کھولا
تو روپ چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑے
مسکرا رہی تھی

اسلام علیکم۔۔

روپ نے ہمت جمع کرتے کہا

وعلیکم السلام۔۔ خیریت؟؟

بالاج خانزادہ نے ناگواری سے کہا

وہ میں آپ کے لیے چائے لے کر آئی تھی

روپ نے کپ آگے کرتے کہا تو بالاج خانزادہ

نے ایک نظر کپ کی طرف دیکھا پھر روپ

کی طرف دیکھا۔۔

میں نے مانگی؟؟

بالاج خانزادہ نے سنجیدگی سے پوچھا

آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔۔

روپ نے تھوک نگلتے کہا

وقت کا لحاظ ہی کر لیتی۔۔ بات صبح

بھی ہو سکتی تھی۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔
بالاج خانزادہ نے درشتگی سے کہتے دروازہ
روپ کے منہ ہر کھٹاک سے بند کر دیا
روپ کی ہری آنکھیں نمکین پانیوں سے
بھر گئیں۔۔

گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹک گیا
روپ نے اپنی انا کو پیچھے دھکیلتے پھر سے
دستک دی

بالاج خانزادہ جانتا تھا روپ ہی ہے اس کی
سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ روپ کو کیسے
سمجھائے وہ غلط راستے پر چل پڑی ہے
ایک بار پھر دستک ہوئی تو بالاج خانزادہ
نے دروازہ کھول دیا

جیسے ہی دروازہ کھلا روپ فوراً گرے

میں آگئی

یہ کیا بد تمیزی ہے روپ؟؟ وقت کا احساس

ہے تمہیں یا نہیں؟؟

بالاج نے غصے سے کہا

میں یہاں ٹائم پاس کرنے آئی بھی نہیں

ہوں۔۔ مجھے بس اتنا بتائیں جب ہماری

نسبت پکی ہوئی آپ راضی تھے یا نہیں؟؟

روپ سیدھا مدعے پر آئی اور بالاج خانزادہ

کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ روپ

اس سے یہ سوال کرنے والی ہے وہ چپ چاپ

بت بنا کھڑا سوچ میں پڑ گیا

چپ کیوں ہیں جواب دیں مجھے۔۔ جب ہمارا

رشتہ ہوا میں تو پانچ سال کی تھی پر آپ تو
پندرہ سال کے تھے نا۔ کیا ہمارا رشتہ آپ کی
رضامندی سے نہیں ہوا تھا؟؟
روپ نے بالاج خانزادہ کے روبرو کھڑے ہوتے پوچھا
بالاج خانزادہ نے روپ سے نظریں چرا کر ہلکا سا
سرہاں میں ہلادیا
جب آپ راضی تھے پھر آپ نے کیوں میرے
ساتھ نا انصافی کی؟؟
روپ نے رندھی آواز میں کہا
میں نے کوئی نا انصافی نہیں کی۔۔ بالاج
خانزادہ نے کمزور سی آواز میں کہا
اٹھارہ قبیلوں کے سردار بالاج خانزادہ۔۔
جو بہت انصاف پسند ہے اپنی بچپن کی

منگ کے ساتھ نا انصافی کرتے آپ کو زرا
شرم نہیں آئی؟؟

روپ کے آنسو اس کے گالوں پر پھسلے
میں نے جان بوجھ کر نہیں کی۔ مجھے
نتاشہ سے محبت ہو گئی تھی

بالاج خانزادہ نے نظریں نیچی کر کے کرب
سے کہا

تو میں کیا کروں آپ کو نتاشہ سے محبت
ہو گئی تھی میرا تو نہیں سوچانا آپ
نے۔۔۔

روپ کی اب باقاعدہ ہچکیاں بندھ گئیں
آپ سب میرے گنہگار ہو میرے بابا، مام
نے ایک بار مجھے آپ کے متعلق نہیں بتایا

پر آپ۔۔

آپ تو سب جانتے تھے نا۔۔ پھر کیوں نہیں

آپ نے خود کو میرا پابند رکھا۔۔

بولیں۔۔ جواب دیں۔۔

روپ آج بالاج خانزادہ سے سارے حساب

لے رہی تھی اور بالاج خانزادہ کی زندگی

میں پہلی بار آج زبان تالو سے چپکی تھی

پل میں انصاف کرنے والے بالاج خانزادہ

کو آج سمجھ نہیں آرہی تھی وہ خود کی

صفائی میں کیا کہے

میں مانتا ہوں تمہارے ساتھ نا انصافی ہوئی

پر میں بے قصور ہوں روپ۔۔ میں نے سوچ

سمجھ کر محبت نہیں کی۔۔ مجھے ہو گئی

میں بے بس تھا مجبور ہو گیا تھا اپنے دل کے
ہاتھوں۔۔

بالاج خانزادہ نے رخ موڑ کر اپنی آنکھوں میں
آئی نمی چھپائی پچھلے دو سالوں سے وہ
خود کو سب کے سامنے مضبوط بنا چکا تھا
پر آج پھر سے نتاشہ کا نام اپنے ہونٹوں سے
ادا کر کے بالاج خانزادہ کے پچھلے سارے زخم
ہرے ہو گئے تھے وہ اپنے دل کو سمجھا بیٹھا تھا
کہ اس کا اور نتاشہ کا ساتھ یہی تک کا تھا پر
آج بالاج خانزادہ کے دل کے کسی کونے میں
پھر سے ایک ٹیس سی اٹھی تھی اس بے وفا
کا نام لے کر۔۔۔

اس کی آنکھوں کی نمی روپ سے چھپی نہ

رہ سکی۔۔

ٹھیک ہے آپ محبت میں مجبور ہو گئے تھے
اب میں اپنے دل کا کیا کروں جو آپ کا خواہش
مند بن بیٹھا ہے جو بنا سوچے سمجھے آپ سے
محبت کر بیٹھا ہے

روپ نے روتے ہوئے بالاج خانزادہ سے اپنی
محبت کا اظہار کیا تو بالاج خانزادہ نے کرب
سے آنکھیں بند کیں
میں شادی شدہ ہوں۔۔

بالاج نے گہرا سانس لیتے کہا
تو کیوں کی آپ نے شادی؟؟
کیوں ایک بار بھی میرا نہیں سوچا؟؟ کیا
کمی تھی مجھ میں؟؟ کیوں کسی اور کو

مجھ پر فوقیت دی؟؟

روپ کے آنسو رک ہی نہیں رہے تھے اس کا

بس نہیں چل رہا تھا وہ وقت کا پہیہ گھما

دے اور بالاج خانزادہ اس سے صرف اسی

سے محبت کرے کوئی نتاشہ اس کی زندگی

میں نہ آئی ہو۔۔ پورے کے پورے بالاج خانزادہ

پر صرف روپ کا حق ہو

پر ایسا نہیں ہو سکتا تھا بالاج خانزادہ محبت

بھی کر چکا تھا اور شادی بھی۔۔

میں مانتا ہوں تمہارے ساتھ غلط ہوا ہر

اب میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں ہے

بالاج خانزادہ اسی دن مر گیا تھا جب وہ

بے وفا چھوڑ کر گئی تھی میرا اعتبار

میرا مان سب ٹوٹ گیا تھا میرا محبت سے
اعتبار اٹھ چکا ہے ایک بار دھوکا کھا چکا ہوں
دوبارہ نہیں۔۔

بالاج خانزادہ نے رخ موڑ کر تلخ لہجے میں کہا
بالاج آپ مجھ سے نکاح کر لیں۔۔ میں آپ کے
سارے دکھ سمیٹ لوں گی آپ کو کبھی بھی
چھوڑ کر نہیں جاؤں گی
روپ نے آگے بڑھ کر بالاج خانزادہ کا ہاتھ
تھام لے کر کہا جسے بالاج خانزادہ نے جھٹکے
سے پیچھے کیا

بالاج خانزادہ ابھی اتنا کمزور نہیں ہوا کہ
اپنے دکھ سمیٹنے کے لیے اسے عورت کی
ضرورت پڑے۔۔

بالاج خانزادہ نے سر دلہے میں کہا
میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔ روپ نے بالاج
کے بازو پر ہاتھ رکھنا چاہا جسے بالاج پھر
سے جھٹک چکا تھا

ایک بار عورت پر اعتبار کر کے دیکھ چکا
ہوں دوبارہ کبھی نہیں کروں گا
تمہارے ساتھ نا انصافی ہوئی میں مانتا ہوں
پر اب میں کچھ نہیں کر سکتا۔۔
میرے نصیب میں نتاشہ تھی تم نہیں۔۔
اس بات کو اپنے دماغ میں جتنی جلدی
بیٹھا لوگی سکھی رہو گی ورنہ بہت تنگ
ہو گی۔۔

اور ایک آخری بات۔۔

آج تو تم منہ اٹھا کر اتنی رات کو میرے
کمرے میں آگئی دوبارہ کبھی مت آنا۔
نکلو اب یہاں سے۔۔۔

بالاج خانزادہ نے غصے سے سرخ آنکھیں لیے
ایک ایک لفظ چبا کر کہا

نہیں۔۔ میں نہیں جاؤں گی۔۔ پہلے آپ مجھ
سے وعدہ کریں کل آپ خانم بی بی سے ہمارے
متعلق بات کریں گے

روپ نے بالاج خانزادہ کی باتوں کو نظر انداز
کرتے منت بھرے لہجے میں کہا
کیوں بات کروں میں کسی سے بھی تمہارے
متعلق۔۔

بالاج خانزادہ نے ماتھے پر بل ڈال لے کہا

کیونکہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں
روپ نے بالاج کی کرسٹل گرے آنکھوں میں
اپنی ہری آنکھیں گاڑھیں جو رونے کے
باعث سو جھگئی تھیں
لیکن میں نہیں کرتا۔ اور نہ کبھی ایسا
ہوگا۔ نکلوا اب یہاں سے۔

بالاج خانزادہ نے پتھر یلے لہجے میں کہتے
روپ کو بازو سے پکڑ کر کمرے سے باہر نکال
کر دروازہ بند کر لیا

روپ بالاج خانزادہ کے کمرے کے باہر ٹوٹا ویران
دل آنسوؤں سے بھری آنکھیں لیے حیرت کی
مورتی بنی کھڑی رہ گئی

بالاج خانزادہ نے اسکی محبت کو ٹھکرا دیا تھا

اس نے روپ کا پیار بھرا دل کرچی کرچی کر دیا
تھا بھی کچھ گھنٹے ہی تو ہوئے تھے اس کے
دل میں بالاج خانزادہ کی محبت پیدا ہوئے
اور بالاج خانزادہ نے اسی محبت کو ٹھکرا کر
روپ کا دل توڑ دیا

روپ خالی دامن لیے بھاری قدموں سے اپنے
کمرے کی طرف بڑھ گئی

رات گہری ہو رہی تھی باہر سردی بڑھ
رہی تھی ساتھ بالاج خانزادہ کے اندر کا اضطراب
بھی بڑھ رہا تھا بالاج خانزادہ اور نتاشہ کالج سے
یونیورسٹی تک ساتھ رہے

پھر ایک دن خود ہی نتاشہ نے بالاج خانزادہ

سے نکاح کی خواہش کی بالاج خانزادہ بھی
نتاشہ سے محبت کرتا تھا پر اسے ڈر لگتا تھا
کہیں نتاشہ اسے منع نہ کر دے کیونکہ وہ گاؤں
کا رہنے والا تھا اور نتاشہ کراچی شہر میں
پلی بڑھی تھی

وہ ماڈرن ہر گز نہیں تھی سلیقے سے شلوار قمیض
پہنتی۔۔۔ پر سر پر دوپٹہ نہیں لیتی تھی
بالاج خانزادہ کو اس کی یہ عادت بری لگتی تھی
پر وہ اسے کچھ بھی کہنے کا حق نہیں رکھتا تھا
تبھی چپ کر جاتا

نتاشہ نے جب بالاج خانزادہ سے اظہارِ محبت
کیا تو بالاج خانزادہ کو خود پر رشک محسوس
ہوا کتنی ہی دیر وہ سکتے میں رہا

پھر اس نے فیصلہ کیا وہ ہر حال میں اپنی

محبت پا کر رہے گا

اور پھر ایک دن وہ نتاشہ سے نکاح کر کے

اسے حویلی لے آیا

خانم بی بی اور شارق خانزادہ کو توچپ

ہی لگ گئی کیونکہ روپ اس کے نام پر بیٹھی

تھی اور وہ کسی کو اپنے نام کر گیا تھا

رباب نے بھی بالاج خانزادہ سے کسی قسم کی

کوئی بات نہیں کی

شارق خانزادہ اور خانم بی بی یہی سوچ کر

پریشان ہوتے وہ براق خانزادہ کو کیا جواب

دیں گے

خیر۔۔ وقت کا کام ہے گزرنا۔۔ وقت گزرتا رہا

خاموش طبیعت بالاج خانزادہ کی جب حویلی
میں ہنسی گو نجی تو خانم بی بی، رباب اور
شارق خانزادہ اسے خوش دیکھ کر ہی نتاشہ کو
قبول کر چکے تھے
نتاشہ تھی بھی بہت پیاری اور چلبلی سی۔۔
جلد ہی حویلی والوں کے دل میں اپنی جگہ
بنا گئی دو سال سکون سے گزرے
اس بیچ نتاشہ حویلی والوں اور بالاج خانزادہ
کے دل پر اپنی ایک خاص جگہ بنا چکی تھی
پر ایک رات پتا نہیں وہ سب کو بنا بتائے کہاں
چلی گئی اور آج تک نہیں لوٹی
بالاج خانزادہ نے اسے ڈھونڈنے میں زمین آسمان
ایک کر دیا پر وہ نہیں ملی

ملتی بھی کیسے۔۔

ملاوہ کرتے ہیں جو کھو جاتے ہیں اور نتاشہ کھوئی
نہیں تھی وہ اپنی مرضی سے حویلی چھوڑ کر
گئی تھی پر کیوں؟؟

اس بات سے آج تک سب بلکہ خود بالاج خانزادہ
بھی انجان تھا

بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیا اور آنکھوں
میں آئی نمی کو ہاتھ کے انگوٹھے سے صاف کیا
وہ روپ کا دل توڑ کر خود بھی خوش نہیں
تھا پر بالاج خانزادہ روپ کو کسی بھی قسم
کی کوئی امید نہیں دینا چاہتا تھا

بالاج خانزادہ کا نام اب بھی نتاشہ کے
نام سے جڑا تھا وہ اب بھی بالاج خانزادہ کے

نکاح میں تھی

پھر بالاج خانزادہ کیسے روپ کو اپنے نکاح
میں لے لیتا چاہے اس بات سے روپ کو
اعتراض نہیں تھا

پر پھر بھی بالاج خانزادہ کو یہ سب غلط
لگ رہا تھا اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا وہ
روپ سے اب سختی سے پیش آئے گا تاکہ
اس کے دل سے بالاج خانزادہ کا خیال نکل جائے

اسلام علیکم بابا۔۔

براق خانزادہ وڈیرے پر بیٹھے تھے جب یوسف
نے آکر انہیں سلام کیا
وعلیکم السلام۔۔ اچھا ہوا تم آگئے۔۔

براق خان زادہ نے یوسف کو دیکھتے کہا
خیریت بابا۔۔

یوسف خان زادہ پوری طرح متوجہ ہوا
ہاں لاہور سے فون آیا تھا سجاد کا۔۔ کچھ فائلز
پر تمہارے سائن چاہیے۔۔

براق خان زادہ نے اپنے مینیجر کے متعلق بتایا
ہمم۔۔ میں کر دوں گا جا کر سائن اور فائلز بھی
دیکھ لوں گا۔۔ آپ فکر نہیں کریں
یوسف خان زادہ نے انہیں تسلی دی تو براق
خان زادہ نے ہلکا سا سر ہلادیا

بابا مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی
یوسف خان زادہ نے جھجھکتے ہوئے کہا
ہاں بولو بیٹا۔۔

براق خان زادہ نے نرم لہجے میں کہا
بابا۔۔ کیا۔۔ آپ۔۔ خانم بی بی سے۔۔ میرے
لیے صبا۔۔ کا ہاتھ۔۔ مانگیں گے۔۔
یوسف خان زادہ کا دل دھک دھک کر رہا تھا
دل میں ڈر بھی تھا کہیں براق خان زادہ انکار
نہ کر دیں

یوسف کی بات پر براق خان زادہ نے سنجیدگی
سے یوسف کی طرف دیکھا
کچھ پل خاموشی سے گزرے پھر اس
خاموشی کو یوسف خان زادہ نے توڑا

بابا۔۔ میں۔۔ صبا کو پسند کرنے لگا ہوں میری
خواہش ہے آپ میرے لیے اسے مانگیں
یوسف خان زادہ کے لہجے میں صبا کے لیے

چاہت واضح دکھائی دے رہی تھی یوسف
خانزادہ کی سانس گلے میں اٹکی تھی
براق خانزادہ نے یوسف خانزادہ کی طرف
دیکھا پھر بھرپور طریقے سے مسکرا دیئے
میرے لیے اس سے بڑی خوشی کی بات ہو ہی
نہیں سکتی۔۔

براق خانزادہ نے یوسف خانزادہ کے شانے پر
ہاتھ رکھتے کہا تو یوسف خانزادہ کی جان
میں جان آئی
وہ خوشی کے مارے براق خانزادہ کے گلے
لگ گیا

تھینک یو سوچ بابا۔۔ آپ نے مجھے میری
نئی زندگی کی نوید سنائی ہے

یوسف خان زادہ کی خوشی سے آنکھیں
نم تھیں

میرے لیے میرے بچوں کی خوشی بہت عزیز
ہے ساری دنیا ایک طرف اور میری اولاد کی
خوشی ایک طرف

براق خان زادہ کی آنکھوں سے یوسف خان زادہ
کی آنکھوں کی نمی چھپی نہ رہ سکی

ایک پل کے لیے تو براق خان زادہ بھی حیران
ہوئے تھے کہ وہ صبا سے اتنی محبت کرتا ہے

کہ اسے پانے کی خوشی میں ہی یوسف خان زادہ
کی آنکھیں نم ہوئی جب وہ صبا کو پالے گا تب
اس کی کیا حالت ہوگی

براق خان زادہ نے اپنے خوب رویے کی طرف

غور سے کیا

وہ بالکل براق خانزادہ کی کاپی ہی تو تھا براق
خانزادہ جوانی میں اتنے ہی خوبصورت تھے تبھی
تو علینا جیسی ماڈرن لڑکی ان پر مر مٹی تھی
براق خانزادہ نے دل ہی دل میں ماشاء اللہ بولا
اور اپنے بچوں کی خوشیوں کے لیے دعائیں کیں

روپ صبح سے ہی خان حویلی میں بولائی بولائی
سی پھر رہی تھی بالاج خانزادہ نماز کے فوراً
بعد ہی ڈیرے پر چلا گیا تھا

روپ کی پیاسی آنکھیں بالاج خانزادہ کو کب
سے تلاش کر رہی تھیں پر وہ دشمن جان
جان بوجھ کر روپ سے چھپ گیا تھا

بڑی امی۔۔ آپ سے ایک بات پوچھوں؟؟
رباب کیچن میں دوپہر کے کھانے کے لیے ملازمہ
کو ہدایت دے رہی تھی جب روپ نے ان سے
آکر معصومیت سے پوچھا
میری گڑیا کو اجازت کی ضرورت نہیں ہے تم
بلا جھجک پوچھ سکتی ہو

رباب نے پیار سے روپ کی ٹھوڈی چھو کر کہا
وہ۔۔ بالاج کو۔۔ کھانے میں۔۔ کیا پسند ہے؟؟
روپ نے ہاتھوں کو آپس میں مسلتے جھجھکتے

ہوئے پوچھا تو رباب ایک دم چونکیں
پاس کھڑی ملازمہ نے بھی مسکرا کر روپ
کی طرف دیکھا پورا گاؤں جانتا تھا آنے
والے وقت میں روپ کو ہی اس گاؤں کی

سردار فی بننا ہے بس روپ ہی اس بات
سے ناواقف تھی پر اب وہ بھی جان چکی
تھی کہ وہ بالاج خانزادہ کی منگ ہے
رباب نے مسکرا کر روپ کی طرف دیکھا
بریانی اور کباب بنا لو بالاج کو بہت پسند ہے
رباب نے معنی خیز مسکراہٹ سے کہا تو
روپ کا سر شرم سے لال ٹماڑ ہو گیا
وہ۔۔ آپ۔۔ غلط مت سمجھنا۔۔
نہیں روپ۔۔ میں بہت خوش ہوں کہ تم اپنے
اور بالاج کے رشتے کے متعلق جان چکی ہو
رباب نے روپ کی بات کاٹتے کہا تو روپ
بھی مسکرا دی
لیکن بڑی امی۔۔ مجھے کھانا بنانا نہیں آتا۔۔

روپ نے نظریں جھکائے شرمندگی سے کہا
کوئی بات نہیں۔۔ صفورا تمہیں جیسے جیسے
بتائے گی تم بناتی جانا
رباب نے پاس کھڑی ملازمہ کی طرف اشارہ
کرتے کہا

پھر صفورا جیسے جیسے کہتی گئی روپ
بالکل ویسے ہی بالاج خانزادہ کے لیے بریانی
اور کباب بناتی گئی
سب حویلی والے اس وقت ڈائننگ ٹیبل پر
موجود تھے جب بالاج خانزادہ کی جیب حویلی
کے اندر داخل ہوئی

وہ سیدھا اپنے کمرے میں گیا اور فریش ہو کر
دس منٹ میں نیچے ڈائننگ ٹیبل پر آگیا

روپ کی پیاسی نظریں بالاج خانزادہ کے چہرے
کا ہی طواف کر رہی تھیں وہ اپنی نظریں
اس دشمن جاں پر ٹکائے خود کو سیراب
کر رہی تھی پر باس کھڑوس گینڈے نے ایک
بار بھی روپ کی طرف دیکھنا گوارا نہیں کیا
روپ اندر ہی اندر کلس کر رہ گئی
رباب نے بریانی اور کباب بالاج خانزادہ کی
طرف بڑھائے تو بالاج خانزادہ نے اپنے پسندیدہ
لنچ پر مسکرا کر اپنی ماں کی طرف دیکھا
سب لوگ لنچ کرنے میں مصروف ہو گئے
جیسے ہی بالاج خانزادہ نے بریانی کا لقمہ لیا
اسے ٹیسٹ چینج لگا پھر اس نے کباب کھایا
تو اس کا ٹیسٹ بھی الگ پر مزے کا تھا

روپ لہج کرتے بالاج خانزادہ کی طرف ہی
دیکھ رہی تھی

اماں سائیں۔۔ آج تو بریانی اور کباب کا الگ
ہی ٹیسٹ ہے

بالاج خانزادہ نے مسکرا کر کہا

تمہیں پسند آئے بریانی اور کباب؟؟

باب نے گہری مسکراہٹ سے پوچھا روپ کے
کان کھڑے ہو گئے

جی ٹیسٹ الگ ہے پر بہت مزے کی ہیں دونوں

چیزیں۔۔ بالاج خانزادہ نے دل سے تعریف کی

تو روپ کی مسکراہٹ گہری ہوتی گئی

مجھے بھی آج بہت مزہ آرہا ہے

شارق خانزادہ نے کہا تو خانم بی بی اور

براق خانزادہ نے بھی تائیدی انداز میں

سر ہلایا

مزرہ کیوں نہیں آئے گا آپ سب کو۔۔ آج لچ

روپ نے بنایا ہے

رباب نے جیسے ہی کہا بالاج خانزادہ کی بریانی

والا چچچ ہوا میں ہی رہ گیا

اس نے سنجیدگی سے نظریں اٹھا کر روپ

کی طرف دیکھا تو روپ نے موقع دیکھتے

ایک آنکھ و نک کی

بالاج خانزادہ نے چچچ واپس پلیٹ میں رکھ دیا

ماشاء اللہ۔۔ خانی۔۔ آپ کے ہاتھ میں بہت

ذائقہ ہے

صبا نے مزے سے بریانی کھاتے کہا

مجھے تو یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے روپ
کو تو بریانی کا "ب" بھی بنانا نہیں آتا تھا
اور آج پوری کی پوری بریانی اتنے مزے کی
بنالی۔۔

یوسف خان زادہ نے حیرت اور خوشی کے
ملے جلے تاثرات سے کہا
سب روپ کی تعریف کر رہے تھے پر روپ
کی نظریں بالاج خان زادہ کی طرف ہی ٹکی تھیں
جواب بریانی سے ہاتھ کھینچ چکا تھا
بالاج خان زادہ نے نیپکین سے ہاتھ صاف کیے
اور خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے کی
طرف چلا گیا
روپ کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا

بریانی کی پلیٹ ویسے کی ویسے ہی ٹیبل
پر پڑی تھی روپ کی آنکھیں بھگ گئیں
صحیح کہتے تھے سب۔۔ بالاج خانزادہ بہت
سفاک ہے

روپ کا دل بھی بریانی سے اچاٹ ہو گیا وہ
بھی اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی
خانم بی بی خاموش سے دیکھ رہی تھیں
جیسے ہی وہ دونوں ٹیبل سے گئے خانم بی بی
نے گلا کھنکار کر سب کو اپنی طرف متوجہ کیا
مجھے سب سے ایک ضروری بات کرنی ہے
خانم بی بی نے سنجیدگی سے کہا
جی اماں سائیں حکم کریں۔۔

شارق خانزادہ کے ساتھ براق خانزادہ بھی

خانم بی بی کی طرف سوالیہ نظروں سے
دیکھنے لگے

باقی سب بھی خانم بی بی کی طرف دیکھتے
ان کے بولنے کا انتظار کرنے لگے

پندرہ سال پہلے میرے سر کے سائیں

دلشاد خانزادہ "نے روپ اور بالاج خانزادہ"

کی نسبت پکی کر دی تھی

اور اب میں چاہتی ہوں ان کی خواہش کو

پورا کر دیا جائے یعنی روپ اور بالاج خانزادہ

کی شادی کر دی جائے

خانم بی بی نے گویا علینا کے سر پر بم پھوڑا

شارق خانزادہ اور براق خانزادہ نے خانم بی بی

کی بات پر مسکراتے تائیدی انداز میں سر ہلایا

محبوب خان زادہ یوسف خان زادہ اور صبا
کے چہروں پر خوشی تھی
لیکن خانم بی بی بالاج خان زادہ پہلے سے ہی۔۔۔
ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اماں سائیں آپ
بسم اللہ کریں اور حکم کریں کب شادی کرنی ہے
علینا کا اعتراض براق خان زادہ نے بیچ میں
ہی ٹوک دیا

لیکن مجھے اعتراض ہے۔۔۔

بالاج خان زادہ ابھی سیڑھیاں چڑھ ہی رہا تھا
جب اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو موبائل
غائب تھا وہ موبائل ڈائنگ ٹیبل پر بھول
گیا تھا وہ انہی قدموں سے واپس مڑا تو
خانم بی بی کی بات سن کر اس کے قدم

وہی جم گئے

بالاج خانزادہ کی کڑک آواز پر سب نے

مڑ کر بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا جو

غصیلے تاثرات لیے سب کی طرف دیکھ رہا تھا

بالاج۔۔ یہ ہمارا حکم ہے

خانم بی بی نے کھڑے ہو کر حکمیہ لہجے

میں کہا

آپ کاہر حکم سر آنکھوں پر خانم بی بی

پر معاف کیجئے گا میں روپ سے شادی

نہیں کر سکتا

بالاج خانزادہ کے انکار پر جہاں سب کو

پریشانی ہوئی وہاں علینا نے سکھ کا سانس لیا

اس انکار کی وجہ؟؟

شارق خانزادہ نے غصے سے سر دلچے میں پوچھا
وجہ آپ سب جانتے ہیں بابا سائیں۔۔
بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیتے کہا
تمہاری بیوی دو سال سے غائب ہے بنا بتائے
وہ بھاگ گئی تمہیں اب بھی اس کا انتظار
ہے؟؟

شارق خانزادہ نے غصے سے سرخ چہرہ لیے
کہا تو ان کے سخت الفاظوں پر بالاج خانزادہ
کے دل میں درد اٹھا
بابا سائیں۔۔ جب میں نے گاؤں کی ذمہ داری
خود پر لی تھی اسی دن قسم بھی کھائی تھی
میں کبھی بھی نتاشہ کی راہ نہیں دیکھوں گا
بالاج خانزادہ نے صاف گوئی کی

تو کیا ساری زندگی اکیلے رہنے ہے تمہیں؟؟

خانم بی بی نے دھیمے پر سر دلہجے میں کہا

مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے خانم بی بی

میں اکیلے زندگی گزار سکتا ہوں

اور پلیز اس بات کو یہیں چھوڑ دیں کیونکہ

میرا انکار اقرار میں نہیں بدلنے والا

بالاج خانزادہ نے دو ٹوک انداز میں کہا اور

ٹیبیل پر پڑا اپنا موبائل پکڑ کر مڑنے لگا

پر پیچھے روپ کو دیکھ کر وہ ایک

دم چونک کر رک گیا

روپ شکوہ کناں نظروں سے اسے ہی دیکھ

رہی تھی

بالاج خانزادہ مڑ کر جانے لگا جب روپ

کی آواز پر اس کے قدم رک گئے
رکیں بالاج۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کی طرف دیکھا آنکھوں
میں غصے کی لکیریں واضح تھیں

مجھے آپ سے شادی کرنے پر کوئی اعتراض
نہیں ہے مجھے فرق نہیں پڑتا کہ آپ پہلے

سے ہی میری ڈھو۔۔ اور اس بات کا میں سب کے
بیچ اعتراف کرتی ہوں

روپ نے بالاج خانزادہ کے رو برو کھڑے ہوتے کہا
تو خانم بی بی کے ساتھ براق خانزادہ

اور شارق خانزادہ کے چہرے خوشی سے
کھل اٹھے سوائے علینا کے۔۔

مجھے تمہارے اعتراض یا اعتراف سے گھنٹا

فرق نہیں پڑتا۔ تمہیں جو کرنا ہے کر لو
بالاج خانزادہ کا انکار ہی تمہارا مقدر بنے گا
بالاج خانزادہ نے آنکھیں پھاڑ کر ایک ایک
لفظ پر زور دیتے کہا

میں نے بھی آپ سے اقرار نہیں کروایا تو
میرا نام بھی روپ خانزادی نہیں۔

روپ نے اپنی ہری آنکھیں بالاج کی کرسٹل
گرے آنکھوں میں گاڑ کر کہا
یہ شوق بھی پورا کر کے دیکھ لو تم۔

بالاج خانزادہ نے طنزیہ مسکراہٹ روپ کی
طرف اچھالی اور تیز قدم لیتا سیڑھیاں
چڑھ گیا

روپ بھی نم آنکھیں لیے بناسب کی طرف

دیکھے بالاج کے پیچھے چلی گئی
خانم بی بی گرنے کے انداز میں کرسی پر
بیٹھیں

اماں سائیں۔۔ آپ ٹھیک تو ہیں۔۔

ر باب جلدی سے آگے بڑھی

شارق اور براق خانزادہ بھی پریشانی سے

آگے ہو کر خانم بی بی کو دیکھتے لگے

مجھے میرے کمرے میں چھوڑ دو

خانم بی بی نے رندھی آواز میں رباب

سے کہا تو رباب نے خانم بی بی کا ہاتھ

پکڑ کر انہیں اٹھایا

اور انہیں ان کے کمرے میں لے گئیں پیچھے

باقی سب بھی خانم بی بی کے کمرے میں

چلے گئے ڈائمنگ ٹیبل پر اب صرف براق اور

شارق خانزادہ تھے

لالہ۔۔۔ اب کیا ہوگا؟؟؟

براق خانزادہ نے پریشانی سے شارق خانزادہ

کی طرف دیکھا

اب ایک ہی راستہ ہے بالاج کو لائن پر

لانے کا۔۔

شارق خانزادہ نے آنکھ دباتے کہا تو براق

خانزادہ نے حیرت سے شارق خانزادہ کی

طرف دیکھا جو اس سیچو نمیشن میں بھی

مسکرا رہے تھے

تم چلو میں سمجھاتا ہوں

شارق خانزادہ نے براق خانزادہ کے شانوں

ہر بازو رکھتے کہا تو وہ دونوں بھی خانم سی بی
کے کمرے میں چلے گئے
بہت مزہ آیا آپ کو سب کے بیچ میری محبت
کی توہین کر کے؟؟

روپ تیز قدم چلتی بالاج خانزادہ کے سامنے
کھڑے ہو کر اس کا راستہ روک گئی
محبت؟؟ کس محبت کی بات کر رہی ہو تم؟؟
تم عورتیں صرف وقتی جذبات رکھتی ہو
اور جب تم عورتوں کے جذبات ختم ہو جاتے
ہیں تو مرد کی محبت کو ٹھوکر مار کر چلی
جاتی ہو۔۔۔

بالاج خانزادہ کا لہجہ سپاٹ تھا ہر جذبات
سے عاری۔۔

آپ نتاشہ کے کیے کی سزا مجھے نہیں دے سکتے
اگر وہ بھاگ گئی اس نے آپ کی قدر نہیں کی
تو اس میں میرا کیا قصور ہے
روپ نے رندھی آواز میں کہا
بکو اس اتنی کرنا جتنی میں برداشت کر سکوں
تم ہوتی کون ہو میری ذاتی زندگی کے بارے
میں بولنے والی۔۔

بالاج خانزادہ کی دھاڑ سے روپ خوف سے
سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی

بالاج۔۔ میں بس یہ کہنا چاہتی۔۔۔

تم اپنی فضول بکو اس خود تک محدود رکھو

میں انکار کر چکا ہوں پھر کیوں بار بار

میرے سامنے آکر خود کی تذلیل کروا رہی ہو

بالاج خانزادہ کا پتھر یلا لہجے پر روپ کے کب
کے رکے آنسو نکل پڑے
مجھ میں آپ سے زیادہ عزتِ نفس ہے فرق
صرف اتنا ہے میں محبت کو اپنی انا پر ترجیح
دے رہی ہوں۔۔

روپ نے گالوں پر لڑھکے آنسو صاف کرتے کہا
یہ تمہاری ہیڈک ہے میری نہیں۔۔
میری طرف سے تم جو مرضی کرو۔۔
بس میری جان چھوڑ دو۔ تنگ آگیا ہوں
میں تم سے اور تمہاری فضول بکواس سے۔۔
تین دن سے پیچھے پڑی ہو کھانا پینا تک
حرام کر کے رکھ دیا ہے تم نے۔۔
اور کس انا کی بات کر رہی ہو تم؟؟ اگر

تم میں زرا سی بھی عزتِ نفس ہوتی تو
میرے ایک بار انکار کرنے پر اپنا راستہ بدل
لیتی۔۔۔ پر نہیں۔۔۔ تم الٹا سب کے بیچ مجھے
چیلنج کر رہی تھی کہ میرے انکار کو اقرار
میں بد لوگی۔۔۔

یہ ہے تمہاری عزتِ نفس؟؟
اسے عزتِ نفس تو بالکل بھی نہیں کہتے۔۔۔
مگر محبت بھی نہیں کہتے

میری نظر میں تمہاری محبت کی کوئی
اوقات نہیں ہے اور اگر اب بھی تم میں
زرا سی بھی انا اور عزتِ نفس باقی ہے
تو اس رشتے سے انکار کر دو گی تم۔۔۔
ورنہ میری نظروں میں ویسے ہی تمہارا

کوئی مقام نہیں ہے مزید گر جاؤ گی
بالاج خانزادہ کے سلگتے الفاظ روپ کے
دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر گئے تھے وہ خود تو
جاچکا تھا پر روپ کا دل زخمی کر گیا تھا
روپ اس کے منہ سے اتنے سخت الفاظوں کی
توقع نہیں کر رہی تھی وہ پتھر بنی اسی جگہ
کھڑی رہ گئی

بالاج خانزادہ کے الفاظ اسے موت مار گئے
تھے ٹھیک ہی تو کہا اس نے۔۔

اگر اس میں عزتِ نفس ہوتی تو ایک بار
ٹھکرانے پر اس کی طرف مڑ کر نہ دیکھتی
اگر اس میں عزتِ نفس ہوتی تو بالاج خانزادہ
کی پہلی شادی کا سن کر ہی راستہ بدل لیتی

اگر اس میں عزتِ نفس ہوتی تو بالاج خانزادہ
سے محبت کرنے کے باوجود اسے کبھی بھی
اپنی محبت سے آگاہ نہ کرتی
اگر اس میں عزتِ نفس ہوتی تو آج سب
کے بیچ اس کے انکار کرنے سے پہلے وہ خود
اسے ٹھکراتی

پر سچ تو یہ تھا ہر لڑکی کی طرح روپ میں
بھی عزتِ نفس تھی
پر ہر لڑکی کی طرح روپ نے اپنی عزتِ نفس
کو نہیں بلکہ محبت کو آگے رکھا
تمہیں اب میں بتاؤں گی بالاج خانزادہ۔۔
اصل میں عزتِ نفس کسے کہتے ہیں۔۔۔
اب سے روپ خانزادی کے لیے اس کی عزت

نفس ہی سب کچھ ہوگی
روپ نے بے دردی سے آنسو صاف کیے اور
اپنے مضبوط قدم اٹھاتی خانم بی بی کے
کمرے کی طرف انہیں اپنا آخری فیصلہ سنانے
چلی گئی

محبوب خان زادہ تھوڑی دیر خانم بی بی
کے کمرے میں بیٹھ کر ڈیرے کے لیے نکل پڑا
راستے میں اسے دور سے ہی چوہدری حسین
کی گاڑی آتی دکھائی دی
محبوب خان زادہ کی غصے سے رگیں تن
گئیں اس نے سٹیرنگ پر اپنے ہاتھوں

کی گرفت مضبوط کی اور گاڑی کی سپیڈ

بڑھادی

چوہدری حسین اور الفت مصطفیٰ کا سکول

میں ایڈمیشن کروا کر لوٹ رہے تھے

مصطفیٰ گاڑی میں انہوں نظم سنارہا تھا

جسے چوہدری حسین اور الفت خوشی سے

سن رہے تھے جب ایک دم ان کی گاڑی کو

سائیڈ سے کسی نے ہٹ کیا

چوہدری حسین نے جلدی سے گاڑی کو

سمبھالا اور ایک سائیڈ پر روک دی

الفت نے گھبرا کر چوہدری حسین کی

طرف دیکھا جو سمجھنے کی کوشش کر رہا

تھا کہ کس کی اتنی جرات ہوئی کہ وہ چوہدری

حسین کی گاڑی کو ہٹ کرے
چوہدری حسین غصے سے باہر نکلاتو محبوب
خانزادہ ہاتھ میں گن لیے اسی کی طرف
بڑھ رہا تھا

چوہدری حسین کو کچھ غلط ہونے کا
احساس ہوا اس سے پہلے وہ گاڑی میں
بیٹھ کر گاڑی بھگاتا محبوب خانزادہ
نے اسے اپنے شکنجے میں لے لیا تھا
بہت شوق تھا تجھے ہماری زمینوں پر
آگ لگانے کا۔۔

محبوب خانزادہ نے گن چوہدری حسین
کی کنپٹی پر رکھی اور دوسرے ہاتھ سے
اس کا گلاد بوج لیا

چوہدری حسین کے خوف کے مارے پسینے

چھوٹ گئے

الفت عدت میں تھی اس لیے وہ پردہ کر کے

باہر نکل رہی تھی اس وقت بھی وہ بڑی سے

چادر میں اپنا چہرہ چھپائے ہوئے تھی

باہر کا منظر دیکھ کر اس کے اوسان خطا

ہو گئے وہ جلدی سے گاڑی سے نکلی

کون ہیں آپ؟؟ چھوڑیں میرے لالہ کو۔۔

الفت کی آواز پر محبوب خان زادہ نے مڑ کر

الفت کی طرف دیکھا جس کی کالی چادر

میں براؤن آنکھیں محبوب خان زادہ کو

چونکنے پر مجبور کر گئیں

دوپہر کی دھوپ سیدھی الفت کے چہرے

پر پڑ رہی تھی جس سے اس کی براؤن آنکھیں
محبوب خان زادہ کا دل دھڑکا گئی تھیں
میں نے تمہاری زمینوں پر آگ نہیں لگائی
تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے
چوہدری حسین نے تھوک نگلتے کہا تو الفت
سمجھ گئی وہ خان حویلی سے ہے
چوہدری حسین کی بات پر محبوب خان زادہ
نے نظریں گھما کر کٹیلی آنکھوں سے چوہدری
حسین کی طرف دیکھا
تم کہو گے اور میں مان جاؤں گا؟؟
بے وقوف سمجھ رکھا ہے مجھے؟؟
محبوب خان زادہ اتنی زور سے دھاڑا کہ الفت
کا دل کانپ کر رہ گیا

میرے لالہ جھوٹ نہیں بول رہے۔۔
الفت نے ہمت کر کے کہا تو محبوب خان زادہ
نے پھر سے زرا سی آنکھیں گھما کر الفت
کی چمکتی براؤن آنکھوں میں دیکھا
اس بات کا فیصلہ گاؤں کا سردار بالاج خان زادہ
کرے گا۔۔ چلو میرے ساتھ۔۔
محبوب خان زادہ کی بات پر چوہدری حسین
کارنگ اڑ گیا بالاج خان زادہ کے سفاک فیصلے
سے گاؤں کا بچہ بچہ واقف تھا
دیکھیں پلیز۔۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی
ہوں میرے لالہ کو چھوڑ دیں انہوں نے کچھ
نہیں کیا۔۔

محبوب خان زادہ چوہدری حسین کو کالر

سے پکڑ کر لے جانے لگا جب الفت محبوب
خانزادہ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی
محبوب خان زادہ سمجھ گیا تھا یہ وہی لڑکی
ہے جس کا موبائل اسے ملا تھا
عورتوں کی عزت کرنا ہم خانوں کی گھٹی
میں شامل ہے اس لیے بہتر ہو گا آپ راستے سے
ہٹ جائیں اور مجھے اپنا کام کرنے دیں
محبوب خان زادہ دھیمی پر سخت آواز میں کہا
میں آپ سے کہہ رہی ہوں نا۔۔ میرے لالہ نے
کچھ نہیں کیا۔۔

افت روتے ہوئے چیخ پڑی تو محبوب خان زادہ
چپ سا کر گیا

آپ کو یقین نہیں آرہا نا تو ٹھیک ہے الفت

کہتے ہی چوہری حسین کی طرف متوجہ
ہوئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر
رکھ دیا۔ لالا اب میری قسم کھائیں اور
انہیں بتادیں کہ آپ نے ان کی
زمینوں پر آگ نہیں لگائی
مجھے اپنے لالا پر پورا یقین ہے میں
جانتی ہوں میرے لالا میری جھوٹی قسم
کبھی نہیں کھائیں گے۔ الفت کے لہجوں
میں بہنوں والا مان تھا چوہدری حسین
کا سر شرم سے جھک گیا کیونکہ اصل
مجرم وہی تھا سردار بلاج خانزادہ کی زمینوں
پر آگ کسی اور نے نہیں بلکہ چوہدری حسین
نے ہی لگائی تھی چوہدری حسین کا

سر شرم سے جھکا دیکھ الفت پل میں
سمجھ گئی کہ اصل گنہگار وہی ہے
اس نے ایک افسوس بھری نگاہ اپنے لالا پر ڈالی
بس ہو گیا یقین۔۔ یا کوئی اور بھی ڈرامہ
باقی ہے تم بھائی بہن کا۔۔ محبوب خانزادہ
نے سرد لہجے میں کہا تو الفت کا
کی براؤن آنکھیں بھیگ گئیں محبوب خانزادہ
نے اپنی جیب سے موبائل نکالا اور بالاج
خانزادہ کو فون کر کے ساری بات بتادی
مصطفی گاڑی میں سہا بیٹھا سب کچھ
دیکھ رہا تھا جب اس سے برداشت نہ ہوا
تو وہ اونچی آواز میں رونے لگا الفت
اس کے رونے کی آواز سے بھاگ کر اسی

طرف گئی اور اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا

دس منٹ لگے تھے صرف دس منٹ اور

بلال خان زادہ اپنے گارڈ سمیت

وہاں پہنچ چکا تھا چودری حسین کو اپنا

وقت اب خطرے میں دکھائی دے رہا تھا

وہ جذبات میں آکر سردار بالاج خان زادہ کی

زمینوں پر آگ تو لگا چکا تھا

اور اب وہ دل ہی دل میں پچھتا بھی رہا تھا

کیونکہ سردار بالاج خان زادہ اب اسے

کڑی سزا دینے والا تھا

اور اسے کیا سزا ملنے والی تھی یہ تو اب

سردار بالاج خان زادہ نے طے کرنا تھا

آخر تم میرے ہاتھ لگ ہی گئے تمہیں کیا
لگا تھا مجھ سے دشمنی مول لینا اتنا آسان ہے
تم میرے ساتھ جو مرضی کرتے جاؤ گے اور
میں چپ چاپ نظر انداز کروں گا؟؟

بالاج خانزادہ چوہدری حسین کے منہ پر پھنکارا
الفت تو بالاج خانزادہ کو اتنے غصے میں دیکھ
کر ہی چپ کر گئی تھی چوہدری حسین کا
بھی یہی حال تھا صحیح معنوں میں اب
اس کے طوطے اڑے تھے مصطفیٰ الفت کے

ساتھ سہم کر چپکا ہوا تھا

محبوب خان۔۔

حکم لالہ۔۔۔

پنچائیت بیٹھا آج ابھی اور اسی وقت فیصلہ
ہوگا۔۔

بالاج خانزادہ کی آواز میں اتنا رعب تھا کہ
وہاں کھڑے سب سہم گئے

چوہدری حسین کی تو سمجھ میں نہیں آرہا

تھا کہ وہ اب کیا کرے خوف سے اس کی

ٹانگیں کانپ رہی تھیں

پتا نہیں بالاج خانزادہ نے اسے کیا سزا دینی تھی

تبھی بالاج خانزادہ کا موبائل رنگ ہوا

شارق خانزادہ کا فون تھا اس لیے اسے اٹھانا پڑا

بالاج جلدی حویلی پہنچو خانم بی بی کی طبیعت

ٹھیک نہیں ہے

ابھی بالاج خانزادہ نے فون اٹھایا ہی تھا جب

شارق خانزادہ کی گھبرائی ہوئی آواز ماؤ تھ

سپیکر سے ابھری

کیا ہوا نہیں؟؟ ابھی تو ٹھیک تھیں؟؟

بالاج خانزادہ بھی یک دم پریشان ہو گیا

تم بس جلدی حویلی پہنچو

شارق خانزادہ نے کہتے ہی فون بند کر دیا

بالاج خانزادہ نے پریشانی سے محبوب خان زادہ

کی طرف دیکھا پر محبوب خان زادہ بالاج

خانزادہ کی نسبت کافی ریلیکس کھڑا تھا

کیا ہوا لالہ؟؟ خیریت؟؟

محبوب خان زادہ نے پریشانی چہرے پر

سجائے پوچھا

ہمم۔۔۔ ابھی پنچائیت مت بلانا۔۔ مجھے کچھ

کام ہے فلحال اسے ڈیرے پر لے چلو میں تھوڑی
دیر میں آتا ہوں اور تم انہیں ان کی حویلی
پہنچا دو۔۔۔

بالاج خانزادہ نے سنجیدگی سے کہتے الفت
کی طرف اشارہ کرتے کہا تو محبوب خانزادہ
نے سر ہلادیا

بالاج خانزادہ اپنی جیب پر حویلی کے لیے
نکل گیا حشمت علی سب گارڈز کے ساتھ
چوہدری حسین کو ڈیرے پر لے گیا
اب وہاں محبوب خانزادہ اور الفت تھے
چلیں میں آپ کو آپ کی حویلی چھوڑ دوں
محبوب خانزادہ چوہدری حسین کی گاڑی
کی طرف بڑھا

اس کی ضرورت نہیں ہے ہم چلے جائیں گے
الفت کا لہجہ کافی تیکھا تھا محبوب خان زادہ
نے بے اختیار نظریں گھما کر الفت کی طرف
دیکھا جو غصے سے اپنی براؤن آنکھوں سے
اسے ہی گھور رہی تھی

دیکھیں۔۔ غلطی آپ کے لالہ کی ہے آپ مجھ
پر کس خوشی میں بھڑک رہی ہیں؟؟
محبوب خان زادہ نے ماتھے پر بل ڈالے کہا
مجھے شوق بھی نہیں ہے آپ پر بھڑکنے کا۔
ہم چلیں جائیں گے۔۔

الفت کہتے ہی مصطفیٰ کو گاڑی میں ں بیٹھانے
لگی۔۔۔

لالہ کا حکم ہے۔۔ میں ان کا حکم نہیں ٹال سکتا

محبوب خان زادہ تو اس لڑکی کی اکڑ پر حیران

ہو رہا تھا

میں پھر بھی یہی کہوں گی ہم چلے جائیں گے

الفت نے رندھی آواز میں کہا تو محبوب خان زادہ

نے گہرا سانس لیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا

اگر آپ بیٹھ جائیں گی تو احسان ہو گا مجھ پر

محبوب خان زادہ نے اکتا کر کہا

ناچارہ الفت کو بھی بیٹھنا پڑا وہ مصطفیٰ

کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی تو محبوب

خان زادہ نے گاڑی سٹارٹ کر دی

آپ فکر نہیں کریں جان سے نہیں ماریں گے

میرے لالہ آپ کے لالہ کو۔۔

محبوب خان زادہ پتا نہیں کیا سوچ کر الفت

سے بات شروع کر کے بیٹھ گیا پرافت

خاموش ہی رہی

محبوب خان زادہ نے کچھ دیر افت کے بولنے

کا انتظار کیا پھر خود ہی بول پڑا

موبائل مل گیا تھا آپ کو؟؟

محبوب خان زادہ نے بیک مرر سے دیکھتے پوچھا

تو افت نے اپنی براؤن آنکھوں سے مرد میں

محبوب خان زادہ کی طرف دیکھا

دونوں کی نظریں ملیں تو افت نے جلدی سے

نظروں کا زاویہ بدل لیا

جی۔۔

افت نے محض اتنا ہی کہا

ویسے کیا کرتی ہیں آپ؟؟

محبوب خان زادہ کے پھر سے سوال پر
الفت کا دل کیا وہ اس کا منہ توڑ دے پتا نہیں
کیا سوچ کر وہ الفت سے فری ہو رہا تھا
عدت کر رہی ہوں
الفت نے سنجیدگی سے کہا تو محبوب خان زادہ
نے کے پاؤں ایک دم بریک پر پڑے
گاڑی جھٹکے سے رکی بے اختیار محبوب خان زادہ
نے پیچھے مڑ کر الفت کی طرف دیکھا
جو پریشانی سے پہلے ادھر ادھر پھر محبوب
خان زادہ کو دیکھنے لگی
یہ کیا بد تمیزی ہے گاڑی کیوں روک دی؟؟
الفت نے غصے سے پوچھا تو محبوب خان زادہ
کو اپنی غلطی کا احساس ہوا

سوری۔۔

محبوب خان زادہ نے شرمندگی سے کہا اور
سیدھا ہو کر بیٹھتے گاڑی سٹارٹ کر دی
محبوب خان زادہ نے باقی کاراستہ چپ بیٹھ
کر ہی گزارا

گاڑی چوہدری نثار علی کی حویلی کے باہر
رکی تو الفت مصطفیٰ کو گود میں اٹھا
کر اندر چلی گئی

بندہ تھینک یو ہی بول دیتا ہے
محبوب خان زادہ الفت کی پشت کو دکھ
کر بڑبڑایا اور گاڑی سے اتر گیا
حشمت علی نے محبوب خان زادہ کے لیے
گاڑی بھیج دی تھی وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا

اور سیدھا خان حویلی کے لیے نکل پڑا
بالاج خانزادہ رش ڈرائیونگ کر کے حویلی
پہنچا وہ طویل راہداری تیز قدموں سے عبور
کر کے جیسے ہی خانم بی بی کے کمرے میں
پہنچا اندر کا منظر دیکھ کر ایک دم ٹھٹھک گیا
کیونکہ اندر حویلی کے افراد کے علاوہ مولوی
صاحب بھی بیٹھے تھے روپ ایک طرف سر
پر دوپٹہ لیے سنجیدگی سے بیٹھی تھی
مولوی صاحب کی جگہ تو اندر کو ہونا چاہیے
تھا شاید وہ خانم بی بی کو چیک کر کے جا چکا
تھا پھر مولوی صاحب کا یہاں کیا کام۔۔۔
ایسا خیال بالاج خانزادہ کے دل میں آیا
بالاج۔۔۔

بالاج آگیا۔

خانم بی بی کی آنکھیں بند تھیں وہ شاید
رورہی تھیں آواز میں کافی نقاہت تھی

شارق خانزادہ نے بت بنے کھڑے بالاج خانزادہ
کو اشارہ کیا تو وہ گہرا سانس لیتے خانم
بی بی کی طرف بڑھا

اس دوران روپ نے ایک بار بھی بالاج خانزادہ
کی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی
خانم بی بی کیسی طبیعت ہے آپ کی؟؟
بالاج خانزادہ نے خانم بی بی کے پاس بیٹھتے

پوچھا

بالاج۔

خانم بی بی بالاج کا نام لیتے پھوٹ پھوٹ

کر رونے لگیں

آپ روئیں مت میں یہیں ہوں

بالاج خانزادہ نے خانم بی بی کا ہاتھ تھامتے کہا

بالاج میری زندگی بہت کم ہے میرے تیرے

ہاتھ جوڑتی ہوں اپنے دادا سائیں کا آخری خواب

پورا کر دے۔۔ روپ سے نکاح کر لے

میں جب مروں تو اپنے سر کے سائیں کو جواب

دہہ ہو سکوں

خانم بی بی نے بالاج خانزادہ کے ہاتھ سے

اپنا ہاتھ چھڑا کر دونوں ہاتھ بالاج خانزادہ

کے آگے جوڑ دیئے

بالاج خانزادہ تو کمرے میں آتے ہی سمجھ چکا

تھا اب اس پر کیا بم پھوٹنے والا ہے اس لیے

اس نے مینٹلی خود کو تیار کر لیا تھا
خانم بی بی۔۔

انکار مت کرنا پتر۔۔ تو پہلے ہی روپ سے
نا انصافی کر کے اپنے دادا سائیں کی روح کو
تڑپا چکا ہے اب انکار مت کرنا ورنہ میری روح
بھی تڑپتی رہے گی

بالاج خانزادہ کچھ کہتا خانم بی بی اس کی
بات کاٹ کر بولیں اور پھر سے رونے لگیں
بالاج خانزادہ نے شکوہ کناں نظریں اٹھا کر
شارق خانزادہ اور باب کی طرف دیکھا جو
چہرے پر زمانے بھر کی مسکینی طاری کیے
ہوئے تھے

خانم بی بی میں پہلے سے ہی شادی شدہ

ہوں آپ سمجھتی کیوں نہیں؟؟
بالاج خانزادہ نے تھکے ہوئے انداز میں کہا
روپ نے ایک سنجیدہ نظر بالاج خانزادہ کے
اکتائے چہرے پر ڈالی پھر نظریں پھیر لیں
تمہاری بیوی تمہیں چھوڑ کر جا چکی ہے
وہ اب کبھی واپس نہیں آئے گی۔
شارق خانزادہ نے جتلاتے کہا
بابائیں مجھے اسے اپنی زندگی میں
واپس لانا بھی نہیں ہے میں پھر بھی دوسری
شادی کے حق میں نہیں ہوں
بالاج خانزادہ نے تیز لہجے میں کہا
ٹھیک ہے پتر۔۔ جیسے تو راضی۔۔ زیادہ سے
زیادہ کیا ہوگا؟؟ میں سکون سے نہیں مروں

گی اور مرنے کے بعد بھی بے سکون رہوں گی
خانم بی بی کہتے ہی پھر سے رونے لگیں
بالاج خانزادہ نے پریشانی سے اپنا ماتھا مسلا
یہ زیادتی ہوگی روپ کے ساتھ۔۔۔ وہ مجھ سے
دس سال چھوٹی۔۔۔

ہمیں اس بات سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔
بالاج خانزادہ کی بات براق خانزادہ نے بچ
میں ہی اچک لی

ٹھیک ہے پھر۔۔ میری ایک شرط ہے۔۔
بالاج خانزادہ نے غصے سے داں ت پیستے کہا
تو سب نے پریشانی سے ایک دوسرے کی
طرف دیکھا
کیسی شرم؟؟

شارق خانزادہ نے نا سمجھی سے پوچھا
میں اس نکاح کے لیے راضی ہوں پر رخصتی
ابھی نہیں ہوگی۔۔۔ رخصتی میری مرضی
سے ہوگی اور جب میں چاہوں گاتب ہوگی
میرے کہنے سے پہلے آپ میں سے کوئی
بھی رخصتی کی بات نہیں کرے گا
بالاج خانزادہ نے سب کی طرف دیکھتے کہا
اگر آپ سب کو میری شرط منظور ہے تو میں
نکاح کے لیے تیار ہوں اور اگر نہیں تو میرے
فیصلے سے ویسے بھی آپ سب واقف ہی ہیں
بالاج خانزادہ نے آخری الفاظ روپ کی طرف
دیکھتے کہا جو ہاتھوں کی مٹھیاں زور سے
بھینچے اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر

رہی تھی دل تو کر رہا تھا وہ یہاں سے بھاگ
جائے۔۔۔

لیکن پھر بھی کب تک رخصتی کا ارادہ ہے تمہارا؟؟؟
کیونکہ ہمارا تو خیال تھا آج ہی رخصتی رکھ
دیں اور ایک ہفتے تک پورے گاؤں میں ولیمے
کی دعوت رکھ دیں گے

شارق خانزادہ نے بالاج خانزادہ کو اپنے نیک
خیالات بتائے تو بالاج خانزادہ غصے سے تیج
و تاب کھانے لگا

میرے خیال سے یہ میری زندگی ہے اور
کچھ فیصلے میں بھی اپنی زندگی کے کرنے
کا حق رکھتا ہوں

بالاج خانزادہ نے شارق خانزادہ کو غصے

سے گھور کر کہا تو شارق خانزادہ اپنے کھڑوس
بیٹے کا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ چپ
کر گئے۔۔

ٹھیک ہے ہمیں تمہاری شرم منظور ہے مولوی
صاحب آپ بسم اللہ کریں

براق خانزادہ حتمی بات کرتے مولوی صاحب

کی طرف متوجہ ہوئے جو کب سے نکاح

شروع کرنے کا اشارہ ہی چاہ رہے تھے جیسے

ہی اشارہ ہوا مولوی صاحب فوراً نکاح

پڑھنے لگے کہیں سردار بالاج خانزادہ پھر

سے کوئی شرم نہ رکھ دے

محبوب خانزادہ بھی حویلی پہنچ چکا

تھا پر وہ یہ سب دیکھ کر حیران بالکل بھی

نہیں ہوا تھا جیسے اسے پتا تھا وہ حویلی
جائے گا تو نکاح کی رسم ہو رہی ہوگی
محبوب خان زادہ مسکرا کر نکاح میں شریک
ہو گیا۔۔

ایجاب و قبول کے مرحلے طے ہوئے تو سب
خوشی سے ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے
علینا جو کب سے چپ کھڑی تھی اس نے گہرا
سانس لیتے آگے بڑھ کر رباب اور خانم بی بی
کو مبارکباد دے کر ان سے مبارکباد وصول
بھی کی اب منہ بنانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا
روپ بالاج خان زادہ کے نکاح میں تھی بالاج
خان زادہ اب اس کا داماد بن چکا تھا اور
اس حقیقت کو وہ اب جھٹلا نہیں سکتی تھیں

روپ خاموشی سے اٹھی اور تیز قدم لیتی
خانم بی بی کے کمرے سے نکل گئی
بالاج خانزادہ نے اسے ناگواری سے جاتے
دیکھا پھر اٹھ کر اس کے پیچھے چلا گیا
بالاج خانزادہ کے کمرے سے جاتے ہی خانم
بی بی اٹھ کر بیٹھ گئی کمرے میں ہر طرف
سناٹا چھا گیا سب نے سنجیدگی سے ایک
دوسرے کی طرف دیکھا
پھر یک دم ان سب کے قہقہے خانم بی بی
کے کمرے میں گونجنے
اماں سائیں۔۔ آپ تو بہت سچھی اداکاری
کرتی ہیں۔۔ براق خانزادہ نے ہنستے ہوئے کہا
کچھ دیر پہلے۔۔

شارق خانزادہ براق خانزادہ کو خانم بی بی
کے کمرے میں لائے اور انہیں اپنا پلان بتایا
پلان بس اتنا تھا کہ خانم بی بی کو بیمار ہونے
کا ناطک کرنا ہے اور پھر بالاج تو کیا اس کے
اچھوں نے بھی نکاح کے لیے مان جانا تھا
اور پھر ایسا ہی ہوا تھا بالاج خانزادہ
کو خانم بی بی کے آنسوؤں کے اگے ہار مانی
پڑی پر انہیں اپنا پلان الٹا ہوتا تب
محسوس ہوا جب روپ خانم بی بی کو
اپنا آخری فیصلہ سنانے ان کے کمرے
میں آئی۔۔

خانم بی بی میں اس رشتے سے
انکار کرتی ہوں اور یہ میرا آخری فیصلہ

ہے بابا آپ بھی میرے ساتھ کسی بھی
قسم کی کوئی زبردستی نہیں کریں گے
روپ نے غصے سے اپنا فیصلہ حتمی انداز میں کہا
تو شارق خانزادہ اور براق خانزادہ نے پریشانی
سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا
خانم بی بی پریشانی سے ان دونوں کی
طرف ہی دیکھ رہی تھی جیسے ہی
خانم بی بی کی نظر شارق خانزادہ پر پڑی
انہوں نے خانم بی بی کو آنکھ ماردی
خانم بی بی ان کا اشارہ سمجھی
اور اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر لمبے لمبے
سانس لینے لگی اچانک خانم بی بی کی
طبیعت بگڑنے پر سب پریشانی سے ان کی

طرف متوجہ ہوئے روپ بی بوکھلا کر
جلدی سے خانم بی بی کی طرف بڑھی
اور اسی طرح جیسے خانم بی بی نے
بالاج خانزادہ کو نکاح کے لیے راضی کیا
اسی طرح روپ کو بھی نکاح کے لیے
راضی کر ہی لیا تھا روپ نے کافی اعتراض کیا
خانم بی بی آپ کا پوتا راضی نہیں ہے
مجھ سے نکاح کرنے کے لیے
آپ کیوں کسی ایسے انسان کو میرے پلے
باندھنا چاہتی ہے جو مجھ سے محبت
ہی نہیں کرتا کیوں میں ایک ایسے
شخص کی زندگی میں زبردستی داخل
ہو جاؤں جسے میری قدر ہی نہیں ہے

آپ کیوں کر رہی ہیں میرے ساتھ ایسا
آپ تو خود ایک عورت ہیں پھر آپ کو میری
تکلیف کیوں نہیں دکھ رہی روپ نے
خانم بی بی کا ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے کہا
خانم بی بی نے روپ کے اسی ہاتھ کو اپنے
ہونٹوں سے لگایا۔ دیکھنا میرا پوتا ایک
دن تم سے محبت بھی کرے گا
اور تمہاری قدر بھی کرے گا بس ایک
بار یہ نکاح ہونے جانے دو روپ میں
تمہارے سارے گلے شکوے ختم کر دوں گی
خانم بی بی کے لہجے میں مان تھا روپ
چپ کر گئی وہ تو پہلے ہی بالاج خانزادہ
سے شادی کرنے کے لیے راضی تھی

پر بالاج خان زادہ نے آج روپ کے ساتھ بہت
سخت الفاظ استعمال کیے تھے جو سیدھا
روپ کے دل پہ لگے تھے اور اس کی
روح کو چھلنی کر گئے تھے روپ کا دل
خون کے آنسو رو رہا تھا لیکن خانم
بی بی کے اصرار کے آگے روپ چپ سی
کر گئی پر دل ہی دل میں اس نے عہد کر لیا
کہ وہ بالاج خان زادہ کی نفرت کا جواب
نفرت سے ہی دے گی اگر اسے روپ کی
قدر نہیں ہے تو روپ بھی اب اس کی
قدر نہیں کرے گی اور اپنی عزت نفس
اور اپنی انا کا پرچم بالاج خان زادہ کے
اگے بلند ہی رکھے گی

نکاح کے بعد روپ میں آئی اور بیڈ پر
گرنے کے انداز میں لیٹ کر پھوٹ پھوٹ
کر رونے لگی بالاج خان زیادہ غصے سے
تیز قدم لیتا اس کے پیچھے اس کے کمرے
میں آیا اور بنا اجازت لیے دھڑام سے دروازہ
کھول کر روپ کے کمرے میں داخل ہو گیا
روپ آراتر چھالیٹی تھی ایک دم ہڑبڑا کر
سیدھی ہوئی اور اٹھ کر بیٹھے بالاج خان زادہ
کو حیرت سے دیکھنے لگی جو کڑے تیوروں
سے روپ کو ہی گھور رہا تھا
تو تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو ہی گئی
تم نے میرے انکار کو اقرار میں بدل ہی لیا
پر یہ مت سمجھنا روپ کہ تم جیت گئی ہو

تمہیں بالاج خانزادہ کی محبت کبھی بھی
نصیب نہیں ہوگی
تم میری ناپسندیدہ بیوی ہو اور اس بات کا
احساس میں تمہیں پل پل دلاتا رہوں گا
بالاج خانزادہ نے روپ کا دودھیا بازو اپنی
آہنی گرفت میں دبو چتے کہا اس کی انگلیاں
روپ کے نرم بازو میں پیوست ہو رہی تھیں
تو آپ کو کیا لگتا ہے آپ میرے پسندیدہ
شوہر ہو۔۔۔ جی نہیں۔۔۔ آپ بھی میرے ناپسندیدہ
شوہر ہی ہو جیسے آپ کو خانم بی بی نے
ایموشنل کر کے بلیک میل کیا ویسے
ہی انہوں نے میرے ساتھ بھی کیا ہے ورنہ
میں تو خانم بی بی کو انکار کر چکی تھی

کہ مجھے آپ جیسے مغرور انسان سے
کبھی بھی شادی نہیں کرنی۔۔ سمجھے آپ۔۔

روپ نے بنا خوف کے بالاج خان زادہ
کی کر سٹل گرے آنکھوں میں اپنی ہری
آنکھیں ڈال کر کہا

اپنی زبان کو لگام دو لڑکی۔۔

ورنہ کاٹ کر اتنے ٹکڑے کروں گا کہ ساری
زندگی بولنے کے لائق نہیں رہو گی تم۔۔

راج خان زادہ نے غصے سے آنکھیں بڑی

کر کے روپ کے منہ پر غراتے کہا

شوہر بن گئے ہیں تو آپ کیا سمجھتے ہیں اپنے غصے

سے مجھے دبا لیں گے؟؟ مجھ پر اپنا حکم

چلائیں گے میری سانسیں تک آپ کی مرضی

سے چلیں گی تو یہ بھول ہے آپ کی۔۔۔

میں اس گاؤں کی لڑکیوں کی طرح

دبو قسم کی لڑکی نہیں ہوں میں شہر کی

لڑکی ہوں اپنی مرضی کی زندگی جینا

خوب جانتی ہوں۔۔۔ مجھ پر آپ کا رعب نہیں

چلے گا۔۔۔ روپ جھٹکے سے اپنا بازو چھڑاتے کہا

تو بالاج خانزادہ اس کی اتنی ہمت پر حیران ہوا

یہ وہ روپ تو نہیں تھی جو تین دن سے اس

پر اپنی محبتیں لٹا رہی تھی اس والی روپ

میں بالاج خانزادہ کو انا اور عزت نفس کے

علاؤہ خود کے لیے محبت کہیں نہیں دکھی

بالاج خانزادہ نے روپ کا چہرہ اپنی مسٹھی

میں دبوچ لیا

مجھے کوئی شوق بھی نہیں ہے تم جیسی بد زبان
لڑکی کے منہ لگنے کا۔

میری طرف سے تم ابھی سے آزاد ہو
چاہے باغ میں گھومو یاد رخت پر چڑھو۔
بالاج خانزادہ تمہیں ٹوکنا تو دور تمہاری طرف
دیکھنا بھی توہین سمجھے گا

بالاج خانزادہ نے جھٹکے سے روپ کا چہرہ
چھوڑا اور تیز قدم لیتا کمرے سے نکل گیا
یہ تو وقت ہی بتائے گا میرے گھومنے پھرنے
سے آپ کو کتنی تکلیف ہوتی ہے اور رہی بات
انکار کو اقرار میں بدلنے کی تو یہ اقرار زبردستی
تھا میں ایسا اقرار کرواؤں گی کہ یاد ہی
رکھو گے۔۔ ناکوں چنے نہ چبوا دیئے تو میرا نام

بھی "روپ بالاج خانزادہ" نہیں
روپ نے اپنے آنسو صاف کیے اور بیڈ پر بیٹھ
کر بالاج خانزادہ کے متعلق سوچنے لگی
میں تمہیں خود سے محبت کروا کر رہوں گی
اور ایسی جنونی محبت کرواؤں گی کہ اس نتاشہ
سے بھی کیا محبت کی ہوگی تم نے۔۔
بہت غرور ہے نا خود پر۔۔ اسی غرور کو خود کے
آگے زیر کروں گی۔۔ تمہیں خود سے محبت نہیں
عشق کرواؤں گی۔۔

روپ بیڈ پر پیچھے کی طرف لیٹی اور چہرہ
ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی
بالاج خانزادہ ہر بار اس کا دل دکھاتا تھا
پر اب روپ نے بھی فیصلہ کر لیا تھا وہ بالاج

خانزادہ کے آگے ہر گز نہیں جھکے گی بلکہ اسے
اپنی محبت کے آگے ہار ماننے پر مجبور کر دے گی
بالاج خانزادہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا
اور غصے سے اپنی اجرک اتار کر بیڈ پر پھینک
کر کمرے میں ادھر ادھر چکر لگانے لگا
پھر تھک کر صوفے پر بیٹھ کر سامنے ٹیبل
پر پڑی سگریٹ اٹھا کر اسے جلاتے پینے لگا
وہ سگریٹ نہیں پیتا تھا پر کبھی کبھار اپنے
اندر کے اضطراب کو کم کرنے کے لیے وہ سگریٹ
پی لیتا تھا پر آج اس کے اندر کی تکلیف کم
ہی نہیں ہو رہی تھی اس کا دل کر رہا تھا وہ
ساری دنیا تہہ و بالا کر کے رکھ دے۔۔
جب نتاشہ اس کی زندگی سے گئی تو اس نے

فیصلہ کر لیا تھا وہ اب کبھی کسی عورت کو
اپنی زندگی میں شامل نہیں کرے گا پر آج
بالاج خانزادہ نے پہلی بار اپنا فیصلہ بدلاتھا
کافی دیر تک جب وہ سگریٹ پی کر تھک گیا
تو اس نے اپنے بال مٹھیوں میں بھینچ لیے
تم سمجھتی کیوں نہیں روپ۔۔ میں تمہارے
لائق نہیں ہوں۔۔ میں نے تمہارے ساتھ پہلے بھی
نا انصافی کی تھی نتاشہ سے شادی کر کے۔۔
آج پھر زیادتی کر دی تم سے شادی کر کے۔۔
میں تمہیں خوش نہیں رکھ پاؤں گا میرے
پاس تمہیں دینے کے لیے خوشیاں نہیں ہیں میں
تمہیں کیسے سمجھاؤں؟؟

بالاج خانزادہ دل ہی دل میں بہت کچھ اعتراف

کر رہا تھا اسے لگتا تھا وہ بٹا ہوا مرد ہے اور
معصوم سی روپ کو ایک بٹا ہوا شخص
اور اس کی محبت ڈیزرو نہیں کرتی ورنہ اپنے
کمرے میں آدھی رات کو پہلی بار روپ کو دیکھ
کر ہی بالاج خانزادہ کے دل کے کسی کونے سے
آواز آئی تھی "کاش نتاشہ کی جگہ اسے روپ
سے محبت ہوتی

اس وقت تو کاش تھا پر باغ میں جب بالاج خانزادہ
روپ کو درخت سے نیچے اتار رہا تھا وہی اسی پل
بالاج خانزادہ کے دل نے بھی چپکے سے
"اعتراف کیا تھا کہ "اسے روپ سے محبت ہے
ایسے جزبات جو وہ نتاشہ کے لیے بھی محسوس
نہیں کرتا تھا روپ کی شرارتیں، اس کا غصے

سے کیوٹ سامنہ بنانا، اس کی ہری آنکھیں،
غصے سے پھولے گلانی گال، روپ کا بالاج خانزادہ
کو تنگ کرنا۔ اسے دیکھ کر عجیب و غریب
منہ بنانا، اس کے لیے بریانی اور کباب بنانا
اور کل جب روپ کا باتوں ہی باتوں میں
بالاج خانزادہ سے اپنی محبت کا اظہار کرنا
پھر بالاج خانزادہ کا نظریں چرا کر بھاگنا
روپ کیا سمجھتی تھی محبت کے اس
سفر میں وہ اکیلی ہے۔۔

نہیں بالاج خانزادہ تو اس سے پہلے ہی
اس سفر پر چل ہڑا تھا بس وہ خود کو روپ
کے قابل نہیں سمجھتا تھا اسے احساس
ہو گیا تھا وہ روپ سے نا انصافی کر چکا

ہے پر اس کا مطلب یہ تو نہیں تھا اب انصاف
کا تقاضا یہ ہے کہ وہ روپ سے نکاح کرے
وہ تو اب ایک بڑا ہوا شخص تھا جس کی
پہلی بیوی ابھی تک اس کے نکاح میں تھی
جس پر بالاج خان زادہ اپنی چاہتیں اور محبتیں
لٹا چکا تھا

پھر اب کیسے وہ خود کو روپ کے قابل سمجھتا
روپ کے لیے تو کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے
تھا جو صرف روپ کا ہوتا جسے روپ سے
صرف روپ سے محبت ہوتی اور اس محبت
کے بعد کسی اور سے محبت کرنے کی چاہت
نہ رہتی

شام تک پورے گاؤں میں یہ بات پھیل چکی
تھی کہ سردار بالاج خانزادہ کا نکاح ہو
گیا ہے۔۔

خانم بی بی نے پورے گاؤں میں مٹھائی اور
صدقے خیرات بانٹے۔۔ گاؤں والے روپ سے
مل چکے تھے وہ چھوٹی سی لڑکی انہیں بہت
پیاری لگی تھی اور اب تو وہ اس گاؤں کی
سردارنی بن گئی تھی
گاؤں کی عورتیں روپ کو ابھی سے ہی اپنی
سردارنی تصور کر بیٹھی تھیں پورے گاؤں
میں خوشیوں کا سماں تھا
سردار سائیں۔۔ چوہدری حسین سے غلطی ہو گئی
آپ اسے معاف کر دیں۔۔

آج ڈیرے پر پنچائیت بلوائی گئی تھی جس میں
سردار بالاج خانزادہ نے چوہدری حسین کو اپنا
مجرم بنا کر پیش کیا تھا سردار بالاج خانزادہ
کی زمین جس پر اس نے گاؤں کے بچوں کے لیے
سکول بنوانا تھا چوہدری حسین نے ذاتی پر خاش
اس زمین پر نکالی اور اسے آگ لگادی
چوہدری نثار علی کسی بھی طرح معاملہ رفع دفع
کرنا چاہتا تھا پر یہ اس کی بھول تھی کیونکہ
سامنے سردار بالاج خانزادہ تھا اور معاملے گاؤں
کے کسی فرد کا نہیں اس کا ذاتی تھا
چوہدری حسین مجرموں کی طرح سر جھکائے
کھڑا تھا وہ خانوں سے پنگالے کر پچھتا رہا تھا
چوہدری حسین کیا تم اپنا گناہ قبول کرتے ہو؟

گاؤں کے ایک وڈیر نے پوچھا تو چوہدری حسین

نے ہلکا سا سر ہلادیا

اس کے پاس اور کوئی راستہ بھی نہیں تھا

کیونکہ محبوب خان زادہ کے سامنے وہ الفت

کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنا گناہ قبول کر چکا تھا

سردار سائیں۔۔

چوہدری حسین اپنا گناہ قبول کر رہا ہے اس نے

زیادتی کی ہے گاؤں کے بچوں ساتھ۔۔ ہمارے

بچے پڑھ لکھ کر اپنا روشن مستقبل بنا لیتے

پر چوہدری حسین نے سب برباد کر دیا آپ

اسے کڑی سے کڑی سزا دیں

بھیڑ میں سے گاؤں کے ایک آدمی نے کھڑے

ہو کر چلا کر کہا تو سب نے اس کی تائید کی

سردار بالاج خانزادہ نے فاتحانہ مسکراہٹ
چہرے پر سجائے چوہدری حسین کی طرف
دیکھا جس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سب
کچھ تہس نہس کر کے رکھ دے
سردار بالاج خانزادہ اپنی نشست سے کھڑا ہوا
اور کمر پر دونوں ہاتھ باندھتے دو قدم چلا
باقی سب بھی اس کی تقلید میں کھڑے ہو گئے
تو سردار بالاج خانزادہ نے انہیں ہاتھ کے اشارے
سے بیٹھنے کا حکم دیا
چوہدری حسین نے مجھ سے ذاتی دشمنی نکالنے
کی خاطر گاؤں کے بچوں کا خیال تک نہیں کیا
اس لیے گاؤں کے سردار ہونے کی حیثیت سے
میرا فیصلہ یہ ہے کہ چوہدری ثار علی نے اپنے

بیٹے چوہدری حسین کے نام جتنی بھی زمینیں
کر رکھی ہیں وہ سب گاؤں والوں کے حوالے
کر دی جائیں تاکہ بچوں کے سکولز کے ساتھ
ہسپتال بھی بنیں جہاں بیماروں کا مفت علاج
ہو گا اور یہ سردار بالاج خانزادہ کا آخری فیصلہ
ہے۔۔

سردار بالاج خانزادہ کی آواز میں اتنا رعب تھا
کہ چوہدری حسین جو اس کے فیصلے پر
اعتراض کرنے کے لیے منہ کھولنے ہی والا تھا
اس کی زبان تالو سے چپک گئی اس نے بے بسی
سے اپنے باپ چوہدری ثار علی کی طرف دیکھا
جو خود پریشانی سے ماتھا مسل رہے تھے
سردار سائیں۔۔

کوئی رعایت برتی جائے۔۔ میری بیٹی الفت کو
ایک ہفتہ پہلے ہی طلاق ہوئی ہے اس کا پانچ
سالہ بیٹا بھی ہے جس کی ذمہ داری بھی اب
ہم پر ہی ہے ساری زمینیں چوہدری حسین
کے نام ہے اگر میں گاؤں والوں کے حوالے کر دوں
گا تو میری بیٹی کے حصے کچھ نہیں آئے گا
چوہدری ثار علی نے الفت بے چارگی سے بالاج
خانزادہ کی طرف دیکھا الفت کے نام پر محبوب
خانزادہ کی آنکھوں کے پردے پر الفت کی براؤن
چمکدار آنکھیں چھم سے لہرائیں
چوہدری ثار علی کی بات پر سب میں دبی دبی
چہ لگوئیاں شروع ہو گئیں
ٹھیک ہے اس بات کا فیصلہ زمینوں کے کاغذات

ملنے کے بعد ہو جائے گا آپ کی بیٹی کو اس کا
جائز حق سونپ دیا جائے گا
سردار بالاج خانزادہ نے حتمی فیصلہ سنایا تو
سب کو سردار بالاج خانزادہ کا فیصلہ انصاف
سے بھرپور لگا

یوسف خان زادہ کو لاہور کے لیے نکلتا تھا
کل براق خانزادہ کے منیجر کا فون آیا تھا
یوسف خان زادہ کے کچھ پیپر زپر سائن چاہیے
تھے یوسف خان زادہ لاہور جانے کی تیاری کر
ریا تھا وہ اس وقت گرے کلر کے تھری پیس
پہنے، بالوں کو جیل سے سیٹ کیے ایک زمرہ دار
بز نس میں لگ رہا تھا اسے لاہور سیدھا آفس

پہنچنا تھا تبھی وہ حویلی سے ہی تیار ہو کر

جا رہا تھا

یوسف خان زادہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا

خود پر پرفیوم سپرے کر رہا تھا جب اس کے

کمرے کا دروازہ نوک ہوا

آجائیں۔۔

یوسف خان زادہ نے مصروف سے انداز میں کہا

تو صبا دروازہ کھول کر سر جھکائے ایک ہاتھ

سے دروازے کا ہینڈل پکڑے دوسرے ہاتھ سے

اپنا دوپٹہ سختی سے دبوچے دو قدم چل کر

کمرے میں آئی اور وہیں رک گئی

یوسف خان زادہ نے شیشے کے عکس سے صبا

کا ادا اس چہرہ دیکھا پھر پلٹ کر مسکراتے

صبا کے روبرو کھڑا ہو گیا

دودن میں واپس آ جاؤں گا۔

یوسف خان زادہ صبا کے چہرے پر گہری

اداسی دیکھ کر مسکراتے بولا تو صبا نے زرا

سی پلکوں کی باڑاٹھا کر شکوہ کناں نظروں

سے یوسف خان زادہ کی طرف دیکھا جو

آنکھوں میں بھرپور جزبات لیے اسے ہی دیکھ

رہا تھا صبا نے فوراً نظریں جھکا لیں

کچھ تو بولو۔

یوسف خان زادہ نے سینے پر ہاتھ باندھتے گہرا

سانس لیتے کہا تو صبا کی آنکھوں سے دو

آنسو ٹوٹ کر اس کے ہاتھوں پر گرے

یار تم رو کیوں رہی ہو؟؟ میں دودن میں

واپس آ جاؤں گا۔

یوسف خان زادہ نے پریشانی سے صبا کی
طرف دیکھتے کہا ایک تو وہ اسے چھونے کا
بھی حق نہیں رکھتا تھا ورنہ اس کے آنسو
اپنے ہونٹوں سے چلتا

پر اس۔۔

صبانے سوسوسوں کرتے کہا تو یوسف خان زادہ
کو اس پر بے حد پیار آیا
پکا پر اس۔۔

یوسف خان زادہ پاکٹ سے رومال نکال کر صبا
کی طرف بڑھایا جسے اس نے فوراً تھام لیا
پر آنسو صاف کرنے کے لیے نہیں۔۔ یوسف خان زادہ
کی خوشبو محسوس کرنے کے لیے۔۔

ابھی اس نے رومال چھو کر صبا کی طرف بڑھایا
اس کے ہاتھ کا لمس محسوس کرنے کے لیے۔۔
اب پلیز رونا بند کرو۔۔ ورنہ میں نہیں جا رہا
یوسف خان زادہ بچوں کی طرح معصومیت
سے کہا تو صبا بھیگی آنکھوں سے مسکرا دی
میں دو دن چائے کس کے لیے بناؤں گی؟؟
صبا نے اتنے پیار سے کہا کہ یوسف خان زادہ
کا دل کیا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بس
دن رات صبا کے عشق میں مبتلا رہے
صرف دو دن کہ بات ہے میری جان۔۔ پھر
ساری زندگی تم سے ہی چائے بنواؤں گا۔۔
یوسف خان زادہ شہادت کی انگلی سے ہلکا
سا صبا کا ناک چھوا

میرے لیے کیا لائیں گے؟؟
صبا نے یوسف خان زادہ کے رومال کو گال
سے لگاتے کہا
جو تم کہو۔۔ یوسف خان زادہ تو اسکی
اداؤں پر دیوانہ ہو رہا تھا
نہیں۔۔ آپ اپنی پسند سے لائیں گے۔۔ صبا نے
دو قدم آگے بڑھ کر یوسف خان زادہ کی شرٹ
کا بٹن اپنی شہادت کی انگلی سے چھوتے کہا
کیوں میرا امتحان لے رہی ہو؟؟ مت کرو یا
مجھ سے کنٹرول نہیں ہونا پھر۔۔
یوسف خان زادہ بے بسی سے کہا تو صبا مسکرا
کر کمرے سے بھاگ گئی
پیچھے یوسف خان زادہ نے ٹھنڈی سانس لی اور

اپنا ضرورت کا سامان پکڑے کمرے سے نکل گیا
وہ سب سے مل کر حویلی کے گیٹ کی طرف
بڑھ رہا تھا جب روپ بھاگتی اس کے قریب
آئی۔۔

ارے۔۔ سانس لو پاگل کڑکی۔۔ بھاگ کیوں
رہی ہو؟؟ آواز دے دیتی۔۔

یوسف خان زادہ نے روپ کو جھڑکا
نہیں وہ۔۔ کہتے ہیں ناپچھے سے آواز نہیں
دیتے تو بس اسی لیے نہیں دی۔۔

روپ نے بالاج خان زادہ کی بات یاد کرتے کہا
اچھا ٹھیک ہے کچھ کام تھا؟؟

یوسف خان زادہ نے گاڑی کی طرف بڑھتے
پوچھا

ہاں میں بھی آپ کے ساتھ لاہور چل رہی ہوں
روپ نے بھی یوسف خان زادہ کے پیچھے
قدم بڑھائے تو یوسف خان زادہ نے ایک دم رک
کر پیچھے مڑ کر روپ کی طرف دیکھا
خیریت؟؟

ہاں مجھے کچھ کام ہے گھر سے کچھ ضروری
سامان بھی لینا ہے اور دوستوں سے نوٹس بھی
لینے ہیں

روپ نے اپنا لہجہ مضبوط کرتے کہا
ٹھیک ہے بابا سے پوچھ لو میں گاڑی میں ویٹ
کرتا ہوں

یوسف خان زادہ نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ
کھولتے کہا

میں نے بابا سے پوچھ لیا ہے آپ چلیں۔۔
روپ گھوم کر فرنٹ سیٹ کی طرف آئی اور
دروازہ کھول کر بیٹھ گئی یوسف خان زادہ
نے روپ کی بات ہر سر ہلایا اور گاڑی سٹارٹ
کر دی جیسے ہی گاڑی خان حویلی سے نکلی
بالاج خان زادہ کی جیپ حویلی داخل ہوئی
بالاج خان زادہ نے گہری نگاہوں سے روپ کو
یوسف خان زادہ کے ساتھ خان حویلی سے
نکلتے دیکھا

یوسف خان زادہ کی گاڑی گاؤں کی کچی سڑک
پر فراٹے بھرنے لگی
روپ گود میں ہاتھ رکھے انہیں آپس میں مسل
رہی تھی وہ یوسف خان زادہ سے جھوٹ بول

کر اس کے ساتھ آئی تھی نہ تو اسے نوٹس لینے
تھے نہ ہی ضروری سامان اور نہ ہی اس نے
براق خانزادہ سے اجازت لی تھی
اور اب اسے سب کی ناراضگی کا سوچ کر ٹینشن
ہو رہی تھی پر وہ یہ سب بالاج خانزادہ کی وجہ
سے کر رہی تھی اس مغرور شہزادے کو بتانا چاہتی
تھی کہ روپ خانزادی کے لیے اب محبت سے زیادہ
اس کی انا سے عزیز ہے
بالاج خانزادہ نے تو روپ کی محبت کی پل پل
توہین کی تھی اسے سخت الفاظ بول کر اس
کا دل دکھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی
ایک تو اس نے روپ کے ساتھ نا انصافی کی اسے
چھوڑ کر کسی اور سے محبت کی شادی کی

اور اب وہ روپ کو ہی اکڑ دکھا رہا تھا
کبھی کبھی تو روپ کا دل کرتا تھا وہ بالاج
خانزادہ کی اچھی خاصی کلاس لے
پر پھر اس کے غصے کا سوچ کر ڈھیلی پڑ جاتی
پر آج وہ ہمت کر کے خان حویلی سے نکل آئی
تھی اور جب تک اسے خود بالاج خانزادہ
نہیں لینے آئے گا وہ حویلی میں واپس نہیں
آئے گی بالاج خانزادہ نے کل کہا تھا نا کہ روپ
چاہے باغ میں گھومے یا درخت پر چڑھے
بالاج خانزادہ اس کی طرف دیکھنا بھی تو ہیں
سمجھے گا تو روپ اب اسے بتائے گی
وہ صرف روپ کی طرف دیکھے گا نہیں بلکہ
اسے خود لاہور لینے بھی آئے گا

روپ نے خود کو ریلیکس کیا اور گاڑی کی

پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں

پراگروہ نہیں آیا تو؟؟؟

اچانک روپ کے دماغ سوال آیا وہ پھر سے

پریشان ہو گئی

ایسے کیسے۔۔ انہیں آنا ہی ہو گا۔۔ اب تو

میں منکوحہ ہوں ان کی۔۔ اور عزت بھی۔۔

اور بات جب ان کی عزت پر آئے گی تو خود

ہی بھاگے چلیں آئے گے۔۔

روپ دل ہی دل میں سوچتی پھر سے مطمئن ہو گئی

ایک تو محبت بھی نہیں کرتے نا مجھ سے۔۔

میں تو نکل آئی حویلی سے۔۔ جان چھوٹ گئی

ان کی۔۔ وہ کیوں آئیں گے مجھے لینے۔۔

روپ پھر سے روہانسی ہو گئی
کیا بات ہے روپ میں کب سے نوٹ کر رہا ہوں
تم کچھ الجھی ہوئی ہو۔۔

یوسف خان زادہ نے گاڑی چلاتے مصروف سے
انداز میں پوچھا

ایک ایسے انسان سے نکاح پڑھوادیا میرا جسے
میں پسند ہی نہیں ہوں۔۔ پھر بھی آپ پوچھ
رہے ہو الجھی ہوئی کیوں ہو؟؟
روپ نے برا سامنہ بناتے کہا

ڈونٹ وری پرنس۔۔ نکاح ہو گیا ہے۔۔ محبت
بھی ہو جائے گی۔۔ یوسف خان زادہ نے مسکرا
کر روپ کے خوبصورت چہرے کی طرف
دیکھتے کہا

بے بی پنک سوٹ میں براؤن بالوں کو پیچھے
کیچڑ لگائے ہونٹوں پر لائٹ پنک لپ گلوں،
ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے روپ بہت حسین
لگ رہی تھی اور یوسف خان زادہ اچھے سے
جانتا تھا اس کی بہن کسی بھی مرد کو اپنی
خوبصورتی کی وجہ سے اپنی طرف مائل کر
سکتی تھی پر یہاں بات بالاج خان زادہ کی تھی
جو حسن پرست نہیں تھا پر تھا تو مرد ہی نا۔
اور اب تو روپ کا محرم کا بھی۔
یوسف خان زادہ نے مسکرا کر سر جھٹکا
ہو ہی نا جائے انہیں مجھ سے محبت۔
روپ منہ میں بڑبڑا کر پھر سے آنکھیں موند گئی

رات کو سب خاموشی سے ڈائننگ ٹیبل پر
 ڈنر کر رہے تھے بالاج خانزادہ بھی کھانے سے
 بھرپور انصاف کر رہا تھا پر روپ کی غیر حاضری
 بھی وہ اچھے سے محسوس کر رہا تھا اور
 کھاتے ہوئے یہی سوچ رہا تھا کہ روپ کھانا
 کھانے کیوں نہیں آئی۔۔

صفورا۔۔ روپ نہیں آئی کھانے پر۔۔ جاؤ اسے
 بلا لاؤ۔۔

خانم بی بی نے پاس کھڑی صفورا سے کہا تو
 وہ سر ہلا کر چلی گئی

طبیعت کیسی ہے اب آپ کی؟؟ بالاج خانزادہ
 نے مصروف سے انداز میں خانم بی بی سے پوچھا
 بہتر ہے۔۔ خانم بی بی نے مسکرا کر کہا تو بالاج

خانزادہ نے جتنی آنکھوں سے انہیں دیکھا کل
توان سے اٹھا بھی نہیں جا رہا تھا اور آج وہ
ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھ کر مزے سے اچھے اچھے
پکوان کھا رہی تھیں

خانم بی بی بالاج کی آنکھوں کا مطلب سمجھ
کر فوراً سٹیٹا کر کھانے میں مصروف ہو گئیں
تبھی براق خانزادہ کا موبائل رنگ ہوا یوسف
خانزادہ کا فون تھا براق خانزادہ نے ٹیبل پر
پڑے ہی موبائل پر سلائیڈ کر کے فون پک کیا
پھر سپیکر آن کر کے بات کرنے لگے
اسلام علیکم بابا۔

یوسف خانزادہ کی آواز ماؤتھ سپیکر سے
ابھری تو صبا جو اداس سی بیٹھی تھی ایک

دم کھلا اٹھی

وعلیکم السلام۔۔ پہنچ گئے خیریت سے؟؟

براق خان زادہ نے کھانا کھاتے پوچھا

جی بابا اور فائلز پر سائن بھی کر دیے تھے

کل ایک دو ضروری کام نیٹا کر پر سوں انشا اللہ

واپس آجائیں گے۔۔

یوسف خان زادہ نے صوفے پر پیرپسارتے کہا

روپ اپنے کمرے میں مزے سے سو رہی تھی

سفر کر کے وہ دونوں تھک گئے تھے روپ تو

آتے ہی سو گئی پر یوسف خان زادہ آفس کا

کام ختم کر کے اب گھر پہنچا تھا

خانم بی بی۔۔ چھوٹی بی بی تو کمرے میں

نہیں ہیں میں نے حویلی میں سب جگہ دیکھ

لیا وہ کہیں نہیں ہیں۔

ابھی براق خان زادہ یوسف خان زادہ کا فون
بند کرنے ہی والے تھے جب صفورا نے آکر خانم
بی بی کو اطلاع دی

کھانا کھاتے بالاج خان زادہ نے بھی حیرت سے
صفورا کی طرف دیکھا موبائل کی دوسری
طرف یوسف خان زادہ بھی سب سن چکا تھا
یہیں کہیں ہوگی۔۔ تم ٹھیک سے دیکھو۔۔ خانم
بی بی نے کہا

نہیں خانم بی بی۔۔ میں نے ہر جگہ دیکھ لیا چھوٹی
بی بی کہیں نہیں ہیں۔۔ صفورا کی ایک ہی رٹ تھی
بابا۔۔ آپ سب روپ کو کیوں ڈھونڈ رہے ہیں
وہ تو میرے ساتھ ہے۔۔ یوسف خان زادہ نے

نا سمجھی سے کہہ کر وہاں کھانا کھاتے سب

کے سروں پر بم پھوڑا

بالاج خانزادہ کا کھانے کھاتے ہاتھ رک گیا اس

نے نظریں اٹھا کر پہلے براق خانزادہ کی طرف

دیکھا پھر ٹیبل پر پڑے موبائل کی طرف۔۔

روپ تمہارے ساتھ؟؟

براق خانزادہ نے نا سمجھی سے کہہ کر علینا

کی طرف دیکھا جو خود حیرت سے انہیں

ہی دیکھ رہی تھی

آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے آپ لوگ جانتے

ہی نہیں کہ روپ آج صبح ہی میرے ساتھ

لاہور آئی ہے۔۔

یوسف خان زادہ اپنی ہی رو میں بول رہا تھا

بالاج خانزادہ کے دماغ میں کلک ہوا اس
نے آج روپ کو یوسف خان زادہ کے ساتھ
گاڑی میں دیکھا تھا مطلب یوسف خان زادہ
مزاق تو ہر گز نہیں کر رہا تھا
لیکن روپ کیوں گئی تمہارے ساتھ؟؟ اور
یہ حرکت ہے اس نے مجھ سے یا تمہاری ماں
سے پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا
براق خانزادہ نے غصے سے کہا تو یوسف
ایک دم پریشان ہو گیا
لیکن بابا۔۔ روپ نے تو کہا تھا وہ آپ سب سے
اجازت لے چکی ہے۔۔ یوسف خان زادہ سیدھا
ہو کر بیٹھ گیا براق خانزادہ کا مزید پارہ چڑھ
گیا بالاج خانزادہ چپ چاپ باپ بیٹے کی گفتگو

سن رہا تھا خانم بی بی بھی خاموش تھیں
تم بات کرو او میری اس سے۔۔
براق خان زادہ غصے سے دانت پیستے کہا تو
یوسف خان زادہ فوراً روپ کے کمرے میں گیا
جو سب کو پریشان کر کے خود گدھے گھوڑے
بیچ کر سو رہی تھی

روپ۔۔

روپ اٹھو۔۔

یوسف خان زادہ نے اس کا کندھا ہلا کر کہا
سونے دیں نالالہ۔۔

روپ نیند میں بڑبڑا کر پھر سے سو گئی
وہاں بیٹھے سب روپ کی آواز سن چکے تھے
بابا کا فون ہے بات کرو ان سے۔۔

یوسف خان زادہ نے جیسے ہی کہا روپ کی
بھک سے نینداڑ گئی اس نے زرا سی آنکھیں
کھول کر یوسف خان زادہ کی طرف دیکھا
جو کڑے تیوروں سے اسے ہی گھور رہا تھا
روپ کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی
وہ آہستہ سے اٹھ کر بیٹھی اور التجائیہ نظروں
سے یوسف خان زادہ کی طرف دیکھنے لگی
یوسف خان زادہ نے بنا کچھ کہے روپ کی
طرف موبائل بڑھا دیا
روپ نے گہرا سانس لیتے موبائل پکڑ کر کان
سے لگایا

السلام۔۔۔ علیکم۔۔۔ بابا۔۔۔

روپ نے ہکلاتے ہوئے کہا بالاج خان زادہ کا

غصے سے دماغ گھوم رہا تھا وہ پتا نہیں کیسے

خود پر ضبط کیے بیٹھا تھا

تم لاہور کیا کر رہی ہو؟؟؟

براق خانزادہ نے غصے سے چیخ کر کہا تو

روپ کا دل کانپ گیا

بابا۔۔ وہ۔۔ نوٹس لینے تھے۔۔

روپ نے مری ہوئی آواز میں کہا

یوسف خان بھی تمہارے نوٹس لا سکتا تھا

ہم سے ایک بار بھی پوچھنا ضروری نہیں

سمجھا تم نے۔۔ بولو۔۔

براق خانزادہ مزید چیخا تو شارق خانزادہ

نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے

ریلیکس رہنے کا اشارہ کیا

اگر آپ سے پوچھتی۔۔ تو آپ جانے نہیں دیتے۔۔

روپ نے ڈرتے ڈرتے صاف گوئی کی

تم نے یہ حرکت کر کے مجھے بہت مایوس کیا

ہے تمہاری نظر میں ہماری کوئی اہمیت نہیں ہے

اسی لیے تم بنا اجازت لیے چلی گئی۔۔ مانا کہ

بڑی ہو گئی ہو پر اتنی بھی نہیں کہ ماں باپ

سے کسی بھی کام کے لیے اجازت لینا ہی چھوڑ

دو۔۔ اگر تم مجھ سے پوچھتی تو میں تمہیں

اجازت دے دیتا۔۔ لیکن تمہیں عادت ہو گئی

یے اپنی منمنا نیاں کرنے کی۔۔

براق خانزادہ کو روپ کی حرکت بالکل بھی

اچھی نہیں لگی تھی ابھی کل ہی اس کا

نکاح ہوا اور آج وہ بنا بتائے حویلی سے چلی

گئی۔۔ بے شک وہ اپنے لالہ کے ساتھ گئی تھی
پر کسی کو بھی بتا بغیر۔۔ بالاج خانزادہ
روپ کے متعلق کیا سوچ رہا ہو گا وہ تو پہلے
ہی اس نکاح سے راضی نہیں تھا براق خانزادہ
کے دل میں سو باتیں آرہی تھیں
بابا۔۔ میں حویلی واپس نہیں آؤں گی میرا
وہاں دل نہیں لگ رہا۔۔
روپ نے ہمت کر کے کہہ تو دیا پر وہاں بیٹھے
سبھی لوگوں کو سانپ سو نگھ گیا سب لوگ
حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے
یوسف خان زادہ بھی بے یقینی سے روپ کی
طرف دیکھنے لگا جو مسکین سی شکل بنائے
بیٹھی تھی

روپ۔۔ تم کل ہی یوسف خان زادہ کے ساتھ
حویلی پہنچو۔۔۔ براق خان زادہ نے دے دے غصے
سے کہا۔۔۔

میں نہیں آرہی۔۔ آپ کا کھڑوس بھتیجا پتا
نہیں خود کو کیا سمجھتا ہے جب دیکھو مجھے
غصے سے گھورتا رہتا ہے اتنی پیاری مفت میں
بیٹھے بٹھائے بیوی مل گئی۔۔ شکر ادا کرنے کی
بجائے، ان کی پھوپھا ہی ختم نہیں ہو رہی۔۔
ایسے جلاد سے نکاح پڑھوانے سے بہتر تھا آپ
مجھے گاؤں کے کسی اندھے کنویں میں دھکا۔۔۔
ٹوں۔۔ ٹوں۔۔۔

روپ اور بھی ناجانے بالاج خان زادہ کی تعریف
میں کتنے زمین آسمان ایک کروانے والی تھی

جب علینا نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر فون بند
کر دیا۔۔۔

بالاج خانزادہ کا ضبط یہی تک تھا وہ غصے
سے ٹیبل پر ہاتھ مارتے اٹھا اور تن فن کرتا
حویلی سے ہی نکل گیا۔۔

براق خانزادہ کا تو شرمندگی کے مارے برا حال
ہو رہا تھا روپ سمجھ رہی تھی وہ اپنے بابا
سے دل کا بوجھ ہلکا کر رہی ہے پر اس کے معصوم
دل کو یہ نہیں پتا تھا بالاج خانزادہ اس کی
گل افشائیاں سن چکا ہے

پر ان سب کے برعکس خانم بی بی مسکرا
رہی تھیں انہیں روپ کی باتیں زرا بھی غلط
یا بری نہیں لگی تھیں

روپ حویلی سے چلی گئی اب قدر ہوگی
اسے اس کی۔۔۔ خانم بی بی نے سب کو تسلی
دیتے کہا اور پھر سے کھانے کی طرف متوجہ
ہو گئی۔۔۔ شارق خانزادہ اور براق خانزادہ نے
ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر اپنی
اپنی بیویوں کی طرف دیکھا جنہوں نے
آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں تسلی دی
وہ بھی دونوں لا پرواہی سے کندھے اچکا
کر کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے
خانم بی بی زمانہ ساز تھیں وہ سمجھ گئی تھی
کہ روپ جان بوجھ کر حویلی سے گئی ہے
تاکہ بالاج خانزادہ اس کے پیچھے پیچھے
لاہور اسے لینے جائے اور اب بالاج خانزادہ

کولاہور کیسے بھیجنا تھا یہ خانم بی بی
 بہت اچھے سے جانتی تھی
 فون بند ہوا تو روپ نے موبائل یوسف خان زادہ
 کی طرف بڑھایا جو اسے زبردست گھور رہا تھا
 سوری۔۔۔۔

روپ نے شرمندگی سے کہا تو یوسف خان زادہ
 چپ چاپ اس کے کمرے سے نکل گیا روپ
 نے گہرا سانس لیا اور اٹھ کر فریش ہونے
 چلی گئی

بالاج خان زادہ غصے سے سیدھا ڈیرے پر آیا
 اس نے پاکٹ سے موبائل نکالا اور یوسف
 خان زادہ کو ایک میسج سینڈ کیا جس کا
 ریپلائے اسے پانچ منٹ میں مل چکا تھا

بالاج خانزادہ نے یوسف خانزادہ سے روپ
کا نمبر مانگا تھا

بالاج خانزادہ نے کل روپ سے کہا تھا کہ اسے
فرق نہیں پڑتا وہ جو مرضی کرے پرا بھی
اسے فرق بھی پڑ رہا تھا اور یہی تو روپ چاہتی
تھی کہ جیسے وہ دو دن تڑپی جیسے دو

دن بالاج خانزادہ نے اسے اپنے سخت الفاظوں
سے تڑپایا اب بالاج خانزادہ بھی روپ کے
لیے تڑپے اور زیادہ اس بات سے تڑپے کہ روپ
کی نظر میں بالاج خانزادہ کی کوئی ویلیو
نہیں ہے تبھی تو وہ اسے بنا بتائے حویلی
سے نکل آئی۔۔۔

اور واقعی بالاج خانزادہ اس بات سے تپ

رہا تھا کہ روپ اسے بنا اطلاع دیے حویلی سے
نکل گئی کل تک تو اس کے آگے پیچھے گھوم
کر اس کا ضبط آزمایا ہی تھی اور آج کیسے
بنا اس کا سوچے حویلی سے نکل گئی
بالاج خان زادہ نے روپ کا نمبر ڈائل کیا اور
موبائل کان سے لگایا



ڈنر کے بعد محبوب خان زادہ کمرے میں آیا اپنی
شال اتار کر صوفے پر رکھی وارڈروب سے
آرام دہ سوٹ نکال کر وہ شاور لینے چلا گیا دس
منٹ بعد وہ شاور لے کر نکلا ڈریسنگ ٹیبل کے
سامنے کھڑے ہو کر اپنے گیلے بالوں میں برش کیا

نائٹ کریم لگا کر خود پر ہلکا سا سپرے کر کے وہ
 سونے کے لیے لیٹ گیا جیسے ہی اس نے سونے
 کے لیے آنکھیں بند کیں دو براؤن آنکھیں
 چہم سے آنکھوں کے پردے پر لہرائیں محبوب
 خان زادہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا
 اسے لگا اس کا وہم ہے اس نے سر جھٹکا اور پھر
 سے سونے کے لیے لیٹ گیا جیسے ہی اس نے
 پھر سے آنکھیں بند کیں الفت کی براؤن آنکھیں
 پھر سے محبوب خان زادہ کی آنکھوں کے پردے
 پر لہرائیں محبوب خان زادہ نے پٹ سے اپنی
 آنکھیں کھول دیں اور پریشانی سے اٹھ کر بیٹھ گیا
 یہ مجھے کیا ہو رہا ہے اس لڑکی کی آنکھیں میرا
 پیچھا کیوں نہیں چھوڑ رہیں۔۔۔ آج پنچائیت میں

بھی جب چوہدری نثار علی نے اپنی بیٹی کا زکر
کیا تب بھی یہ آنکھیں میرے زہن کے پردے
پر لہرائیں اور اب جب سونے کے لیے لیٹا ہوں
تب بھی یہ آنکھیں پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہیں۔۔
محبوب خان زادہ نے گہرا سانس لیتے سوچا اور اٹھ
کر اپنے کمرے کی بالکنی میں آگیا رینگ پر ہاتھ
رکھ کر وہ زرا سا جھک گیا
الفت۔۔

محبوب خان زادہ کے ہونٹوں سے جنبش ہوئی
لیکن چوہدری نثار علی نے تو بتایا کہ اسے طلاق
ہو گئی ہے اور اس کا پانچ سال کا بیٹا بھی ہے۔۔
محبوب خان زادہ کے دماغ میں کلک ہوا اس دن
گاڑی میں وہ بچہ الفت کو ماما کہہ رہا تھا اور موبائل

کے وال پیپر پر بھی اسی بچے کی تصویر تھی تو
مطلب وہی الفت کا بیٹا تھا۔

محبوب خان زادہ نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف
دیکھا جہاں ایک چاند پورے آب و تاب سے
چمک رہا تھا اور اس کے گرد ہزاروں چمکتے ستارے
گردش کر رہے تھے

یہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔۔۔ وہ لڑکی پہلے سے
شادی شدہ اور ایک بچے کی ماں ہے پتا نہیں کیا وجہ
ہوگی اس کی طلاق کی۔۔۔ لیکن میں کیوں اس
کے متعلق سوچ رہا ہوں اور پھر وہ چوہدری حسین
کی بہن بھی ہے۔۔۔ چوہدری حسین ایک نہایت
ہی عیاش اور بد کردار قسم کا انسان ہے اس کی
بہن بھی۔۔۔۔

نہیں۔۔ یہ میں کیا سوچ رہا ہوں میں ایک
پاکباز عورت کے متعلق ایسی سوچ نہیں رکھ
سکتا۔۔ اس کی آنکھیں بہت شفاف تھیں
اس کی آنکھیں اس کے کردار کی گواہ تھیں
جن میں شرم لحاظ صاف نظر آ رہا تھا۔۔
محبوب خان زادہ نے پریشانی سے ماتھا مسلا
بات صرف اتنی سی ہے الفت کہ مجھے تم سے
افت ہو گئی ہے پر یہ بات اتنی سی بھی نہیں
ہے کیونکہ محبوب خان زادہ کو تم سے جنونی
محبت ہونے والی ہے۔۔ جانتی ہو کیوں؟؟
کیونکہ تمہاری آنکھیں محبوب خان زادہ کے
سیدھا دل پر وار کر گئی ہیں ایسا وار۔۔ جس سے
محبوب خان زادہ چاہ کر بھی خود کو بچا نہیں

پایا۔۔

محبوب خان زادہ آسمان کی طرف دیکھ کر الفت
سے اپنی محبت کا اعتراف کر رہا تھا

تیار رہنا الفت۔۔ صرف تمہاری عدت پوری

ہونے کا انتظار کروں گا اس کے بعد۔۔ میں

تمہیں بتاؤں گا تم بے مول نہیں ہے۔۔ میں

نہیں جانتا اس انسان نے تمہیں کیوں چھوڑا۔۔

کیوں اس نے تمہاری قدر نہیں کی۔۔ پر اب

میں تمہیں بتاؤں گا تم تو محبت کے لائق ہو

تمہاری آنکھیں تمہارے ساتھ ہوئی ہر زیادتی

مجھ سے بیاں کر گئی ہیں۔۔ اب ان آنکھوں

میں محبتوں کے دیپ میں روشن کروں گا

تمہیں اتنی محبت دوں گا کہ تمہیں خود پر رشک

ہو گا۔ ایک گہری مسکراہٹ نے محبوب خان زادہ

کے انابی ہونٹوں کو چھوا

اس نے ابھی الفت کو دیکھا نہیں تھا صرف اس

کی براؤن آنکھیں دیکھی تھیں اور ان آنکھوں

سے ہی وہ الفت سے محبت کر بیٹھا تھا اور اس

کی آنکھوں نے محبوب خان زادہ کی نیندیں اڑا

دی تھیں

ان آنکھوں نے اتنا ستایا ہے۔۔

واللہ۔۔ جب ہم آپ کا پورا چہرہ دیکھیں گے

تب تو قیامت تک سو نہیں سکیں گے۔۔

محبوب خان زادہ نے چاند کو دیکھتے مسکرا کر

کہا اور سر پر ہاتھ پھیر کر گہرا سانس بھرتے

افت کے متعلق سوچنے لگا

روپ جیسے ہی فریش ہو کر نکلی تو اس کا موبائل
بج رہا تھا روپ نے اگنور کیا اور ڈریسنگ ٹیبل
کے سامنے کھڑی ہو کر ٹاول سے اپنا چہرہ صاف
کرنے لگی پر فون کرنے والا بھی ڈھیٹ تھا فون
پر فون کیے جا رہا تھا تنگ آ کر روپ نے موبائل
پکڑا تو کسی انجان نمبر سے فون تھا روپ نے
غصے سے فون پک کر لیا
ہیلو۔۔ روپ نے اکتاہٹ سے بھرپور لہجے میں کہا
کس سے پوچھ کر تم نے حویلی سے باہر قدم
رکھا؟؟

بالاج خانزادہ کی غصے سے بھرپور آواز ماؤتھ
سپیکر سے ابھری روپ نے حیرت سے موبائل

کان سے ہٹا کر تھوک نگلتے موبائل کی طرف
دیکھا۔

اب بولتی کیوں نہیں۔۔۔ چچا سائیں کے سامنے
تو بہت زبان چل رہی تھی اب بھی بولو۔

اور میری شان میں قصیدے پڑھو۔۔۔ بالاج
خانزادہ روپ کی طرف سے خاموشی پا کر مزید
تپ اٹھا۔

یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا؟؟ سب سے پہلے
سلام کرتے ہیں۔۔۔ بالاج خانزادہ پہلے ہی تپا
بیٹھا تھا روپ مزید ہوا دے رہی تھی

مجھے طریقے مت سمجھاؤ تم۔۔۔ جو پوچھا ہے

وہ بتاؤ۔۔۔ بالاج خانزادہ نے غصے سے اپنی
مٹھیاں بھینچی

کیا بتاؤں؟؟ اور آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟
روپ نے حیرت سے پوچھا وہ جان بوجھ کر
بات گول مول کر رہی تھی
روپ میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔ بالاج خانزادہ
نے غصے سے چلا کر کہا تو روپ ایک دم
کانپ گئی۔۔۔

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ؟؟ آپ نے خود
ہی کل بولا تھا میں باغوں میں گھوموں یاد رخت
پر چڑھوں۔۔ میری طرف دیکھنا بھی آپ اپنی
توہین سمجھیں گے۔۔ اب جب میں اپنی مرضی
سے لاہور آگئی ہوں تو یہ بات بھی آپ سے
برداشت نہیں ہو رہی۔۔ روپ نے ہمت کر کے
بالاج خانزادہ سے کہا

زیادہ بکواس نہیں۔۔ نکاح کے بعد یہ تمہاری پہلی
غلطی ہے روپ۔۔ میں ہر گز برداشت نہیں
کروں گا میری بیوی مجھے بناتائے حویلی سے
باہر پاؤں بھی رکھے۔۔

نتاشہ بناتائے ہی تو حویلی سے نکلی تھی پتا نہیں
بالاج خانزادہ کو کونسے وہم ستارہ تھے
پہلی بات میں آپ کی منکوحہ ہوں اور دوسری
"بات۔۔ میں روپ ہوں۔۔" روپ خانزادی
نتاشہ نہیں ہوں جو گھر سے بھاگ جاؤں۔۔ میں
اپنے لالہ کے ساتھ حویلی سے نکلی ہوں۔۔

آپ نے میری محبت کی توہین کی، ایک بار نہیں
بار بار، اور کیا کہا تھا آپ نے؟؟ میں جو مرضی
کروں۔۔ تو اب کیوں مسئلے ہو رہے ہیں آپ

کے ساتھ؟؟ میں اپنی مرضی سے حویلی سے
نکلے ہوں اور جب تک آپ مجھ سے معافی
مانگ کر مجھے خود لینے نہیں آئیں گے میں خان
حویلی میں قدم بھی نہیں رکھوں گی
روپ نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا
کس بات کی معافی منگوانا چاہتی ہو مجھ سے؟؟
بالاج خانزادہ نے غصے سے لب بھینچتے کہا
اپنی محبت کی توہین کی۔۔ روپ نے اتر کر کہا
میں نے کب کی توہین؟؟ بالاج خانزادہ کا
دماغ گھوم رہا تھا وہ خود پر کیسے ضبط کر رہا تھا
یہ وہی جانتا تھا اور یہ لڑکی اس کا ضبط
آزمائے ہی تھی۔۔۔

ہر بار، بار بار۔۔۔ روپ نے جتاتے کہا

اگر میں معافی نہ مانگوں تو؟؟؟ بالاج خانزادہ
کی نسیں پھول رہی تھیں
تو میں واپس نہیں آؤں گی۔۔ روپ نے اپنے
ناخنوں پر پھونک مارتے سکون سے کہا
ٹھیک ہے مرو وہی۔۔ میں تمہاری اب شکل
بھی نہیں دیکھوں گا۔۔ اور یہ بھول ہے تمہاری
بالاج خانزادہ تم سے معافی مانگے گا۔۔ بالاج خانزادہ
ہمیشہ سراٹھا کر چلا ہے اور تم کل کی آئی لڑکی
چاہتی ہو میں تمہارے سامنے جھکوں؟؟
تو خوش فہمی ہے تمہاری۔۔ میری بلا سے
تم اب کبھی بھی حویلی مت آنا، ایک بار خانم
بی بی کی ضد پر تم سے معافی کیا مانگ لی تم تو میرے
سر ہی چڑھ گئی۔۔ مجھے خود کے آگے زیر کروانے

کا اچھا طریقہ تھا تمہارا، پر جو مرضی کر لو میں
تمہیں لینے ہر گز نہیں آؤں گا۔۔ بالاج
خان زادہ نے سر دلہے میں کہتے کھٹاک سے فون
بند کر دیا روپ نے بھیگی آنکھوں سے فون
کی طرف دیکھا آنسو ٹوٹ کر اس کے دودھیا
گالوں پر لڑھکے اور وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔
تبھی یوسف خان زادہ کھانے کی ٹرے پکڑے
روپ کے کمرے میں آیا تو روپ رو رہی تھی
روپ۔۔ کیا ہوا؟؟ یوسف خان زادہ نے
ٹرے سائیڈ پر رکھی اور روپ کے ہاتھ چہرے
سے ہٹائے۔۔

لالہ۔۔ میں حویلی نہیں جاؤں گی بالاج بہت سفاک

ہیں۔۔ وہ مجھ سے زرا بھی محبت نہیں کرتے۔۔
اتنے غصے سے مجھ سے بات کرتے ہیں ان کی
آنکھوں میں مجھے اپنے لیے تھوڑی سی بھی
محبت نہیں دکھتی۔۔ میں بس واپس نہیں جاؤں
گی۔۔ روپ یوسف خان زادہ کے سینے سے
لگی ہچکیوں سے رو رہی تھی
ایسا نہیں ہے روپ۔۔ لالہ تھوڑے سخت مزاج
ہیں پر دیکھنا وہ ایک دن تم سے بہت محبت
کریں گے اتنی محبت کہ تمہارے آگے پیچھے
گھومیں گے۔۔ یوسف خان زادہ نے روپ
کا چہرہ اوپر اٹھا کر اس کے آنسو صاف کیے
آپ مجھے بہلا رہے ہیں۔۔ روپ نے رخ
موڑ کر شکوے سے کہا

نہیں یار۔۔ تم بہت نگیٹو سوچ رہی ہو چلو کھانا
کھاؤ اور آرام کرو۔۔ صبح حویلی کے لیے نکلنا
ہے بابا کا حکم ہے ہم کل ہی حویلی پہنچیں۔۔
یوسف خان زادہ نوالہ بنا کر روپ کے منہ
کے آگے کیا

جب تک بالاج مجھے خود لینے نہیں آئیں گے میں
حویلی نہیں جاؤں گی۔۔ روپ نے اٹل لہجے
میں کہا تو یوسف خان زادہ نے اسے تاسف سے دیکھا
اچھا ٹھیک ہے تم کھانا کھاؤ۔۔ یوسف خان زادہ
نے پھر سے نوالہ روپ کے آگے کیا
میں نہیں کھاؤں گی۔۔ مجھے اکیلا چھوڑ دو پلیر
روپ روتے ہوئے کہہ کر پیچھے تکیے پر سر
گرا کر سسکنے لگی

یوسف خان زادہ کچھ دیر اسے مناتار ہا پھر
تھک کر وہ روپ کے کمرے سے باہر آگیا
کیچن میں کھانے کی ٹرے رکھ کر وہ سیدھا
اپنے کمرے میں آیا تو اس کا موبائل رنگ ہوا
بالاج خان زادہ کا فون تھا

اسلام علیکم لالہ۔۔ یوسف خان زادہ نے بیڈ پر
بیٹھ کر ایک ہاتھ سے اپنی شرٹ کے بٹنز
کھولتے کہا

وعلیکم السلام۔۔ یوسف خان تم کل ہی روپ کو
لے کر حویلی پہنچو گے۔۔ بالاج خان زادہ نے
حکم دیا۔۔

وہ تو ٹھیک ہے لالہ۔۔ پر روپ نہیں مان رہی
وہ ضد کر رہی ہے کہ آپ اسے لینے آئیں گے

توہی وہ حویلی جائے گی۔۔۔ یوسف خان زادہ
ان دونوں میاں بیوی کے بیچ اچھا پھنسا تھا
تم اسے زبردستی لاؤ گے میں اسے لینے نہیں آؤں
گا۔۔ بالاج خان زادہ چاہتا تھا بس روپ جلدی
سے حویلی پہنچ جائے وہ کل اسے کہہ تو گیا تھا
کہ وہ جو مرضی کرے پر اس کے وہم و گمان
میں بھی نہیں تھا کہ روپ حویلی سے ہی چلی
جائے گی۔۔ سچ تو یہ تھا اسے روپ کی
غیر موجودگی ستا رہی تھی
لیکن لالہ روپ بہت ضدی ہے اس نے کھانا
بھی نہیں کھایا بس رو رو کر ایک ہی رٹ
لگائی ہوئی ہے آپ لینے آئیں گے توہی وہ
حویلی واپس جائے گی۔۔ یوسف خان زادہ نے

گہرا سانس لیتے کہا

یہ کیا بچوں والی حرکتیں ہیں اور تم اسے سمجھا
نہیں سکتے؟؟ بالاج خان زادہ کا غصہ اب یوسف

خان زادہ پر نکل رہا تھا

آپ ایک کام کریں اسے لینے آجائیں سب

ٹھیک ہو جائے گا۔۔ یوسف خان زادہ نے

اکتا کر کہا تو بالاج خان زادہ نے غصے سے فون

بند کر دیا

بے وقوف روپ۔۔ پتا نہیں کیسے اسے لالہ کی

محبت نہیں دکھ رہی۔۔ میں توپل میں پہچان گیا

اور یہ پاگل لڑکی فضول میں یہ سوچ سوچ کر رو

رہی ہے کہ لالہ اس سے محبت نہیں کرتے۔۔

یوسف خان زادہ نے سر جھٹکا اور باتھ لینے چلا گیا

ساری رات بالاج خان زادہ نے ڈیرے پر سگریٹ
پھونکتے گزاری۔۔ صبح فجر کی نماز کے بعد وہ
اپنی جیپ میں بیٹھا اور جیپ سٹارٹ کر دی
حشمت علی گارڈز کے ساتھ اس کی جیپ کے
پیچھے پیچھے تھا چار گھنٹے کے طویل سفر کے بعد
وہ لاہور پہنچے اور اب بالاج خان زادہ کی جیپ
خان ہاؤس کے باہر کھڑی تھی بالاج خان زادہ نے
خان ہاؤس کی طرف دیکھتے پاکٹ سے موبائل
نکالا اور یوسف خان زادہ کو فون کرنے لگا جو
دوسری بیل پر ہی اٹھالیا گیا تھا
صبح کے نو بج رہے تھے یوسف خان زادہ
آفس جانے کے لیے تیار کھڑا تھا تھوڑا بہت

کام ختم کر کے اسے گاؤں کے لیے نکلنا تھا
اتنی صبح بالاج خانزادہ کا فون دیکھ کر یوسف خان
زادہ حیران ہوا

اسلام علیکم لالہ۔۔ خیریت؟؟ اتنی صبح؟؟
یوسف خان زادہ نے پریشانی سے پوچھا
ہمم۔۔۔ وعلیکم السلام۔۔ میں خان ہاؤس کے
باہر کھڑا ہوں گیٹ پر آؤ۔۔ بالاج خانزادہ
نے کہہ کر فون بند کر دیا یوسف خان زادہ
جلدی سے گیٹ کی طرف بھاگا جہاں بالاج
خانزادہ اپنی رعب دار پر سنیلٹی کے ساتھ جیپ
سے ٹیک لگائے کھڑا تھا

پیچھے گارڈز اسلحہ سمیت کھڑے تھے تھوڑی دور
حشمت علی سر جھکائے ہاتھ باندھے کھڑا تھا

لالہ آپ اس وقت یہاں؟؟ یوسف خان زادہ
نے حیرت سے پوچھا
کیوں میں نہیں آسکتا؟؟ بالاج خان زادہ نے
اپنے چہرے کے تاثرات چھپانے کے لیے
ادھر ادھر دیکھا ہلکی سی سو جھی آنکھیں اس
کے رات بھر جاگنے کی گواہی دے رہی تھیں
ایسی بات نہیں ہے آپ اندر آئیں۔۔ یوسف
خان زادہ نے راستہ دیتے کہا تو بالاج خان زادہ
داخلی راستے پر چلنے لگا یوسف خان زادہ بھی
اس کے پیچھے چلنے لگا
روپ کہاں ہے؟؟ بالاج خان زادہ نے لاونج میں
داخل ہوتے صوفے پر بیٹھتے پوچھا
وہ سو رہی ہے۔۔ آپ کچھ کھائیں گے؟؟ یوسف

خانزادہ نے پانی کا گلاس بالاج خانزادہ کی
طرف بڑھاتے پوچھا جسے بالاج خانزادہ نے
تھام کر ہونٹوں سے لگالیا
نہیں۔۔۔ بھوک نہیں ہے۔۔۔ بالاج خانزادہ
نے گلاس یوسف خانزادہ کو پکڑایا
میں روپ کو اٹھا دوں؟؟ یوسف خانزادہ نے
اجازت مانگی
نہیں تم مجھے کمرہ بتا دو میں خود دیکھ لیتا ہوں بہت
اکڑ ہے تمہاری بہن میں۔۔۔ بالاج خانزادہ نے
صوفے سے کھڑے ہوتے کہا
ہمم۔۔۔ وہ پاگل یہی سمجھتی ہے آپ اس سے
محبت نہیں کرتے۔۔۔ جبکہ یہاں آکر آپ اپنی
محبت کا ثبوت دے چکے ہو۔۔۔ یوسف خانزادہ

نے مسکرا کر کہا تو بالاج خان زادہ چپ سا کر گیا
روپ کا کمرہ کونسا ہے؟؟
بالاج خان زادہ نے لہجہ نارمل رکھتے پوچھا
اوپر سیڑھیاں چڑھ کر رائیٹ والا۔۔ اگر آپ
اجازت دیں تو میں آفس جاؤں؟؟ یوسف خان
زادہ جان بوجھ کر وہاں سے کھسکنا چاہ رہا
تھاتا کہ روپ اور بالاج دونوں اپنے بیچ
کی غلط فہمیاں دور کر لیں بالاج خان زادہ نے
لاہور آکر ثابت کر دیا تھا کہ اسے روپ
سے محبت ہے۔۔

ہمم۔۔ جاؤ۔۔ بالاج خان زادہ نے دھیمی آواز میں کہا
ٹھیک ہے لالہ میں چلتا ہوں۔۔ یوسف خان زادہ
اپنی فائلز اور آفس بیگ اٹھا کر خان ہاؤس

سے نکل گیا بالاج خانزادہ کتنی ہی دیر روپ
کے اٹھنے کا انتظار کرتا رہا پھر جب وہ نہ اٹھی
تو وہ خود اسے اٹھانے کی غرض سے اس کے
کمرے میں چلا آیا

بالاج خانزادہ نے دروازہ نوک کرنا ضروری نہیں
سمجھا اس نے دروازہ کھولا اور کمرے میں آگیا
کمرے میں نائٹ بلب کی مدھم روشنی تھی
روپ بیڈ پر آری تڑچھی گہری نیند سو رہی تھی
بالاج خانزادہ قدم قدم چلتا بیڈ کے قریب آیا
اور روپ کے پاس ہی بیڈ پر تھوڑی سی جگہ پر
ٹک گیا

وہ بڑی محویت سے روپ کا خوبصورت چہرہ
دیکھنے لگا روپ بڑی معصومیت سے سو رہی تھی

بالاج خانزادہ نے موبائل کی ٹارچ آن کر کے
روپ کے چہرے پر ماری تو روپ نیند میں
زرا سا کسمپائی
گالوں پر آنسوؤں کے مٹے نشان تھے بالاج خانزادہ
کے دل کو کچھ ہوا
روپ۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے چہرے کے قریب
اپنا چہرہ لے جاتے مدھم سرگوشی کی پر روپ
ٹس سے مس نہ ہوئی

بالاج خانزادہ کی نظریں روپ کے گلابی ہونٹوں
کا طواف کر رہی تھیں دل میں ایک ارمان جاگا
وہ ان ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوے۔۔
آہستہ آہستہ بالاج اپنے انابی ہونٹ روپ کے

گلابی ہونٹوں کے قریب لے جانے لگا روپ
کی گرم سانسوں کی تپش بالاج خانزادہ کو اپنے
چہرے پر محسوس ہو رہی تھی بالاج خانزادہ کا
آہستہ آہستہ جھکاؤ روپ کے ہونٹوں کی طرف
بڑھ رہا تھا

تبھی نیند میں روپ کو اپنے چہرے پر کسی کی
گرم سانسیں محسوس ہوئیں تو روپ نے ذرا سی
آنکھیں کھول دیں

بالاج۔۔ روپ کو لگا وہ خواب دیکھ رہی ہے وہ
نیند میں بالاج خانزادہ کا نام لینے لگی
روپ۔۔۔ بالاج خانزادہ نے گھمبیر آواز میں کہا
روپ نے پھر سے ذرا سی آنکھیں کھولیں
بالاج۔۔ مجھے لینے آجائیں نا۔۔ مجھے آپ کی بہت

یاد آرہی ہے۔۔ روپ نیند میں بڑبڑا کر پھر
سے سو گئی بالاج خانزادہ مسکرا کر سیدھا ہوا
اور گہرا سانس لیتے کھڑا ہو گیا اس نے بیڈ کی
سائیڈ ٹیبل سے لیمپ آن کیا
روپ۔۔ روپ اٹھو۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کو آوازیں دیں تو روپ
نے پہلے ہلکی سی آنکھیں کھول کر بالاج خانزادہ
کی طرف دیکھا جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ
رہا تھا آہستہ آہستہ روپ کا زہن بیدار ہوا تو
اس نے پٹ آنکھیں کھول دیں
آپ؟؟ روپ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی اور اپنے
کپڑے ٹھیک کرنے لگی جلدی سے دوپٹہ
پکڑ کر شانوں پر اوڑھا

پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس.. فریش ہو کر فوراً
نیچے آؤ۔۔ بالاج خانزادہ روپ کو حکم دیتے
کمرے سے نکل گیا
یہ مجھے لینے آئے ہیں کیا؟؟ روپ نے خود سے
سوال کیا۔۔

ظاہر سی بات ہے اور انہیں یہاں کیا کام۔۔ مجھے
لینے ہی آئے ہیں۔۔ روپ خوشی سے اٹھ کر
ایک پیاراسا ڈریس نکال کر ہاتھ لینے چلی گئی
روپ نہا کر گیلے براؤن بال پشت پر پھیلانے
آنکھوں میں مسکارا، ہونٹوں پر ڈیپ ریڈ لپ
اسٹک لگا کر، ریڈ کلر کا ہی ڈریس پہنے، ہاتھوں
میں چوڑیاں اور کانوں میں چھوٹے سے پرل
ایئر رنگ پہنے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی

آئینے میں مسکرا کر وہ خود کو سراہتے نیچے آگئی
بالاج خانزادہ کی روپ کی طرف پشت تھی
چوڑیوں کی کھنک پر بالاج خانزادہ نے مڑ کر
دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا

روپ بالاج خانزادہ کی کرسٹل گرے آنکھوں
میں اپنی ہری آنکھیں ڈال کر نیچے اتر رہی تھی
اور بالاج خانزادہ کے تودل کی کیفیت ہی اور
تھی اس کے اندر دل نے طوفان برپا کر دیا تھا
دھڑکنوں نے الگ شور مچانا شروع کر دیا
روپ جیسے جیسے بالاج خانزادہ کے قریب
آ رہی تھی بالاج کو خود پر قابو پانا مشکل
لگ رہا تھا

آپ۔۔ مجھے لینے آئے ہیں؟؟ روپ نے بالاج

کے یک ٹک دیکھنے سے کنفیوز ہو کر کہا پر
 بالاج خانزادہ کو ہوش ہی کہاں تھا وہ ٹکٹکی باندھے
 روپ کو دیکھی جا رہا تھا فوکس روپ کے
 ڈیپ ریڈ لپ اسٹک لگے ہونٹوں پر تھا جنہیں
 چھونے کی خواہش دل میں مچل رہی تھی
 بالاج۔۔

روپ نے مسکراہٹ دباتے بالاج کی آنکھوں
 کے آگے چٹکی بجائی
 ہاں۔۔۔ کیا۔۔ کیا ہوا؟؟ بالاج کے فوراً ہوش
 کی دنیا میں واپس آیا
 آپ مجھے لینے آئے ہیں؟؟ روپ نے مسکرا کر پوچھا
 ہم۔۔ چلو۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ سے
 نظریں چرا کر کہا اور رخ موڑ کر چلنے لگا

ایسے کیسے؟؟ روپ نے حیرت سے پوچھا تو
بالاج خانزادہ نے بھی رک کر سوالیہ نظروں
سے روپ کی طرف دیکھا
کیا مطلب؟؟ بالاج خانزادہ فوراً نظریں پھیریں
روپ کے ہونٹ اسے گستاخی کرنے پر
اکسارہے تھے

آپ نے معافی تو مانگی نہیں... روپ نے چھوٹی
سی ناک پھلا کر کہا

تم چل رہی ہو یا میں جاؤں؟؟ بالاج خانزادہ
کا ایک دم دماغ گھوم گیا

میں نے آپ سے کہا تھا آپ آکر مجھے سوری
بولیں گے تب ہی میں واپس حویلی کے لیے
چلوں گی۔۔ روپ نے روبرو کھڑے ہو کر کہا

میں آگیا ہوں نا۔۔ شکر ادا کرو۔۔ اور اپنی
زبان بند کر کے چلو میرے ساتھ۔۔ بالاج خانزادہ
غصے سے روپ کا ہاتھ کھینچ کر لے جانے لگا۔
ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔ کس حق سے آپ
نے میرا ہاتھ پکڑا؟؟؟ روپ نے جھٹکے سے
ہاتھ چھڑا کر رندھی آواز میں کہا
شوہر ہونے کے سارے حقوق موجود ہیں
میرے پاس۔۔ بالاج خانزادہ نے جتانے والے
انداز میں کہا
تو پھر آپ کو یہ بھی پتا ہو گا جب بیوی ناراض
ہو تو اسے مناتے کیسے ہیں بنتے تو ایسے ہیں
جیسے پہلی شادی ہو آپ۔۔۔۔
شٹ اپ۔۔ بالاج خانزادہ روپ کی بات کاٹ

کراتنی زور سے دھاڑا کہ خوف سے روپ کا

دل لرز اٹھا

میں نے تمہارے تانے سننے کے لیے تم سے نکاح

نہیں کیا سمجھی۔۔ تم خود میرے آگے پیچھے

گھومتی رہی۔۔ دوبارہ میں تمہارے منہ سے

ایسی بات نہ سنوں روپ۔۔ ورنہ میں کچھ ایسا

کر گزروں گا کہ روتی رہو گی بیٹھ کر۔۔

بالاج خانزادہ نے سرخ آنکھوں سے روپ کو

انگی اٹھا کر وارنگ دی اسے اس قدر غصے میں

دیکھ روپ چپ سی کر گئی

اب چل رہی ہو یا نہیں؟؟ بالاج نے اسے

خاموش دیکھ رعب سے پوچھا

پہلے سوری بولیں۔۔ روپ کی ایک ہی رٹ

تھی بالاج خانزادہ کا دل کیا گھما کے ایک
لگا دے۔۔۔ پروہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی
بالاج خانزادہ نے اپنے دل کی بات پر نفی کی۔۔
سوری۔۔ بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیتے کہا
ایسے سوری بولتے ہیں؟؟ روپ اس کے سوری
کو زرا بھی خاطر میں نہ لائی

منہ سے ہی بولتے ہیں نا۔۔ میں نے بول دیا
ہے اب چلو۔۔ بالاج خانزادہ کا پارہ ہائی ہوا
نہیں۔۔ پہلے پیار سے بولیں۔۔۔ روپ نے
نروٹھے پن سے کہا اور رخ موڑ کر کھڑی
ہو گئی۔۔ بالاج خانزادہ نے بے بسی سے روپ
کی طرف دیکھا

ایم سوری۔۔۔ بالاج خانزادہ نے ادھر ادھر

دیکھتے کہا حالانکہ گھر پر وہ اکیلے تھے پر پھر
 بھی بالاج خانزادہ نے ادھر ادھر دیکھنا ضروری
 سمجھا کہ کوئی اسے اس کی بیوی سے معافی
 مانگتے دیکھ نہ لے۔۔ جو دوسروں سے معافیاں
 منگواتا تھا آج خود اپنی بیوی سے معافی
 مانگ رہا تھا

یہ ایم سوری کیا ہوتا ہے۔۔ سیدھی طرح کہیں
 روپ مجھے معاف کر دو۔۔ میں اب تم پر بالکل
 بھی غصہ نہیں کروں گا تمہاری ہر بات مانوں
 گا اور ہمیشہ پیار سے بات کروں گا یہاں تک
 کہ پیار آیا دیکھوں گا بھی۔۔ چلیں کہیں بالکل
 ایسے ہی۔۔

روپ بڑے مزے سے کہہ کر پھر سے رخ

موڑے پیٹ کر بازو باندھے کھڑی ہو گئی
بالاج خانزادہ غصے سے آگے بڑھا اور بازو سے
پکڑ کر روپ کا رخ اپنی طرف جھٹکے سے موڑا
میں نے غلطی کی لاہور آکر۔۔ تمہیں یہیں
رہنے دیتا تو ٹھیک تھا۔۔ پر نہیں تمہارے
نخرے آسمان چھو رہے ہیں۔۔ رہو تم یہیں۔۔
بالاج خانزادہ نے روپ کا بازو جھٹکے سے چھوڑا
اور جانے لگا جب روپ دو قدم تیز چلتی اس
کے سامنے کھڑی ہو کر اس کا راستہ روک گئی
آپ کی سوچ ہے میں آپ اب حویلی آؤں
گی جب تک مجھے منا کر لے کر نہیں جائیں گے
میں ہر گز نہیں آؤں گی۔۔ روپ نے اپنی
غصے سے چیخ کر کہا

بالاج خانزادہ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتا
رہا روپ کا ضبط جواب دے گیا وہ چہرہ ہاتھوں
میں چھپائے سکنے لگی

بالاج خانزادہ اب اسے کیسے بتاتا اس کے آنسو
اسے کتنی تکلیف سے دوچار کر رہے ہیں
مجھے معاف کر دو۔۔ میں تم سے غصے سے
بات نہیں کروں گا۔۔

بالاج خانزادہ کے نرم لہجے پر روپ نے ہاتھ
چہرے سے ہٹا کر حیرت سے اس کی طرف دیکھا
میں تم سے پیار سے بات کروں گا اور پیار
سے ہی دیکھوں گا۔۔۔ بالاج خانزادہ نے
انگلیوں کی پوروں سے روپ کے آنسو صاف
کیے روپ حیرت کی مورتی بنی بالاج خانزادہ

کو یک ٹک دیکھے گئی

چلیں۔۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کے آگے

ہاتھ بڑھایا جسے روپ نے دھڑکتے دل سے

تھام لیا

جیسے ہی روپ نے بالاج خانزادہ کی مضبوط

ہتھیلی پر اپنا دودھیا ہاتھ رکھا بالاج خانزادہ

کی دھڑکنیں اتھل پتھل ہوئیں اس نے انگوٹھے

سے روپ کے ہاتھ کی پشت کو سہلایا

وہ روپ کا ہاتھ تھامے اسے خان ہاؤس

سے باہر لے آیا روپ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ

گئی بالاج خانزادہ نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی

گاڑی اپنی منزل پر رواں دواں تھی روہ روپ

خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی تھی بالاج خانزادہ

بھی ہونٹوں کو سیے ڈرائیونگ کرتا رہا
اس نے جیپ ایک ریسٹورنٹ کے سامنے
روک دی جیپ رکنے پر روپ نے حیرت
سے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا
بھوک لگی ہے؟؟؟ بالاج خانزادہ نے
بناروپ کی طرف دیکھے پوچھا
آپ کو؟؟ روپ نے الٹا اسی سے سوال
کر لیا۔

ہمم۔۔ بالاج خانزادہ نے محض ہمم کہا
مجھے بھی۔۔ روپ نے بال کانوں کے پیچھے
اڑستے کہا

وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ریسٹورنٹ داخل ہوئے
بالاج خانزادہ نے مینیو کارڈ روپ کی طرف

بڑھایا تو روپ نے لب کاٹتے مینیو کارڈ

پکڑ کر آرڈر دیا

بالاج خانزادہ کی نظریں روپ پر ہی ٹکی تھیں

ابھی تو صرف وہ روپ کو پیار سے دیکھ رہا

تھا اور روپ کا شرمنا ختم ہی نہیں ہو رہا تھا جب

وہ پیار کرنے پر آتا تب تو روپ نے اس سے

چھپتی پھرنا تھا

وہ روپ کی ہری آنکھیں، اس کے ریڈ لب

اسٹک لگے ہونٹ، شرماتے گلابی گال،

لرزتی پلکیں دیکھنے میں اتنا محو تھا کہ اسے

آس پاس کی ہوش ہی نہیں تھی روپ اس

کے یوں دیکھنے سے کنفیوز ہو رہی تھی

آآپ۔۔ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟؟ روپ

نے معصومیت سے منمنا کر پوچھا
تمہاری ہی ڈیمانڈ تھی میں تمہیں پیار سے
دیکھوں۔۔ بالاج خانزادہ نے مسکراہٹ دباتے کہا
مطلب آپ میرے کہنے پر دیکھ رہے ہیں اپنے
دل کی خواہش پر نہیں۔۔۔ روپ نے
منہ پھلاتے کہا تو بالاج خانزادہ کے انابی ہونٹ
مسکراہٹ میں ڈھلے
ارے واہ۔۔ آپ تو مسکراتے بھی ہیں مجھے
تو لگا تھا ہر وقت بندوقہ بنے گھومتے ہیں۔۔
روپ بھی بالاج خانزادہ کے مسکرا نے پر کھل اٹھی
تمہیں پتا ہے تم پاگل ہو۔۔ بالاج خانزادہ نے
مسکرا کر سر جھٹکا
آپ سے کم ہوں۔۔ روپ نے دو بدو جواب دیا

تو بالاج خانزادہ کے ماتھے پر ایک دم بل پڑے
روپ بھی ایک دم سیریس ہوئی
ن۔۔ نہیں۔۔ مطلب میں ہی پاگل ہوں۔۔ روپ
نے جلدی جلدی کہا تو بالاج خانزادہ کی ہنسی
چھوٹ گئی روپ اس کی ہنسی میں کھو گئی وہ
ہنستے ہوئے کتنا پیار الگ رہا تھا بالاج خانزادہ
ہنسی جا رہا تھا اور روپ اسے محبت سے دیکھی
جا رہی تھی۔۔

ہنس ہنس کر اس کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔۔
ایک دم بالاج خانزادہ کی نظر روپ پر پڑی جو
مسکرا کر اسے ہی دیکھی جا رہی تھی
ہنس ہنس کر اس کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔۔
ایک دم بالاج خانزادہ کی نظر روپ پر پڑی جو

مسکرا کر اسے ہی دیکھی جا رہی تھی بالاج خانزادہ
نے اس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی تو
روپ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی

آپ ایسے ہی ہنستے رہا کریں بہت پیارے
لگتے ہیں۔۔ روپ نے صاف گوئی سے کہا پر
بالاج خانزادہ خاموش ہی رہا

ویٹر کھانا لایا تو وہ دونوں کھانا کھانے لگے کھانا
کھانے کے دوران بالاج خانزادہ کی نظریں بار
بار روپ پر اٹھ رہی تھیں جو خود پر اس
کی نظروں کا پڑنا بخوبی محسوس کر رہی تھی
روپ۔۔ اگر تم چاہو تو میں رخصتی۔۔
روپ۔۔۔

ابھی بالاج خانزادہ ابھی بات پوری کرتا جب

کسی نے ان کے ٹیبل کے قریب آکر روپ
کو پکارا دونوں نے ایک ساتھ نظریں اٹھا
کر دیکھا جہاں بہرام شاہ حیرت سے کبھی روپ
تو کبھی بالاج خانزادہ کی طرف دیکھ رہا تھا
اپنے سامنے بہرام شاہ کو دیکھ کر روپ کی
روح فنا ہوئی اس نے آنکھوں میں خوف
بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا جو نا سمجھی سے
کبھی روپ تو کبھی بہرام شاہ کی طرف
دیکھ رہا تھا۔

جی۔۔ آپ کون؟؟ بالاج خانزادہ نے بہرام شاہ
سے سنجیدگی سے پوچھا تو روپ کی خوف سے
ہتھیلیاں بھگنے لگیں
بہرام شاہ۔۔ روپ کا دوست۔۔

بہرام شاہ کے الفاظوں پر بالاج خانزادہ نے
نظریں گھما کر روپ کی طرف دیکھا جو آنکھوں
میں خوف کی لکیریں لیے اسے ہی دیکھ رہی تھیں

محبوب خانزادہ صبح نماز کے بعد ہی
چوہدری ثار علی کی حویلی کے باہر موجود
تھا اس کی گاڑی چوہدری ثار علی کی
حویلی سے زرا دور کھڑی تھی اور گاڑی
میں محبوب خانزادہ بیٹھا حویلی کی
طرف متلاشی نظروں سے دیکھ رہا تھا
شاید وہ الفت کا انتظار کر رہا تھا اور اس کا
انتظار تب ختم ہو جب تھوڑی دیر بعد الفت

حویلی سے نکلی اس کے ساتھ مصطفیٰ تھا
مصطفیٰ نے سکول یونیفارم پہنا ہوا تھا
وہ شاید مصطفیٰ کو ڈرائیور کے ساتھ
سکول چھوڑنے جا رہی تھی محبوب خانزادہ
نے اپنی گاڑی الفت کی گاڑی کے پیچھے لگادی
افت آج بھی نقاب میں ہی تھی محبوب
خاں زادہ جانتا تھا کہ وہ عدت کر رہی ہے
اس لیے محبوب خانزادہ نے ایک کے بعد
دوسری نظر اٹھا کر الفت کو دوبارہ نہیں
دیکھا گاڑی دس منٹ بعد ہی ایک سکول کے
سامنے رکی الفت مصطفیٰ کا ہاتھ پکڑے گاڑی
سے باہر نکلی اور سکول کے اندر چلی گئی
تقریباً 10 منٹ بعد ہی الفت سکول سے

اکیلی باہرائی اور گاڑی میں بیٹھ گئی
گاڑی کا رخ اب چوہدری کی حویلی
کی طرف تھا محبوب خان زادہ نے گہرا سانس لیا
اور گاڑی خان حویلی کے راستے پر ڈال دی
اس کا دل تو بہت چاہتا تھا کہ وہ الفت سے
بات کرے اسے اپنے دل کا حال بتائے
لیکن الفت ابھی عدت میں تھی
اور محبوب خان زادہ الفت کے ساتھ
ایسی کوئی بھی حرکت کر کے اس کی
نظروں میں گرنا نہیں چاہتا تھا
وہ اس کے دل میں اپنی جگہ اپنا ایک
خاص مقام بنانا چاہتا تھا اس لیے اس
کی عدت ختم ہونے کا اسے شدت سے

انتظار تھا تا کہ وہ اسے جائز طریقے سے ملے
اس کے جذبات سچے تھے وہ چاہتا تھا
وہ الفت کو ہر طریقے سے مطمئن کرے
وہ مصطفیٰ کی ذمہ داری اٹھانے کے لیے
بھی تیار تھا بس اسے الفت کا ساتھ
چاہیے تھا اس کی محبت چاہیے تھی
وہی محبت جو وہ اب خود الفت سے کرتا تھا
اسے الفت کی نظروں میں خود کے لیے
ویسی ہی عزت اور احترام چاہیے تھا
جو وہ خود الفت کے لیے اپنی نظر اور اپنے
دل میں رکھتا تھا وہ جانتا تھا چودری حسین
والے واقعے کے بعد الفت اس کے بارے میں
کچھ اچھا تو نہیں سوچتی ہوگی

لیکن محبوب خانزادہ نے اپنے دل میں پکا
عہد کر لیا تھا وہ کیسے بھی کر کے الفت
کے دل میں اپنے لیے جگہ بنائے گا
اور ویسے بھی اس کی محبت سچی تھی
اسے اپنی محبت پر مان تھا کہ وہ الفت کا
دل بھی اپنے لیے دھڑکا دے گا
جیسے اس کا دل الفت کے نام پر دھڑکتا ہے
ویسے ہی وہ الفت کا دل بھی محبوب
کے نام پر دھڑکائے گا

روپ تم لاہور آئی اور تم نے مجھے بتایا
کیوں نہیں؟؟؟ بہرام شاہ کہتے ہی خود ہی
ان کے پاس ہی ٹیبل پر کرسی گھسیٹ

کر بیٹھ گیا.... روپ کا دل خوف سے
تھر تھر کانپنے لگا.... بالاج خانزادہ کبھی
روپ کو دیکھتا تو کبھی بہرام شاہ کی
طرف جو بڑی ہی بے باقی سے بنا اجازت لیے
ان کے ساتھ انہیں جوائن کر چکا تھا
وہ۔۔۔ بہرام۔۔۔ مجھے۔۔۔ نوٹس۔۔۔ چاہیے تھے۔۔
روپ نے اپنا لہجہ نور مل رکھنے کی بھرپور
کوشش کی لیکن اس کی زبان نے اس کا
ساتھ نہیں دیا روپ کی بات پر بہرام شان نے
حیرت سے روپ کی طرف دیکھا
تمہیں نوٹس کی پڑی ہے اور جو میں اتنے
دنوں سے تمہارے لیے تڑپ رہا ہوں اس چیز
کی تمہیں کوئی فکر نہیں ہے دو دن سے

تمہیں فون کر رہا ہوں اور تم میرا فون
اٹھانا ضروری نہیں سمجھ رہی ایسے بھی
کیا ناراضگی یار۔۔۔ بہرام شاہ کی کھلم کھلا
بات پر بلالاج خان زادہ کا ضبط جواب دینے لگا
اس نے اپنے ٹانگ کو ٹانگ رکھ کر کرسی
سے ٹیک لگائی اور گہرا سانس لیتے اپنی
پاکٹ سے ریوالور نکال کر اس کی
گولیاں چیک کرنے لگا۔۔
اب بولتی کیوں نہیں چپ کیوں بیٹھی ہوا بھی
بھی ناراض۔۔۔۔۔ بلالاج خان زیادہ بڑے مزے
سے گولیاں چیک کرنے میں مصروف تھا
اور روپ اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ
کر ہی خوف سے مزید کانپنے لگی بہرام شاہ

نے بات ادھوری چھوڑ کر روح کی نظروں کے
تعاقب میں دیکھا تو اس کی خود کی
سٹی کم ہو گئی۔۔۔ ریسٹورنٹ میں موجود
لوگ بھی اب ان کی طرف متوجہ ہو چکے تھے
وہ حیرت سے اس مغرور شہزادے کو دیکھ
رہے تھے جو ریوالور کے ساتھ ایسے کھیل رہا تھا
جیسے وہ کوئی ریوالور نہیں کھلونا ہو
بہرام شاہ کی خوف سے آنکھیں پھیلیں اور
زبان تالو سے ہی چپک گئی۔۔۔ بالاج خان زادہ نے
گولیاں چیک کرتے نظریں اٹھا کر سنجیدگی
سے پہلے روپ کی طرف دیکھا
پھر بہرام شاہ کی طرف۔۔۔ خوف سے بہرام شاہ
کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی

دوسری طرف روح کا بھی یہی حال تھا

اے۔۔۔ اوکے۔۔۔ روپ۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔ چلتا۔۔۔ ہوں۔۔۔
تمہیں نوٹس مل جائیں گے۔۔۔

بہرام شاہ کہتے ہی اٹھا اور بنا پیچھے دیکھے

تیز قدم لیتا ریٹورنٹ سے نکل گیا بالاج خانزادہ نے ریوالور سامنے ٹیبل پر
رکھی

اور ٹیبل پر اپنی انگلیاں بجانے لگا روپ کی
آنکھوں میں نمی چمکنے لگی

ب۔۔۔۔۔ بالاج۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ پہلے۔۔۔ میری۔۔۔
بات سن۔۔۔ لیں۔۔۔ پلیز۔۔۔ روپ کے آنسو اس کے
گالوں پر لڑھکے۔۔۔

میں نے تم سے کچھ پوچھا؟؟
کوئی سوال کیا؟؟ نہیں نا؟؟

بلاج خانزادہ نے سپاٹ انداز میں کہا
اور ریوالور پاکٹ میں ڈال کر کھڑا ہو گیا
چلو حویلی کے لیے نکلنا ہے دیر ہو رہی ہے۔۔
بلاج خانزادہ نے اپنی اجرک ٹھیک کی
تو روپ بھی چپ چاپ آہستہ سے کھڑی ہو گئی
اور اس کے پیچھے پیچھے ریسٹورنٹ سے
نکل آئی بلاج خانزادہ جیب میں بیٹھا
اور جیب سٹارٹ کر دی۔۔۔ سارے راستے
بلاج خانزادہ نے روپ سے بات کرنا تو دور
اس کی طرف مڑ کر نہیں دیکھا
روپ کا دل چاہ رہا تھا وہ دھاڑے مار مار کر روئے
ابھی تو اس نے بلاج خانزادہ کی آنکھوں
میں خود کے لیے محبت دیکھی تھی

اس کے روپے میں اس کی باتوں میں
اس کی ہنسی میں خود کے لیے اس نے صاف
محبت میں محسوس کی تھی ابھی تو وہ
بالاج خانزادہ کے ساتھ ٹھیک سے ہنس بھی
نہیں پائی تھی اور بہرام شاہنچ میں ٹپک
کر اس کی ساری خوشیاں خاک میں ملا گیا تھا
روپ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ بالاج
خانزادہ کو کیسے یقین دلائے کہ روپ صرف
اس کی ہے اور اسی کی رہے گی
روپ نے ایک دوبار بالاج خانزادہ کی طرف
دیکھ کر بات شروع کرنے کی کوشش کی
لیکن اس کے چہرے پر سختی اور سردین
دیکھ کر روپ کی ہمت ہی نہ ہوئی بات کرنے کی

ساراراستہ خاموشی سے کٹا بالاج خان زادہ کی
گاڑی خان حویلی میں داخل ہوئی اس وقت
دوپہر کے تین بج رہے تھے بالاج خان زادہ نے
حویلی کے داخلی دروازے میں گاڑی روکی
اور چپ چاپ گاڑی سے نکل کر حویلی
میں چلا گیا اس نے روپ کی طرف دیکھا
تک نہیں نہ ہی اس کے ساتھ حویلی کے
اندر جانا ضروری سمجھا روپ بجاہل لیے
جیب سے نکلی اور مرے ہوئے قدموں سے
حویلی کے اندر جانے لگی سامنے ہی تخت
پر خانم بی بی بیٹھی تھی پہلے بالاج کو
اور اس کے پیچھے روپ کو اندر آتے دیکھ
خانم بی بی کو ایک انجانی سی خوشی ہوئی

وہ تو صبح سے پلان بنا رہی تھی
یہ کیسے بھی کر کے بالاج خان زادہ کو
روپ کو لینے بھیجے اور یہاں تو بلاج خان زادہ
خود ہی روپ کو لیے اگیا تھا بالاج خان زادہ
نے خانم بی بی سے سلام کیا اور چپ
چاپ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا
خانم بی بی کو اس کے چہرے پر گہری
سنجیدگی دیکھتے تھوڑی سی حیرت ہوئی
اس کے پیچھے ہی روپ بھی اندرائی
وہ خانم بی بی سے سلام کر کے ان کے
پاس ہی تخت پر بیٹھ گئی روپ کا چہرہ
بھی بجھا ہوا تھا خانم بی بی سوچ
میں پڑ گئی۔۔۔ کیا ہوا روپ پتر سب ٹھیک

تو ہے نا تمہیں تو خوش ہونا چاہیے
کہ بالاج تمہیں شہر سے واپس لے آیا ہے۔۔
خانم بی بی نے روپ کے سر پر شفقت بڑا
ہاتھ پھیرتے کہا۔۔۔ جی خانم بی بی میں خوش ہوں
کہ بالاج مجھے لینے آگئے بس میں
تھک گئی ہوں تھوڑی دیر آرام کروں گی
تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔ روپ نے اپنا لہجہ
نارمل کرتے کہا۔۔۔ ٹھیک ہے تم آرام کرو پھر
کھانا لگوا دوں گی میں۔۔ ہم سب نے تو
دوپہر کا کھانا کھا لیا ہے۔۔ خانم بی بی نے
مسکرا کر کہا۔۔ نہیں خانم بی بی میں نے
اور بالاج نے کھانا کھا لیا ہے ہم بس
رات کو ڈنر کریں گے۔۔ روپ نے مسکرا کر کہا

اور بھرپور طریقے سے خانم بی بی کو تسلی
دیتی وہاں سے اٹھ گئی روپ کا رخ
سیدھا بالاج کے کمرے کی طرف تھا
روپ نے بالاج کے کمرے کے باہر جا کر
دروازہ کھٹکھٹایا بالاج خانزادہ جانتا تھا
کہ روپ ہی ہے اس نے اجازت دینا ضروری
نہیں سمجھا اور چپ چاپ اپنے کپڑے لیے
باتھ لینے چلا گیا روپ کتنی ہی دیر اندر
سے اجازت ملنے کا انتظار کرتی رہی
اور جب اسے کوئی رسپانس نہیں ملا
وہ خود ہی دروازہ کھول کر اندر گئی
واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی
روپ یہی سمجھی کہ بالاج واش روم

میں ہے تبھی اس نے دروازہ کھٹکھٹانے کا
پتہ نہیں چلا روپ وہی بیڈ پر بیٹھ کر
بالاج کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگی
پانچ منٹ بعد بالاج فریش ہو کر باہر آیا
اور روپ کو بیڈ پر دیکھ کر اس نے نظریں
پھیری اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا
ہو کر اپنے گیلے بالوں میں برش کرنے لگا
بالاج اسے مکمل طور پر اگنور کر رہا تھا
اور یہی بات روپ کا دل جلا رہی تھی
روپ آہستہ سے اٹھی اور بالاج کے
قریب جا کر کھڑی ہو گئی
ایک بار بات بھی نہیں سنیں گے؟؟
روپ نے بھرائی آواز میں کہا۔

کو نسی بات سنانا چاہتی ہو مجھے؟؟
بالاج خانزادہ نے برش ڈریسنگ ٹیبل پر بٹکتے
سر دلہجے میں کہا۔۔

آپ اس بہرام شاہ کی باتوں کی وجہ سے
مجھ سے خفا ہو رہے ہیں نا؟؟ وہ بڑی مشکل سے
اپنے آنسوؤں کو پیچھے دھکیل رہی تھی
میں نے تم سے کب کہا کہ میں تم سے خفا ہوں؟؟
بالاج خانزادہ نے اپنے کرسٹل گرے انکھیں
روپ کی ہری آنکھوں میں ڈال کر سنجیدگی
سے پوچھا۔۔۔۔۔ کیونکہ بہرام شاہ کے آنے سے
پہلے آپ کا لہجہ میرے ساتھ محبت بھرا تھا
اور اس کے اتے ہی آپ بدل گئے آپ کی
انکھیں بھی بدل گئی ان آنکھوں میں پہلے

خود کے لیے محبت اور نرمی دیکھ رہی تھی
جبکہ اب سنجیدگی اور سردین دیکھ رہی ہوں
روپ نے صاف گوئی کی۔۔۔ میرے خیال
سے تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے سفر کر کے
تھک گئی ہو جاؤ تھوڑی دیر آرام کرو
خود ہی ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔ بالاج خانزادہ نے
لاپرواہی سے کہا اور صوفے کی طرف بڑھ گیا
صوفے پر پڑی اس نے اپنی اجرک اٹھا کر
اپنے کندھوں پر پھیلائی اور کمرے سے
جانے لگا جب روپ تیز قدم لیتے اس کے
پیچھے گئی اور اس کا بازو پکڑ کر جھٹکے
سے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔۔۔ سیدھی
طرح کہے نا آپ کو مجھ پر یقین نہیں ہے

روپ کا ضبط جواب دے گیا اس کے
انسو اس کے گال بھگونے لگے۔۔۔
کہنا کیا چاہتی ہو تم اور یہ کس لہجے میں
بات کر رہی ہو مجھ سے میں تمہیں
لاہور لینے چلا گیا جیسا تم نے کہا ویسا
کیا تم سے معافی مانگی تو تم خود کو پتہ
نہیں ملکہ عالیہ سمجھ بیٹھی ہو
جو میرے سر پر چڑھ کر ناچ رہی ہو
آئندہ مجھ سے اس لہجے میں بات مت کرنا
اور یہ پہلی اور آخری دفع ہوا تھا
روپ۔۔ دوبارہ اگر تم اس حویلی سے نکلو گی
تو میری ایک بات یاد رکھنا میں تمہارے
نام سے اپنا نام چھین لوں گا

کیونکہ مجھے زہر لگتی ہیں ایسی عورتیں
جو منہ اٹھا کر بناتائے گھروں سے نکلتی ہیں
آئندہ اگر تمہیں نکلنے کا اتنا شوق ہو
تو میرے سامنے آ جانا تین لفظ بول کر
میں تمہیں اپنے نام سے آزاد کر دوں گا
میری طرف سے پھر تم چاہے لاہور جانا
یا اس ملک سے ہی باہر چلی جانا بالاج
خان زیادہ کبھی بھی تمہارے
پیچھے نہیں آئے گا۔۔ بالاج خانزادہ کی
آواز میں اتنا سر دین تھا کہ روپ کے
آنسو اس کی آنکھوں میں ٹھہر گئے تھے
وہ حیرت اور بے یقینی سے بالاج خانزادہ
کی طرف دیکھنے لگی جس کی

کر سٹل گرے آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی
تھیں روپ کی سمجھ میں نہیں آیا
وہ کیا کہے کو نسی ایسی بات کرے
کہ بالاج خانزادہ کے دل سے غلط
فہمی دور ہو جائے۔۔ اور اسندہ میرے
کمرے میں بنا اجازت مت آنا بھی
ہماری رخصتی نہیں ہوئی ہے جو تم یوں
منہ اٹھا کر میرے کمرے میں آ جاؤ گی
اور رخصتی کے بھی کیا کہنے۔۔ انشاء اللہ
وہ وقت بھی کبھی نہیں آئے گا جب
تم رخصت ہو کر اس کمرے میں آؤ گی
نکاح تو میں نے سب کی مرضی سے
کر لیا سب کے دباؤ میں آ کر کر لیا

پر رخصتی کبھی نہیں ہوگی۔۔
تمہیں بہت شوق تھا نا اس گاؤں کی
سردارنی بننے کا۔۔ تمہارا یہ شوق میں
پورا کر دوں گا تمہیں بالاج خانزادہ کا
نام تو مل گیا پر خود بالاج خانزادہ
کبھی بھی نہیں ملے گا۔۔ یاد رکھنا۔۔
بالاج خانزادہ کی آنکھوں سے لہو ٹپک
رہا تھا روپ سٹل کھڑی تھی کتنی
آسانی سے وہ اتنی بڑی باتیں کر رہا تھا
خان ہاؤس میں جب بالاج خانزادہ نے
روپ سے معافی مانگی تو اسے بالاج خانزادہ
کی آنکھوں میں خود کے لیے نرم جذبات دکھے۔۔
روپ کو لگا بالاج خانزادہ کو اس سے محبت ہے

۔ پر اب جو وہ خان حویلی میں بلالاج خانزادہ
کاروپ دیکھ رہی تھی اس کے دل نے اس بات
سے نفی کر دی تھی کہ بلالاج خانزادہ کو
اس سے محبت ہے۔۔ آپ کو پتہ ہے آپ
میری محبت کے لائق ہی نہیں ہو۔۔۔۔
روپ نے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کرتے کہا۔۔۔۔
تو تم سے کس نے کہا کہ تم مجھ سے
محبت کرو میں تمہارے پیچھے ہاتھ
میں کٹورالے کر نہیں گھوما تھا کہ آؤ
اور مجھ بھیک میں محبت دو۔۔
بالاج خانزادہ آج سفاکی پر اتر اٹھا۔
ٹھیک کہا اپ نے اپ میرے پیچھے نہیں ائے تھے
میں اپ کے پیچھے آئی تھی

کیونکہ میں نے آپ سے محبت کی آپ نے
تو کبھی مجھ سے محبت کی ہی نہیں
مجھے لگا تھا نکاح کے بعد ہی آپ کو
مجھ سے محبت ہو جائے گی اسی خوش
فہمی میں میں یہاں سے لاہور چلی گئی
کہ آپ اس محبت میں مجھے لینے میرے
پیچھے آؤ گے اور آپ آئے بھی۔۔ آپ نے محبت
کے دو بول بھی میرے ساتھ بولے پر کسی
کی ذرا سی باتیں سن کر آپ نے اپنے
دل میں میرے لئے بدگمانی ڈال لی ایسے
محبت نہیں ہوتی ہے بالاج۔۔ محبت تو میں نے
کی آپ سے۔۔ آپ کی پہلی شادی کا سن کر
بھی میں نے دل میں آپ کے لیے محبت

اور عزت کم نہیں ہوئی۔۔ سب کچھ جان
کر بھی کہ آپ نے نتاشا کو ابھی تک طلاق
نہیں دی پھر بھی میں آپ کی بیوی بنی
آپ سے نکاح کیا محبت تو میں نے کی
آپ سے بالاج۔۔۔ آپ نے مجھ سے واقعی
کبھی محبت ہی نہیں کی اگر آپ کو مجھ
سے محبت ہوتی تو آپ آج کسی کی باتوں
میں آکر اپنے دل میں میرے لیے بدگمانی
نہیں ڈالتے۔۔۔ روپ ہچکیوں سے رونے لگی
بالاج خان زادہ نے آج واقعی اس کا دل توڑا
تھا اس کا دل کرچی کرچی کیا تھا۔
جس کی تکلیف اسے اپنے پورے جسم میں
اٹھتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ آپ نے لاہور

کہا تھا کہ آپ مجھ سے پیار سے بات کریں گے
یہاں تک کہ میری طرف پیار سے دیکھیں گے بھی۔۔
پر نہیں آپ بدگمانی میں اپنے منہ سے یہی
اقرار بھول گئے۔۔ ٹھیک ہے اگر ایسا ہے
تو ایسا صحیح۔۔۔ مجھے بھی اپنی انا

اور عزت نفس بہت پیاری ہے آج سے میرے
اگے محبت کی کوئی اہمیت نہیں اگر اہمیت ہوگی
تو صرف خود کی عزت کی اور انا کی۔۔

اور یہ جو آپ کی آنکھوں میں میرے لیے
نفرت اور بدگمانی ہے نا میں اسے دور کرنے
کی ذرا بھی کوشش نہیں کروں گی بلکہ
دعا کروں گی کہ آپ کو مجھ سے مزید
نفرت ہو اور یہ بدگمانی مزید بڑھے

اور بالکل ایسی ہی نفرت اور بدگمانی اب میں
اپنے دل میں آپ کے لیے پالوں گی۔۔
آپ نے روپ کو کمزور سمجھ لیا پر روپ
کمزور نہیں ہے۔۔ اب میں نہیں آپ میرے
پیچھے اوگے اور جیسے آپ مجھے ٹھکراتے ہو۔۔
میری محبت ٹھکراتے ہو بالکل ویسے ہی
میں آپ کو ٹھکراؤں گی۔۔ روپ کے آنسو
رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے بالاج خانزادہ
نے آج اس کا دل اتنی بے دردی سے دکھایا
تھا کہ روپ کو لگ رہا تھا وہ
اس درد سے مر جائے گی کتنی آسانی
سے وہ تین لفظ بولنے کا کہہ رہا تھا
جو روپ سوچ بھی نہیں سکتی تھی

ایک بار وہ روپ کی بات تو سنتا اسے
کچھ کہنے کا موقع تو دیتا۔۔۔ پر نہیں۔
۔۔۔ وہ بدگمانی اپنے دل میں ڈال چکا تھا
آج صحیح معنوں میں روپ کا دل کر رہا تھا
وہ یہاں سے دور بھاگ جائے اور کبھی
بھی لوٹ کر نہ آئے۔۔۔ پر وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی
کیونکہ اگر وہ ایسا کرتی تو اس میں
اور نتاشہ میں کیا فرق رہ جاتا تھا نتاشہ
نے بھی تو بالکل ایسے ہی کیا تھا نابنا
سب کو بتائے حویلی سے نکل گئی تھی
اور روپ وہ نتاشہ ہر گز نہیں تھی اس نے
بالاج خانزادہ سے سچی محبت کی تھی
اور اسی محبت میں اس نے بالاج خانزادہ

سے نکاح کے لیے حامی بھری تھی لیکن بالاج
خانزادہ نے ہر بار روپ کی محبت کو ٹھوکر ماری
اور اج تو اتنی بے دردی سے ٹھوکر ماری
کہ روپ سے خود کو سنبھالا ہی نہیں جا رہا تھا
روپ بھاگتی ہوئی بالاج خانزادہ کے
کمرے سے نکلی اور سیدھا اپنے کمرے میں
جا کر اس نے خود کو لوک کر لیا۔
بالاج خانزادہ کتنی ہی دیر کھڑا روپ کے
کہے الفاظوں کو سوچتا رہا پھر بیڈ پر
گرنے کے انداز میں بیٹھا
اور اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا

بالاج خانزادہ نے خان ہاؤس سے نکلتے وقت ہی

یوسف خان زادہ کو میسج کر دیا تھا کہ وہ روپ
کو لے کر حویلی کے لیے نکل رہا ہے یوسف خان
زیادہ شام کو چھ بجے حویلی پہنچ چکا تھا
وہ سب سے مل کر سیدھا اپنے کمرے میں گیا
اور وہاں سے فریش ہو کر اس نے اپنی
پاکٹ سے ایک ایک چھوٹا
سابا کس نکالا اور مسکرا کر اپنے کمرے
سے نکل گیا اب اس کا رخ صبا کے کمرے
کی طرف تھا جس نے اسے ابھی تک نہیں
دیکھا تھا آج تین دن بعد وہ صبا کو دیکھ رہا تھا
اور اس سے مل رہا تھا یوسف خان زادہ
نے صبا کے کمرے کے باہر کھڑے ہو کر
دروازہ نوک کیا۔۔ صبا جانتی تھی

کہ یوسف خان زادہ حویلی اچکا ہے تب
سے ہی اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا
اس کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی
کہ وہ یوسف خان زادہ کے سامنے جائے
آنکھوں کی پیاس بڑھتی ہی جا رہی تھی
اور اس کے ساتھ ساتھ دل کی طلب بھی
اپنے دشمن جان کو دیکھنے کی اور اس وقت
کمرے کے باہر بھی وہی ہے صبا اچھے سے
جانتی تھی دروازہ دوبارہ
نوک ہوا تو صبا آہستہ سے اٹھی
اور اس نے مسکرا کر دروازہ کھول دیا
یوسف خان زادہ سامنے ہی اپنی شاندار پرسنلٹی
کے ساتھ کھرا مسکرا کر صبا کو ہی دیکھ رہا تھا

بے اختیار صبا کے دل نے ایک بیٹ مس کی
السلام علیکم

یوسف خان زیادہ نے مسکرا کر کہا
تو صبا سے سلام کا جواب دینے کی بجائے
مسکرا کر کمرے میں چلی گئی یوسف خان زادہ
نے کمرے کے باہر دائیں بائیں دیکھا
وہاں کوئی نہیں تھا وہ مسکرا کر صبا کے
کمرے میں گیا اور دروازہ بند کر لیا دروازہ بند
ہونے کی آواز پر صبا نے دھڑکتے دل سے
پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں
کوئی اگیا تو؟؟ صبا نے ڈرتے ڈرتے کہا
اچھی بات ہے میں تو چاہتا ہوں
کوئی ہمیں ایک ساتھ دیکھے اور پھر سوال

کریں اور میں صاف سب سے کہہ دوں
کہ تم میری ہو صرف میری۔۔۔۔۔ یوسف خان زادہ
کی اپنی ہی لوجک تھی صبا کا دل کیا
اپنا سر پیٹ لے۔۔۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا
میرا مطلب تھا اگر کسی ملازمہ نے دیکھ لیا
تو خوا مخواہ بات بڑھے گی صبا نے یوسف خان زادہ
کی طرف سے رخ موڑ کر کہا۔۔
یہ تم بار بار مجھ سے رخ موڑ کر کیوں
کھڑی ہو رہی ہو تین دن بعد آیا ہوں تین
دن سے تمہیں دیکھا نہیں پلنریا ایسے
تو مت کرو میری طرف دیکھو نا۔۔ یوسف خان زادہ
نے بے بسی سے کہا اس کی آواز میں
صبا کے لیے محبت صاف چھلک رہی تھی

جسے صبا نے بخوبی محسوس کیا
وہ تو خود اسے دیکھنے کے لیے تڑپ رہی تھی
اور وہ خود نہیں چاہتی تھی کہ یوسف خان زادہ
اس کے لیے تڑپے اس لیے صبا
خاموشی سے رخ موڑے یوسف خان زادہ
کی طرف دیکھنے لگی یوسف خان زادہ کا
دل کیا اس کی اسی اد پر واری صدقے جائے
یہ تمہارے لیے۔۔۔
یوسف خان زادہ نے ایک چھوٹا
سا باکس صبا کی طرف بڑھاتے کہا
جسے صبا نے اہستہ سے تھام لیا۔ کیا ہے اس میں؟؟
خود دیکھ لو.. یوسف خان زادہ نے سینے پر ہاتھ
باندھتے مسکرا کر کہا تو صبا وہ باکس

کھولنے لگی صبا نے جب باکس دیکھا
تو اس میں موتیے اور گلاب کے گجرے تھے
ساتھ کالج کی چوڑیاں تھیں صبا نے اسی
پل نظریں اٹھا کر یوسف خان زادہ کی طرف دیکھا۔
یہ آپ میرے لیے لے کر آئے ہیں؟؟
صبا نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے
تاثرات سے پوچھا۔
نہیں۔۔ صفورا کے لیے۔۔ یوسف خان زادہ نے
جل کر کہا تو صبا کھکھلا کر ہنس پڑی
اور باکس سے گجرے نکال کر ان کی خوشبو
اپنے اندر اتارنے لگی۔۔ تھینک یو یہ بہت
پیارے ہیں۔۔ صبا نے خوشی سے کہا۔
اور میں؟؟ یوسف خان زادہ دو قدم چل

کر صبا کے رُوبرو کھڑے ہوتے شرارت سے
پوچھا۔۔ تو صبا جھینپ گئی۔۔
بتاؤ جلدی۔۔ گجرے اور چوڑیاں پیارے ہیں
اور انہیں لانے والا کتنا پیارا ہے بتاؤ ذرا۔۔
یوسف خان زادہ نے مسکراہٹ دباتے سنجیدگی
سے پوچھا۔۔

ااا آپ۔۔ بھی۔۔ بہت پیارے۔۔ ہیں۔۔
صبا نے نظریں جھکا کر شرمائے ہوئے انداز میں کہا
تو یوسف خان زادہ نے اپنا دایاں ہاتھ
اپنے دل پر رکھ لیا۔۔

یار تم اتنی ادائیں مت دکھایا کرو کسی دن
یہ دل اچھل کر باہر آ جانا ہے۔۔ یوسف خان زادہ
جزبات سے بھرپور لہجے میں کہا۔۔

تو صبا نے رخ موڑ کر چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔
میں نے سنا تھا خوبصورت لڑکیاں شرماتے ہوئے
اور بھی خوبصورت لگتی ہیں۔۔
واللہ اتنی خوبصورت لگتی ہیں یہ مجھے
آج پتہ چلا ہے۔۔ یوسف خان زادہ نے
زر اساجھک کر صبا کے کان میں مدھم سرگوشی
کی تو صبا سے مزید وہاں رکنا محال ہو رہا تھا
پر جاتی کہاں۔۔ پیچھے تو یوسف خان زادہ کھڑا تھا۔۔
صبا کی عقل نے کام کیا وہ سامنے ڈریسنگ روم
میں بھاگ کر گھس گئی۔۔ یوسف خان زادہ نے
حیرت سے اس کی سپیڈیں دیکھیں۔۔
پھر مسکرا کر سر جھکتے وہ کمرے سے نکل گیا

رات کے کھانے کا وقت ہو رہا تھا صفورا سب کو ڈنر لگنے کی اطلاع دے چکی تھی خانم بی بی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گئی تھیں اور سب کے آنے کا انتظار کرنے لگی بالاج خانزادہ اپنے کمرے سے نکلا اس کا رخ ڈائننگ ٹیبل کی طرف تھا دوسری طرف روپ بھی اپنے کمرے سے ڈنر کرنے کی غرض سے نکلی دل تو اس کا چاہ رہا تھا کہ وہ اس کھڑوس گینڈے کا سامنا ہی نہ کرے لیکن وہ اسے دکھانا چاہتی تھی کہ روپ کمزور نہیں ہے اور وہ اس سے محبت کرے یا نہ کرے روپ کو ذرا بھی فرق نہیں پڑتا۔ بالاج خانزادہ سیڑھیاں اترنے ہی والا تھا کہ پیچھے سے روپ آئی

اور دھپ دھپ کرتی بالاج خان زادہ کو اگنور کرتے
سیڑھیاں اترنے لگی بالاج خان زادہ
نے چونک کر روپ کی طرف دیکھا
جس نے اس پر ایک نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں
کیا تھا وہ بالاج خان زادہ کے قریب
سے ایسے گزر کر گئی جیسے وہاں کوئی
کھراہی نہیں تھا بالاج خان زادہ نے گہری
سانس بھری اور سیڑھیاں اتر کر ڈائمنگ ٹیبل
پر آگیا
السلام علیکم۔۔۔ بالاج خان زادہ نے
سب کو مشترکہ سلام کیا اور اپنی کرسی
پر بیٹھ گیا۔۔
وعلیکم السلام۔۔۔ سب نے بالاج

خانزادہ کی سلام کا جواب دیا۔۔ خانم بی بی
نے پہلے ہی سب کو منع کر دیا تھا کہ روپ
سے شہر جانے کے متعلق کوئی نہیں پوچھے گا
اور اب پوچھنا بھی کیوں تھا جب بالاج
خانزادہ اسے خود جا کر واپس لے آیا تھا
اس لیے بالاج خانزادہ اور علینا نے بھی روپ سے
اس متعلق کسی بھی قسم کی کوئی بات
نہیں کی روپ چپ چاپ سر جھکائے کھانا
کھانے میں مصروف ہو گئی کھانا کھانے کے
دوران بھی اس نے ایک بار بھی بالاج خانزادہ
کی طرف دیکھنا گوارا نہیں کیا جب کہ
اب بالاج خانزادہ کی نظریں بار بار روپ کے
سنجیدہ چہرے پر اٹھ رہی تھی بالاج خانزادہ

کے دل کو کچھ ہو رہا تھا وہ کیسے برداشت
کر سکتا تھا کہ روپ اسے نظر انداز کرے
جو بھی تھا وہ روپ سے محبت کرتا تھا
اج بہرام شاہ کی باتیں بلاج خان زیادہ کو
بری لگی تھی وہ روایتی مردوں کی طرح ہی
روپ کو قصور وار سمجھ کر اس پر اپنا
غصہ نکال چکا تھا لیکن اب وہ پچھتا بھی
رہا تھا کہ اسے روپ سے اتنے سخت الفاظ
استعمال نہیں کرنے چاہیے تھے اس سے کم از
کم ایک بار روپ کی بات سننی چاہیے تھی
لیکن بالاج خان زادہ ماضی کی کچھ تلخ
یادوں کا کچھ تلخ باتوں کا غصہ روپ پر
نکال چکا تھا اگر نہ تاشہ ایسی تھی وہ اسے

چھوڑ کر بھاگی تھی ضروری تو نہیں کہ
روپ بھی ویسی ہی ہو لیکن بلال خان زادہ نے
اج اسی نظر سے روپ کو دیکھا تھا
حالانکہ وہ خان ہاؤس میں روپ سے وعدہ
کر کے نکلا تھا کہ وہ کبھی بھی روپ سے
غصے سے بات نہیں کرے گا نہ ہی غصے
سے اس کی طرف دیکھے گا پر بلال خان زادہ
اپنی باتوں سے اپنے قول سے پہلی بار پھرا تھا
اس نے روپ سے غصے سے بھی بات کی
اور اس سے غصے سے دیکھا بھی اور اب
روپ بھی اس کے ساتھ وہی کچھ کر رہی تھی
اور بلال خان زادہ کے دل میں ٹیسیں اٹھ رہی تھیں
اس کا بس نہیں چل رہا تھا

کہ وہ روپ سے کہے کہ وہ اس کے ساتھ
ایسا رویہ نہ رکھے اسے تکلیف ہو رہی ہے
لیکن بلال خانزادہ کے دل نے اسے فوراً
ڈپٹ دیا اس نے بھی تو روپ کے ساتھ
ایسا رویہ رکھا تھا تو روپ کو کتنی تکلیف
ہوئی ہوگی اچانک بلال خانزادہ کا دل
کھانے سے اچاٹ ہو گیا اس نے اہستہ سے
چمچ پلیٹ میں رکھا نیپکین سے ہاتھ منہ
صاف کیا اور خاموشی سے ڈائننگ ٹیبل
سے اٹھ گیا روپ نے نظریں اٹھا کر
بالا خانزادہ کی پشت کو دیکھا
آپ نے میری محبت کی ہر بار توہین کی
بالا خانزادہ میری محبت کو ہر بار

اپنے پیروں تلے روند اور اب میں تمہیں بتاؤں گی
عزت نفس کیا ہوتا ہے انا کیا چیز ہوتی ہے
اب میں تمہارا دیا ہی تمہیں لوٹاؤں گی
تم نے مجھے نفرت دی اب میں تمہیں
نفرت ہی لوٹاؤں گی اور ایسی نفرت لوٹاؤں گی
کہ تم یاد ہی رکھو گے روپ نے بالاج خانزادہ کی
پشت کو دیکھتے کرب سے سوچا



ڈنر کرنے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں
جا چکے تھے خانم بی بی بھی اپنے کمرے میں
ارام کرنے کے لیے چلی گئی جبکہ براق خانزادہ
اور شارق خانزادہ ان کے پیچھے ہی چلے گئے

براق خان زادہ نے آج صبح ڈیرے پر باتوں ہی باتوں میں یوسف خان زادہ کے لیے صبا کا ہاتھ مانگا تھا

اور شارق خان زادہ تو سن کر خوشی سے پھولے نہیں سمار ہے تھے انہوں نے تو خوشی کے مارے براق خان زادہ کو اپنے سینے سے لگالیا ان کی سمجھ میں

نہیں آرہا تھا کہ وہ اپنی خوشی کے کن لفظوں

میں بیان کریں اور اب وہ اپنی یہی خوشی

خانم بی بی سے شیئر کرنے جارہے تھے

خانم بی بی اپنے بیڈ پر آرام کرنے کی غرض سے

لیٹی تھیں جب ان کا دروازہ نوک ہوا

خانم بی بی نے اجازت دی تو شارق خان زادہ اور

براق خان زادہ مسکرا کر کمرے میں داخل ہو گئے

آ جاؤ میرے بچو۔۔۔ بسم اللہ۔۔۔ آ جاؤ۔۔۔ خانم بی بی

انہیں دیکھتے ہی سمجھ گئی کہ وہ ضرور
کوئی بات کرنے آئے ہیں لیکن ان کے چہروں
پر جو مسکراہٹ تھی خانم بی بی کے لیے یہ
سکون کا باعث تھی وہ اٹھ کر بیٹھ گئیں
تو براق خانزادہ اور شارق خانزادہ ان کے پاس
ہی بیڈ پر تھوڑی تھوڑی جگہ بنا کر ٹک گئے
اماں سائیں میں آپ کے لیے ایک بہت بڑی
خوشخبری لے کر آیا ہوں۔۔ براق خانزادہ نے
شارق خانزادہ کی طرف دیکھتے کہا
تو شارق خانزادہ نے بھی مسکرا کر ہاں میں سر
ہلادیا خانم بی بی تو ان دونوں بھائیوں کو ایک
ساتھ اور خوش دیکھ کر ہی اندر تک سرشار
ہو گئی تھیں

خانم بی بی نے سوالیہ نظروں سے براق خانزادہ
اور شارق خان زادہ کی طرف دیکھا
اماں سائیں ہم نے یوسف خان زیادہ اور صبا خانی کی
آپس میں نسبت طے کرنے کا فیصلہ کیا ہے
شارق خان زادہ نے خانم بی بی کی سماعتوں
پر بم پھوڑا خانم بی بی حیرت سے منہ کھولے
اپنے دو سپوتوں کو دیکھنے لگی جو خود ہی
پکی پکائی بیٹھے تھے
کیا ہوا؟؟ اماں سائیں آپ کو ہماری مزید بڑھتی
ہوئی رشتہ داری پسند نہیں آئی کیا؟؟ شارق
خانزادہ نے معصومیت سے پوچھا تو خانم
بی بی نے مسکرا شارق خانزادہ کی کمر پر
ایک دھپ لگادی

رشتہ داریوں کے بچے۔۔ میں تو یہ سوچ رہی تھی
یہ بات میرے بوڑھے دماغ میں کیوں نہیں آئی
خانن بی بی نے حیرت سے دونوں کی طرف دیکھتے کہا
وہ اس لیے اماں سائیں۔۔ کیونکہ اب اب بوڑھی
ہو گئی ہیں نا۔۔ براق خانزادہ نے معصومیت کے
ریکارڈ توڑے اب تھپڑ کھانے کی باری براق خانزادہ
کی تھی خانم بی بی نے تھپڑ کی بجائے
ایک دھموکا براق خانزادہ کی کمر پر جڑ دیا
وہ دونوں بھائی باتوں ہی باتوں میں خانم بی بی
کی رضامندی جان چکے تھے اس لیے کھلکھلا
کر ہنس پڑے تھوڑی دیر بعد خانم بی بی نے
صفورا کو بلا یا اور پورے حویلی کے مکینوں کو
ان کے کمرے میں جمع ہونے کا حکم دیا

دس منٹ میں ہی حویلی کے سارے افراد خانم بی بی کے کمرے میں جمع تھے اور سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے اگر ان میں کوئی موجود نہیں تھا تو وہ تھا بلالاج خان زادہ وہ تب سے ڈنر سے اٹھ کر گیا اب تک واپس نہیں آیا تھا خانم بی بی نے بلالاج خان زادہ کا انتظار کرنا ضروری سمجھا بات ہی ایسی تھی وہ سب گھر والوں کے سامنے کرنا چاہتی تھیں صبا ایک طرف رباب کے ساتھ لگی کھڑی تھی جبکہ محبوب خان زادہ اور یوسف خان زیادہ صوفے پر بیٹھے اپنی ہی باتوں میں مصروف تھے وہ سب بلالاج خان زادہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے روپ خانم بی بی کے پاس ہی بیڈ پر چڑھی

بیٹھی تھی اسے بالاج خان زادہ کے آنے یا نہ آنے

سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا

پانچ منٹ کے انتظار کے بعد بالاج خان زادہ خانم

بی بی کے کمرے میں داخل ہوا اس نے سب کو

مشترکہ سلام کیا خانم بی بی نے سلام کا جواب

دیتے اسے پاس رکھی کرسی کی طرف اشارہ

کیا تو وہ سر ہلاتا سنجیدگی سے کرسی پر بیٹھ گیا

میں نے تم سب کو ایک بہت ہی اہم فیصلہ سنانے

کے لیے یہاں جمع کیا ہے۔۔ خانم بی بی نے بات

شروع کی تو سب خانم بی بی کی طرف

متوجہ ہوئے

میں بات گھما پھرا کر نہیں کروں گی سیدھی

اور صاف کروں گی میں، براق خان زادہ اور شارق

خانزادہ نے اپنے دونوں بچوں یوسف خان زادہ
اور صبا خانی کی نسبت طے کرنے کا فیصلہ کیا ہے
خانم بی بی کے الفاظوں پر سب کے چہرے حیرت اور خوشی سے کھل اٹھے
یوسف خان زادہ کو تو اپنی خوش بختی پر
یقین ہی نہیں آ رہا تھا وہ بے یقینی سے کبھی
اپنے بابا براق خان زادہ کی طرف دیکھتا
تو کبھی صبا کی طرف۔۔

صبا کا تو شرم کے مارے ہی برا حال ہو رہا تھا
وہ آہستہ سے رباب کے پیچھے چھپ گئی۔۔
کیوں؟؟ بالاج خان زادہ تمہیں اس فیصلے سے
کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا؟؟ خانم بی بی نے
چپ بیٹھے بالاج خان زادہ سے پوچھا
نہیں خانم بی بی مجھے بھلا کیا اعتراض ہوگا

یوسف خان زادہ بہت اچھا لڑکا ہے اور میں
گارنٹی سے کہہ سکتا ہوں میری چھوٹی سی
خانی کو یوسف خان زادہ سے بہترین لڑکا
مل ہی نہیں سکتا بالاج نے رباب کے پیچھے
چھپی صبا کی طرف دیکھ کے مسکراتے
خوش دلی سے جواب دیا
روپ بھی حیرت اور خوشی سے کبھی یوسف
خان زادہ تو کبھی صبا کی طرف دیکھ رہی تھی
اسے تو دال میں کچھ کالا ہی لگ رہا تھا
اور اب وہ یوسف خان زادہ اور صبا کے رشتے
کے متعلق انویسٹیکیشن کرنے کا سوچ رہی تھی
بالاج خان زادہ کی رضامندی پر سب خوش ہو گئے
اور ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے

لیکن الینا کو تو سانپ ہی سونگھ گیا تھا
وہ حیرت کی مورتی بنی سب کی طرف ایسے
دیکھ رہی تھی جیسے سب نے اسے کوئی انوکھی
ہی داستان سنا دی ہو

اس دوران روپ اور بلال خانزادہ ایک دوسرے کو
مکمل طور پر اگنور کر رہے تھے

خانم بی بی میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں کی
منگنی کی حویلی میں ایک چھوٹی سی تقریب
رکھ دی جائے اپ کا کیا خیال ہے؟؟

شارق خانزادہ نے اپنے دل کی بات سب کے
سامنے رکھی الینا مزید یہ باتیں نہیں سن سکتی
تھی اس لیے وہ غصے سے اٹھی اور تن فرق کرتی
کمرے سے نکل گئی سب نے حیرت سے الینا کو

جاتے دیکھا پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھا
آپ اس کی فکر نہیں کریں اماں سائیں میں
دیکھتا ہوں اسے۔۔۔

براق خان زادہ کہتے ہی آہستہ سے اٹھے
اور الینا کے پیچھے کمرے سے نکل گیا
مجھے لگتا ہے علینہ اس رشتے پر راضی نہیں
ہے۔۔۔ خانم بی بی نے مجھے دل سے کہا
وہ تو بالاج اور روپ کے رشتے پر بھی راضی
نہیں تھی پر اب ہو گئی ہے نا۔۔۔ آپ فکر نہیں
کریں اس رشتے پر بھی مان جائیں گی
شارق خان زادہ نے خانم بی بی کو تسلی دی
پر یوسف خان زادہ کو تسلی نہیں ہو رہی تھی

اسے اپنی ماں سے اس رویے کی توقع نہیں تھی وہ سنجیدگی سے اٹھا اور براق

خانزادہ اور الینا

کے پیچھے ہی کمرے سے نکل گیا صبا پریشانی
سے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اپس میں
چٹخانے لگی اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا
جب سے الینا حویلی آئی تھی اس نے ابھی تک
سیدھے منہ صبا سے بات بھی نہیں کی تھی
صبا نے ایک دو بار اس سے مخاطب کیا لیکن
وہ ناک منہ مروڑ کر سائیڈ سے نکل جاتی
صبا کو اب اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اسے پسند
نہیں کرتی اس کی آنکھوں میں ننھے ننھے جگنو
چمکنے لگے یوسف خانزادہ کو کھونے کے ڈر سے۔۔
ابھی پانچ منٹ پہلے ہی کمرے کا ماحول

خوشگوار تھا اور اب یہاں افسردگی سے سارے
ایک دوسرے کے چہرے دیکھ رہے تھے
علینہ اپنے کمرے سے نکل کر سیدھا اپنے
کمرے میں گئی براق خانزادہ اور یوسف خانزادہ
بھی اس کے پیچھے ہی گئے

علینہ میری بات سنو۔۔۔ تمہارے اس طرح سے
اٹھ کرانے کا کیا مطلب سمجھوں میں؟؟
براق خانزادہ نے علینا کا بازو پکڑ کر اس کا
رخ اپنی طرف غور کر غصے سے کہا یوسف
خانزادہ بھی پیچھے ان کے کمرے میں
داخل ہو چکا تھا علینا نے پہلے براق خانزادہ
کی طرف دیکھا پھر یوسف خانزادہ کی طرف
کڑے تیوڑوں سے دیکھا

تمہارے لیے شہر میں لڑکیاں مر گئی تھیں جو
تمہیں یہ دیہات کی جاہل لڑکی پسند آئی؟؟
علینا کے لہجے میں صبا کے لیے نفرت جھلک رہی
تھی یوسف خان زادہ کو اپنی ماں کا یہ انداز بے
حد برا لگا

ہاں مر گئی تھی اور صبا کے جیسی لڑکیاں
تو بالکل ہی مر گئی تھیں یوسف خان زادہ
نے اپنے ضبط کو کنٹرول کرتے نرمی سے جواب دیا
کیا ہو گیا ہے تمہیں علینا؟؟؟ پہلے تمہیں بالاج
اور روپ کے رشتے پر اعتراض تھا اور اب تمہیں
یوسف خان زادہ اور صبا کے رشتے پر بھی
اعتراض اٹھ رہے ہیں آخر چاہتی کیا ہو تم؟؟
براق خان زادہ نے دبی آواز میں غرا کر پوچھا

میری تو یہ سمجھ میں نہیں آ رہا آپ اپنے
دونوں بچے کے رشتے اپنے بھائی کے بچوں کے
ساتھ ہی کرنا چاہتے ہیں دنیا میں لڑکے لڑکیاں
مر گئے تھے جو آپ کے بچوں کو آپ کے
بھائیوں کے بچے پسند آئے الینا کا بس نہیں
چل رہا تھا کہ وہ یوسف خانزادہ کا منہ تھپڑوں
سے لال کر دے

ایسی بات نہیں ہے موم سارے کھیل نصیبوں
کے ہوتے ہیں روپ کا رشتہ تو بچپن میں ہی
طے ہو چکا تھا رہی بات میری تو۔۔ مجھے صبا
پہلے دن سے ہی پسند آگئی تھی اور میں
اگر شادی کروں گا تو صرف صبا سے ہی کروں گا
اگر آپ کو اس بات پر اعتراض ہے تو براہ مہربانی

میری خوشی کی خاطر خود کو منالیجیے
کیونکہ اگر میری صبا سے شادی نہ ہوئی
تو میں آپ ہی کی قسم کھا کر کہتا ہوں
میں ساری زندگی کسی لڑکی کی طرف نہ دیکھوں
گانہ شادی کروں گا اب اگے اپ کی مرضی ہے
اپ اپنے بیٹے کی جھولی میں خوشیاں ڈالنا
چاہتی ہیں یا ساری زندگی کا روگ۔۔۔۔۔
یوسف خان زادہ دو ٹوک بات کرتا کمرے سے
نکل چکا تھا وہ اپنی ماں سے فضول بحث نہیں
کرنا چاہتا تھا اس لیے اس نے دو ٹوک بات کرنا
ہی بہتر سمجھا لیکن اس دوران اس نے اپنے لہجے
کو نرم رکھا وہ جانتا تھا علینا اس کی ماں ہے
اور اس نے اپنی ماں کی ہمیشہ عزت کی ہے

اور اج بھی اس نے لہجہ نرم ہی رکھا تھا
یوسف خان زادہ کے کمرے سے نکلتے ہی براق
خان زادہ نے طنزیہ مسکراتے ہوئے اور جتلاتی
نظروں سے علینہ کی طرف دیکھا
اب بھی اکڑ چھوڑ کر میرے ساتھ چلنا ہے
یا میں خود ہی جاؤں؟؟ براق خان زادہ نے
طنزیہ مسکراتے پوچھا تو علینا کو مزید آگ لگ گئی
جب آپ دونوں باپ بیٹا فیصلہ کر ہی بیٹھے ہیں
تو میری کیا اوقات اور میری کیا حیثیت۔۔
علینا مگر مجھ کے آنسو بہاتے بیڈ پر ڈھیر گئی
براق خان زادہ نے لا پرواہی سے کندھے اچکائے
چلو ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی مگر ایک
بات یاد رکھنا اگر اج تم اپنے بیٹے کی خوشی

میں شریک نہ ہوئی تو میں اس کی کسی بھی
خوشی میں تمہیں کبھی بھی شریک نہیں
ہونے دوں گا براق خان زادہ نے سخت لہجے
میں وارننگ دی اور کمرے سے نکل گئے
مرتاکیانہ کرتا کہ مصداق علینا کو بھی اپنے
بیٹے کی خوشی میں شریک ہونا پڑا
خانم بی بی نے دو دن بعد حویلی میں ہی یوسف
خان زادہ اور صبا کی منگنی کی چھوٹی سی
تقریب رکھ دی۔

یوسف خان زادہ ہے دل میں تولڈیاں ڈل رہی
تھیں اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ابھی ہر طرف
اعلان کرے کہ اللہ اس پر مہربان ہے کیونکہ
اسے اس کی محبت ملنے والی ہے

سب ہنسی خوشی اپنے اپنے کمروں میں آرام
کرنے کی غرض سے چلے گئے
روپ۔۔ بات سنو۔۔

روپ اپنی ہی دھن میں چیونگم چباتی کمرے
میں جا رہی تھی جب بالاج خانزادہ نے اسے
پیچھے سے آواز دی پر روپ سنی ان سنی کرتی
تیز قدم لیتی اپنے کمرے کی طرف جانے لگی
روپ بات سنو میری۔۔

بالاج خانزادہ نے تیز قدم لیتے روپ کا بازو
پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف موڑا
ہاتھ مت لگایا کریں۔۔ مجھے بالکل بھی اچھا
نہیں لگتا جب آپ مجھے چھوتے ہیں۔۔ روپ
نے سارے لحاظ سائیڈ پر رکھتے کہا

تو بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیا
مجھے معاف کر دو۔۔

بالاج خانزادہ کے الفاظوں نے روپ نے حیرت
سے اپنی ہری آنکھیں اٹھا کر بالاج خانزادہ
کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر ہلکی سی
مسکراہٹ تھی

میں غصے میں کافی غلط الفاظ بول گیا لیکن
تم خود سوچو روپ۔۔ وہ لڑکا تم سے کتنی بے باکی
سے باتیں کر رہا تھا اگر میرا جگہ کوئی اور ہوتا
تو وہ بھی ایسے ہی ری ایکٹ کرتا۔۔

بالاج خانزادہ نے لہجہ نرم رکھتے کہا
اوکے۔۔ میں نے آپ کو معاف کیا۔۔ اب آپ
بھی مجھے معاف کر دیں۔۔

روپ نے بالاج خانزادہ کے آگے دونوں ہاتھ
ٹھاکر کے جوڑتے کہا اور جانے لگی
ایسا مت کرو روپ۔۔ تمہارا نظر انداز کرنا
میرا دل دکھا رہا ہے۔۔

روپ تیز قدم چل رہی تھی اور بالاج خانزادہ
روپ کے پیچھے پیچھے تھا

پاس سے گزرتی صفورا نے حیرت سے یہ منظر
دیکھا اٹھارہ قبیلوں کے سردار، مغرور شہزادہ
کسی کے آگے نہ جھکنے والا، سراٹھا کر سینہ تان
کر چلنے والا، چہرے پر بلا کی سختی اور

سنجیدگی رکھنے والے بالاج خانزادہ، جس
میں انا، ضد، غرور بھرا تھا اسے

اپنی بیوی کے پیچھے بھاگتے اس کی منت

سماجت کرتے دیکھ صفورا کی حیرت کی انتہا

نہ رہی

خود کا دل دکھا تو تکلیف ہوئی اور جو میرا دل

دکھا۔۔ اس کا حساب کون دے گا؟؟ روپ نے

رک کر غصے سے شکوہ کیا

میں حساب دوں گا۔۔ بس مجھے معاف کر دو

تمہاری ناراضگی تمہارا نظر انداز کرنا میرے دل

کے ٹکڑے کر رہا ہے۔۔ بالاج خانزادہ نے بے بسی سے کہا

آپ کے دل کے ٹکڑے تو ہو رہے ہیں پر میرے دل

کے ٹکڑے تو آپ کر چکے ہو اور ایک بار نہیں

بار بار کر چکے ہو۔۔ روپ نے بھرائی آواز میں کہا

اچھا اب ایسا نہیں ہو گا۔۔ سزا دے لو پر نظر

انداز نہیں کرو۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کا

محبت سے گال چھوتے کہا
جسے روپ نے غصے سے جھٹک دیا
یہ محبت مجھے نہ دکھائیں۔۔ ابھی محبت
سے بات کر رہے ہیں تھوڑی دیر بعد مجھے دو کوڑی
کا کر دیں گے۔۔ روپ بڑی مشکل سے اپنے آنسو
پیچھے دھکیل رہی تھی

بالاج خانزادہ نے پریشانی سے اپنا ماتھا مسلا
کیسے مانو گی؟؟ بالاج خانزادہ نے ہارے ہوئے لہجے
میں پوچھا

میں نہیں مانوں گی۔۔ اور کیوں مانوں میں؟؟
آپ نے مجھے چھوڑنے کی دھمکی دی ہے۔۔ مجھے
آپ پر زرا بھی اعتبار نہیں ہے۔۔ غصہ آئے گا تو
آپ مجھے تین لفظ بول دیں گے؟؟ صرف اتنی

سی بات پر کہ میں بناتا ہوں حویلی سے نکل گئی
اس بات پر آپ میرے نام سے اپنا نام چھینے گے؟؟
روپ کی ضبط کے باوجود آنکھیں چھلک پڑیں
اور کیا کہا تھا آپ نے۔۔ آپ کبھی بھی رخصتی
نہیں چاہتے۔۔ تو سنیں بالاج خانزادہ
آپ تو کیا میں خود رخصتی نہیں چاہتی
کوئی منہ اٹھا کر آیا کچھ بھی کہہ کر چلا گیا
تو آپ مجھے چھوڑنے چھڑانے پر آگئے
میں نے تو سنا تھا جن کا دل ٹوٹا ہو وہ
کسی کا دل نہیں توڑتے۔۔ وہ اس درد سے
بخوبی واقف ہوتے ہیں اور یہ درد وہ دوسروں
کو نہیں دیتے۔۔ پر جھوٹ ہے سب جھوٹ۔۔
آپ نے میرا دل توڑا۔۔ نکاح کے بعد بھی آپ

جو مجھ سے محبت نہیں ہوئی۔۔

روپ کہتے ہی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے
بلکنے لگی۔۔

اس کی ہر بات حق پر تھی بالاج خانزادہ
کے پاس الفاظ ختم ہو گئے تھے اس کا دماغ
کام نہیں کر رہا تھا روپ کے آنسو اسے تڑپا رہے
تھے اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اپنے ہونٹوں
سے اس کی آنکھیں خشک کرے
ایسا نہیں ہے روپ۔۔ مجھے تم سے بے حد محبت۔۔۔
کوئی محبت نہیں ہے آپ کو مجھ سے۔۔ نہ ہی
مجھے آپ کے قول اقرار سننے میں کوئی دلچسپی
ہے۔۔ میری طرف سے آپ آزاد ہو۔۔ جیسے صبح
آپ نے مجھے آزاد کیا اب میں کرتی۔۔

روپ ہچکیوں سے کہتے اپنے کمرے میں بند
 ہو گئی وہ بالاج خانزادہ کی بات کاٹ چکی تھی
 بالاج خانزادہ اس سے اپنی محبت کا اظہار
 کرنے والا تھا پر روپ کو اب بالاج خانزادہ
 کے اظہار سے کوئی سروکار نہیں تھا
 روپ دروازہ کھولو۔۔ پلیز۔۔ رو نہیں۔۔
 تم جیسا چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔۔ میں
 تم سے اپنے اگلے پچھلے ہر رویے کی معافی
 مانگتا ہوں۔۔ مجھے معاف کر دو پلیز۔۔
 بالاج خانزادہ کا لہجہ بھیگا ہوا تھا وہ روپ
 کے کمرے کے باہر کھڑا دروازہ بجا رہا تھا پر
 روپ آج بالاج خانزادہ کو کسی بھی قسم کی
 ڈھیل دینے کے موڈ میں نہیں تھی

اس کا دل دکھاتا تھا بالاج خانزادہ کی باتوں سے۔۔

اس کی ہچکیوں کی آوازیں بالاج خانزادہ کو

بے چین کر رہی تھیں

روپ۔۔ کیوں اتنی سختی دکھا رہی ہو۔۔ میں

تم سے معافی مانگو تو تم مجھے معاف کر دیتی

ہو آج کیوں اتنی سنگدل بن رہی ہو۔۔

بالاج خانزادہ روپ کے کمرے کے باہر کھڑا

ہر طرح سے روپ کو منارہا تھا وہ خود

بھی اپنے دل کی بدلتی کیفیت پر حیران تھا

وہ کبھی نتاشہ کے اگے نہیں جھکا تھا اگر

کبھی ان کے بیچ ہلکی پھلکی لڑائی ہوتی تو

نتاشہ ہی بالاج خانزادہ کو مناتی تھی بالاج خانزادہ

نے کبھی بھی پہل نہیں کی تھی

پر اس کی تیس سالہ زندگی میں وہ پہلی
بار کسی کے آگے زیر ہوا تھا پہلی بار وہ کسی
کے رونے پر بے چین ہوا تھا پہلی بار وہ خود
کو کسی کے آگے ہارا ہوا محسوس کر رہا تھا
اور وہ کوئی اور نہیں۔۔۔ بالاج خانزادہ کی منکوحہ
تھی۔۔۔ اس کی محبت، اس کی روپ۔۔۔
جس کے ساتھ وہ دو سال پہلے نتاشہ سے
شادی کر کے نا انصافی کر چکا تھا جسے وہ
نتاشہ کے لیے ٹھکرا چکا تھا
اور ابھی بھی اس کا دل دکھانے سے باز نہیں
آیا تھا

پر آج بالاج خانزادہ کو اپنے یروے پر پشیمانی
تھی اپنے یروے پر وہ روپ کے آگے شرمندہ

تھا اس کا بس چلتا تو اپنی سردارنی کے اگے
گھنٹے ٹیک کر اس سے اپنے ہر عمل کی معافی
مانگتا۔۔

پر اس کی سردارنی تو اس کی سن ہی نہیں
رہی تھی وہ صحیح معنوں میں اپنے سردار سے
ناراض ہو گئی تھی اور یہی بات بالاج خانزادہ کو
پل پل مار رہی تھی
ٹھیک ہے میں ساری رات یہیں کھڑا ہوں گا
جب تک تم مجھے معاف نہیں کرو گی میں
یہاں سے ایک انچ نہیں ہلوں گا۔۔ بالاج خانزادہ
نے اٹل لہجے میں کہا
تو روپ نے اپنے آنسو صاف کرتے بند دروازے
کی طرف دیکھا

میری طرف سے یہیں پر بوریا بستر لگالیں پر
میں اب آپ کو معاف نہیں کروں گی۔
روپ نے غصے سے چلا کر کہا

ٹھیک ہے میں یہیں کھڑا ہوں۔۔ جب کوئی
مجھے اس طرح تمہارے کمرے کے باہر کھڑا
دیکھ کر سوال کرے گا تو میں صاف کہہ
دوں گا۔۔ میری سردارنی مجھ سے خفا ہے اور
اس نے مجھے یہ سزا دی ہے کہ میں اس کے
کمرے کے باہر ساری رات کھڑا رہوں۔۔
بالاج خانزادہ نے بے بسی سے اپنا سردروازے
پر ٹکاتے کہا

میں نے سزا نہیں دی آپ کو۔۔ اور نہ ہی دوں گی
کیونکہ آپ میرے کچھ نہ لگتے۔۔ سمجھے آپ۔۔

روپ نے دروازے کے قریب جا کر چلاتے کہا

میں تمہاری محبت تمہارا منکوح ہوں۔۔

بالاج خانزادہ نے ہلکا سا مسکرا کر کہا

میں نہیں کرتی آپ سے محبت۔۔ آپ میرا دل

دکھاتے ہیں۔۔ مجھے رلاتے ہیں۔۔ روپ کہتے

ہی پھر سے رونا شروع ہو گئی

ایسا مت کہو روپ۔۔ میں مر جاؤں گا۔۔

بالاج خانزادہ نے تھکے ہوئے بوجھل انداز میں کہا

تو روپ اندر تک کانپ گئی

دونوں طرف گہری خاموشی چھا گئی روپ بھی

چپ تھی اور بالاج خانزادہ بھی خاموش تھا

تقریباً دس منٹ یونہی خاموشی چھائی رہی

روپ کو لگا بالاج خانزادہ جا چکا ہے روپ

بے چین ہونے لگی۔۔

بب۔۔۔۔ بالاج۔۔

روپ نے دھیمی آواز میں کہا تو بالاج خانزادہ نے
اپنی نم آنکھیں اٹھا کر بند دروازے کی طرف دیکھا

روپ۔۔۔ میں یہیں ہوں

بالاج خانزادہ سمجھ چکا تھا کہ روپ کو لگا

وہ جا چکا ہے پر وہ کیسے جاسکتا تھا اس

کے قدم اٹھنے سے انکاری تھے روپ کے آنسو

اس کی ناراضگی بالاج خانزادہ کو قطرہ قطرہ

مار رہے تھے

آپ چلے جائیں۔۔۔ کیونکہ میں آپ کی کوئی بھی

بات نہیں مانوں گی

روپ نے غصے سے کہا تو بالاج خانزادہ نے

کوئی جواب نہیں دیا وہ گہرا سانس لیتے روپ
کے کمرے کے سامنے لگی رینگ پر دونوں
ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا
کھڑے ہیں تو کھڑے رہیں میری بلا سے۔۔
جب میری فکر نہیں کرتے تو میں کیوں کروں
یہاں کھڑے ہو کر پتا نہیں کیا جتنا چاہتے ہیں
جیسے بہت محبت ہیں انہیں مجھ سے۔۔ پر
سچ تو یہ ہے ٹگے کی بھی محبت نہیں کرتے۔۔
روپ لا پر واہی سے بڑبڑاتے لائٹ آف کر کے سونے
کے لیے لیٹ گئی
بالاج خانزادہ بھی ڈھیٹ بنا روپ کے کمرے
کے باہر کھڑا رہا۔۔

محبت دونوں طرف تھی شدت بھی دونوں

طرف تھی پہلے روپ کو عزتِ نفس سے زیادہ
محبت عزیز تھی اور اب بالاج خانزادہ اپنی ساری
اکڑ بھلائے اپنی انا کا خون کیے روپ کی ایک
معافی کا طلب گار بن کر اس کے کمرے کے
باہر تھا۔ اس وقت اسے اپنی عزتِ نفس، اپنی
انا اور خود غرضی سے زیادہ اپنی محبت کی
فکر تھی جسے وہ بار بار ٹھوکر مار کر
ناشکری کر چکا تھا

روپ کی آنکھ پیاس کی شدت سے کھلی اس
نے مندی مندی آنکھیں کھول کر سامنے وال
کی طرف دیکھا تو صبح کے پانچ بج رہے تھے
نائٹ بلب کی وجہ سے کمرے میں ہلکی سی

روشنی بکھر رہی تھی روپ آہستہ سے اٹھی
اور بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی طرف بڑھی پر وہ
جگہ خالی تھی روپ نے گہری سانس لی بکھرے
بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کیا پاؤں میں
سلیپر پہن کر صوفے پر پڑا دوپٹہ شانوں پر
پھیلا یا اور پانی پینے کی غرض سے کمرے
سے نکلی، جیسے ہی روپ نے کمرے کا دروازہ
کھولا ایک پل کے لیے وہ ٹھٹھک گئی بالاج خانزادہ
اس کے کمرے کے باہر سامنے رینگ سے ٹیک لگائے
سینے پر دونوں ہاتھ باندھے کھڑا تھا آنکھوں میں
نیند کی خماری تھی پوٹے رت جگے کے باعث
سرخ ہو رہے تھے روپ نے حیرت اور بے یقینی
سے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا وہ روپ

کو دیکھتے ہی سیدھا ہوا اور ہلکا سا مسکرا
کر روپ کی طرف دیکھا پر روپ مسکرا بھی
نہ سکی بے اختیار اس کے دل نے ایک بیٹ مس
کی، بالاج خانزادہ چھ گھنٹوں سے اس کے
کمرے کے باہر کھڑا تھا روپ نے بالاج خانزادہ
سے نظریں چرائیں اور تیز قدم لیتی اس کے
پاس سے گزر گئی اسکا رخ کیچن کی طرف تھا
روپ۔۔ میں معافی مانگ رہا ہوں نا۔۔ پھر کیوں
مجھے تڑپا رہی ہو؟؟
روپ آگے آگے تھی اور بالاج خانزادہ اس کے
پیچھے پیچھے۔۔

میں نے تو نہیں کہا آپ سے معافی مانگنے کو اور
نہ ہی یہ کہا کہ ساری رات میرے کمرے کے

باہر کھڑے رہیں۔۔ روپ نے اپنا لہجہ سخت کیا
تو پھر کیا کروں میں، تم مجھے بتادو۔۔ بالاج
خانزادہ نے ہار مانتے کہا
جائیں جا کر سو جائیں۔۔ روپ نے پانی کا گلاس
منہ کو لگاتے لا پرواہی سے کہا
پہلے مجھ سے پیار سے بات کرو اور میری
طرف پیار سے دیکھو بھی۔۔ بالاج خانزادہ
نے روپ والی ڈیمانڈز کی تو روپ نے ایک پل
کے لیے نظریں اٹھا کر بالاج خانزادہ کی طرف
دیکھا جس کی آنکھوں میں روپ کا عکس تھا
اس کی آنکھیں رت جگے کی گواہ تھیں وہ
ساری رات صرف روپ سے معافی مانگنے
کے لیے اس کے کمرے کے باہر کھڑا رہا

روپ کا دل پل میں پگھلا اس نے دو قدم
بالاج خانزادہ کی طرف بڑھائے تو بالاج
خانزادہ نے سکون بھر اسانس لیا
آپ ایک پل مجھ سے پیار سے بات کر کے
مجھے زمین سے اٹھا کر تخت پر بیٹھاتے ہیں
پراگے ہی پل آپ اس قدر نفرت سے مجھے
اسی تخت سے پٹک کر نیچے پھینک دیتے ہیں
کہ میرے دل میں میرے پورے وجود میں درد
سے ٹیسس اٹھتیں ہیں پر میں بار بار آپ کے
ہاتھوں خود کی تزیل نہیں کروا سکتی اس
لیے بہتر ہو گا آپ اپنے کام سے کام رکھیں۔۔
روپ نے اپنا لہجہ مضبوط بناتے کہا اور رخ
موڑ کر کیچن سے نکل گئی

بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیا اور اس کے
پیچھے کیچن سے نکل گیا
میں اپنے ہر روپے کی معافی مانگ تو رہا ہوں
دوبارہ کبھی بھی ایسا نہیں ہو گا یہ میرا تم
سے وعدہ ہے روپ۔۔ بالاج خانزادہ روپ کے
پیچھے پیچھے چلتے اسے اپنی محبت کا یقین
دلارہا تھا پر روپ فیصلہ کر چکی تھی وہ
بالاج خانزادہ کو ہر گز معاف نہیں کرے گی
میں اب کبھی بھی تمہاری محبت کی توہین
نہیں کروں گا تمہیں سر آنکھوں پر بیٹھا کر
رکھوں گا۔۔ بالاج خانزادہ کی ٹانگیں ساری
رات کھڑے رہنے کی وجہ سے درد کر رہی
تھیں اس سے شل ٹانگوں سے چلا بھی نہیں

جارہا تھا وہ رات سے ایک پل کے لیے بھی
نہیں بیٹھا تھا کمر اکر کر تختہ ہو چکی تھی
پر اسے اس وقت اپنی سردارنی کی ناراضگی
کی فکر تھی وہ ہر ممکن طریقے سے اسے
منانے کی کوشش کر رہا تھا

روپ پر اس کی باتیں اثر نہیں کر رہی تھیں
وہ تیز قدم لیتی اپنے کمرے میں گئی اور

دروازہ بند کرنے ہی والی تھی جب بالاج خانزادہ

نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر اسے روکنا چاہا پر

روپ تب تک کھٹاک سے دروازہ بند کر چکی

تھی بالاج خانزادہ کا ہاتھ بری طرح دروازے

میں آیا تھا درد سے اس کے منہ سے سسکی

نکلی یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ روپ کو

بھی پتا نہیں چلا کہ بالاج خانزادہ کا ہاتھ
دروازے پر ہے جب اس کے منہ سے سسکی
نکلی تو روپ کو محسوس ہوا اس سے کوئی
غلطی سرزد ہو گئی ہے

بالاج خانزادہ نے اپنا ہاتھ آنکھوں کے سامنے
کیا جو آگے پیچھے سے لکیر کی صورت میں
نیلا پڑ گیا تھا

روپ نے پریشانی سے دروازہ کھولا تو بالاج
خانزادہ کا ہاتھ دیکھ کر اس کی روح فنا ہوئی
بالاج۔۔ آپ کا۔۔ ہاتھ۔۔ سوری۔۔ میں نے۔۔ جان
بوجھ کر نہیں کیا۔۔ روپ کے آنسو اس کے
گال بھگونے لگے وہ بالاج خانزادہ کا ہاتھ اپنے
ہاتھوں میں لیے اس کا درد محسوس کر رہی تھی

اور اب بالاج خانزادہ کو درد ہی کب ہو رہا تھا
اس کی روپ اپنی انگلیوں کی پوروں سے
اس کا نیلا پڑتا ہاتھ سہلا رہی تھی ہاتھ کا
درد تو اسی پل غائب ہو گیا تھا
جب اتنی محبت کرتی ہو مجھ سے۔۔ تو مجھے
معاف کیوں نہیں کر رہی؟؟ بالاج خانزادہ نے
دوسرے ہاتھ سے روپ کے آنسو صاف کرتے کہا
کیونکہ آپ میرا دل دکھاتے ہو۔۔ میری تزیل
کرتے ہو، کوئی اگر آکر کچھ بھی بولے گا تو
آپ مجھے چھوڑ دو گے۔۔ میں نے تو کبھی کسی
کی باتوں میں آکر آپ سے ایک سوال بھی نہیں
کیا۔۔ جبکہ سوالوں کے حق میرے تھے۔۔ آپ
نے مجھے دھوکا دیا شادی کر کے، مجھے

ٹھکرایا، میرے حصے کی محبتیں، چاہتیں
اور قربتیں کسی اور پر لٹاتے رہے، میں
نے تو ایک سوال بھی نہیں کیا آپ سے، بلکہ
اپنی مام سے ڈٹ کر کہا کہ مجھے آپ سے محبت
ہے اور مجھے آپ ہی سے شادی کرنی ہے
پر آپ نے کیا کیا؟؟ نکاح کے دوران رخصتی
کی شرط رکھی، تاکہ آپ کبھی رخصتی ہی
نہ کروا سکے اور یونہی میری محبت کو آتے
جاتے اپنے پیروں تلے روندھتے رہیں۔۔ بالاج
خانزادہ کا ہاتھ اب بھی روپ میں ہاتھوں میں
تھا روپ سسکتے ہوئے بالاج خانزادہ کو
اس کی زیادتیاں یاد کروارہی تھی جو اس
نے آج تک روپ کے ساتھ کیں بالاج خانزادہ

مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑا روپ
کی ہر بات سن رہا تھا
رہی بات اس بہرام شاہ کی تو میں اسے پسند
کرتی تھی پر جب مجھے اس کی اصلیت پتا
چلی میں نے اس دن کے بعد اسے منہ نہیں لگایا
اور یہ سب بھی صرف اس وجہ سے ہوا کیونکہ
مجھے سب نے اس بات سے انجان رکھا کہ میں
آپ کے نام سے منسوب ہوں پر آپ کو تو سب پتا
تھانا۔ آپ تو جانتے تھے ناکہ میری اس دنیا میں
ایک عدد منگ موجود ہے۔۔۔ بولیں۔۔ پتا تھانا
آپ کو؟؟ روپ نے بالاج خانزادہ کے جھکے سر
کی طرف دیکھتے کرب سے پوچھا
بالاج خانزادہ کی زبان تالو سے چپک گئی تھی

وہ چپ کی چادر اوڑھے روپ کے سامنے اس
کا مجرم بنا کھڑا تھا

اب چپ کیوں ہیں جواب دیں مجھے.... روپ
نے بالاج خانزادہ کو خاموش دیکھتے کہا وہ
کیا جواب دیتا دو سال پہلے اس نے جس لڑکی
کی خاطر روپ کا خیال اپنے دل و دماغ سے
نکال دیا تھا وہ لڑکی ہی اسے دھوکا دے کر
بھاگ گئی تھی

اگر آپ کے پاس میری باتوں کا کوئی جواب
نہیں ہے تو آئندہ میرے سامنے آکر مجھ سے
بات بھی مت کیجئے گا۔ روپ نے بھرائی
آواز میں کہا اور بالاج خانزادہ کا ہاتھ چھوڑ
کر پھر سے اپنے کمرے میں بند ہو گئی

بالاج خان زادہ اپنا نیلا ہاتھ لیے ہارے ہوئے
دل سے تھکے قدموں سے قدم چلتا اپنے
کمرے میں آیا اور بیڈ پر گرنے کے انداز میں
لیٹ گیا

محبوب خان زادہ کاروز کا معمول بن گیا
تھا وہ روز چوہدری ثار علی کی حویلی سے
زرا دور اپنی گاڑی کھڑی کر کے الفت کا انتظار
کرتا اور ایک نظر اسے دیکھ کر وہاں سے چلا جاتا
پر آج جب الفت مصطفیٰ کو سکول چھوڑ کر
واپس حویلی گئی تو محبوب خان زادہ
گاڑی سے اتر کر مصطفیٰ کے سکول کے اندر
چلا گیا مصطفیٰ کا سکول گاؤں سے باہر

شہر کے قریب کچھ ہی فاصلے پر تھا
محبوب خان زادہ نے اپنی آئیڈنٹی شو
کروائی تو پرنسپل نے اٹھ کر اسے کو خوش
دلی سے خوش آمدید کہا ادھر ادھر کی باتوں
کے بعد محبوب خان زادہ نے مصطفیٰ سے
ملنے کی خواہش کی جس کا ابھی کچھ
دن پہلے ہی سکول میں ایڈمیشن ہوا تھا
پرنسپل فوراً سمجھ گیا کہ وہ چوہدری مصطفیٰ
کی بات کر رہا ہے
پانچ منٹ بعد وٹینگ روم میں مصطفیٰ محبوب
خان زادہ سے ملنے آیا وہ کافی گھبرا یا ہوا اور
ڈرا ہوا تھا وہ ڈرپوک قسم کا بچہ نہیں تھا
پر جب وہ الفت کو شہر وز سے مار کھاتا دیکھتا

الفت کی چیخ و پکار پر وہ سہم کر ایک
سائیڈ ہو جاتا اور تب ہی سے وہ سہما اور
ڈرا ہوا رہتا تھا

محبوب خان زادہ کو دیکھ کر وہ مزید سہم
گیا کیونکہ اس نے اس دن چوہدری حسین
کے ساتھ جو سلوک کیا تھا مصطفیٰ گاڑی
میں دبک کر بیٹھا سب دیکھ رہا تھا
اسلام علیکم مصطفیٰ۔۔۔

محبوب خان زادہ نے گھٹنوں کے بل بیٹھ
کر مسکراتے مصطفیٰ کے آگے ہاتھ کیا تو
وہ خوف سے محبوب خان زادہ کی طرف
دیکھنے لگا

ڈرو نہیں مصطفیٰ۔۔ میں آپ کا دوست ہوں

محبوب خان زادہ اس کے چہرے پر خوف
دیکھ کر سمجھ گیا وہ اس سے ڈر رہا ہے
اچھا ٹھیک ہے ایک کام کرتے ہیں میں آپ کو
چاکلیٹ دوں گا پھر تو آپ مجھ سے دوستی
کرو گے نا۔

محبوب خان زادہ نے مسکرا کر مصطفیٰ کا
گال پیار کی سہلایا تو اس کا خوف کچھ کم ہوا
ممانے بولا تھا۔ کسی اجنبی سے بات نہیں
کرتے۔ مصطفیٰ نے معصومیت سے کہا تو
محبوب خان زادہ نے مسکرا کر اپنے سر پر
ہاتھ پھیرا

اب آپ کی ماما کو کون سمجھائے میں اجنبی
نہیں آپ کا نیا ہونے والا بابا ہوں محبوب خان

زادہ نے بڑبڑاتے کہا

اچھا چلو ہم دوست بن جاتے ہیں پھر تو میں
اجنبی نہیں رہوں گانا۔۔ محبوب خان زادہ نے
پاکٹ سے چاکلیٹ نکال کر مصطفیٰ کے آگے کی
جسے اس نے مسکرا کر فوراً تھام لی۔۔

تھینک یو۔۔ میری ماما کو بھی چاکلیٹ بہت پسند
ہیں پتا ہے ہم لوگ بابا سے چھپ کر پارٹی
کرتے تھے۔۔ مصطفیٰ چاکلیٹ کھولتا اپنی ہی دھن
میں معصومیت سے محبوب خان زادہ کو

بتانے لگا جسے محبوب خان زادہ نے غور سے سنا
ایک بات بتاؤ مصطفیٰ۔۔ آپ کے بابا نے آپ کی
ماما کو کیوں چھوڑا؟؟؟

محبوب خان زادہ ویٹنگ روم میں لگے صوفے پر

بیٹھ گیا اور مصطفیٰ کو اپنی گود میں بیٹھا لیا
بابا۔۔ بہت برے ہیں۔۔ ماما کو بہت مارتے تھے
آپ کو پتا ہے ایک بار انہوں نے ماما کے پیٹ پر
جلتی ہوئی لوہے کی اسٹک لگا دی۔۔ ماما کو
بہت پین ہوئی وہ بہت روئیں۔۔ بابا بہت برے
ہیں میں اور ماما اب ان کے پاس کبھی بھی
واپس نہیں جائیں گے۔۔
مصطفیٰ کی آنکھوں میں ننھے ننھے جگنو
چمکنے لگے محبوب خان زادہ سن کر خود
پر کیسے ضبط کیے بیٹھا تھا وہی جانتا تھا
اس نے مصطفیٰ کے آنسو صاف کیے اور اس
کے دونوں گالوں پر ہونٹ رکھے
اب آپ اور آپ کی ماما کو میں کبھی کہیں

جانے بھی نہیں دوں گا۔۔ محبوب خان زادہ
نے آنکھوں کی نمی پیچھے دھکیلتے کہا وہ
الفت کا درد خود پر محسوس کر رہا تھا
لیکن آپ کون ہیں؟؟ اچھی طرح چاکلیٹ
کھانے کے بعد اور دل ہلکا کر کے معصوم
سے مصطفیٰ کو پوچھنا یاد آ گیا کہ وہ پتا
نہیں کس کی گود میں بیٹھا چاکلیٹ کھا
ریا ہے۔۔ مصطفیٰ کے سوال پر محبوب
خان زادہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری
میرا نام محبوب خان زادہ ہے اور ہم آج
سے پکے والے دوست ہیں۔۔
محبوب خان زادہ نے مصطفیٰ کے سلیقے
سے بنے بال بگاڑتے کہا تو مصطفیٰ نے

محبوب خان زادہ کی اس حرکت پر برا

سامنہ بنایا

مما کو میرے بال بہت اچھے لگتے ہیں وہ

دوبار شیمپو کرتی ہیں میرے بالوں میں۔۔

مصطفیٰ نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے

بال ٹھیک کرتے کہا

اچھا جی۔ اور کیا کیا پسند ہے آپ کی مما کو؟

محبوب خان زادہ نے دلچسپی سے پوچھا

آپ تو بالکل بھی نہیں پسند میری مما کو۔۔

مصطفیٰ نے محبوب خان زادہ کی طرف

دیکھتے افسوس سے کہا تو محبوب خان زادہ

کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی

کیوں یار۔۔ میں نے کیا کیا ہے؟؟ محبوب

خانزادہ نے رونے والی شکل بنائی
تو مصطفیٰ کھکھلا کر ہنس پڑا
آپ نے ماموں کو پکڑوایا تھا نا۔۔ مصطفیٰ
نے انگلی اٹھا کر گھور کر کہا
آپ کے ماموں کی غلطی تھی اسی لیے
انہیں سزا ملی۔۔ محبوب خان زادہ کو اتنا
تو پتا چل گیا تھا کہ الفت اسے برے الفاظوں
سے ہی یاد کرتی ہے
ہمم۔۔۔ ممانے ماموں سے کہا تھا آپ کی
وجہ سے میرا گھر خراب ہوا۔۔ مصطفیٰ
نے معصومیت سے ایک اور راز سے محبوب
خانزادہ کے سامنے پردہ اٹھایا تو محبوب
خانزادہ کے ماتھے پر بل پڑے لیکن محبوب

خانزادہ نے مزید مصطفیٰ سے سوال کرنے
ٹھیک نہیں سمجھا

مصطفیٰ آپ نے یہ باتیں مجھے تو بتادی
ہیں پر کسی اور سے مت کرنا۔۔ کیونکہ یہ
گھر کی سکریٹ باتیں ہوتی ہیں کسی کو
بھی نہیں بتاتے۔۔ محبوب خان زادہ نے
پیارے مصطفیٰ کو سمجھایا تو اس نے

فوراً سرہاں میں ہلادیا
پھر تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد محبوب
خانزادہ سکول سے نکل آیا پر مصطفیٰ
کی باتیں اسے بے چین کر گئی تھیں الفت
پر اس کا پہلا شوہر تشدد کرتا تھا الفت کو
کتنا درد ہوتا ہو گا وہ کتنی تکلیف میں ہوتی

ہو گی محبوب خان زادہ نے غصے سے جبرٹے
بھینچ پر سٹیرنگ پر زور سے مکا مارا
اس نے سوچ لیا تھا اب اسے کیا کرنا ہے
محبوب خان زادہ کی گاڑی کا رخ اب
ڈیرے کی طرف تھا

حویلی کے سب افراد ناشتے کی ٹیبل پر
جمع تھے سوائے بالاج خان زادہ کے۔۔
خانم بی بی کے پوچھنے پر رباب نے بتایا کہ
اسے بخار ہے روپ کے دل کو کچھ ہونے لگا
بالاج خان زادہ ساری رات اس کے کمرے کے
باہر کھڑا رہا پھر دروازے میں اس کا ہاتھ
بھی آیا تھا اور ان سب سے بھی زیادہ تکلیف

روپ کے الفاظوں نے اسے دی تھی رباب نے
خانم بی بی کو بتایا کہ وہ بالاج خانزادہ کو
ناشتہ اور ساتھ دوائی دے آئی ہے جس پر
سب مطمئن ہو کر ناشتہ کرنے لگے پر روپ
مطمئن نہیں ہوئی تھی کل منگنی کی تقریب
تھی اس لیے ناشتہ کے بعد سب نے تیاری
میں لگ جانا تھا

روپ کے حلق سے ناشتہ نہیں اتر رہا تھا
وہ آہستہ سے اٹھ گئی اس کا رخ بالاج
خانزادہ کے کمرے کی طرف تھا وہ پریشانی
سے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑتی بالاج
خانزادہ کے کمرے کے باہر کھڑی تھی اس کی
سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے۔۔ پانچ

منٹ لگاتار سوچنے کے بعد روپ نے آہستہ سے
دروازے کا ہینڈل گھمایا اور سر اندر کر کے
دیکھا تو بالاج خانزادہ سو رہا تھا سائیڈ ٹیبل
پر ناشتہ اور میڈیسن ویسے ہی پڑی تھی
روپ بنا آہٹ کیے اندر آگئی اور دبے پاؤں
چلتی بالاج خانزادہ کے پاس کھڑی ہو کر
اسے دیکھنے لگی بخار کی شدت سے بالاج
خانزادہ کا سفید رنگ سرخ ہو رہا تھا روپ
کی نظریں اس کے ہاتھ پر پڑیں جو نیلا پڑ
گیا تھا روپ نے غصے سے دروازہ ہی اتنی
زور سے بند کیا تھا اور اس کا نتیجہ اب
بالاج خانزادہ کے ہاتھ کی صورت میں اس
کے سامنے تھا روپ کی آنکھوں سے آنسو

تو اتر نکل کر اس کے گال بھگونے لگے وہ
بیڈ پر بالاج خانزادہ کے قریب ہی تھوڑی سی
جگہ پر بیٹھ گئی اور یک ٹک اس کے چہرے
کو دیکھنے لگی

نیند میں بالاج خانزادہ کو اپنے قریب کسی
کے وجود کا احساس ہوا اس نے ہلکی سی آنکھیں
کھول کر دیکھا تو روپ اس کے پاس بیٹھی
رورہی تھی بالاج خانزادہ نے پوری آنکھیں
کھول کر خود کو یقین دلایا کہ روپ ہی اس
کے پاس اس کے قریب بیٹھی ہے

روپ۔۔ تم روکیوں رہی ہو؟؟ کیا ہوا ہے؟؟
بالاج خانزادہ نے نقاہت زدہ آواز میں پوچھا
آپ کو بہت مزہ آتا ہے مجھے رلا کر؟؟ روپ

نے بھیگی آواز میں شکوہ کیا تو بالاج خانزادہ

اٹھ کر بیٹھ گیا

جس دن تمہیں پتا چل جائے گا تمہارے رونے

سے مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے اس دن سے

تم رونا بند کر دو گی۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ

کے آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چنے

رلاتے بھی پھر آپ ہی ہیں۔۔ روپ نے بالاج

کا زخمی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے کہا

ایک بار معاف کر دو۔۔ دوبارہ کبھی تمہیں

شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔۔ بالاج خانزادہ

اسی ہاتھ سے روپ کا ہاتھ پکڑ کر اسے

اپنی طرف کھینچا یہ اتنی اچانک ہوا کہ

روپ کو سمجھ نہیں آئی اور وہ سیدھا

اس کے چوڑے سینے سے ٹکرائی اس سے
پہلے روپ ہڑ بڑا کر پیچھے ہٹتی بالاج خانزادہ
نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے بے
حد اپنے نزدیک کیا روپ کا دل زور زور سے
دھڑکنے لگا

بتاؤ۔۔ معاف کرو گی یا میں اپنے طریقے
سے معافی مانگوں۔۔ بالاج خانزادہ نے
روپ کی شہ رگ اپنے انگوٹھے سے سہلائی
روپ کا جسم ہولے ہولے لرزنے لگا شرم
سے اس سے پلکیں اٹھانا مشکل ہو گیا
بالاج خانزادہ اس کے بے حد نزدیک اس
کی گرم سانسوں کی تپش روپ کو اپنے
چہرے پر محسوس ہو رہی تھی

بب۔۔ بالاج۔۔ کوئی آجائے گا۔۔ روپ نے

بالاج خانزادہ کے سینے پر دونوں ہاتھ

رکھ کر اس سے دور ہونا چاہا پر بالاج خانزادہ

نے اسے جھٹکے سے مزید اپنے ساتھ لگالیا

ہمارے کمرے میں کوئی بھی بنا اجازت نہیں

آئے گا۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کی صراحی دار

گردن میں اپنا منہ چھپائے کہا تو روپ مزید

شرم سے لال ہو گئی روپ کے جسم سے اٹھتی

مسحور کن خوشبو سے بالاج خانزادہ

بہک رہا تھا

آپ نے۔۔ تو کہا۔۔ تھا۔۔ یہ آپ کا۔۔ کمرہ ہے۔۔ پھر

ہمارا۔۔ کیسے ہوا؟؟ روپ نے بالاج خانزادہ کو

اس کی کہی بات یاد دلائی

اچھا جی۔۔ میں نے تو یہ بھی کہا تھا تم بنا
اجازت میرے کمرے میں نہیں آؤ گی۔۔ بالاج
نے چہرہ اوپر اٹھاتے مسکرا کر کہا
آپ کی طبیعت کا سن کر رہا نہیں گیا اگر برا
لگا تو میں چلی جاتی ہوں۔۔ روپ نے برا سا
منہ بناتے اٹھنا چاہا پر بالاج خانزادہ نے اسے
پھر سے کھینچ کر خود کے قریب کر لیا
جب خود بالاج خانزادہ تمہارا ہے تو اس کی
ہر چیز پر تمہاری ملکیت ہے میں سردار بالاج
خانزادہ پورے گاؤں پر حکمرانی کرتا ہوں
پر میری سرداری مجھ پر حکم رانی کرے
گی۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کے چہرے پر
آئے بال کان کے پیچھے اڑتے محبت سے

چور لہجے میں کہا تو روپ کی آنکھیں نمکین
پانیوں سے بھر گئیں
روپ۔۔ ان آنکھوں میں آنسو مت لایا کرو تمہیں
نہیں پتا تمہارا رونا مجھے تکلیف سے دوچار
کرتا ہے بالاج خانزادہ بڑی سے بڑی تکلیف ہنس
کر سہ لے گا پر تمہاری آنکھوں میں آنسو
مجھ سے سہے نہیں جاتے۔۔۔ بالاج خانزادہ
نے روپ کے آنسو اپنے ہونٹ سے چنے۔۔
اپنے چہرے پر بالاج خانزادہ کے گرم ہونٹوں
کا لمس محسوس کرتے روپ کا دل پسلیاں
توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا
میری محبت کا پہلا لمس مبارک ہو۔۔
بالاج خانزادہ نے روپ کے کان کے قریب

ہونٹ لے جاتے مدھم سرگوشی کی تو
روپ نے شرما کر بالاج خانزادہ کے سینے
میں اپنا منہ چھپالیا
معاف کر دیا؟؟؟

بالاج خانزادہ نے مسکرا کر پوچھا تو
روپ نے فوراً سر نفی میں ہلادیا بالاج
خاںزادہ نے گہرا سانس لیتے روپ کو بالوں
سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا اور اس
کے ہونٹوں پر جھک گیا
روپ آنکھیں پھاڑے ہلکی ہلکی خود پر ہونے
والی اس اچانک افتاد پر بھونچکا رہ گئی
بالاج خانزادہ پورے حق سے اس کے ہونٹوں
پر جھکا اپنی پیاس بجھانے لگا اس کے لمس

میں نرمی تھی روپ نے نظریں نیچی کر کے
بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا جو بڑے سکون
سے روپ کے ہونٹوں پر اپنا پیار بھرا لمس
چھوڑ رہا تھا روپ کی دھڑکنیں منتشر
ہونے لگیں وہ خود کو بالاج خانزادہ کے
آگے ہارتا محسوس کرنے لگی بالاج خانزادہ
کے پیار بھرے لمس سے روپ مدہوش ہونے
لگی اس نے سکون سے آنکھیں بند کرتے
بالاج خانزادہ کے گلے میں بائیں ڈالیں
اور محبت بھرے بوسے میں اس کا ساتھ
دینے لگی اب حیران ہونے کی باری بالاج
خانزادہ کی تھی اس نے پیٹ سے آنکھیں
کھول کر روپ کی طرف دیکھا جو سکون

سے آنکھیں بند کیے بالاج خانزادہ کے ہونٹوں
پر اپنے ہونٹوں سے لمس چھوڑ رہی تھی
بالاج خانزادہ اندر تک سرشار ہوتا روپ
کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے مزید خود
کے قریب کر گیا

روپ نے ایک دم بوکھلا کر پیچھے ہونا چاہا
پر بالاج خانزادہ کا اب موڈ نہیں تھا روپ
اس سے زرا بھی دور ہو

روپ نے بالاج خانزادہ کو کندھے سے پکڑ
کر پیچھے کرنا چاہا پر بالاج خانزادہ ٹس
سے لمس نہ ہوا وہ تو کسی اور ہی دنیا
میں پہنچ چکا تھا روپ کے ہونٹوں کے
نرم لمس سے وہ ہوش میں ہی کہاں تھا

ہوش میں تو وہ تب آیا جب غصے سے
روپ نے اسے پیچھے نہ ہٹتا دیکھ اس
کے نچلے ہونٹ پر زور سے بائٹ کر دی
آ آ اہ۔۔ ظالم لڑکی۔۔

بالاج خانزادہ نے درد سے کراہتے کہا پر
صد شکر اس نے روپ کے ہونٹوں کو آزادی
بخش دی تھی

زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔
روپ نے بالاج خانزادہ کے نچلے ہونٹ کی
طرف دیکھتے کہا جہاں خون کا ننھا سا
قطرہ چمک رہا تھا

ابھی فری کہاں ہوا ہوں ابھی تو بس ہونٹوں
سے ہونٹ ملائے ہیں بالاج خانزادہ نے اپنے

انگوٹھے سے ہونٹ صاف کرتے کہا تو روپ
کان کی لوتک سرخ پڑ گئی
بالاج خانزادہ کی بے باک باتیں اسے شرماتے
پر مجبور کر رہی تھیں
اچھا اب۔۔ کچھ کھالیں۔۔ پھر میڈیسن بھی
لینی ہے۔۔ روپ نے بات بدلنے کی غرض سے
ناشتے کی ٹرے پکڑ کر بالاج خانزادہ کے سامنے
رکھی تو بالاج خانزادہ نے مسکرا کر سر جھٹکا
تمہیں لگتا ہے مجھے اب میڈیسن کی ضرورت
ہے۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کی چھوٹی سی ناک
چھو کر کہا
جی۔۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے۔۔
روپ نے بریڈ کے سلائس پر جیم لگاتے کہا

لیکن میں اب ٹھیک ہوں۔۔ دیکھو۔۔
بالاج خانزادہ نے کہتے ہی روپ کا ہاتھ پکڑ
کر اپنے ماتھے پر رکھا تو واقعی بالاج خانزادہ
کاٹمپرچر نارمل تھا
ہاں۔۔ آپ تو ٹھیک ہو۔۔ پر کیسے جب میں آئی
آپ بخار میں تپ رہے تھے
روپ نے حیرت سے کہا
ہمم۔۔ تمہارے لمس سے ٹھیک ہو گیا میں۔۔
بالاج خانزادہ نے روپ کے ہونٹوں پر ہلکی
سی جسارت کرتے کہا تو روپ شرم سے
دوہری ہو گئی
بالاج۔۔ اب۔۔ بس بھی۔۔ کریں نا۔۔
روپ نے شرماتے ہوئے رخ موڑ کر کہا

ویسے میں نے ابھی کچھ کیا نہیں ہے لیکن
تم کہتی ہو تو ٹھیک ہے۔۔ بالاج خانزادہ
نے مسکرا کر کہا

فرسٹ ایڈ باکس کہاں ہے؟؟ روپ نے سلائس
بالاج خانزادہ کی طرف بڑھاتے کہا
وہ کس لیے؟؟ بالاج خانزادہ نے سلائس
کھاتے پوچھا

آپ کے۔۔ ہاتھ میں پین۔۔ ہو رہا یوگانا۔۔ روپ
نے شرمندگی سے کہا کیونکہ بالاج خانزادہ
کا ہاتھ سو جھ گیا تھا

اس پر بھی اپنا لنس چھوڑ دو۔۔ ٹھیک ہو
جائے گا۔۔ بالاج خانزادہ نے ہاتھ روپ
کی طرف بڑھاتے کہا تو روپ نے مسکرا

کر بالاج خانزادہ کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے

لگا لیا۔۔۔

ایک اور۔۔۔

بالاج خانزادہ نے معصومیت سے کہا تو روپ

نے اب سیدھے ہاتھ پر بوسہ دیا

ایک اور پلیز۔۔۔

بالاج خانزادہ نے پھر سے کہا تو روپ نے

گھور کر ایک بار پھر اس کے ہاتھ پر

ہونٹ رکھے

بس لاسٹ۔۔۔

بالاج خانزادہ نے معصومیت سے کہا تو

روپ نے اسی ہاتھ پر دانت گاڑ دیئے

آااا۔۔۔ میری سردارنی تو بہت ظالم ہے

کبھی ہونٹوں پر تو کبھی ہاتھ پر کاٹتی ہے
بالاج خانزادہ نے اپنے ہاتھ کے اسے حصے
پر ہونٹ رکھے جہاں روپ نے کاٹا تھا
آپ بھی بہت ظالم ہیں۔۔ روپ نے دودھ
جواب دیا

میں نے کونسے ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں تم پر؟
بالاج خانزادہ نے صدمے سے کہا
تو میں نے بھی کوئی ظلم نہیں کیا بس
ایک دولو بانٹس کی ہیں۔۔ روپ نے دودھ
کا گلاس بالاج کی طرف بڑھاتے لاپرواہی
سے کہا

ہاں ٹھیک ہے اب میری باری لو بانٹس کرنے
کی۔۔ بالاج خانزادہ نے دودھ کا گلاس سائیڈ

پر رکھا اور کھسک کر روپ کے قریب ہوا
 آاااپ۔۔ پاگل ہیں کیا؟؟ میں جا رہی ہوں۔۔
 اس سے پہلے بالاج اسے قابو کرتا روپ نے
 ناشتے کی ٹرے سائیڈ پر رکھی اور فوراً
 کھڑی ہو گئی پر اس کا دھیا ہاتھ بالاج
 خانزادہ کی مضبوط گرفت میں آچکا تھا
 روپ نے بے بسی سے بالاج خانزادہ کی طرف
 دیکھا۔۔

پہلے مجھے لو بائٹس کرنے دو پھر شوق
 سے چلی جانا۔۔ بالاج خانزادہ نے بیڈ سے
 نیچے اترتے روپ کے روبرو کھڑے ہوتے کہا
 نن۔۔ نہیں۔۔ پلیز۔۔ بعد میں۔۔ کر لیجیے گا۔۔
 روپ نے اپنا ہاتھ چھڑاتے منت کی

وعدہ۔۔۔ بالاج خانزادہ نے آنکھیں چھوٹی کر

کے پوچھا

ہاں ہاں۔۔۔ وعدہ۔۔۔ اب پلیز جانے دیں۔۔۔ روپ

نے اتنی محبت سے کہا کہ بالاج خانزادہ نے

اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگالیا

میرا تناسا بھی دل نہیں کر رہا کہ تم مجھے

چھوڑ کر جاؤ۔۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کی

کمر پر اپنی گرفت مضبوط کرتے کہا

میرا بھی۔۔۔ روپ نے بالاج خانزادہ کی گردن

میں منہ چھپائے کہا تو بالاج خانزادہ نے

سکون سے آنکھیں بند کرتے روپ کو مزید

خود میں بھینچ لیا روپ بھی بالاج خانزادہ

کے سینے سے لگی سکون محسوس کرنے لگی

شہر وز اپنے آفس سے نکل کر گھر کی طرف
جا رہا تھا جب راستے میں کچھ آدمیوں
نے اس کی گاڑی پر حملہ کر دیا ان آدمیوں
نے شہر وز کو گریبان سے پکڑ کر گاڑی سے باہر
نکالا اور اس کی خوب دھلائی کی دور اپنی
گاڑی میں بیٹھا محبوب خان زیادہ آنکھوں
میں غصے کی سرخی لیے یہ سب دیکھ رہا تھا
اچھی طرح اس کی دھلائی ہونے کے بعد
محبوب خان زادہ اپنی گاڑی سے باہر نکلا
اور قدم قدم چلتا شہر وز کی طرف آیا
شہر وز کا منہ خون سے لال ہو گیا تھا اس نے
بمشکل اپنا سر اٹھا کر محبوب خان زادہ کی

طرف دیکھا

کون ہو تم؟؟ اور مجھ پر حملہ کیوں کیا ہے؟؟
میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟؟ شہر وز نے بڑی
مشکل اپنے منہ سے یہ لفظ ادا کیے اسے اس
حالت میں دیکھ کر محبوب خان زادہ کو سکون
مل رہا تھا۔۔۔۔۔ محبوب خان زادہ دوزانوں سڑک
پر شہر وز کے پاس بیٹھ گیا اور اسے بالوں سے
دبوچ کر اس کا چہرہ اوپر کیا شہر وز درد سے
کراہ اٹھا۔۔۔

تم جیسے مرد عورتوں کو ٹشو پیپر سمجھ کر
انہیں استعمال کر کے میلا ہونے کے چھوڑ دیتے
ہو آج میں تمہیں بتاؤں گا کہ عورتیں پاکیزہ
ہوتی ہیں داغ لگانے کے لیے نہیں ہوتیں۔۔۔۔

عورتیں سروں کا تاج ہوتی ہیں پیروں کی جوتی
نہیں۔۔۔ چوہدری حسین اپنی بہن کے ساتھ
ہوئی زیادتی پر چپ رہا پر میں چپ نہیں
رہوں گا۔۔

محبوب خان زادہ کے الفاظوں پر شہروز کی
آنکھیں خوف سے پھیلیں
تت۔۔۔ تم۔۔۔ الفت۔۔۔ کے۔۔۔ کیا۔۔۔ لگتے ہو؟؟؟
شہروز نے تھوک نگلتے خوف سے پوچھا اتنا
تو وہ سمجھ چکا تھا اس کے سامنے کوئی
عام شخص نہیں ہے

شہروز کے پوچھنے پر محبوب خان زادہ نے
اس کے بالوں پر گرفت مضبوط کی اور دوسرے
ہاتھ کا تھپڑ اس کے گال پر مارا

خبردار۔۔۔ جو اس پاکباز معصوم لڑکی کا نام
 تم نے دوبارہ لیا میں تمہاری زبان کے ٹکڑے ٹکڑے
 کر دوں گا۔۔۔ محبوب خان زادہ کی آنکھوں
 میں وحشت دیکھ کر اس کے آدمی بھی
 خوف سے کانپ اٹھے انہوں نے پہلی بار محبوب
 خان زادہ کو اتنے غصے میں دیکھا تھا
 نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ لوں۔۔۔ گا۔۔۔ مجھے۔۔۔ معاف کر دو۔۔۔
 مجھے چھوڑ دو۔۔۔
 شہر وز کو اپنی آنکھوں کے آگے زمین و آسمان
 گھومتے محسوس ہوئے اسے لگ۔ رہا تھا آج
 وہ سیدھا قبر میں جائے گا
 نہیں۔۔۔ چھوڑنے والا سسٹم میری سائنس میں
 ہے ہی نہیں۔۔۔ بہت مرزہ آتا ہے نا تمہیں عورتوں

کے ساتھ کھیل کر۔۔ اب ہم دونوں مل کر روز
کھیلا کریں گے۔۔ صبح و شام دن رات۔۔۔ اب
ہم دونوں مل کر خوب مستی کریں گے۔۔
محبوب خان زادہ نے شہر وز کو بالوں سے پکڑ
کر کھڑا کیا محبوب خان زادہ کی باتوں پر
شہر وز کا پورا جسم خوف کی شدت سے
کانپنے لگا۔۔۔

دیکھو۔۔۔ میں الفت۔۔۔ میرا۔۔۔ مطلب ہے۔۔۔ چوہدری
حسین کی بہن سے معافی مانگ لوں گا
مجھے جانے دو۔۔ میں آئندہ کسی لڑکی
کے ساتھ غلط نہیں کروں گا۔۔۔

شہر وز ہاتھ جوڑ کر منت سماجت کر رہا تھا
پر محبوب خان زادہ اسے بالوں سے پکڑ کر

گھسیٹتے ہوئے اپنی گاڑی تک لے گیا
اس کے آدمیوں نے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ
کر اسے قید کر لیا شہر وز کی چیخ و پکار
محبوب خان زادہ کو سکون دے رہی تھی
الفت بھی ایسے ہی درد سے چیختی ہوگی
روتی ہوگی۔۔۔ کتنا درد ہوتا ہوگا اسے۔۔۔
محبوب خان زادہ نے تکلیف سے سوچا
آنکھ کے کونے سے آنسو کا قطرہ اپنے انگوٹھے
سے صاف کر کے محبوب خان زادہ نے
گاڑی کا رخ حویلی کی جانب کر دیا

چچی میں آپ کی چائے بنا دوں؟؟ میں
اپنے لیے بنانے ہی والی تھی۔۔۔ علینا کیچن

میں چائے کا پانی چڑھا رہی تھی صبا کے
آکر مسکراتے کہا تو علینا نے اسے گھور کر دیکھا
میرے بیٹے کو تو تم ان میٹھی میٹھی اداؤں
سے پھنسا چکی ہو پر یہ بھول ہے تمہاری کہ
میں تمہاری ان اداؤں میں اور میٹھی میٹھی
باتوں میں آؤں گی۔۔ غلط فہمی ہے تمہاری تم
جیسی گاؤں کی لڑکیاں کو میں بہت اچھے
سے جانتی ہوں۔۔۔ بھولی صورت بنا کر شہر
کے لڑکوں کو اپنی محبت کے جال میں
پھنساتی ہیں اور ان سے شادی کر لیتی ہیں
پر بی بی تمہارے یہ ٹوٹے مجھ پر نہیں
چلیں گے میرا بیٹا تو بے وقوف ہے تمہارے
جو تمہارے پیچھے لگ گیا لیکن میں بے وقوف

ہر گز نہیں ہوں۔۔

علینا نے سارے لحاظ سائیڈ پر رکھ کر زہر
آلود لہجے میں کہا تو صبا کی آنکھوں میں
آنسو چمکنے لگے

چچی آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں میں

یوسف سے بہت محبت کرتی ہوں میرے ارادے

غلط نہیں ہیں میں سچ میں ان سے بہت محبت

کرتی ہوں اور صرف میں نہیں وہ بھی مجھ

سے بہت محبت کرتے ہیں صبا نے بھرائی آواز

میں کہا اس کے دل کو تکلیف پہنچی تھی

علینہ کی باتوں سے۔۔۔

ہاں خوب سمجھتی ہوں میں تم جیسی لڑکیوں

کی محبت کو۔۔ مجھے تو پتہ ہے تم جیسی

لڑکیوں کو اپنی عزت نفس پیاری نہیں ہوتی
بس لڑکا دیکھا اور پھنسا لیا یہ ہے تم گاؤں
کی لڑکیوں کی فطرت۔۔۔ علینا زبان سے زہر
اگل رہی تھی

نہیں۔۔۔ چچی۔۔۔ آپ غلط۔۔۔ سوچ رہی ہیں۔۔۔ صبا
کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر نکلے

ارے جاؤ بی بی جاؤ اپنا کام کرو میں بہت
صحیح سمجھ رہی ہوں اگر اتنی ہی تمہیں
اپنی عزت نفس پیاری ہے تو انکار کر دو یوسف
کے رشتے سے لیکن نہیں تم ایسا ہرگز نہیں
کرو گی اتنا پڑھا لکھا اور ہینڈ سم لڑکا مل گیا
تم جیسی گاؤں کی ڈبو لڑکی کو۔۔۔ اور کیا
چاہیے تھا تمہیں۔۔۔ آئندہ میرے منہ مت لگنا

آئی بڑی۔۔۔ چچی چائے بنادوں۔۔۔ ہنہ۔۔۔
علینا نے غصے سے کہا اور چائے کی کیتلی
چولہے پر پٹک کر کیچن سے نکل گئی
صبا پیچھے جوں کی توں کھڑی رہ گئی
اس نے تو یوسف خان زادہ سے سچی محبت
کی۔۔۔ یوسف خان زادہ نے اسے پروپوز کیا
اس نے ہاں کہہ دی۔۔۔ عزتِ نفس کی تو
بات ہی نہیں تھی یوسف خان زادہ نے
خود پہل کی تھی اس نے نہیں۔۔۔ پر علینا
بات کہاں سے کہاں لے گئی دراصل اسے صبا
پسند ہی نہیں تھی اسے اپنے ہینڈ سم یوسف
کے لیے شہر کی ماڈرن لڑکی چاہیے تھے
گاؤں کی سیدھی سادھی نہیں۔۔۔

اور اسی بات کا غبار وہ صبا پر نکال چکی تھی
صبا کے آنسو اس کے رخساروں پر تو اتر پھسل
رہے تھے اس نے بے دردی سے اپنے گال رگڑے
اور بھاگ کر کیچن سے نکل گئی

اسلام علیکم لالہ۔۔

آپ نے مجھے بلایا؟؟ بالاج خان زادہ اپنے کمرے
میں آرام کر رہا تھا جب محبوب خان زادہ اجازت
لے کر اندر آیا

و علیکم السلام۔۔

آؤ بیٹھو۔۔ بالاج خان زادہ نے اٹھ کر بیٹھتے کہا
تو محبوب خان زادہ پاس پڑے کاؤچ پر بیٹھ گیا

اور سوالیہ نظروں سے بالاج خانزادہ کی طرف
دیکھنے لگا

لاہور خیریت سے گئے تھے؟؟ بالاج خانزادہ کے
اچانک سوال پر محبوب خان زادہ کے چہرے کا
رنگ پل میں بدلا

جج۔۔۔ جی۔۔۔ محبوب خان زادہ نے نظریں چرا کر کہا
اس کا نظریں چرانا بالاج خانزادہ کی تیز آنکھوں
سے چھپانہ رہ سکا۔۔۔

تم اس معاملے میں سنجیدہ ہو؟؟ بالاج خانزادہ
نے محبوب خان زادہ کے چہرے کو بغور دیکھتے
کہا پر محبوب خان زادہ یہی سوچ کر پریشان
ہو رہا تھا کہ اس کے لالہ کو کیسے پتا چلا کہ وہ
لاہور سے شہر وز کی دھلائی کر کے آرہا ہے

ک۔۔۔ کس۔۔ معا ملے میں؟؟

محبوب خان زادہ نے اپنا لہجہ مضبوط بنانے کی
ناکام کوشش کی

تم اچھی طرح جانتے ہو میں کس متعلق بات
کر رہا ہوں۔۔ بالاج خان زادہ نے سنجیدگی سے کہا
تو محبوب خان زادہ نے آنکھیں بند کر کے گہرا
سانس لیا

جی لالہ۔۔ میں الفت کے لیے سنجیدہ ہوں۔۔

محبوب خان زادہ نے بنا اس بار بنا ہچکچائے

مضبوط لہجے میں کہا

اور وہ لڑکی؟؟

بالاج خان زادہ کی نظریں اب بھی محبوب خان

زادہ کی طرف ہی تھیں

وہ ابھی اس معاملے سے انجان یہ عدت کر رہی ہے۔۔ محبوب خان زادہ کی آواز میں کرب تھا وہ الفت کے لیے بار بار یہ لفظ ادا کرتے تکلیف سے دوچار ہو رہا تھا

اگر چوہدری نثار علی یا چوہدری حسین نے اس معاملے پر اعتراض کیا تو؟؟ کیونکہ تم جانتے ہو ہم نے چوہدری حسین کو صبا کا رشتہ نہیں دیا اگر اس نے اس بات کا بدلہ تم سے اس صورت لے لیا تو؟؟ بالاج خان زادہ نے پر سوچ انداز میں کہا

تو میں الفت کو اغواء کر کے اس سے نکاح کر لوں گا۔۔ محبوب خان زادہ نے سنجیدگی سے کہا تو بالاج خان زادہ نے چونک کر محبوب

خانزادہ کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر
گہری سنجیدگی تھی
محبت یا عشق؟؟؟
بالاج خانزادہ نے مسکرا کر پوچھا تو محبوب
خانزادہ نے مسکرا کر سر پر ہاتھ پھیرا
"میرا عشق"

محبوب خانزادہ کے آواز میں اس کے لہجے
میں الفت کے لیے سچے جذبات واضح تھے
ہمم۔۔۔ لگتا ہے کافی خوبصورت ہے۔۔۔ بالاج
خانزادہ نے شرارت سے کہا
پتا نہیں۔۔۔ میں نے فلحال اسے پردے میں
دیکھا ہے پر اس کی براؤن آنکھیں کافی
خوبصورت ہیں۔۔۔

محبوب خان زادہ نے مسکرا کر صاف
گوئی کی۔۔

ٹھیک ہے جب تمہیں ٹھیک وقت لگے مجھے
بتا دینا میں چوہدری نثار علی سے بات کر
لوں گا۔۔

بالاج خان زادہ نے گہرا سانس لیتے کہا تو
محبوب خان زادہ نے مسکرا کر سر اثبات
میں ہلادیا

اور ہاں۔۔۔ اس آدمی کو تب تک سبق سکھانا
جب تک اسے احساس نہ ہو جائے کہ اس نے
معصوم لڑکی کے ساتھ غلط کیا ہے۔۔

بالاج خان زادہ کا اشارہ شہر وز کی طرف تھا
آپ فکر نہیں کریں لالہ۔۔ میں اسے بہت ٹھیک

سے سبق پڑھاؤں گا الفت سے تو اس نے نکاح
کر کے اس کی زندگی برباد کی۔۔ پر بہت سی
لڑکیوں کی زندگی وہ حرام رشتے بنا کر تباہ
کر چکا ہے۔۔

محبوب خان زادہ کی آنکھوں سے لہو ٹپکنے لگا
اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ شہر و زکو زندہ
زمین میں دفن کر دے
اس لڑکی سے نکاح کر کے تم بہت نیک کام کرو
گے محبوب خان۔۔ یقین کرو مجھے آج فخر
محسوس ہو رہا ہے کہ تم میرے چھوٹے خان
ہو۔۔ جس نے زندگی گزارنے کے لیے ایسی لڑکی
کا انتخاب کیا جسے واقعی تم جیسے مرد کی
سچی محبت کی ضرورت ہے جس نے اس

بات کو انا کا مسئلہ نہیں بنایا کہ وہ لڑکی
پہلے سے شادی شدہ اور ایک بچے کی ماں
ہے۔۔ بالاج خان زادہ کی آواز میں بھائیوں والا
مان چھلک رہا تھا

شکریہ لالہ۔۔ آپ بس دعا کیجئے گا الفت بھی
میری محبت کو قبول کر لے۔۔ ایک مرد سے
دھوکا کھا چکی ہے پتا نہیں مجھ پر اعتبار
کرے گی یا نہیں۔۔

محبوب خان زادہ نے سنجیدگی سے کہا
تمہارے جذبات سچے ہیں وہ تم پر اعتبار
بھی کرے گی اور تم سے محبت بھی کرے گی
بالاج خان زادہ نے مسکرا کر تسلی دی تو محبوب
خان زادہ نے نم آنکھوں سے مسکرا کر سر ہلا دیا

لالہ آپ کدھر جا رہے ہیں؟؟
یوسف خان زادہ سیٹی بجائے انگلی پر گاڑی
کی چابی گھمائے اپنی ہی دھن میں کمرے
سے باہر نکل کر کہیں جا رہا تھا جب روپ نے
اچانک آگے آکر یوسف خان زادہ کا راستہ
روک کر پوچھا
کل میری انگلیجمنٹ ہے نا تو میں صبا کے لیے
کوئی پیار سا گفٹ لینے جا رہا ہوں۔۔ یوسف
خان زادہ نے روپ کا گلابی گال کھینچتے کہا
اچھی بات ہے ویسے ایک بات تو بتائیں یہ چکر
کب سے چل رہا ہے؟؟
روپ نے ایک ہاتھ کمر پر رکھ کر شرارت سے پوچھا

کون سا چکر؟؟ یوسف خان زادہ نے انجان

بننے کی خوب ایکٹنگ کی

ویری چالاک برو۔۔۔

یہ جو آپ کی اور صبا کی آنکھوں میں ایک

دوسرے کے لیے محبت ہے نا۔۔ ہم جیسے عقل

کے اندھوں کو صاف دکھتی ہے۔۔

روپ نے لڑاکا بہنوں کا رول ادا کرتے کیا

لاحول ولا قوۃ۔۔۔

تم غلط سمجھ رہی ہو صبا بہت معصوم ہے

بابا نے کہا انہیں صبا میرے لیے پسند ہے تو

میں نے مشرقی لڑکوں کی طرح ہاں کر دی

یوسف خان زادہ نے معصومیت سے کہا

اچھااااا۔۔۔

روپ نے سر ہلا کر اچھا کو لمبا کھینچا جس
کا مطلب تھا اس نے یوسف خان زادہ کی بات
ہوا میں اڑائی ہے
اب میں جاؤں؟؟

یوسف خان زادہ نے معصوم سی شکل بنا
کرا جازت چاہی

ہمم۔۔ میں سوچ رہی تھی صبا آپ کے لیے
بالکل بھی پرفیکٹ نہیں ہے۔۔ میرے شہزادے
بھائی کے لیے تو کوئی شہزادی ہونی چاہیے
تھی جبکہ صبا تو گاؤں کی پینڈو سی لڑکی۔۔
شٹ اپ روپ۔۔ میں اگر چپ کر کے سن رہا
ہوں تو تم خود ہی اپنی زبان کو لگام دو۔۔

یوسف خان زادہ نے روپ کی بات کاٹ کر

غصے سے مٹھیاں بھینچتے کہا
آپ اس کے لیے اتنا پوزیسیو تو ایسے ہو رہے
ہیں جیسے اس سے محبت ہو۔۔۔ روپ کے
لہجے میں شرارت تھی جسے یوسف خان زادہ
محسوس نہیں کر پا رہا تھا
ہاں محبت ہی ہے مجھے اس۔۔۔
یوسف خان زادہ کی بات منہ میں تھی جب
اسے احساس ہوا وہ غصے میں جلد بازی
میں سچ اگل گیا ہے
ہا ہا ہا۔۔۔ ویری انوسنٹ برو۔۔۔
روپ نے پیار سے یوسف خان زادہ کے
گال پر چٹکی کاٹتے کہا
یہ جب سے تمہارا نکاح ہوا ہے تم کچھ

زیادہ ہی ہوشیار نہیں ہو گئی۔۔ یوسف خان زادہ
نے گھور کر پوچھا کیسے وہ صبا کی برائی
کر کے یوسف خان زادہ کو الو بنا گئی تھی
وہ کیا ہے نا۔۔ میرے کھڑوس منکوح اس گاؤں
کے سردار اور میرے شیر ہیں اس لیے
مجھے بر شیر بن کر ان کی سوکھی سڑی
باتوں کا مقابلہ کرنا ہو گا
روپ بولے جارہی تھی اور یوسف خان زادہ
اسے آنکھوں سے اشارے کر رہا تھا کہ بالاج
خان زادہ اس کے پیچھے ہے پر روپ کو تو
جیسے موقع مل گیا تھا دل کی بھڑاس
نکالنے کا۔۔

آپ کو پتا ہے لالہ۔۔ ایک نمبر کے کھڑوس تو

وہ ہیں ہی۔۔۔ یقین کریں کنجوس بھی ہیں۔۔

جب سے نکاح ہوا ہے اتنا نہیں ہوا ان سے کہ

اپنی منکوحہ کو ایک پیار سا گفٹ ہی دی دیں

اب آپ بھی تو صبا کے لیے انگیجمنٹ گفٹ

لینے جا رہے ہیں نا۔۔ پر انہیں تو مجھ

معصوم کے ارمانوں کی فکر ہی نہیں ہے

کھڑوس کنجوس گینڈے نہ ہو تو۔۔ روپ

اپنا دل ہلکا کر کے آنکھیں میں آئی مصنوعی

نمی صاف کرنے کی ایکٹنگ کرنے لگی جبکہ

بالاج خان زادہ اس کے پیچھے سنجیدگی سے

سینے پر ہاتھ باندھے سپنے شاہی نام سن رہا تھا

روپ۔۔ تمہیں کب عقل آئے گی؟؟

یوسف خان زادہ نے تاسف سے کہا

چلیں آپ کو تو عقل آگئی نا۔۔ بہت تکلیف

ہو رہی ہے ان کی تعریفیں سن کر؟؟

روپ نے غصے سے گھور کر کہا

ٹھیک ہے تم ایک کام کرو یہ تعریفیں ان کے

منہ پر کر لو۔۔ یوسف خان زادہ نے کہتے ہی

روپ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اس کا

رخ بالاج خان زادہ کی طرف موڑ دیا

ارے لالہ۔۔ چھوڑ۔۔۔

روپ جیسے ہی پلٹی بالاج خان زادہ کو اپنے

سامنے دیکھ اس کی زبان تالو سے چپک گئی

بالاج خان زادہ سنجیدگی سے روپ کے خوبصورت

چہرے کو دیکھ رہا تھا جو اس وقت خوف

اور شرمندگی سے سرخ پڑ گیا تھا

میں چلتا ہوں۔۔۔ اپنا خیال رکھنا روپ۔۔

یوسف خان زادہ ہنسی دباتے وہاں سے نو

دو گیارہ ہو گیا

بب۔۔ بالاج۔۔ قسم۔۔ لے لیں۔۔ آاااپ۔۔۔ مجھے

بہت۔۔ ہینڈ سم۔۔ لگتے۔۔۔

بالاج رکھیں تو۔۔ ایم سوری۔۔۔

اس سے پہلے روپ اپنی صفائی میں کوئی

جھوٹ بولتی بالاج خان زادہ جھٹکے سے مڑا

اور تیز قدم لیتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا

روپ ایک دم بوکھلا کر اس کے پیچھے بھاگی

کچھ بھی تھا بالاج خان زادہ اس کی محبت

اس کا من چاہا شوہر تھا وہ اس کی ناراضگی

افورڈ نہیں کر سکتی تھی

بالاج۔۔ آپ مجھ سے ناراض نہیں ہو سکتے
ورنہ میں رودوں گی۔۔ اور آپ ہی نے کہا تھا نا
میرے آنسو آپ کو تکلیف دیتے ہیں
روپ بالاج خانزادہ کے پیچھے تیز قدم لیتی
اس کے قدم سے قدم ملانے کی کوشش کر رہی
تھی پر بالاج خانزادہ سیدھا اپنے کمرے کی
دہلیز پر جا کر رکا اور ایک دم مڑ کر اس نے
روپ کا ہاتھ پکڑا جو اس کے پیچھے ہی آرہی
تھی اور اسے کھینچ کر کمرے میں لا کر کمرے
کا دروازہ بند کر کے اسے دروازے سے پن کیا
اور اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کے
نرم گداز ہونٹوں پر جھک گیا
چارپانچ سیکنڈ تو روپ کو سمجھ ہی نہیں

آئی کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے پر جب بالاج
خانزادہ نے اپنے لمس میں شدت اختیار کی
تو روپ کو اپنے ہونٹوں پر جلن کا احساس ہوا
درد سے تڑپتے روپ نے بالاج خانزادہ کے
سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرنا چاہا
پر وہ کھڑوس گینڈا روپ جیسی نازک لڑکی
سے ہل بھی نہیں پایا
بالاج خانزادہ کی شدت بڑھتی ہی جا رہی تھی
وہ کبھی روپ کے نچلے ہونٹ پر کاٹتا تو کبھی
اس کی زبان اپنے دانتوں میں لیتا
روپ نے اسے کندھوں سے پکڑ کر پوری قوت
سے پیچھے کرنا چاہا پر بے سود۔۔
تھک کر روپ نے خود کو بالاج خانزادہ کے

رحم و کرم پر چھوڑ دیا جو آج اس کی سانسیں
پینے کے درپر تھا روپ اس وقت کو بچھتا
رہی تھی جب اس نے بالاج خانزادہ کی
تعریفیں کیں

روپ سے اب سانس لینا مشکل ہو رہا تھا پر
بالاج خانزادہ کو اس کے نرم لمس سے سکون
محسوس ہو رہا تھا

بالآخر اسے روپ پر ترس آیا اور اس نے آہستہ
سے روپ کے ہونٹوں کو آزادی بخشی
روپ اس کے سینے پر سر گرائے لمبے لمبے
سانس لینے لگی

بالاج خانزادہ نے مسکرا کر اپنی بر شیرنی کو
دیکھا جو اس وقت اس کے رحم و کرم پر تھی

بالاج خانزادہ نے پیار سے اس کے بالوں میں

انگلیاں چلائیں

بالاج آپ بہت ظالم ہیں۔۔

روپ نے زرا سی نظریں اوپر اٹھا کر شکوہ

نروٹھے پن کا شکوہ کیا

میں کنجوس بھی ہوں، کھڑوس بھی ہوں اور

ظالم بھی ہوں اور گینڈ۔۔۔

اس سے پہلے بالاج خانزادہ روپ کے کہے الفاظ

دہراتا روپ نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا

جیسے بھی ہیں صرف میرے ہیں اور میں آپ

کی۔۔۔ روپ نے بالاج خانزادہ کے گلے میں بازو

حائل کرتے محبت سے کہا

سچ؟؟ بالاج خانزادہ نے روپ کے ہونٹوں سے

خون کا قطرہ اپنے انگوٹھے سے صاف کیا جو

اس کی شدت واضح کر رہا تھا

کیسے یقین دلاؤں؟؟ بتائیں۔۔۔

روپ نے ہونٹ بالاج خانزادہ کے ہونٹوں کے

قریب لے جاتے کہا

میری ہو کر۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے ہونٹوں پر ہلکی سی

جسارت کرتے سرگوشی کی تو روپ شرم سے

لال ہوتی اس کی اجرک میں جو اس نے لی

ہوئی تھی اس میں روپ نے اپنا منہ چھپالیا

روپ۔۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے کمر پر بازوؤں کی گرفت

مضبوط کرتے کہا

جی۔۔ روپ مزید سمٹ گئی
خانم بی بی سے رخصتی کی بات کروں؟؟
بالاج خانزادہ نے روپ کے کان کے قریب ہونٹ
لے جاتے مدھم سرگوشی کی توروپ کان کی
لوتک سرخ پڑ گئی
وہ مسکرا کر شرم سے لال ہوتی مزید بالاج
خانزادہ کے ساتھ چپک گئی
بالاج خانزادہ کو اس کا جواب مل چکا تھا
روپ کے شرمائے روپ سے بالاج خانزادہ کے
دل کی دھڑکنیں منتشر ہوئیں
مزید مت چپکو میری جان۔۔ ورنہ مجھ سے
کچھ ہو جائے گا پھر بعد میں گلہ کرو گی کہ
میں ظالم گینڈا ہوں۔۔

بالاج خانزادہ نے بے بسی سے کہا تو روپ
دروازہ کھول کر باہر بھاگ گئی پیچھے
بالاج خانزادہ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے
اسے قابو کرنے کی کوشش کی پر اس کا
دل روپ کا ہی طلبگار تھا
بالاج خانزادہ کو ایسے احساسات نتاشہ کے
لیے کبھی محسوس نہیں ہوئے تھے جو اسے
روپ کے لیے ہو رہے تھے
فل چاہتا تھا روپ ہر وقت اس کے آس پاس
اس کے سامنے رہے وہ اپنی چھوٹی چھوٹی
شرارتوں اور معصومیت سے بالاج خانزادہ
کے دل میں اپنا سب سے اونچا مقام بنا گئی تھی

الفت اگر تم فارغ ہو تو میرے ساتھ خان
حویلی چلو سردار بالاج خانزادہ کی بہن
کی نسبت اس کے چچا زاد سے پکی ہو رہی
ہے ہمیں بھی دعوت نامہ آیا ہے
الفت اپنے کمرے میں مصطفیٰ کو ہوم ورک
کروا رہی تھی جب چوہدری ثار علی نے آکر
اسے بتایا

لیکن بابا۔۔ میں کیسے؟؟ میں تو عدت۔۔
الفت کتنی بار کہا ہے بار بار خود کے لیے
یہ لفظ استعمال مت کیا کرو اور تم پردہ
کر کے ہی تو گھر سے نکلتی ہو آج بھی کر لینا
ویسے بھی تمہیں اور مصطفیٰ کو ماحول
کے بدلاؤ کی ضرورت ہے مصطفیٰ بھی وہاں

جا کر اچھا محسوس کرے گا
چوہدری ثار علی نے الفت کے سر پر محبت
سے ہاتھ پھیرتے کہا پر الفت چپ ہی رہی
نانا سائیں میں جاؤں گا پارٹی میں۔۔
مصطفیٰ ان کی باتیں سن کر بیڈ سے چھلانگ
لگاتے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے پر جوش
انداز میں بولا تو اسے دیکھ کر الفت اور
چوہدری ثار علی مسکرا نے لگے
کوئی ضرورت نہیں ہے ان خانوں کی حویلی
میں جانے کی۔۔ مجھ سے میرا سب کچھ چھین
لیا اس سردار نے۔۔ ویسے بھی اس نے ہمیں
اپنی بہن کا رشتہ تو دیا نہیں تھا تو آپ سب
کو بھی کوئی ضرورت نہیں ان کے دعوت نامے

قبول کرنے کی۔۔۔

چوہدری حسین ان کی ساری باتیں سن چکا تھا

وہ دھڑام سے دروازہ کھول کر غصے سے اندر

آکر دھاڑا تو مصطفیٰ اسے دیکھ کر خوف سے

چوہدری نثار علی کے ساتھ لگ گیا

ہم تمہارے ملازم نہیں ہیں جو تمہارے حکم پر

چلیں تمہاری حرکتوں کی وجہ سے انہوں نے تمہیں

رشتہ نہیں دیا اور رہی بات تمہارے پاس سب

کچھ بھی نہ بچنے کی تو وہ بھی تمہارا کیا تھا

جو تمہارے سامنے آگیا نہ تم سردار بالاج خانزادہ

کی زمینوں کو آگ لگاتے اور نہ تم سے تمہارا وہ

سب کچھ چھینتا اب بھگتو بیٹھ کر۔۔۔

چوہدری نثار علی نے اس کے غصے کو خاطر میں

نہ لاتے ہوئے جتانے والے انداز میں کہا تو چوہدری
حسین نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچیں۔۔
بابا سائیں اج میرے ساتھ ایک بات کلیئر کر ہی دیں
اپ میرے باپ ہیں یا ان کے رشتہ دار ہیں؟؟؟
چوہدری حسین نے غصے سے پوچھا
فی الحال تو میں تمہارا باپ ہوں اور اس گاؤں میں
رہتا ہوں اس لیے مجھے ان کا دعوت نامہ قبول
کرنا پڑے گا اگر میں نہیں جاؤں گا تو سردار بالاج
خانزادہ یہی سمجھے گا کہ میں اس سے دشمنی
کی شروعات کر رہا ہوں ویسے بھی ہر بار تم نے
ان کے کام بگاڑ کر پہل کی ہے انہوں نے نہیں۔۔
اور اب اگر وہ خوش اخلاقی میں پہل کر رہے ہیں
تو میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا کیونکہ مجھے

اس گاؤں میں رہنا ہے اور جس گاؤں میں رہا
جاتا ہے وہاں کے سردار سے دشمنی نہیں پالنی
چاہیے۔۔۔۔۔ چوہدری ثار علی خان پیار سے چوہدری
حسین کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھایا
پرکتے کی دم کبھی سیدھی نہیں ہوتی۔۔۔
آپ ڈر کر بیٹھ جاؤ پر میں آپ کی طرح بزدل
نہیں ہوں۔۔۔ میں اپنی ہر بات کا بدلہ لوں گا
چوہدری حسین نے غصے سے کہا اور کمرے
سے نکل گیا
الفت نے گہرا سانس لیتے چوہدری ثار علی
کی طرف دیکھا
اسے چھوڑو۔۔۔ تم دو گھنٹے تک تیار ہو جاؤ پھر
چلتے ہیں۔۔۔ چوہدری ثار علی نے چوہدری حسین

کی طرف سے لاہر واہی دیکھائی اور الفت کو
ہدایت کر کے چلے گئے
افت نے بیڈ پر بکھرا مصطفیٰ کا بیگ سمیٹا پھر
وارڈروب کی طرف بڑھ کر اپنے اور مصطفیٰ کے
لیے ڈریس دیکھنے لگی

آج خان حویلی میں خوشیوں کا سماں تھا
پوری خان حویلی کو برقی قمقموں سے سجایا
گیا تھا سب اپنے اپنے کمروں میں تیار ہو رہے تھے
صبا کو تیار کرنے شہر سے بیوٹیشن نے آنا تھا
جبکہ روپ نے اپنی من پسند بیوٹیشن لاہور
سے بلوائی تھی بالاج خانزادہ نے روپ کے لیے
اپنی پسند سے آن لائن آرڈر پر ڈریسز سینڈلز

جیولری وغیرہ منگوا دی تھی اتنے کم وقت میں
کوئی بھی کمپنی پارسل بھیجنے کے لیے تیار
نہیں تھی پر بالاج خانزادہ نے چار گناہ زیادہ
پیمنٹ کر کے روپ کے لیے پارسل منگوا یا تھا
تاکہ اس کی سردارنی اس کے پسندیدہ اور
دیئے ہوئے کپڑے پہنے اور پھر بعد میں گلہ
بھی نہ کرے کہ اس کا سردار کنجوس گینڈا
ہے۔۔

روپ تو اتنے پیارے ڈریسز دیکھ کر دھنگ
رہ گئی تھی بالاج خانزادہ کی چوائس اسے
بہت اچھی لگی تھی
ماننا پڑے گا میرے کھڑوس گینڈے کی چوائس
تو بہت اعلیٰ ہے۔۔

روپ نے ڈھیروں ڈریسز میں سے ایک گرے اور
سکور کلر کا کا مدار سوٹ نکال کر ڈریسنگ ٹیبل
کے آگے کھڑی ہو کر اپنے ساتھ لگاتے کہا
پھر وہ ڈریس سائنڈ پر رکھ کر ڈریس کے ساتھ
میچنگ جیولری اور سینڈل نکالنے لگی
تھوڑی دیر میں اس کی بیوٹیشن نے آجانا تھا

مہمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی خانم
بی بی، شارق خانزادہ اور براق خانزادہ
حویلی کے لان میں بیٹھے سب مہمانوں کا
استقبال کر رہے تھے
ان سے تھوڑی دور باب اور علینا بھی بیٹھیں
مہمانوں سے مسکرا کر مل رہی تھیں

محبوب خان زادہ کھانے کے انتظامات دیکھ
رہا تھا جبکہ تھوڑی دیر بعد بالاج خان زادہ
اپنے مغرورانہ انداز میں بھرپور پر سنیلٹی
کے ساتھ آف وائیٹ شلوار قمیض پہنے ساتھ
گولڈن آف وائیٹ اجرک لیے ہاتھ میں گولڈن
کالر کی برینڈڈ واچ پہنے پاؤں میں گولڈن
کھیری، بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے
پہنے پوری تقریب کی توجہ کا مرکز
بن گیا تھا۔۔۔

سب مہمان مڑ مڑ کر اپنے مغرور سردار کو دیکھ
رہے تھے جس پر روپ کے پیار کا رنگ سر
چڑھ کر بول رہا تھا

ہینڈ سم تو وہ شروع سے ہی تھا پر نتاشہ

کے جانے کے بعد اس کی آنکھوں میں جو
ویرانی تھی وہ اب کہیں نہیں دکھ رہی تھی
ان آنکھوں میں روپ کا عکس واضح تھا
اسلام علیکم خانم بی بی۔۔۔

چوہدری ثار علی نے خانم بی بی سے سلام
کیا تو خانم بی بی نے مسکرا کر جواب دیتے
چوہدری ثار علی کے ساتھ چھوٹی سی معصوم
سی لڑکی کی طرف دیکھا جو اس وقت
نقاب میں تھی

خانم بی بی یہ میری الفت ہے اور یہ اس
کا بیٹا۔۔۔

چوہدری ثار علی خانم بی بی کی نظروں کا
مطلب سمجھ کر فوراً بولے

اسلام علیکم خانم بی بی۔۔۔

الفت نے ہچکچاتے ہوئے ادب سے سلام کیا

تو خانم بی بی نے محبت سے الفت کے

چہرے کو ہاتھوں میں تھام کر اس کے

ماٹھے پر بوسہ دیا انہیں یہ چھوٹی سی

گھبرائی سی لڑکی نقاب میں بھی بہت

معصوم اور پیاری لگی

چوہدری ثار۔۔ تم نے تو کبھی بتایا ہی

نہیں تھا کہ تمہاری بیٹی بھی ہے خانم

بی بی نے الفت کا ہاتھ پکڑتے کہا

ارے نہیں خانم بی بی آپ شاید بھول

رہی ہیں الفت اپنے تایا زاد کے ساتھ چھ

سال پہلے بیاہی تھی نکاح بچپن میں ہوا

تھارخصتی میں شارق خانزادہ نے شرکت
کی تھی۔۔

چوہدری ثار علی نے انہیں یاد دلایا تو خانم
بی بی الفت کے چہرے کو بغور دیکھنے لگیں
لیکن بیٹی تم نے نقاب کیوں کیا ہے؟؟ خانم
بی بی نے الفت کے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھا
تو الفت کی براؤن آنکھوں میں پانی تیرنے لگا
دراصل خانم بی بی الفت عدت کر رہی ہے
چوہدری حسین کی آواز میں کرب تھا ان کی
آنکھوں میں یک دم اپنی پیاری سی بیٹی کو
اس حال میں دیکھ کر اپنی بے بسی پر رونا
آیا ماں باپ بیٹی کو دنیا کی ہر آسائش دیتے
ہیں پر اچھا نصیب ان کے بس سے باہر ہوتا ہے

چوہدری ثار علی کی بات پر خانم بی بی نے
گہرا سانس لیا اور الفت کا سراپے سینے
سے لگا کر محبت بھری تھپکی تھی
دل ہی دل میں انہوں نے الفت کے آنے والے
خوبصورت گل کے لیے ڈھیروں دعائیں کیں
ہیلو محبوب دوست۔۔۔

محبوب خان زادہ ملازموں کو ہدایات دے
ریا تھا جب مصطفیٰ پیچھے سے آکر اس
کی ٹانگوں کے ساتھ چپک گیا
ارے مصطفیٰ۔۔۔ آپ یہاں؟؟ کس کے ساتھ
آئے ہو؟؟

محبوب خان زادہ مصطفیٰ کو دیکھ کر
واقعی حیران ہوا تھا

نانا سائیں اور ماما کے ساتھ۔۔
مصطفیٰ نے دور خانم بی بی کے ساتھ بیٹھی
افت کی طرف اشارہ کر کے کہا تو محبوب
خانزادہ نے اس کی انگلی کے تعاقب میں دیکھا
جہاں افت سنجیدگی سے بیٹھی جانے کن
سوچوں میں گم تھی

محبوب خان زادہ اسے یوں اپنی حویلی میں
دیکھ کر خوشی سے دھنگ رہ گیا اس کے
وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ آج افت
اس کی حویلی میں آئے گی
محبوب دوست۔۔

ماما کو دیکھنا بند کرو اور مجھے چاکلیٹ دو
مصطفیٰ نے معصومیت سے کہا تو محبوب

خانزادہ نے مسکرا کر چھوٹی سی آفت کی

طرف دیکھا

میرے پاس ابھی چاکلیٹ نہیں ہے مجھے نہیں
پتا تھا آپ آنے والے ہو ورنہ میں منگو لیتا آپ
تھوڑی دیر انتظار کرو میں لے آتا ہوں چاکلیٹس۔۔

محبوب خان زادہ نے محبت سے اس کے

نفاست سے بنائے بال بگاڑتے کہا

مت کریں محبوب دوست۔۔

ورنہ ماما مجھے ڈانٹیں گیں۔ مصطفیٰ نے

مسکرا کر معصومیت سے کہا تو بے اختیار

پھر سے محبوب خان زادہ کی نظریں الفت

پراٹھیں

مصطفیٰ آؤ میں آپ کو ہماری حویلی دکھاتا ہوں

محبوب خان زادہ نے مصطفیٰ کو گور میں

اٹھاتے کہا

ہماری نہیں آپ کی۔۔

معصوم سے مصطفیٰ نے سمجھداری سے کہا

نہیں یہ ہماری حویلی ہے کیونکہ آپ میرے

دوست ہو اس حساب سے میری ہر چیز آپ

کی بھی ہوئی۔۔

محبوب خان زادہ نے اس کے پھولے گال پر

بوسہ دیتے کہا

اور میری ماما کی بھی؟؟

مصطفیٰ نے اپنے ننھے ہاتھ محبوب خان زادہ

کے دونوں گالوں پر رکھ کر پیار سے پوچھا

میرا سب کچھ آپ کی ماما کا ہی ہے

محبوب خان زادہ نے بالاج خان زادہ کی طرف
جاتے پر یقین لہجے میں کہا
محبوب خان زادہ نے مصطفیٰ کو بالاج
خان زادہ نے ملوایا بالاج خان زادہ کو بھی
معصوم سا مصطفیٰ بہت پیارا لگا
تبھی روپ گرے سلور ڈریس میں بالوں کا
جوڑا کیے بالوں کی دو لٹیں چہرے پر
گرائے ہلکے سے میک اپ میں بالاج خان زادہ
کی منگوائی میچنگ جیولری میں نظر لگ
جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی
روپ بالاج خان زادہ کی طرف معنی خیز
مسکراہٹ اچھالتے اتر کر اس کے پاس
سے گزر گئی

بالاج خانزادہ توروپ کو اتنے خوبصورت
روپ میں دیکھ کر اپنی جگہ سے ہل بھی
نہیں سکا اس کی دھڑکنیں الگ ہی لے پر
دھڑکنیں لگیں بالاج خانزادہ کی نظریں روپ
کے بیک ڈیپ گلے میں سے کمر پر چمکتے
کالے تل پر ٹک گئیں

واؤ۔۔۔ شہی از سوپر ہیٹ۔۔۔
مصطفیٰ کے مسکرا کر کہنے پر بالاج خانزادہ
ہوش کی دنیا میں واپس آیا اس نے چونک
کر مصطفیٰ کی طرف دیکھا جو مسکرا
کر اسی کی طرف دیکھ رہا تھا بالاج خانزادہ
نے گھور کر مصطفیٰ کو دیکھا تو محبوب
خانزادہ اپنی ہنسی دباتے وہاں سے نکل گیا

اتنا گہرا گلا۔۔۔

بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیتے کہا اور
روپ کے پیچھے قدم بڑھائے جو بتیسی نکال
کر مہمانوں سے داد وصول کر رہی تھی
روپ ایک سیکنڈ بات سنو۔۔۔

بالاج خانزادہ روپ کے قریب جا کر اس
کا بازو پکڑ کر سائیڈ پر لے گیا
بالاج چھوڑیں پلیز۔۔۔ کچھ تو شرم کریں
کیسے سب کے بیچ میرا بازو پکڑ کر اپنے
ساتھ لے جا رہے ہیں۔۔۔

روپ نے ادھر ادھر دیکھتے گھبرا کر کہا
اور تمہیں شرم نہیں آرہی اتنا گہرا گلا پہن
کر تقریب میں آکر سب کی توجہ بن رہی ہو

بالاج خانزادہ نے اسے سائیڈ پر لے جاتے سنجیدگی
سے کہا تو روپ نے سر نیچے کر کے اپنے گریبان
کی طرف دیکھا

ٹھیک تو ہے۔۔ روپ نے حیرت سے کہا
میں اگلے مہینے پچھلے گلے کی بات کر رہا ہوں
بالاج خانزادہ نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جاتے
روپ کی کمر پر چمکتے تل پر انگلیاں پھیرتے
کہا تو روپ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ
دوڑ گئی

اچھا۔۔۔ اب۔۔ آپ۔۔ ہی نے۔۔ منگوایا تھا ڈریس۔۔
میں کیا۔۔ کر سکتی ہوں۔۔

روپ نے بالاج خانزادہ کا ہاتھ نرمی سے
جھٹکتے گھبرا کر کہا بالاج خانزادہ کی بے

باک نظریں اسے اپنے آر پار ہوتی محسوس

ہو رہی تھیں

میں نے پانچ ڈریسر منگوائے تھے تم جا کر کوئی

اور پہن لو۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کے چہرے

پر جھولتی لٹ کو اپنی انگلی پر رول کرتے کہا

کیا ایا؟؟؟ آپ پاگل ہیں؟؟ میں نہیں چنچ کر رہی

اب اتنی سی بات پر میں ڈریس چنچ کرنے

بیٹھ جاؤں۔۔ روپ نے صدمے سے کہا

ہاں کرو جا کرورنہ میں زبردستی کروادوں گا

بالاج خانزادہ نے معنی خیز انداز میں کہا

تو روپ شرم سے لال ٹماڑ ہو گئی

انتابلش کیوں کر رہی ہوں میری جان۔۔

میں پہلے ہی خود پر بڑی مشکل سے ضبط کیے

کھڑا ہوں۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ جھٹکے سے بالاج خانزادہ کے چوڑے سینے سے ٹکرائی بالاج پلیز۔۔ ابھی کچھ نہیں۔۔ میرا میک اپ خراب ہو جائے گا۔۔ روپ نے بالاج خانزادہ کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرنا چاہا چلو آج تمہارا میک اپ خراب کیے بغیر محبت کرتے ہیں۔۔ بالاج خانزادہ نے معنی خیز انداز میں کہا تو روپ نے گھبرا کر سوالیہ نظروں سے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا بالاج خانزادہ نے روپ کو بازو سے گھما کر اس کی کمر اپنی طرف کی اب روپ کے گہرے گلے پر چمکتا سیاہ تل بالاج خانزادہ کی آنکھوں

کے سامنے تھا

بالاج۔۔۔۔

ہششش۔۔۔ مجھے ڈسٹرب مت کرو۔۔۔ بالاج

نے روپ کی بولتی بند کرواتے اپنے سلگتے ہونٹ

اس کے تل پر رکھے تو روپ جی جان سے

کانپ اٹھی اس کا دل اتنی زور سے دھڑکنے

لگا کہ اس کی دھک دھک روپ کو واضح

سنائی دے رہی تھی

روپ۔۔۔ یہ پوشیدہ رعنائیاں صرف مجھ تک محدود

رکھو۔۔۔ کسی اور کی تم پر نظر میں ہر گز برداشت

نہیں کروں گا۔۔۔ بالاج خانزادہ نے اب تل پر

اپنے دانت گاڑھے

سس۔۔۔ روپ کی ہلکی سی سسکی نکلی تو بالاج

خانزادہ نے پھر سے اپنے ہونٹ تل پر رکھ
کر شدت سے بوسہ دیا روپ نے آنکھیں
بند کر کے اس کے لمس میں سکون محسوس کیا
بالاج خانزادہ نے ہاتھ بڑھا کر روپ کا جوڑا کھول
دیا روپ کے براؤن ریشمی بال اس کی کمر پر
آبشار کی طرح بکھر کر اس کا گہرا گلا چھپا گئے
اب ٹھیک ہے۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کا رخ
اپنی طرف موڑ کر اس کے چہرے سے بال
ٹھیک کرتے کہا تو روپ نے شرماتا کر بالاج خانزادہ
کے سینے میں پناہ ڈھونڈی

صبا اور یوسف خانزادہ کو سٹیج پر لا کر بیٹھا دیا
گیا تھا صبا پستہ اور گولڈن کلر کی کامدار میکسی

میں لائٹ میک اپ کے ساتھ سمپل سی جیولری
پہنے بالوں کو کرل کیے بے حد حسین لگ رہی
تھی یوسف خان زادہ کی نظریں بار بار صبا کی طرف
اٹھ رہی تھیں خوشی اس کے چہرے پر چھلک رہی
تھی پر یوسف خان زادہ کے مقابلے صبا سنجیدگی
سے بیٹھی تھی یہاں تک کہ اس نے ایک بار بھی
یوسف خان زادہ کی طرف نہیں دیکھا تھا جو آف
وائٹ تھری پیس میں کیوٹ سا شہزادہ لگ رہا تھا
کیا بات ہے آج تو اتنا حسن لیے مجھے مارنے کا ارادہ
کر کے آئی ہو کیا؟؟ یوسف خان زادہ نے موقع
دیکھتے صبا کے کان میں سرگوشی کی پر صبا یوں بنی
جیسے یوسف خان زادہ اس سے نہیں دیواروں
سے باتیں کر رہا ہے وہ سنجیدگی سے نظریں

جھکائے بیٹھی رہی اس نے یوسف خان زادہ کی
بات پر نہ تو بلش کیا اور نہ ہی کوئی جواب دیا۔
یوسف خان زادہ نے حیرت سے اس کے سنجیدہ
چہرے کی طرف دیکھا جو اس وقت سرد تاثرات
لیے بیٹھی تھی

یوسف خان زادہ مزید کوئی بات کرتا حویلی کے
بڑے رسم کرنے سیٹج پر آگئے خانم بی بی نے
صبا اور یوسف خان زادہ کے ہاتھ میں انگوٹھی
پکڑا کر انہیں ایک دوسرے کو پہنانے کی
اجازت دی۔۔۔

یوسف خان زادہ نے اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی
صبا کے سامنے کی تاکہ وہ اپنا ہاتھ رکھے اور
یوسف خان زادہ اسے انگوٹھی پہنائے پر صبانے

کوئی ری ایکٹ نہیں کیا وہ سنجیدگی سے یوسف
خانزادہ کی چوڑی ہتھیلی کو دیکھ رہی تھی
خانم بی بی کو لگا وہ جھجک رہی ہے اس لیے
انہوں نے صبا کا ہاتھ پکڑ کر یوسف خانزادہ
کے ہاتھ پر رکھ دیا تو یوسف خانزادہ نے صبا کو
انگوٹھی پہنا کر رسم ادا کی سب کی تالیاں لان
میں گونج اٹھیں

اب یوسف خانزادہ نے اپنا ہاتھ صبا کے آگے
کیا تاکہ وہ اسے انگوٹھی پہنائے پر صبا نے اس
بار بھی کوئی ری ایکٹ نہیں کیا
صبا انگوٹھی پہناؤ۔۔۔ خانم بی بی نے مسکرا کر کہا۔
تو صبا نے یوسف خانزادہ کی انگلی میں انگوٹھی
پہنادی ایک بار پھر سے تالیوں کے ساتھ

مبارک باد کا بھی شور اٹھا
انگلیجمنٹ مبارک جانِ من۔۔ یوسف خان زادہ
نے ہلکی سی سرگوشی کی پر دوسری طرف نو
لفٹ کا بورڈ لگا تھا

طبیعت ٹھیک ہے؟؟ یوسف خان زادہ نے پریشانی
سے پوچھا کیونکہ وہ کب سے نوٹ کر رہا تھا
صبا عجیب ری ایکٹ کر رہی ہے
اس بار بھی صبا چپ رہی تو یوسف خان زادہ نے
اس کے ہاتھ کو پکڑنا چاہا صبا نے ایسے ہاتھ
پیچھے کیا جیسے اسے کرنٹ لگا ہو یوسف خان زادہ
نے حیرت اور بے یقینی سے صبا کی طرف دیکھا
جو سنجیدگی سے سامنے دیکھ رہی تھی خوشی
کی ایک بھی رمک اس کے چہرے پر ڈھونڈنے

سے نہیں مل رہی تھی

یوسف خان زادہ نے مزید بات کرنا ٹھیک نہیں

سمجھا وہ چپ چاپ اپنی جگہ سے اٹھا اور

سیٹج سے اتر کر محبوب خان زادہ اور بالاج خان زادہ

کی طرف بڑھ گیا

بابا۔۔۔ مصطفیٰ کہاں ہے؟؟ الفت نے ادھر ادھر

دیکھتے پوچھا پر مصطفیٰ اسے کہیں بھی دکھائی نہیں

دیا۔۔۔

یہیں کہیں ہو گا تم فکر نہیں کرو۔۔۔ چوہدری نثار

علی کہہ کر پھر سے شارق خان زادہ اور براق خان زادہ

سے باتوں میں مصروف ہو گئے

الفت مصطفیٰ کو ڈھونڈنے اٹھی وہ اسے ڈھونڈتے

لان کے دائیں اطراف آئی جہاں کچھ کرسیاں

لگیں تھیں اور محبوب خان زادہ کے ساتھ
مصطفیٰ مزے سے بیٹھا چاکلیٹس کھا رہا تھا
مصطفیٰ۔۔ الفت نے غصے اور حیرت کے ملے

جلے تاثرات سے کہا

مصطفیٰ کے ساتھ محبوب خان زادہ نے چونک کر
الفت کی طرف دیکھا جو غصے سے مصطفیٰ کو
گھور رہی تھی

ماما۔۔ یہ میرے محبوب دوست ہیں۔۔ مصطفیٰ
نے ڈرتے ڈرتے کہا

فوراً یہاں آؤ۔۔ الفت نے دبی آواز میں غرا کر
مصطفیٰ کی بات کو نظر انداز کرتے کہا

آپ اس پر غصہ مت ہوں اسے میں ہی یہاں
لایا۔۔۔

اس سے پہلے محبوب خان زادہ اپنی بات مکمل
کرتا الفت نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک
دیا محبوب خان زادہ چپ کر گیا
میں اپنے بیٹے سے بات کر رہی ہوں۔۔ الفت
نے سر دلچے میں کہا اور آگے بڑھ کر مصطفیٰ
کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے جانے لگی
افت میری بات سنو۔۔

محبوب خان زادہ کی آواز پر الفت کے قدم جم
گئے اس نے حیرت سے مڑ کر محبوب خان زادہ
کی طرف دیکھا جس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں
افت کو اس بات سے حیرت ہوئی کہ محبوب
خان زادہ اس کا نام جانتا ہے اور کتنی جرات مندی
سے وہ اس کا نام لے گیا تھا

مصطفیٰ آپ جاؤ۔۔ محبوب خان زادہ نے مصطفیٰ
سے کہا تو وہ الفت سے اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگ
گیا۔۔

مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔ محبوب خان زادہ
نے وہی کھڑے سنجیدگی سے کہا
لیکن مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔۔ الفت غصے سے
کہہ کر مڑنے لگی جب محبوب خان زادہ کی بات
پر وہ پھر سے رک گئی
آپ کی عدت کب پوری ہوگی؟؟ محبوب خان زادہ
نے دھیمی آواز میں کہا پر الفت کا دماغ گھوم
گیا تھا

آپ ہوتے کون ہیں مجھ سے یہ سوال کرنے والے؟
الفت نے غصے سے کہا

آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں۔ محبوب خان زادہ

نے نرم لہجے میں کہا

دراصل میں خانم بی بی کو آپ کی حویلی رشتے

کی غرض سے بھیجنا چاہتا ہوں میں آپ کو پسند

کرتا ہوں اور آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں

محبوب خان زادہ کو اپنے سامنے الفت کو دیکھ

کر خود پر قابو نہیں ہو رہا تھا اس کا بس نہیں

چل رہا تھا وہ الفت کے آگے اپنا دل نکال کر

رکھ دے محبوب خان زادہ کی بات پر الفت

ہکی بکی اس کی شکل دیکھنے لگی جو نظریں جھکائے

الفت سے اظہارِ محبت کر رہا تھا

شرم آنی چاہیے آپ کو۔ ایک طلاق یافتہ لڑکی

سے آپ کتنے دھڑلے سے اظہارِ محبت کر رہے

ہیں الفت کا دل کیا محبوب خان کے منہ پر
ایک تھپڑ مار دے

اس میں غلط کیا ہے میں آپ سے جائز رشتہ
بنانا چاہتا ہوں آپ کو اپنا نام دینا چاہتا ہوں خود
کی عزت بنانا چاہتا ہوں محبوب خان زادہ نے
نہایت سنجیدگی سے ہر بات کی

مرد رشتے نہیں بناتا۔۔ رشتوں سے کھیلتا ہے جیسے
میرے باپ نے میری ماں کو طلاق دے کر
اس کے جزباتوں سے کھیلا جیسے میرا لالہ روز
ایک نئی لڑکی کے جذبات سے کھیلتا ہے اور جیسے
میرے سابقہ شوہر نے میرے جزباتوں سے
کھیلا۔۔ میری نظر میں مرد صرف کھیلتا ہے
محبت، رشتے بنانا، عورت کے احساسات سے کھیلنا،

عورت کو بے عزت کرنا، اس کے
جذبات سے اور اس کے جسم سے کھیل کر
اپنے پاؤں کی جوتی کہنا۔۔ مرد یہی کر سکتا ہے
سچی محبت اور وہ بھی عورت سے؟؟ نہیں۔۔
مرد کبھی سچی محبت نہیں کرتا وہ صرف عورت
کے جسم سے کھیلتا ہے اور جب اس کی بھوک
پوری ہو جاتی ہے وہ عورت کو داغدار کر کے
راستے میں رسوا ہونے کے لیے چھوڑ دیتا ہے
جیسے شہر و زونے مجھے چھوڑا۔۔ الفت بات کرتے
پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی
محبوب خان زادہ کے دل پر درد کی ٹیسس اٹھیں
اس کے دل و دماغ پر مرد کی محبت کو لے کر
کتنی غلط چھاپ تھی

سب مرد ایک جیسے۔۔۔
اوپلیز۔۔ میں تھک گئی ہوں یہ فضول بات
سن سن کر کہ سب مرد ایک جیسے نہیں ہوتے
لیکن سب مرد ہوس پرست ایک جیسے ہی ہوتے
ہیں۔۔ الفت نے محبوب خان زادہ کی بات
کاٹتے غصے سے بھنا کر کہا
ہوتے ہوں گے پر میں ان مردوں میں سے
نہیں ہوں۔۔ محبوب خان زادہ کے لہجے میں
کچھ تو ایسا تھا کہ الفت اپنی بھیگی آنکھیں
اٹھا کر اسے دیکھنے پر مجبور ہو گئی
میں رشتے بنانے سے پہلے ہی انہیں نبھانے
میں لگ جاتا ہوں۔۔۔ محبوب خان زادہ کی
مسکرا کر کہی بات پر الفت کے دماغ میں

تھوڑی دیر پہلے والا منظر گھوم گیا مصطفیٰ
کیسے اس کی گود میں بیٹھا چاکلیٹ کھا
رہا تھا

مجھے اب رشتوں اور باتوں میں کوئی دلچسپی
نہیں رہی۔۔۔ الفت نے گہرا سانس لیتے کہا اور
مڑ کر چلی گئی

بہت مشکل ہے پر ناممکن نہیں۔۔۔ محبوب
خانزادہ کو اس بات کی خوشی ہو رہی تھی
کہ اس نے آج الفت سے روبرو بات کی
باقی اس کی باتیں تکلیف دہ تھیں پر وہ
اپنا دل محبوب خانزادہ کے ساتھ ہلکا کر کے
گئی تھی جو اس نے ابھی تک کسی کے
ساتھ بھی نہیں کیا تھا اور اس بات پر

الفت خود بھی حیران ہو رہی تھی کیسے وہ
اپنی تکلیفیں محبوب خان زادہ کے ساتھ
شیر کر کے آئی ہے اور واقعی وہ اب
خود کو ہلکا محسوس کر رہی تھی پر اب
بے چین بھی تھی کیونکہ محبوب خان زادہ
کی طرف سے اس کے دل کی کیفیت بدل
رہی تھی جو اسے بے چین کر رہی تھی

بالاج آئیں نا۔ ہم بھی فوٹو سیشن کرواتے ہیں
بالاج خان زادہ ایک سائیڈ پر کھڑا موبائل پر
کسی سے بات کر رہا تھا اس نے روپ کو آتے
دیکھ فون بند کر دیا تاکہ اپنی سردارنی کی
بات سن سکے ورنہ لوگ تو سردار بالاج خان زادہ

کے انتظار میں کھڑے رہتے ہیں پر وہ اپنی سردارنی
کو انتظار نہیں کروا سکتا تھا بلکہ خود اس
کے انتظار میں ساری رات کمرے کے باہر
کھڑا رہا تھا

لیکن روپ مجھے یہ سب بالکل بھی پسند
نہیں ہے۔۔۔ بالاج خانزادہ نے نرمی سے منع
کرنا چاہا
اوکے۔۔۔

روپ نے منہ بنا کر کہا اور غصے سے جانے لگی
اچھا ٹھیک ہے چلو۔۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کو ناراض ہوتے دیکھ
فوراً ہتھیار ڈالے تو روپ خوشی سے مسکرا
کر بالاج کا ہاتھ پکڑ کر اسے فوٹو سیشن کے لیے

لے گئی صبا اور یوسف خان زادہ بھی فوٹو سیشن
کروا رہے تھے

"فوٹو گرافر بار بار صبا سے کہہ رہا تھا "سمائل پلیز
پر صبا جھوٹا بھی مسکرا نہ سکی

یوسف خان زادہ فلحال چپ چاپ صبا کا
موڈ نظر انداز کر رہا تھا

روپ بالا ج خان زادہ کے ساتھ فوٹو سیشن

کروانے لگی وہ اپنی مرضی سے پوز بنوا
رہی تھی اور بالا ج خان زادہ چپ چاپ مسکرا کر

جیسے وہ کہہ رہی تھی کیے جا رہا تھا

خانم بی بی تو دور سے انہیں دیکھ کر واری

صدقے جا رہی تھیں

یہاں تک کہ تقریب میں آئے مہمان بھی بالا ج

خانزادہ کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر حیران
ہو رہے تھے کیونکہ بالاج خانزادہ جب سے
سردار بنا تھا ہنسنا تو دور کی بات۔۔ وہ کبھی
مسکرایا بھی نہیں تھا پر روپ نے آکر اسے
سرتاپیر بدل دیا تھا

سبھی مہمان روپ کی قسمت پر رشک
کر رہے تھے جس سے بالاج خانزادہ بے پناہ
محبت کرتا تھا

بالاج ایک اور پوز میرے معصوم سے دماغ
میں آیا تھا پر وہ پرفیکٹ نہیں لگے گا۔

روپ نے برا سامنہ بنا کر کہا
کونسا پوز؟؟ اور پرفیکٹ کیوں نہیں لگے گا؟؟
بالاج خانزادہ نے حیرت سے پوچھا وہ کب

سے بالاج خانزادہ کو اپنی انگلیوں پر
نچا رہی تھی اور اب پتا نہیں کونسا پوز تھا
جو پرفیکٹ نہیں تھا
پہلے یہ بتائیں آپ نے آج شلوار قمیض کیوں
پہنی؟؟ تھری پیس کیوں نہیں پہنا؟؟
روپ نے بالاج خانزادہ کے بازو میں اپنا بازو
حائل کرتے پوچھا
جب سے سردار بنا ہوں تب سے نہیں پہنی دراصل
شلوار قمیض میں سرداروں والی فیلنگ
آتی ہے نا۔۔ بالاج خانزادہ نے صاف گوئی کی
ہممم۔۔۔ یہ بھی ہے۔۔ لیکن آج تو پہن لیتے نا۔۔
روپ نے کیوٹ سامنہ بنا کر فرمائش کی
اچھا میری جان۔۔ پھر کبھی پہن لوں گا

بالاج خانزادہ روپ کی کوئی بات ٹال دے

ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا

ویسے پوز کیا تھا؟؟

بالاج خانزادہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھا

پوز یہ تھا آپ اپنے دونوں ہاتھ میری کمر

پر رکھتے اور میں شرما کر آپ کی شرٹ

کے بٹن بند کر رہی ہوتی۔۔

روپ کے پوز بتانے پر پہلے تو بالاج خانزادہ

سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا پھر اس

کی ہنسی چھوٹ گئی

روپ نے حیرت سے منہ کھولے بالاج خانزادہ

کی طرف دیکھا

آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں؟؟

روپ نے غصے سے چھوٹی سی ناک پھلا
کر پوچھا

ارے نہیں۔۔ پاگل لڑکی۔۔ بٹن تو میری
اس شرٹ پر بھی لگے ہیں تم پوز بنوا لیتی
بالاج خانزادہ نے روپ کو ناراض ہوتا دیکھ
فوراً اپنی ہنسی کنٹرول کی

مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی۔۔ روپ
نے غصے سے کہا اور اندر کی طرف چلی گئی
اب سین کچھ یوں تھا روپ آگے آگے تھی
اور بالاج خانزادہ اس کے پیچھے پیچھے۔۔

منگنی صبا اور یوسف خانزادہ کی تھی پر
سبھی مہمانوں کی توجہ کا مرکز یہ کیل تھا
اور اس کی وجہ بالاج خانزادہ کا روپ کے

لیے بے انتہا پیار تھا جو سب کو حیران کر رہا
تھا یہاں تک کہ خانم بی بی بھی حیران
ہو رہی تھیں کیونکہ بالاج خان زادہ کا ایسا روپ
تو انہوں نے نتاشہ کے ساتھ بھی نہیں
دیکھا تھا جو روپ وہ روپ خانی کے ساتھ
دیکھ رہی تھیں

ماما۔۔ میں تھک گئی ہوں اپنے کمرے میں جاؤں؟
صبا نے رباب کو پاس بلا کر اس کے کان میں
سرگوشی کی پر یوسف خان زادہ سن چکا تھا
اس نے سنجیدگی سے نظریں گھما کر صبا
کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر تھکاوٹ
کم اور سردین زیادہ تھا

لیکن صبا بھی تو سب مہمان ہیں بس کچھ ہی
دیر کی بات ہے جب مہمان چلے جائیں گے تم
بھی اپنے کمرے میں چلی جانا۔

رباب نے صبا کو نرمی سے سمجھایا تو وہ
چپ سی کر گئی

تھوڑی دیر بعد مہمان جانے لگے تو صبا نے
رباب سے اشارے سے اجازت چاہی جو رباب
نے آنکھوں سے اسے دے دی
صبا آہستہ سے اٹھی اور حویلی کے اندر کی
طرف بڑھ گئی یوسف خان زادہ نے اسے جاتا
دیکھ فوراً اسے اٹھا اور اس کے پیچھے چلا گیا
صبار کو۔۔ بات سنو۔۔

یوسف خان زادہ زرا بلند آواز میں کہا پر صبا

ان سنی کرتی چلتی رہی
یوسف خان زادہ کا دماغ اب گھوم چکا تھا
وہ کب سے صبا کار وڈی ہیو ہیر بر داشت
کر رہا تھا یوسف خان زادہ نے غصے سے اپنے
قدم تیز کیے اور سیڑھیوں سے ہی صبا کا
بازو پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف موڑا
اتنا اٹیٹیوڈ کس بات کا دکھا رہی ہوا گر
مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو منہ پر
بات کرو میں معافی مانگ لوں گا پر اس طرح
منہ بنا کر تم مجھے غصہ دلارہی ہو۔۔
یوسف خان زادہ نے غصے سے دانت پیسے
بازو چھوڑیں میرا۔۔ اور آج کے بعد مجھے
ہاتھ مت لگائیے گانا کاح نہیں ہوا ہے ہمارا۔۔

جو آپ مجھے دھڑلے سے چھوئیں۔۔ صبا
نے جھٹکے سے بازو چھڑواتے غصے سے کہا
جانتا ہوں نکاح نہیں ہوا۔۔ پر ابھی تھوڑی
دیر پہلے سب کے بیچ تمہارا ہاتھ پکڑ کر
تمہیں انگوٹھی پہنائی ہے یوسف خان زادہ
صبا کے لہجے پر حیران ہوتے بولا
تو اس کا مطلب یہ نہیں آپ مجھے بنا
اجازت ہاتھ لگائیں آپ شہر کے لڑکوں کے لیے
یہ بات عام ہوگی پر میں گاؤں کی لڑکی
ہوں مجھے یہ سب بالکل نہیں پسند۔۔ سمجھے
آپ۔۔ صبا غصے سے کہہ کر مڑنے لگی
پر یوسف خان زادہ اب اسے بنا ہاتھ لگائے
اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا

بہت جلدی یاد آگیا تمہیں کہ تم گاؤں کی
لڑکی ہو۔۔ یوسف خان زادہ نے جتانے والے
انداز میں کہا

راستے سے ہٹیں۔۔ صبانے اس کی بات کو
نظر انداز کرتے سنجیدگی سے کہا
نہیں تو کیا کر لو گی؟؟ یوسف خان زادہ
کا ضبط جواب دے رہا تھا

میں ابھی اور اسی وقت آپ کی پہنائی
انگوٹھی آپ کے منہ پر مار دوں گی
صبانے یوسف خان زادہ کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈال کر بنا خوف سے کہا تو یوسف خان زادہ
اس کی اتنی دیدہ دلیری پر حیران پریشان
اسے دیکھنے لگا وہ صبا جو یوسف خان زادہ

کے سامنے بولتی ہی نہیں تھی سوائے
شرمانے کے اسے کچھ آتا ہی نہیں تھا آج
کتنے دھڑلے سے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہوئی
منگنی توڑنے کا کہہ گئی تھی
جانتی بھی ہو کیا کہہ رہی ہو؟؟

یوسف خان زادہ نے کچھ پل کی خاموشی
کے بعد دکھ سے کہا کچھ بھی تھا صبا کو
جس بات کا بھی غصہ تھا وہ یوسف خان زادہ
سے رشتہ توڑنے کا کیوں کہہ رہی تھی
بہت اچھے سے جانتی ہوں اور سیدھی صاف
بات ہے میں یہ منگنی کرنا ہی نہیں چاہتی تھی
صبا نے غصے سے رخ موڑ کر کہا

میرے خیال سے تم اپنے ہوش میں نہیں ہو

جاؤ آرام کرو صبح بات کریں گے
یوسف خان زادہ نے اپنا غصہ ضبط کرتے
صبا کی سائیڈ سے گزرنا چاہا
میں اپنے حوش و حواس میں ہی ہوں مجھے
میری عزتِ نفس بہت پیاری ہے میں آپ
کے پیچھے نہیں آئی تھی بلکہ آپ نے خود
مجھے باغ میں پروپوز کیا تھا اگر آپ کبھی
پہل نہیں کرتے تو میں مر جاتی پر کبھی خود
کو آپ کے آگے پیش نہیں کرتی
صبا کے آنسو لڑھک کر اس کے گالوں پر پھسلے
میں نے تم سے کب کہا کہ تم میرے پیچھے
آئی؟؟ یوسف خان زادہ کی سمجھ میں
نہیں آرہا تھا اسے ایک دم کیا ہو گیا ہے

لیکن آپ کی ماما تو یہی سمجھ رہی ہے نا
کہ میں نے آپ کو اپنی محبت کے جال میں
پھنسا یا ہے شہر کا ہینڈ سم لڑکا دیکھ کر
میں نے آپ کو اپنے پیچھے لگایا کیونکہ مجھ
جیسی گاؤں کی لڑکی کو مجھ جیسا گاؤں کا
رہنے والا ہی ڈیزر و کرتا تھا آپ کے لیے تو
شہر کی کوئی ماڈرن لڑکی ہونی چاہیے تھی
صبا نے غصے سے ایک ایک لفظ چبا کر کہا
تو یوسف خان زادہ کی سمجھ میں ساری
بات آگئی سارا کیا دھرا اس کی مام کا تھا
مام نے تم سے کچھ کہا؟؟
یوسف خان زادہ نے اس بار نرمی سے پوچھا
مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا میں بس آپ

سے شادی نہیں کر سکتی۔۔ میں صبح ہی
اس انگیجمنٹ سے انکار کرنا چاہتی تھی پر
مہمانوں کو دعوت نامے جاچکے تھے اگر منگنی
ٹوٹی تو میرے لالہ کی عزت خراب ہوتی پر
اب سب مہمان جاچکے ہیں تو بہتر ہو گا آپ
مجھے اس منگنی کے رشتے سے آزاد کر دیں
صبا ہاتھ سے انگوٹھی اتارنے لگی پر یوسف
خان زادہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا
تم مام کی باتوں کو دل پر لے کر میرا اور
اپنا دل توڑ رہی ہو۔۔ یوسف خان زادہ کے
لہجے میں دکھ تھا
نہیں۔۔ میرا دل نہیں ٹوٹ رہا۔۔ کیونکہ مجھے
آپ سے محبت نہیں ہے صبا نے جھٹکے سے

اپنا ہاتھ چھڑایا

صبا۔۔ سوچ سمجھ کر بولو۔۔ میں چپ چاپ

سن رہا ہوں کیونکہ میں سمجھ گیا ہوں مام

نے تمہارا دل دکھایا ہے انہوں نے ضرور تمہیں

کچھ ایسا کہا ہے کہ جو تم سے برداشت نہیں

ہوا۔۔ پر پلینز تم میرے جز باتوں کا بھی خیال

کرو۔۔ یوسف خان زادہ نے نرمی سے کہہ کر

صبا کے آنسو صاف کرنے چاہے

میں نے کہا نا۔۔ مجھے آپ سے محبت نہیں ہے

صبا نے غصے سے یوسف خان زادہ کا ہاتھ

جھٹکا

اچھا میں مام کی طرف سے تم سے معافی

مانگتا ہوں۔۔ تم پلینز ریلیکس ہو جاؤ۔۔

یوسف خان زادہ نے گہرا سانس لیتے خود
کو بھی کمپوز کرنے کی کوشش کی
ان سب کی کوئی ضرورت نہیں جب چچی راضی ہی
نہیں تھیں تو کیوں آپ نے مجھے خوبصورت
خواب دکھائے۔۔ صبا پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی
صبا۔۔ ایم سوری۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں
مام تم سے کبھی بھی اس متعلق بات
نہیں کریں گی۔۔ وہ کبھی بھی تمہاری
انسٹ نہیں کریں گی۔۔ یوسف خان زادہ
کو صبا کے تیور ٹھیک نہیں لگ رہے تھے
اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا
تبھی براق خان زادہ کے ساتھ بالاج خان زادہ
اور روپ حویلی کے اندر آئے تو صبا

کو سیر ھیوں میں کھڑا روتا دیکھ وہ
پریشانی سے آگے بڑھے
میں نے آپ سے کہانا۔۔ مجھے آپ سے محبت
نہیں ہے۔۔۔۔

یہ رہی آپ کی رنگ۔۔ آپ اپنی مام کی من
پسند لڑکی کو پہن مایئے گا کیونکہ میں گاؤں
کی دبوسی لڑکی سب کچھ برداشت کر
سکتی ہوں پر اگر بات میرے کردار یا
میری عزت نفس پر آئے گی تو میں
برداشت نہیں کروں گی۔۔ سنا آپ نے۔۔
صبا نے انگوٹھی اتار کر یوسف خان زادہ
کے ہاتھ میں پکڑائی اور ایک ایک لفظ پر
زور دیتے سیر ھیاں چڑھ گئی

براق خانزادہ کے ساتھ بالاج خانزادہ اور
روپ بات سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے
یوسف۔۔ کیا کہا تم نے صبا سے؟؟ جو وہ
منگنی توڑ کر چلی گئی۔۔

براق خانزادہ نے غصے سے یوسف خانزادہ
سے پوچھا جو اپنی ہتھیلی پر پڑی انگوٹھی
کی طرف یک ٹک دیکھ رہا تھا اسے صبا
سے اتنے شدید رد عمل کی توقع نہیں تھی
اسی وقت حویلی کے سبھی افراد اندر کی
طرف آئے اور سیڑھیوں کے پاس ان چاروں
کو کھڑا دیکھ ان کی طرف بڑھے
براق۔۔ کیا ہوا آپ سب پریشان کیوں ہیں؟؟
علینا نے گم سم کھڑے یوسف خانزادہ

کی طرف دیکھ کر براق خانزادہ سے پوچھا
تو یوسف خانزادہ نے اپنی غصے سے سرخ
آنکھیں اٹھا کر اپنی ماں کی طرف دیکھا
جس کی وجہ سے اس کی محبت اس
سے روٹھ گئی تھی

یوسف خانزادہ کی آنکھیں نم تھیں اس
نے علینا کی بات پر اپنی ہتھیلی علینا کے
سامنے کر دی جس پر صبا کی رکھی انگوٹھی
پڑی تھی

علینا کے ساتھ سب نے یوسف خانزادہ
کی ہتھیلی کی طرف دیکھا سب اتنا تو
سمجھ گئے کہ یہ انگوٹھی صبا کی ہے
پر اس وقت یوسف خانزادہ کی ہتھیلی پر

کیا کر رہی ہے سب کے دماغ میں یہ سوال
چل رہا تھا

یہی چاہتی تھیں نہ آپ؟؟ یوسف خان زادہ
نے بھرائی آواز میں کہا
تو علینا کچھ کچھ بات سمجھ گئی

یوسف۔۔ میرا مقصد۔۔ صبا کا دل دکھانا۔۔
آپ کا مقصد پورا ہو گیا ہے مام۔۔ آپ
شروع دن سے ہی صبا کو ناپسند کرتی
تھیں۔۔

یوسف خان زادہ نے علینا کی بات کاٹ
کر چلا کر کہا تو سبھی حویلی والے
یوسف خان زادہ کو اس قدر غصے میں
دیکھ حیران و پریشان ہوئے تھے

آپ کو میرے لیے شہر کی ماڈرن لڑکی
چاہیے؟؟ بولیں۔۔۔

یوسف خان زادہ کے آنسو ٹوٹ کر اس
کی آنکھوں سے نکلے

روپ کے دل کو کچھ ہوا وہ پہلی بار
اپنے لالہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ رہی تھی
نہیں یوسف۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔

علینا خود یوسف خان زادہ کو تکلیف
میں دیکھ کر پریشان ہو گئیں

معاف کر دوں؟؟ نہیں مام۔۔ آپ مجھے معاف
کر دیں میں نے آپ کی مرضی کے خلاف
ایک لڑکی سے محبت کی۔۔ مجھے تو

آپ سے اجازت لینی چاہیے تھی آپ سے

پوچھنا چاہیے تھا کہ مام مجھے صبا
پسند ہے محبت ہو جانے دوں یا نہیں
اور اگر دل نہ مانے تو دل کو جسم سے
نکال کر پھینک دوں۔۔ مجھے آپ سے

پوچھنا چاہیے تھا یوسف خان زادہ
پاگل ہو رہا تھا اسے برداشت نہیں ہو رہا تھا
کہ صبا اس سے رشتہ توڑ چکی ہے
یوسف سنبھالو خود کو۔۔

براق خان زادہ نے یوسف خان زادہ کے کندھے
پر ہاتھ رکھتے کہا

علینا کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اپنے بیٹے کے
آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کرے پر یوسف
خان زادہ جس قدر غصے میں تھا عینا کے

منہ سے لفظ ہی نہیں نکل رہے تھے
بابا۔۔ آپ لوگ میری فکر مت کیجئے گا آپ
لوگ اپنی زندگیوں میں خوش رہیں میں
نے خوشیوں کی چاہ کی۔۔ پر میری ماں
چاہتی تھی میں اپنی خوشیوں کا گلا
دبا دوں۔۔ تو میری ماں کی یہ خواہش پوری
ہو چکی ہے یوسف خان زادہ اپنی خوشیوں
کا گلا گھونٹ کر جا رہا ہے۔۔
یوسف خان زادہ نے غصے سے کہا اور تیز
قدم لیتا حویلی کے داخلی گیٹ کی طرف بڑھا
یوسف۔۔ یوسف خان۔۔ بات سنو۔۔
براق خان زادہ کے ساتھ شارق خان زادہ اور
بالاج خان زادہ بھی اس کے پیچھے بھاگے پر تب

تک یوسف خان زادہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر
گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا یوسف خان زادہ کی
گاڑی حویلی کے باہر ہی کھڑی تھی دیکھتے ہی
دیکھتے وہ گاڑی زن سے بھگالے گیا

پیچھے براق خان زادہ اور شارق خان زادہ اسے
آوازیں دیتے رہ گئے

بالاج خان زادہ نے حشمت علی کو گارڈز کے

ساتھ یوسف خان زادہ کا پیچھا کرنے کا

اشارہ کیا

براق خان زادہ غصے سے اندر آئے اور علینا کو

گلے سے پکڑ لیا

شارق خان زادہ اور محبوب خان زادہ نے بڑی

مشکل سے براق خان زادہ کے ہاتھوں علینا کو

چھڑوایا

اتنے سال تم نے مجھے میرے گھر والوں سے
دور رکھا۔۔ میں چپ رہا۔۔ اور آج تمہاری وجہ
سے میرا بیٹا مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔۔ ایک
بات یاد رکھنا علینا۔۔ اگر یوسف خان واپس
نہیں آیا یا اسے کچھ بھی ہوا تو میں تمہیں اپنی
زندگی سے نکال دوں گا۔۔ طلاق دے دوں گا
میں تمہیں۔۔ براق خانزادہ غصے سے ہانپ
رہے تھے ان کی اتنی بڑی بات پر خانم بی بی
نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا جبکہ علینا کا پورا
جسم زلزلے کی زد میں آ گیا
شارق خانزادہ براق خانزادہ کو کھینچ کر
وہاں سے لے گئے کہ کہیں غصے میں وہ کچھ

الٹا سیدھا نہ کہہ دیں

آپ کے حربے مجھ پر نہیں چلے تو آپ نے

لالہ سے ان کی خوشیاں چھیننا چاہیں۔۔

اگر میری لالہ کو کچھ بھی ہوا نام۔۔

تو میں بھی آپ کو معاف نہیں کروں گی

روپ نے روتے ہوئے علینا سے کہا اور وہاں

سے چلی گئی

رباب اور خانم بی بی بھی تاسف سے علینا

کو دیکھتے وہاں سے چلی گئیں

محبوب خان زادہ صبا کو دیکھنے اس کے

کمرے میں چلا گیا جبکہ بالاج خان زادہ کے

قدم روپ کے کمرے کی طرف اٹھے روپ

روتے ہوئے وہاں سے گئی تھی اور بالاج

خانزادہ اپنی چھوٹی سی سردارنی کو روتے
ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا
پیچھے علینا کیلی کھڑی رہ گئی
وہ وہیں ایک سیڑھی پر ڈھے گئی اور زار و قطار
رونے لگی

وہ اپنی اولاد کو اپنی مرضی کی زندگی دینا
چاہتی تھیں پر وہ یہ بات بھول گئی تھیں
کہ انسان لاکھ اپنی مرضی چلائے پر ہمارا اللہ
جس نے ہمیں اس دُنیا میں بھیجا ہے جس
نے کل کائنات بنائی ہے وہ اپنے بندوں کو دے
کر بھی آزماتا ہے اور ان سے لے کر بھی
آزماتا ہے

علینا چاہتی تھی روپ کی اور یوسف خان زادہ

کی شادی ان کی من مرضی سے ہو پر اللہ نے
روپ کا نصیب بالاج خانزادہ کے ساتھ لکھا تھا
علینا نے کافی تگ و دو کی۔۔ کہ روپ کا
بالاج خانزادہ سے کبھی بھی رشتہ نہ بنے پر
روپ کے دل میں بالاج خانزادہ کے لیے محبت
خود بخود پیدا ہو گئی تھی علینا کی لاکھ
کوششوں کے بعد ان کا نصیب مل گیا تھا
اور اب وہ یوسف خانزادہ کو اپنی طرح شہر
کی ماڈرن لڑکی سے بیاہنا چاہتی تھیں پر
یوسف خانزادہ کو پہلی نظر میں ہی صبا سے
محبت ہو گئی

علینا یہ بات بھول گئی کہ ہم جتنی مرضی اپنی
مرضی چلائیں پر دنیا چلانے والا اوپر بیٹھا ہے

جیسے اس نے روپ اور بالاج خان زادہ کا جوڑا

بنایا تھا ویسے ہی صبا اور یوسف خان زادہ کا

جوڑا بنایا تھا

روپ اور بالاج خان زادہ ایک دوسرے سے نکاح

کے بندھن میں بندھ گئے تھے اب دیکھنا یہ

ہے یوسف خان زادہ اور صبا کتنی مشکلوں

سے گزر کر اور کیسے نکاح کے پاک بندھن میں

بندھتے ہیں

صبا اپنے کمرے میں آئی دوپٹہ سر سے

کھینچ کر بیڈ پر پھینکا ہاتھوں سے چوڑیاں گجرے

ایک ایک کر کے جیولری اتار کر اس نے پورے

کمرے میں ادھر ادھر پھینک دی رورو کر اس

کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں وہ بیڈ پر بیٹھی
اور ہچکیوں سے رونے لگی
محبوب خان زادہ صبا کے کمرے میں آیا تو
وہ بیڈ پر بیٹھی بری طرح رو رہی تھی
خانی۔۔

محبوب خان زادہ تڑپ کر آگے بڑھا اور صبا
کو سینے سے لگا لیا اپنے لالہ کا سہارا پا کر صبا
مزید رونے لگی

چپ ہو جاؤ صبا۔۔ خود کو اذیت مت دو۔۔
محبوب خان زادہ نے نرمی سے اس کے سر پر
ہاتھ پھیرتے کہا

لالہ۔۔۔ آپ نہیں۔۔ جانتے۔۔ چچی۔۔۔ نے میرا۔۔ بہت
دل دکھایا۔۔۔ صبا نے ہچکیوں سے کہا

چچی نے تمہارا دل دکھایا اور تم نے یوسف خان زادہ
کا۔۔ پھر اب رو کیوں رہی ہو؟؟ محبوب خان زادہ
نے سنجیدگی سے کہا تو اس کی بات پر
صبا نے جھٹکے سے سراٹھا کر حیرت سے
محبوب خان زادہ کی طرف دیکھا
ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔ کچھ غلط تو
نہیں کہامیں نے۔۔ چچی کی باتوں کی کڑواہٹ
تم یوسف خان زادہ پر نکال چکی ہو تو اب
رونے کی ضرورت نہیں ہے ریلیکس رہو۔۔
ویسے بھی یوسف خان حویلی چھوڑ کر
جا چکا ہے۔۔ محبوب خان زادہ کی آخری بات
پر صبا کے چہرے پر سایہ سا لہرایا
لالہ۔۔۔ یہ۔۔ آپ۔۔ کیا۔۔۔ کہہ۔۔ رہے ہیں؟؟

صبا کے منہ سے لفظ ٹوٹ کر نکلے
 مجھے تم سے اتنی بے وقوفی کی توقع نہیں
 تھی صبا۔۔ اگر چچی نے تم سے کچھ بھی
 کہہ دیا تو وہ تو ایسی ہی ہیں۔۔ ان کی وجہ
 سے تم نے یوسف خان زادہ کا دل کیوں دکھایا
 صرف اس لیے کہ علینا چچی یوسف خان زادہ
 کی ماں ہیں۔۔

محبوب خان زادہ کا لہجہ جتانے والا تھا صبا
 ایک دم چپ سی کر گئی
 تمہیں اگر چچی کی باتیں بری لگی تھیں تو
 حویلی میں کسی سے بھی شیئر کر لیتی خانم
 بی بی یا بالاج لالہ سے کہہ دیتی پر تم نے تو
 سیدھا یوسف خان کے منہ پر ہر بات کہہ کر

انگوٹھی اس کے ہاتھ میں پکڑادی۔۔ اس دُنیا
میں تمہیں بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جو
تمہاری خوشیوں کی راہ میں رکاوٹ بنیں گے
پر فیصلہ تمہارا ہو گا تم ان لوگوں کی بات
پر کان دھر کر ان لوگوں سے تعلق ختم کرو
گی جو تمہاری خوشیوں کی اصل وجہ ہیں
یا پھر کان بند کر کے اپنا خوشیوں بھرا راستہ
خود چنو گی۔۔ حالات کا مقابلہ کرنا سیکھو
مضبوط بنو۔۔

چچی کے اگے تم یقیناً چپ رہی ہو گی انہیں
کسی بات کا جواب نہیں دیا ہو گا اور انہیں
باتوں کا بدلہ تم نے یوسف خان سے لے لیا
صرف اس لیے کہ وہ چپ چاپ تمہاری سنتا رہا

سہتارہا، اور جانتی ہو وہ کیوں سنتا اور
سہتارہا کیونکہ وہ تم سے محبت کرتا ہے
لیکن تم نے کیا کیا۔۔۔ پل نہیں لگایا اور اس
کا محبت بھرا دل توڑ دیا۔۔۔

محبوب خان زادہ صبا کو اس کی غلط باتوں
کا احساس دلارہا تھا صبا آنسو بہاتی سر
جھکا کر محبوب خان زادہ کی باتیں سن رہی
تھی اور اسے کہیں نہ کہیں احساس بھی
ہو رہا تھا کہ وہ یوسف خان زادہ کے ساتھ
غلط کر آئی ہے

میں یہ نہیں کہتا کہ تم چچی کو جواب دیتی
یا چپ کر کے سہتی۔۔۔ پر یہ جو تم نے یوسف
خان زادہ کے ساتھ کیا ہے وہ بھی ٹھیک نہیں

تھا جانتی ہو وہ حویلی سے جا چکا ہے اور جس
انداز سے وہ حویلی سے نکلا ہے مجھے بہت
تکلیف ہو رہی تھی اسے دیکھ کر۔۔
جیسے تم تڑپ رہی ہو ویسے ہی وہ بھی
تڑپا ہے۔۔ محبوب خان زادہ سنجیدگی سے ہر
بات کہتا گیا صبا کے دل میں ہول اٹھنے لگے
یوسف خان زادہ حویلی چھوڑ کر چلا گیا۔۔
یہ بات اسے بے سکون کر گئی تھی یوسف
خان زادہ جب دودن کے لیے لاہور گیا تھا تو
صبا سے رہا نہیں جا رہا تھا اب تو وہ حویلی سے
نکل کر نا جانے کہاں چلا گیا تھا
لالہ۔۔ اب میں کیا کروں؟؟ میں نے اپنے
ہاتھوں ہی اپنی خوشیاں تباہ کر دیں۔۔ نہ میں

نے خود کا سوچا نہ ہی ان کا۔۔ صبا پھوٹ پھوٹ
کر رونے لگی

یوسف خان بہت غصے سے حویلی سے نکلا
ہے تم بس دعا کرو وہ غصے میں کوئی الٹا قدم
نہ اٹھالے۔۔ محبوب خان زادہ نے پریشانی سے
کہا تو صبا کے رونے میں مزید روانی آگئی
محبوب خان زادہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ
کر اسے تھپکی دی

روپ بالا ج خان زادہ کے سینے سے لگی بے آواز
آنسو بہا رہی تھی بالا ج خان زادہ اس کے آنسوؤں
تڑپ رہا تھا

روپ۔۔ حشمت علی گیا ہے یوسف خان کے

پیچھے تم فکر مت کرو۔۔۔ بالاج خانزادہ نے
اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر روپ
کے دونوں گالوں پر پھسلے آنسو اپنے ہونٹوں
سے چنے۔۔۔

بالاج۔۔۔ مام نے ایسا کیوں کیا؟؟ پہلے وہ مجھے
آپ سے دور کرنا چاہتی تھیں اب لالہ کو صبا
سے۔۔۔ روپ نے روتے ہوئے سوال کیا تو
بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیتے روپ کا
سر اپنے سینے سے لگالیا

بالاج۔۔۔ آپ مجھے کبھی چھوڑو گے تو
نہیں نا؟؟ روپ کے دل میں پتا نہیں کیا
آیا وہ بالاج خانزادہ سے سوال کر بیٹھی
تم پاگل ہو روپ۔۔۔ ایسا آج تو سوچ لیا

دوبارہ مت سوچنا۔ تم بالاج خانزادہ کے
لیے کتنی ضروری ہو گئی ہو اس بات کا
اندازہ تمہیں وقت کے ساتھ ہو جائے گا
بالاج خانزادہ نے روپ کا چہرہ تھوڑی سے
پکڑ کر اوپر کرتے کہا
میں بھی آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی آپ
کبھی بھی مجھے خود سے جدا مت کرنا
مجھ سے برداشت نہیں ہوگا۔
روپ نے بالاج خانزادہ کی اجرک مٹھیوں
میں دبوچ لی جیسے وہ ابھی اس سے دور
چلا جائے گا بالاج خانزادہ نے روپ کے ماتھے
پر بوسہ دیتے اسے خود میں بھینچ لیا
تبھی بالاج خانزادہ

کامو بائل رنگ ہوا حشمت علی کا فون تھا
 بالاج خان زادہ نے فون اٹھایا تو حشمت علی
 کی بات سن کر اس کے چہرے کا رنگ
 فق ہوا۔۔ جسے روپ نے غور سے دیکھا

یوسف خان زادہ غصے سے سڑک پر ریش
 ڈرائیونگ کر رہا تھا رنگ اس نے ڈیش بورڈ
 پر پھینک دی تھی آنکھیں غصے کی زیادتی
 سے سرخ ہو رہی تھیں لب بھینچے وہ اندھا دھند
 ڈرائیونگ کر رہا تھا

ایک بار بھی تم نے میرا نہیں سوچا۔۔ کتنی
 خود غرضی دکھائی تم نے صبا۔۔ کاش
 میں کبھی گاؤں نہیں آتا۔۔ کاش مجھے

تم جیسی خود غرض لڑکی سے محبت
ہی نہ ہوتی۔۔ ایک بار مان سے میرے پاس
آتی۔۔ مجھ سے شکوے شکایتیں کرتی۔۔
میں سب ٹھیک کر دیتا۔۔ لیکن تم نے تو
پل نہیں لگایا اور رشتہ ختم کر دیا۔۔
یوسف خان زادہ کے دماغ میں صبا کو لے
ہزار سوچیں چل رہی تھیں اس کا چہرہ
غصے سے سرخ ہو گیا تھا اس کا بس نہیں
چل رہا تھا وہ ساری دنیا تہہ وبالا کر دے
اس کے پورے جسم میں درد کی ٹیسیں اٹھ
رہی تھیں
میری ماں کی کہی باتوں کی سزا تم نے مجھے دی
اتنا ہی سوچ لیتی۔۔ یوسف خان زادہ تمہارے

"بغیر نہیں رہ سکتا۔" کاش مجھے موت اجائے

یوسف خان زادہ نے کرب سے سوچا گاڑی کی
سپیڈ فل کیے یوسف خان زادہ نے آنکھوں میں

آئے آنسو بازو سے صاف کیے

تبھی لیفٹ سائیڈ سے ایک گاڑی آئی اور

یوسف خان زادہ کی گاڑی سے ٹکرائی ایک

دم سے یوسف خان زادہ سے گاڑی کی رفتار

چھوٹی اس نے گاڑی کی سپیڈ قابو کرتے

اسے رائیٹ سائیڈ پر ڈالنے کی کوشش کی

پر پیچھے سے آتی ایک اور گاڑی یوسف

خان زادہ کی گاڑی سے ٹکرائی یوسف خان زادہ

کا ہاتھ سٹیرنگ سے چھوٹا ٹائروں کی چرچراہٹ

کی آوازیں سنائے میں گونجیں اور تین گاڑیاں

آپس میں بری طرح ٹکرائیں
حشمت علی کی گاڑی کہیں پیچھے رہ گئی
تھی اسے کہیں بھی یوسف خان زادہ کی
گاڑی دکھائی نہیں دے رہی تھی
اسے دور سے لوگوں کا ہجوم دکھائی دیا حشمت
علی نے ڈرائیور کو گاڑی ہجوم کی طرف لے
جانے کا اشارہ کیا
وہاں تین گاڑیوں کا بری طرح روڈ ایکسیڈنٹ
ہوا تھا پراسوس کی بات یہ تھی ان میں
سے ایک گاڑی یوسف خان زادہ کی تھی
حشمت علی کے سر پر ساتوں آسمان گھوم
گئے اس نے کانپتے ہاتھوں سے بالاج خان زادہ
کو فون کر کے اطلاع دی

بالاج خانزادہ حشمت علی کی بات سن کر
ایک دم سکتے میں آگیا
بالاج۔۔ کیا ہوا؟؟ لالہ مل گئے؟؟ وہ ٹھیک
تو ہیں نا؟؟؟

روپ کے دل کو کچھ ہو رہا تھا اسے لگ رہا
تھا جیسے کچھ برا ہونے والا ہے اوپر سے
بالاج خانزادہ کی خاموشی اسے مزید پریشان
کر رہی تھی

کچھ تو بولیں۔۔۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔
روپ نے بے بسی سے روتے ہوئے کہا تو
بالاج خانزادہ ایک نظر اسے دیکھ کر تیر
کی تیزی سے اس کے کمرے سے نکلا اور
صبا کے کمرے کی طرف بڑھا

جہاں محبوب خان زادہ موجود تھا
روپ بالاج خان زادہ کے چہرے پر گھبراہٹ
دیکھ چکی تھی وہ بھی تیزی سے بالاج خان زادہ
کے پیچھے لپکی۔۔

محبوب خان۔۔ جلدی چلو۔۔

بالاج خان زادہ نے صبا کے کمرے کا دروازہ کھول
کر کانپتی آواز سے کہا اور نیچے کی طرف
بھاگا بالاج خان زادہ کو اتنی عجلت میں
دیکھ کر محبوب خان زادہ اور صبا پہلے تو
حیران ہوئے پھر محبوب خان زادہ فوراً
بالاج خان زادہ کے پیچھے بھاگا
لالہ۔۔ لالہ سنیں تو۔۔ کیا ہوا ہے؟؟ بالاج نے
کیا کہا آپ سے؟؟

روپ نے محبوب خان زادہ کا راستہ روک
کر پوچھا

پتا نہیں خانی۔۔ لالہ بہت گھبرائے ہوئے ہیں
مجھے اپنے پیچھے آنے کا کہا ہے میں چلتا

ہوں۔۔۔ محبوب خان زادہ نے جلدی سے کہا
اور ایک ساتھ دو تین سیڑھیاں پھلانگتا

نیچے کی طرف بھاگا

خانی۔۔ کیا ہوا ہے؟؟ لالہ پریشان کیوں تھے؟

صبا نے کمرے سے نکل کر روپ سے پوچھا

اس کا خود کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا

پتا نہیں صبا۔۔ حشمت علی کا فون آیا تھا

بالاج نے حشمت علی کو یوسف لالہ کے پیچھے

بھیجا تھا۔۔

روپ بات کرتے خانم بی بی کے کمرے کی طرف
بھاگی پر صبا جوں کی توں کھڑی رہ گئی
یوسف کے پیچھے گئے تھے حشمت چچا۔۔ پھر
کیا ہوا ہو گا جولالہ اتنی جلدی میں تھے
صبا پریشانی سے بڑ بڑائی
آنسو تو اتر اس کے گال بھگونے لگے۔۔
یا اللہ۔۔ یوسف کو خیر و عافیت سے رکھنا۔۔
صبا نے اپنے آنسو صاف کیے اور خانم
بی بی کے کمرے میں چلی گئی
جہاں اب حویلی کے سب افراد اکھٹے ہو
چکے تھے

براق خانزادہ اور شارق خانزادہ کبھی بالاج
خانزادہ تو کبھی محبوب خانزادہ کو فون

کر رہے تھے پر وہ دونوں ہی فون نہیں
اٹھا رہے تھے

بڑے ابو۔۔ آپ حشمت علی کو فون کریں نا
گھبرائی ہوئی روپ نے کہا تو شارق خانزادہ
سر ہلا کر حشمت علی کو فون کرنے لگے
اگر میرے بیٹے کو کچھ بھی ہوا نا۔۔ تو میں
تمہاری سانسیں تم پر تنگ کر دوں گا۔۔
براق خانزادہ نے بے آواز روتی علینا سے کہا
تو اس کے رونے میں اضافہ ہو گیا
حشمت علی تم یوسف خانزادہ کے پیچھے
گئے تھے نا۔۔ کہاں ہے یوسف خانزادہ؟؟
اور بالاج خانزادہ اور محبوب خانزادہ
کہاں ہیں؟؟

حشمت علی کے فون اٹھاتے ہی شارق خانزادہ

نے عجلت میں پوچھا

وہ۔۔ بڑے سائیں۔۔ وہ یوسف سائیں۔۔ کا

ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔

حشمت علی نے ڈرتے ڈرتے کہا

کیا؟؟؟؟

شارق خانزادہ کے چہرے کا رنگ بدلا سبھی

شارق خانزادہ کی طرف متوجہ ہوئے

لالہ۔۔ کیا ہوا ہے؟؟ کیا کہا حشمت علی نے؟؟

براق خانزادہ کے منہ سے بمشکل لفظ نکلے

صبا کا دل زور سے دھڑکا

یوسف خان۔۔ کا۔۔ ایکسیڈنٹ۔۔

شارق خانزادہ نے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں

کہہ کر بات ادھوری چھوڑی تو وہاں کھڑے
سبھی نفوس سکتے میں آگئے
صبا کی آنکھیں خوف اور بے یقینی سے
پھیلیں۔۔۔ روپ بھی گم سم بے یقینی سے
کبھی براق خانزادہ کو دیکھنے لگی تو کبھی
شارق خانزادہ کو۔۔

خانم بی بی کی بھی حالت ان سے کچھ
مختلف نہیں تھی جبکہ علینا کو لگا پوری
خان حویلی کی چھت اس پر آن گری ہے۔۔۔
لالہ۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟؟
براق خانزادہ نے شارق خانزادہ کو کندھوں
سے پکڑ کر ان کا رخ اپنی طرف موڑا
یوسف خان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔

شارق خانزادہ نے براق خانزادہ کی طرف
دیکھتے کہا تو صبا کے سامنے زمین و آسمان
گھومنے لگے صبا نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا
پر ایک زوردار چکر آیا اور وہ زمین پر
ڈھے گئی
سبھی حویلی والے صبا کی طرف لپکے۔۔

سردار سائیں جو گاڑی لیفٹ سائیڈ سے
آئی اس میں چالیس سالہ آدمی تھا وہ بیچ
گیا ہے پر جو گاڑی پیچھے سے آئی اس میں
بیس بائیس سال کا لڑکا تھا جو نشہ کر کے
گاڑی چلا رہا تھا اور اسی گاڑی نے آپ کے بھائی
کو گاڑی کو ہٹ کیا ہے

اسوقت اس لڑکے کی اور آپ کے بھائی یوسف
خانزادہ کی حالت کافی سیریس ہے۔۔۔ یم نے
اس لڑکے کے گھر والوں کو بھی اطلاع کر دی
یہ یہ کچھ سامان آپ کے بھائی کی گاڑی
سے ملا ہے۔۔

محبوب خان زادہ اور بالاج خانزادہ اس
وقت آپریشن تھیٹر کے سامنے کھڑے تھے
دور ہی ایک سائیڈ پر حشمت علی گارڈز کے
ساتھ کھڑا تھا

اندر یوسف خان زادہ کا آپریشن ہو رہا تھا جس
کے سر پر بری طرح چوٹیں آئی تھیں اور دائیں
ٹانگ بھی ایکسیڈنٹ میں متاثر ہوئی تھی
پولیس آفیسر نے آکر بالاج خانزادہ کو ساری

معلومات دی اور یوسف خان زادہ کا کچھ
سامان، گھڑی والٹ اور دو انگوٹھیاں تھیں
ایک انگوٹھی وہ تھی جو اسے تھوڑی دیر پہلے
صبانے پہنائی اور ایک انگوٹھی صبا کی تھی
جو وہ یوسف خان زادہ کو واپس کر کے اس
سے رشتہ ختم کر چکی تھی

بالاج خان زادہ نے آفیسر سے وہ پلاسٹک بیگ
پکڑا جس میں یوسف خان زادہ کی چیزیں تھیں
تو آفیسر اجازت لے کر چلا گیا
لالہ۔۔۔ میرادل گھبرا رہا ہے۔۔۔

محبوب خان زادہ نے بے چینی سے کہا تو
بالاج خان زادہ جو خود اپنے ہونٹ سے کھڑا
تھا اس نے نم آنکھیں اٹھا کر محبوب

خانزادہ کی طرف دیکھا جو بے چینی سے

اپنا سینا مسل رہا تھا

کچھ نہیں ہوگا۔۔ تم گھبراؤ مت۔۔

بالاج خانزادہ نے محبوب خانزادہ کے

کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی پر

محبوب خانزادہ کو سکون نہیں ملا۔۔

سکون میں تو بالاج خانزادہ بھی نہیں تھا

اس کے دماغ میں درد سے ٹیسس اٹھ رہی

تھیں۔۔

تھوڑی دیر میں حویلی کے سبھی افراد

ہو سپٹل پہنچ گئے صبا کو ہوش آیا تو سبھی

حویلی والے ہو سپٹل پہنچے

سبھی کی آنکھیں نم اور ہونٹوں پر درد تھا

صبا ایک سائیڈ پر بیچ پر بیٹھے گم سم بے
 آواز رو رہی تھی
 روپ بالاج خانزادہ کا ہاتھ زور سے پکڑے
 خوف سے کانپ رہی تھی
 براق خانزادہ بے چینی سے ٹہل رہے تھے۔۔
 صبا نے بھیگی پلکیں اٹھا کر ایک نظر سب
 کی طرف دیکھا
 تھوڑی دیر پہلے حویلی میں خوشیوں کا
 سماں تھا سبھی افراد خوش تھے حویلی میں
 صبا اور یوسف خانزادہ کی منگنی کی تقریب
 منائی جا رہی تھی ہر کوئی خوشی سے اپنی
 مستی میں مگن تھا
 پر صبا کی ٹھوڑی سی کم عقلی نے سب کی

خوشیاں آنسوؤں میں بدل دیں۔۔ کیا ملا تھا

اسے یوسف خان زادہ کا دل توڑ کر۔۔

وہ تو صبا سے محبت کرتا تھا اسے اپنی محرم

بنا کر اس کے ساتھ ساری زندگی گزارنا چاہتا

تھا پر صبا نے کیا کیا؟؟ کسی کی باتوں کی

کرواہٹ یوسف خان زادہ پر انڈیل دی۔۔

اور اس سے رشتہ ختم کر لیا۔۔ یوسف خان زادہ

صبا سے سچی محبت کرتا تھا وہ کہاں سہ

سکتا تھا کہ صبا سے ہمیشہ کے لیے چھوڑ دے۔۔

اگر وہ سمجھداری سے کام لیتی تو حالات

مختلف ہوتے پر اس نے جلد بازی دکھائی

اور نتیجہ اس کے سامنے تھا یوسف خان زادہ

جو صبا کی پہلی محبت اس کی زندگی

تھاندر آپریشن تھیر میں زندگی اور
موت کی جنگ لڑ رہا تھا
دوسری طرف علینا کی حالت بھی صبا سے
مختلف نہیں تھی

یوسف خان زادہ اس کا اکلوتا بیٹا تھا
یوسف خان زادہ نے ہمیشہ اچھے بیٹے
ہونے کا ثبوت دیا تھا روپ سے زیادہ یوسف
خان زادہ علینا سے اٹیچ تھا
ایک خواہش ہی تو کی تھی اس نے۔۔۔
اپنی مرضی کا لائف پارٹنر چننے کی۔۔۔
پر علینا کو اپنے بیٹے کی خوشیوں سے
زیادہ اپنی انا عزیز تھی وہ نہیں چاہتی
تھی کہ روپ اور یوسف خان زادہ کی نسبت

گاؤں میں پکی ہو۔۔

وہ اپنے بچوں کو ویل لائف دینا چاہتی تھی
ان کی شادیاں ابروڈ میں کر کے ان کی
لائف سیٹل کرنا چاہتی تھی پر اس نے
یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ بچوں کی لائف
سیٹ کرتے وہ ان کی زندگیاں ہی خطرے
میں ڈال دے گی



اگلے کچھ گھنٹے کافی کریڈیٹل تھے یوسف
خانزادہ کا آپریشن مکمل ہو چکا تھا اس کے سر
کے پچھلے حصے پر کافی چوٹیں آئی تھیں جس
وجہ سے ہوش نہیں آ رہا تھا ڈاکٹر نے چوبیس گھنٹوں
کا وقت دیا تھا اگر چوبیس گھنٹوں میں یوسف

خانزادہ کو ہوش آجائے گا تو خطرہ ٹل جائے گا
ورنہ وہ قومہ میں بھی جاسکتا تھا

ایکسیڈنٹ کے دوران جو اس کی دائیں ٹانگ
متاثر ہوئی تھی ڈاکٹر نے اس طرف سے ہر
طرح سے تسلی دی تھی کہ گھنٹے کی ہڈی
بچ گئی ہے لیکن ہوش میں آنے کے بعد فلحال
ایک مہینے تک اسے چلنے پھرنے میں دقت ہو
سکتی ہے

سب حویلی والے سجدوں میں گر کر یوسف
خانزادہ کی زندگی اور صحت کی دعائیں
مانگ رہے تھے براق خانزادہ اپنے جوان بیٹے
کو اس حالت میں دیکھ کر پاگل ہو رہے تھے
ان سے اپنے بیٹے کی تکلیف برداشت نہیں ہو رہی

تھی ان کا بس نہیں چل رہا تھا وہ وقت کا
پہیہ گھمادیں اور اپنے بیٹے کی جھولی میں
اس کی خوشیاں ڈال دیں
براق خان زادہ کو اپنے بیٹے کی نم آنکھیں اور
مسکراہٹ یاد آئی جب وہ ڈیرے پر صبا کے
متعلق بات کرنے آیا تھا جیسے ہی براق خان زادہ
نے ہامی بھری یوسف خان زادہ کو اس کی
نئی زندگی کی نوید مل گئی تھی
علینا کا سر سجدے میں گرا تھا وہ رورو
کر اپنے اللہ سے توبہ استغفار کر رہی تھی جو
آج اپنے بیٹے کی اس حالت کی ذمہ دار تھی
جب یوسف خان زادہ اس دنیا میں آیا تھا تو
علینا نے براق خان زادہ سے کہا تھا کہ ان کا

بیٹا ان کے پیار کی نشانی ہے جسے وہ ساری
زندگی محبت سے رکھیں گی اور علینا نے
ایسا ہی کیا تھا روپ اپنی مستی میں رہتی
تھی پر یوسف خان زادہ علینا کے ساتھ ہنسی
مذاق اور مستی کرتا ان کے ساتھ شاپنگ پر
جاتا کیچن کے کاموں میں ان کے ساتھ کھڑا
ہو کر گپیں مارتے علینا کے کتنے ہی کام کر
دیتا علینا چائے کے سنکلیس بناتیں تو یوسف
خان زادہ چائے کی زمہ داری اٹھالیتا پر صبا
کے متعلق نا جانے کیوں وہ علینا سے بات
کرتے ہچکچایا اور براق خان زادہ سے بات کر ڈالی۔۔
یا اللہ۔۔ مجھے معاف کر دے، میں نے اپنے
بیٹے کا دل دکھایا اس سے اس کی خوشیاں

چھینیں تاکہ وہ میری مرضی سے زندگی
گزارے۔۔۔ پر اے میرے مالک۔۔۔ آج میرے بیٹے
کی زندگی تیرے ہاتھ میں ہے وہ زندگی اور
موت سے لڑ رہا ہے اور اس سب کی ذمہ دار
میں ہوں۔۔۔ مجھے معاف کر دے مالک۔۔۔ اور
میرے بیٹے کو خوشیوں بھری لمبی زندگی
دے۔۔۔ میں اپنے بیٹے کی خوشیوں کی راہ
میں رکاوٹ نہیں بنوں گی۔۔۔ مجھے بس
میرا ہنستا مسکراتا بیٹا واپس کر دے۔۔۔
علینا سجدے میں گر کر رہی تھی آنسو
جائے نماز بھگورہے تھے
دوسری طرف صبا کا بھی یہی حال تھا رو
رو کر اس کی آنکھیں سو جھ گئی تھیں رنگ

کچھ گھنٹوں میں ہی پیلا پڑ گیا تھا ایسا لگ
رہا تھا جیسے وہ صدیوں سے بیمار ہو۔۔
اے میرے پروردگار۔۔ میں نے تیری نعمتوں
کی ناشکری کی۔۔ تو نے میری نسبت میرے
چچا زاد سے جوڑی۔۔۔ پر میں نے اپنی انا
اہنی عزت نفس کا پرچم بلند رکھتے تیرے
انسان کا محبت بھرا دل کرچی کرچی کر دیا
مجھے معاف کر دے میرے پروردگار میں بہت
بڑی گنہگار ہوں۔۔۔ پر تو رحم کرنے والا ہے
معاف کرنے والا ہے مجھے معاف کر دے۔۔۔ اور
یوسف خان زادہ کو زندگی صحت تندرستی دے
صبا جائے نماز پر بیٹھی ہاتھ ہوا میں بلند
کیے آنکھوں میں آنسو لیے اپنے پاک پروردگار

سے یوسف خان زادہ کی زندگی مانگ رہی
تھی روپ بھی ہاتھ میں تسبیح پکڑے
اپنے الل سے اپنے لالہ کی زندگی مانگ رہی تھی
شارق خان زادہ محبوب خان زادہ اور بالاج
خان زادہ آئی سی یو کے باہر بے چینی سے
ٹہل رہے تھے رات سے صبح اور صبح سے
دوپہر ہو گئی تھی کسی نے ایک گھونٹ پانی
کا بھی نہیں پیا تھا

راستے سے ہٹیں۔۔
نہیں تو کیا کر لو گی؟؟
میں ابھی اور اسی وقت آپ کی پہنائی انگوٹھی
آپ کے منہ پر مار دوں گی۔۔

یوسف خان زادہ کے اسی ہاتھ میں ہلکی سی
جنبش ہوئی جس ہاتھ میں صبا نے انگوٹھی
پکڑائی تھی پاس کھڑی نرس نے دیکھا تو
ڈاکٹر کو بلانے بھاگی

یہ رہی آپ کی رنگ۔۔ آپ اپنی مام کی من
پسند لڑکی کو پہنائیے گا کیونکہ میں گاؤں
کی دبوسی لڑکی سب کچھ برداشت کر
سکتی ہوں پر اگر بات میرے کردار یا
میری عزتِ نفس پر آئے گی تو میں
برداشت نہیں کروں گی۔۔ سنا آپ نے۔۔

یوسف خان زادہ کے ہاتھ میں پھر سے
جنبش ہوئی آنکھوں سے آنسو نکل کر اس
کی کنپٹی میں جذب ہوئے

ڈاکٹر۔۔ اندر پیشنت کو ہوش آرہا ہے۔۔
نرس نے بالاج خانزادہ کے پاس کھڑے ڈاکٹر
کو اطلاع دی تو ڈاکٹر فوراً آئی سی یو کی
طرف بھاگا بالاج خانزادہ کے ساتھ براق خانزادہ
محبوب خان زادہ اور شارق خانزادہ بھی
دھڑکتے دل کے ساتھ آئی سی یو میں بھاگے
میرے خیال سے تم اپنے ہوش میں نہیں ہو
جاؤ آرام کرو صبح بات کریں گے
میں اپنے حوش و حواس میں ہی ہوں مجھے
میری عزتِ نفس بہت پیاری ہے میں آپ
کے پیچھے نہیں آئی تھی بلکہ آپ نے خود
مجھے باغ میں پروپوز کیا تھا اگر آپ کبھی
پہل نہیں کرتے تو میں مرجاتی پر کبھی خود

کو آپ کے آگے پیش نہیں کرتی۔۔

یوسف خان زادہ نے تکلیف دہ لمبا سانس کھینچا

اسی وقت ڈاکٹر زائی سی یو میں داخل

ہوئے اور یوسف خان زادہ کو چیک کرنے لگے

جو لمبے سانس لے رہا تھا

میں نے کہا نا۔۔ مجھے آپ سے محبت نہیں ہے

یوسف خان زادہ کا سانس اکھڑنے لگا

ڈاکٹر ز کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے

یوسف۔۔ میرے بچے اتنی بڑی سزا مت دینا

ہم تمہاری جدائی سہہ نہیں سکیں گے ہمیں

معاف کر دو۔۔

براق خان زادہ یوسف خان زادہ کے پیروں کے

پاس کھڑے ہو کر پاگلوں کی طرح رونے لگے

ایک باپ کے لیے بہت ہی تکلیف دہ لمحہ تھا
اپنے بیٹے کو اس حالت میں دیکھنا۔
چچا سائیں۔۔ سنبھالیں خود کو۔۔ بالاج خانزادہ
نے فوراً آگے ہو کر انہیں کندھوں سے تھاماتو
ڈاکٹرز نے ریکوسٹ کی کہ انہیں ان کا کام
کرنے دیا جائے
بالاج خانزادہ سب کو لے کر باہر آگئے تب تک
پریر روم سے روپ، صبا خانم بی بی علینا
اور باب بھی آچکی تھیں
صبا بے چینی سے آئی سی یو کی طرف بھاگی
پر محبوب خان زادہ نے اسے بازوؤں سے
پکڑ کر روک لیا
لالہ۔۔ مجھے اندر جانے دیں پلیز۔۔ میری آواز

سن کروہ مجھے دیکھنے کے لیے آنکھیں کھولیں
گے۔۔ پلیز مجھے جانے دیں

صبا نے محبوب خان زادہ سے اپنا آپ چھڑاتے
روتے ہوئے کہا

خانی۔۔ ڈاکٹر زکوان کا کام کرنے دو۔۔۔۔۔ کچھ
نہیں ہو گا یوسف خان کو۔۔

محبوب خان زادہ نے صبا کا سر اپنے سینے سے
لگا کر اسے تسلی دی

لالہ۔۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں ایک

بار مجھے ان کے پاس لے جائیں۔۔ صرف ایک

بار۔۔ صبا نے ہچکیوں سے کہتے محبوب خان

زادہ کے آگے بے بسی سے ہاتھ جوڑے تو صبا

کی حالت پر محبوب خان زادہ کے ساتھ سبھی

کادل کٹ سا گیا

محبوب خان زادہ نے بے بسی سے بالاج خان زادہ
کی طرف دیکھا جس نے اسے آنکھوں سے جانے

کا اشارہ کیا

محبوب خان زادہ نے صبا کا ہاتھ پکڑا اور

بناڈاکٹرز کی اجازت اسے آئی سی یو میں

لے گیا

ڈاکٹرز نے ان کے بنا اجازت اندر آنے پر اعتراض

کیا پر محبوب خان زادہ نے کہا کہ پیشینٹ کے

پاس ایک فرد رک سکتا ہے اس لیے یہ رکیں گی

محبوب خان زادہ نے صبا کی طرف اشارہ کر کے

کہا تو ڈاکٹر زچپ ہو گئے محبوب خان زادہ صبا

کو آئی سی یو چھوڑ کر خود باہر آ گیا

صبا نے اپنی بھگے نین یوسف خان زادہ کی
طرف اٹھا کر دیکھا تو اس کا دل ہزار ٹکروں
میں کٹ گیا

یوسف خان زادہ کا سر پیٹوں سے بندھا تھا
بائیں گال پر گہرا چوٹ کا زخم تھا چہرے پر
آکسیجن ماسک لگا تھا صبا کے رونے میں روانی
آگئی۔۔

ڈاکٹر ز نے یوسف خان زادہ کو انجیکشن دے کر
پر سکون کر دیا تھا اب آئی سی یو میں یوسف
خان زادہ کے پاس صبا تھی

صبا آہستہ سے چلتی یوسف خان زادہ کے پاس
آئی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا
اگر میں نے غصے میں رشتہ توڑ دیا تو اس کا

مطلب یہ تو نہیں تھا آپ مجھے مناؤ ہی نہیں۔۔
آپ کو پتا ہے نامیں آپ سے کتنی محبت کرتی
ہوں۔۔ اگر آپ میرے بنا نہیں رہ سکتے تو میں
بھی آپ کے بنا نہیں رہ سکتی۔۔ اس لیے بہتر
ہوگا آپ جلدی سے ہوش میں آئیں اور بابا سائیں
سے ہمارے نکاح کی بات کریں۔۔ مجھے پتا ہے
آپ مجھے سن رہے ہیں۔۔ اس لیے پھر سے
کہہ رہی ہوں جلدی ہوش میں آکر بابا سائیں
سے ہمارے نکاح کی بات کریں۔۔ مجھے اس
بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا چچی مجھے
پسند کرتی ہیں یا نہیں۔۔ وہ آپ کے لیے شہر
کی ماڈرن لڑکی لانا چاہتی ہیں۔۔ لیکن ایک
دل کی بات بتاؤں۔۔ آپ صرف میرے ہیں میں

آپ کو کسی کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتی۔۔
آپ پر صرف میرا حق ہے۔۔ رہی بات چچی کی
تو میں بہت جلد ان کے دل میں اپنی جگہ
بنالوں گی۔۔ لیکن یہ سب تب ممکن ہو گا جب
آپ میرا ساتھ دیں گے۔۔ پلیز یوسف۔۔ مجھے
آپ کی ضرورت ہے میں آپ کو اس طرح
تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔۔ اگر میں
روؤں گی تو آپ کو تکلیف ہو گی نا۔۔ تو سوچیں
آپ کو اس طرح دیکھ کر میرے دل پر کیا
گزر رہی ہو گی۔۔ آپ کو میرے پیار کی قسم ہے
آنکھیں کھولیں اور مجھ سے بات کریں
آپ کے پاس ایک گھنٹہ ہے اگر آپ نے آنکھیں
نہیں کھولیں تو آپ کی قسم۔۔ میں خود

کو کچھ کر لوں گی۔۔۔

صبا یوسف خان زادہ کا ہاتھ پکڑے رو رہی
تھی یوسف خان زادہ جس کے دماغ میں
بے ہوشی کی حالت میں بھی صبا کے تکلیف
دہ الفاظ گونج رہے تھے اسے ابھی اپنے قریب
سے صبا کی آواز سنائی دے رہی تھی اپنے
ہاتھ پر صبا کا لمس محسوس ہو رہا تھا اس
کا زہن بیدار تھا وہ صبا کی ایک ایک بات
سن رہا تھا

وہ اٹھنا چاہ رہا تھا آنکھیں کھول کر اپنی
دشمن جاں کو دیکھنا چاہتا تھا پر اسے کمزوری
کی وجہ سے کچھ بھی نہیں ہو رہا تھا
تھوڑی دیر پہلے وہ زندگی ہارنا چاہتا تھا

اور وہ ہمت ہار بھی گیا تھا پر جیسے ہی
 صبا کی خوشبو اسے اپنے قریب سے آئی اس
 کے دل میں پھر سے زندگی جینے کی تمنا
 اٹھی اور یوسف خان زادہ اب ہمت کر رہا تھا
 زندگی کی طرف واپس لوٹنے کی۔۔۔۔
 وہ حویلی سے اس نیت سے ہر گز یہ نکلا تھا
 پر جو اللہ کو منظور۔۔۔

اس کے نصیب میں یہ چوٹیں لکھی تھیں یہ
 درد لکھا تھا جو اسے مل گیا پر اب یوسف
 خان زادہ زندگی جینے کا خواہش مند ہو رہا تھا
 ہاں۔۔ صبا نے اس کا دل توڑا تھا اس کا محبت
 بھر ادل۔۔۔۔

پر یوسف خان زادہ آج بھی صبا سے ویسی ہی

محبت کرتا تھا جو اسے پہلے دن سے تھی
صبا نے روتے ہوئے اپنا ماتھا یوسف خان زادہ
کے ہاتھ پر ٹکایا اور ہچکیوں سے رونے لگی
یوسف خان زادہ اب انجیکشن کے زیر اثر
غنودگی میں جا چکا تھا



روپ۔۔ کچھ کھالو۔۔
روپ بیچ پر گم سم بیٹھی تھی بالاج خان زادہ
نے چائے کا کپ اور بسکٹس اس کے آگے کرتے
کہا تو روپ نے ایک نظر چائے کی طرف دیکھا
پھر بالاج خان زادہ کی طرف۔۔
میرے لالہ ٹھیک ہو جائیں۔۔ تب ہی میرے
حلق سے کچھ اترے گا۔

روپ نے بھرائی آواز میں کہا تو بالاج خانزادہ
گہرا سانس لیتے روپ کے ساتھ بیٹھ گیا
یوسف خان کو کچھ نہیں ہو گا اللہ پر بھروسہ
رکھو۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کے گالوں پر
لڑھکتے آنسو صاف کیے

اسی پر تو بھروسہ ہے۔۔ آپ کو پتا ہے میرے
لالہ بہت بہادر ہیں وہ اس تکلیف سے مقابلہ
کریں گے اور زندگی کی طرف لوٹیں گے۔۔
روپ نے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھتے
پر امید لہجے میں کہا
انشا اللہ۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے خوبصورت چہرے
کی طرف دیکھتے کہا اس کا دل چاہ رہا تھا

اپنی سردارنی کے سارے آنسو چن لے۔۔

ایک بات پوچھوں؟؟

بالاج خانزادہ کی نظریں اب بھی روپ کے

چہرے پر تھیں

جی۔۔ روپ نے آنسو صاف کرتے کہا

اگر کبھی مجھے کچھ ہو گیا تو۔۔۔

بالاج۔۔۔

بالاج خانزادہ کے الفاظ منہ میں تھے جب

روپ نے تڑپ کر اس کے انابی ہونٹوں پر

ہاتھ رکھا

میں پہلے ہی تکلیف میں ہوں آپ مزید تکلیف

سے دوچار کر رہے ہیں۔۔ روپ کافل دھل گیا

نہیں میری جان۔۔ میں بس یو نہی پوچھ بیٹھا

ایم سوری۔۔

بالاج خانزادہ کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا
اس نے روپ کو اپنے ساتھ لگا لیا روپ نے
زرا سی نظریں اٹھا کر آنکھوں میں شکوہ لیے
بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا

سوری۔۔ بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیتے کہا
تو روپ آنکھیں بند کر کے پھر سے یوسف
خانزادہ کے کیے دعا کرنے لگی

یوسف خانزادہ کا ہاتھ اب بھی صبا کے
ہاتھ میں تھا وہ قریب ہی بیچ پر بیٹھی
تھی اور سر یوسف خانزادہ کے پاس بیڈ
پر اس نے سر ٹکا لیا روتے روتے اس کی آنکھ

لگ گئی تھی

صبا کی آنکھ تب کھلی جب یوسف خانزادہ
نے اس کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ کو حرکت دی
صبا نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر
یوسف خانزادہ کو دیکھنے لگی جو ابھی بھی
غنودگی میں تھا

صبا نے اپنا وہم سمجھ کر پھر سے سر بیڈ پر
ٹکا لیا اور یوسف خانزادہ کو دیکھنے لگی
کتنا ہینڈ سم تھا وہ۔۔ خوبصورت، حسین،
وہ ہر لڑکی کی خواہش ہو سکتا تھا پر اس کے
دل نے صبا کو چنا۔ ایک پل کے لیے صبا کو
اپنی خوش بختی پر رشک سا محسوس ہوا
پر اگلے ہی پل وہ پھر سے ادا اس ہو گئی

کاش وہ اس دن جلد بازی نہ دکھاتی تو اس
کی وجہ سے یوسف خان زادہ اتنی تکلیف
میں نہ ہوتا

صبا اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب پھر
سے یوسف خان زادہ نے اپنے شہادت کی انگلی
کو حرکت دی اس بار صبا نے غور سے دیکھا
یہ اس کا وہم نہیں تھا
یوسف ---

صبا نے بھرائی آواز میں کہتے یوسف خان زادہ
کے ہاتھ پر دباؤ ڈالا تاکہ وہ اس کا لمس محسوس
کرے اور ایسا ہی ہوا یوسف خان زادہ صبا
کے لمس پر اس بار اپنا پورا ہاتھ ہلایا تو صبا کے
آنسو ٹوٹ کر یوسف خان زادہ کے ہاتھ پر گرے

یوسف خان زادہ نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں تو
تیز روشنی کی وجہ سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں
اسنے زور سے آنکھیں میچ کر پھر سے کھولیں
تو صبا اس کے سامنے کھڑی بھیگی آنکھوں
سے مسکرا رہی تھی

کتنے ہی پل خاموشی سے سر کے وہ دونوں یک
ٹک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے
تبھی ایک نرس آئی اور یوسف خان زادہ کو
ہوش میں دیکھ کر واپس مڑ گئی

یوسف خان زادہ کی آنکھوں سے آنسو نکل کر
اس کی کنپٹی میں جذب ہو رہے تھے

"میں نے کہا نا۔ مجھے آپ سے محبت نہیں ہے
یوسف خان زادہ کے زہن میں صبا کے کہے

الفاظ گونجے تو اس نے کرب سے آنکھیں
میچ لیں۔۔

"مجھے۔۔۔ آپ سے۔۔۔ بہت محبت ہے
تبھی صبا نے ہمت کر کے یوسف خان زادہ
سے اپنے دل کی بات کہی تو یوسف خان زادہ
نے آہستہ سے آنکھیں کھول کر حیرت اور
یقینی سے صبا کو دیکھا جیسے وہ اس بات
کا یقین کرنا چاہ رہا ہو کہ جو اس نے سنا وہ
سچ ہے یا نہیں۔۔۔

"یہی حقیقت ہے" مجھے آپ سے محبت ہے
صبا جیسے آج یوسف خان زادہ کا زہن اور
اس کی آنکھیں پڑھ رہی تھیں
صبا کی بات پر یوسف خان زادہ نے نرمی سے

اپنی آنکھیں پھیر لیں
صبا نے نا سمجھی سے یوسف خان زادہ کی
طرف دیکھا
ابھی وہ کچھ کہتی ڈاکٹر یوسف خان زادہ
کو دیکھنے آگئے صبا اٹھ کر زرا سائیڈ پر
ہو گئی تو ڈاکٹر نے تسلی سے یوسف خان زادہ
کا چیک اپ کیا
آہستہ آہستہ حویلی کے سبھی افراد یوسف خان زادہ
کے پاس جمع ہونے لگے آئی سی یو میں رش
دیکھ کر ڈاکٹر نے یوسف خان زادہ کو پیشینٹ
روم میں شفٹ کر دیا
پشینٹ روم کے باہر بالاج خان زادہ کے ساتھ روپ
محبوب خان زادہ براق خان زادہ اور شارق خان زادہ

کھڑے تھے جب ڈاکٹر ز یوسف خان زادہ کاچیک
اپ کر کے باہر آئے
سردار سائیں۔۔ آپ کے بھائی صاحب اب خطرے
سے باہر ہیں وقت لگے گاریوری میں پر وہ
پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔۔ ٹانگ کی وجہ
سے انہیں کچھ دن چلنے پھرنے میں مسئلہ
ہو سکتا ہے پر وہ بھی انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا
باقی آپ سب نے ان کی میڈیسن اور ڈائٹ
کا خیال رکھنا ہے۔۔

ڈاکٹر اپنے پیشہ ورانہ انداز میں کہتا بالاج
خان زادہ کے ساتھ سب کو تسلی دے گیا تھا
سب نے نم آنکھوں سے اللہ کا شکر ادا کیا جس
نے یوسف خان زادہ کی نئی زندگی دی تھی

محبوب خان۔۔۔

بالاج خانزادہ ساتھ کھڑے محبوب خانزادہ کی

طرف مڑا

جی لالہ۔۔

نکاح خواں کو بلاؤ۔۔ تھوڑی دیر میں یوسف

خانزادہ اور صبا کا نکاح ہے

بالاج خانزادہ نے سکون سے کہا تو سب نے

حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے

بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا جو اپنا فیصلہ

سنا کر خود بھی پر سکون لگ رہا تھا

کیسی طبیعت ہے؟؟

بالاج خانزادہ نے یوسف خانزادہ سے پوچھا جو

سنجیدگی سے سب کے چہروں کو دیکھ رہا تھا
علینا پر اس نے ایک بعد دوسری نظر نہیں ڈالی
تھی اور صبا بھی اب رباب کے ساتھ ایک سائیڈ
پر کھڑی ہو گئی تھی نظریں بار بار یوسف خان زادہ
کی طرف اٹھ رہی تھیں پر یوسف خان زادہ
شاید جان بوجھ کر صبا کو اگنور کر رہا تھا
بالاج خان زادہ کے پوچھنے پر یوسف خان زادہ
نے آنکھوں کو ہلکی سی جنبش دی
ہمم۔۔۔ تھوڑی دیر میں تمہارا اور صبا کا نکاح
یے محبوب خان نکاح خواں لینے گیا ہے۔۔
بالاج خان زادہ نے گہرا سانس لیتے یوسف
خان زادہ کو بتایا تو یوسف خان زادہ کے
ماتھے پر بل پڑے اس نے نا سمجھی سے

سب کی طرف دیکھا جن کے چہرے پر سکون
تھے یہاں تک کہ صبا کے چہرے پر خوشی
کی چمک تھی تھوڑی دیر پہلے جب روپ
نے اسے بتایا کہ اس کا نکاح ہے تو صبا
نے سکون بھر اسانس لیتے آنکھیں بند
کر کے اپنے اللہ کا شکر ادا کیا جس نے یوسف
خانزادہ کو زندگی دینے کے ساتھ اس کے
نصیب میں بھی لکھ دیا تھا جو اسے ابھی
مل جانا تھا

یوسف خان زادہ نے سب کے چہروں پر خوشی
دیکھتے خاموشی سے نظروں کا زاویہ بدل لیا
پانچ منٹ بعد محبوب خان زادہ کے ساتھ مولوی
صاحب پیشنٹ روم میں آئے

نکاح کے پیپرز کی فار میلٹی پوری کرنے کے بعد
مولوی صاحب نے بالاج خان زادہ سے اجازت
لے کر نکاح شروع کیا یوسف خان زادہ چپ
چاپ ساری کاروائی دیکھ رہا تھا
صبا کے سر پر ایک خوبصورت ساسرخ رنگ
کادوپٹہ اوڑھ دیا تھا اتنے میں ہی وہ بہت
خوبصورت لگنے لگی اور پھر روپ بھی چڑھ
گیا تھا اس پر۔۔ یوسف خان زادہ کی ہونے کا۔۔
خانم بی بی نے صبا کو یوسف خان زادہ
کے بیڈ کے پاس رکھی چیئر پر بیٹھا دیا تھا
صبا کنفیوز سی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں
آپس میں مڑوڑ رہی تھی دل الگ زور و شور
سے دھڑک رہا تھا

مولوی صاحب بسم اللہ کریں۔۔ خانم بی بی

نے اجازت دی

یوسف خان زادہ ولد براق خان زادہ آپ کا نکاح

صبا خانزادی ولد شارق خان زادہ کے ساتھ

سکہ رائج الوقت پچاس لاکھ حق مہر قرار

پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟

مولوی صاحب کے پوچھنے پر یوسف خان زادہ

نے ہلکا سا سانس خارج کیا

جی۔۔۔ قبول ہے۔۔۔

یوسف خان زادہ نے کمزور سی آواز میں

جواب دیا

تیسری بار پوچھنے پر بھی یوسف خان زادہ

نے صدق دل سے نکاح قبول کیا

مولوی صاحب کا رخ اب صبا کی طرف ہوا
صبا خانزادی ولد شارق خانزادہ آپ کا نکاح
یوسف خان زادہ ولد براق خانزادہ کے ساتھ
سکہ رائج الوقت پچاس لاکھ حق مہر قرار
پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟

مولوی صاحب کے پوچھنے پر یوسف خان زادہ
نے زرا سی نظریں تر چھی کر کے صبا کی
طرف دیکھا جو گھبرا رہی تھی
ق۔۔۔ قبول۔۔۔ ہے۔۔۔

صبا نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا تو
یوسف خان زادہ نے نظروں کا زاویہ بدل لیا
تھوڑی دیر میں وہ صبا خانی سے مسر
یوسف خان زادہ بن گئی یوسف خان زادہ

ابھی بھی سنجیدہ تھا پر صبا کے انگ انگ
سے خوشی پھوٹ رہی تھی
سب ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ایک
دوسرے سے گلے مل رہے تھے یوسف خان زادہ
خاموشی سے سب کو ایک دوسرے سے ملتے
دیکھ رہا تھا



نکاح مبارک ہو یوسف۔۔
علینا نے یوسف خان زادہ کے ماتھے پر بوسہ
دیتے کہا پر یوسف خان زادہ نے بنا جواب
دیے چہرہ موڑ لیا

علینا کا دل کٹ سا گیا وہ چپ چاپ سائیڈ
پر ہو گئی سب نے تاسف سے علینا کی طرف
دیکھا پھر سر جھٹکتے سب باتوں میں مصروف

ہو گئے محبوب خان زادہ نکاح خواں کو
رخصت کرنے گیا تو ڈھیر ساری مٹھیاں
ساتھ کولڈ ڈرنکس لے آیا روپ نے رس گلہ
پکڑ کر پہلے اپنے منہ میں ڈالا پھر وہی رس
گلہ بالاج خان زادہ کے ہونٹوں کے آگے کیا
بالاج خان زادہ نے روپ کی طرف جذبات لٹاتی
آنکھوں سے دیکھا جس کی ہری آنکھوں میں
بھی بالاج خان زادہ کے لیے ڈھیروں جذبات
تھے وہ محبت بھری نظروں سے بالاج
خان زادہ کی طرف دیکھ رہی تھی
بالاج خان زادہ نے روپ کا ہاتھ پکڑا اور
روپ کا جو ٹھارس گلہ کھالیا
بہت میٹھی ہے۔۔ بالاج خان زادہ نے روپ

کی شہادت کی انگلی چاٹتے مسکرا کر کہا
تو روپ نے گھبرا کر سب کی طرف دیکھا
پر کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں
تھا روپ نے گہرا سانس لیتے نرمی سے
بالاج خان زادہ سے اپنا ہاتھ چھڑایا
محبوب خان زادہ اور روپ نے مل کر
پورے ہاسپٹل میں مٹھائی بانٹی
ایک مٹھائی کی ٹوکری محبوب خان زادہ
کے ہاتھ میں تھی
جبکہ دوسری بالاج خان زادہ کے ہاتھ میں
تھی جو ٹوکری اٹھائے روپ کے پیچھے
پیچھے تھا اور روپ ٹوکری میں سے
مٹھائی نکالتی سب کو بانٹ رہی تھی

کچھ لوگ خوشی تو کچھ لوگ رشک سے
اس خوبصورت جوڑے کو دیکھ رہے تھے
جن کی آنکھوں میں ایک دوسرے کی محبت
صاف نظر آرہی تھی

بالاج خانزادہ نے براق خانزادہ اور شارق خانزادہ
کے ساتھ سب کو حویلی بھیج دیا تھا
ڈاکٹر ز نے ابھی یوسف خان زادہ کو
ڈسچارج نہیں کیا تھا ابھی ایک ہفتے تک
یوسف خان زادہ نے ہو اسپتال ہی رہنا تھا
رات کو محبوب خان زادہ نے یوسف خانزادہ
کے پاس رکنا تھا ہو اسپتال کے باہر بالاج خانزادہ
کے گارڈز چوبیس گھنٹے موجود تھے
رات بارہ بجے بالاج خانزادہ بھی حشمت علی

کے ساتھ ہو سپٹل سے نکل آیا
دن اسی طرح گزرتے رہے دن کے وقت کوئی
نہ کوئی یوسف خان زادہ کے پاس رکتا پر
رات کو محبوب خان زادہ ہی رہتا صبا
اس نکاح والے دن کے بعد ہو سپٹل نہیں گئی
خانم بی بی نے اسے منع کر دیا کہ وہ ہو سپٹل
نہ جائے کیونکہ پورے گاؤں میں یوسف خان زادہ
ایکسیڈنٹ اور پھر نکاح کی خبر پھیل چکی
تھی اس لیے بالاج خان زادہ نے فیصلہ کیا
جیسے ہی یوسف خان زادہ ہو سپٹل سے
ڈسچارج ہو گا ان کی رخصتی کر دی جائے گی
اس لیے خانم بی بی نے صبا سے کہا کہ وہ
رخصتی تک حویلی میں ہی رہے تاکہ اس

پر مزید روپ چڑھے

چوہدری حسین کو جب یوسف خان زادہ کے

ایکسیڈنٹ کا پتا چلا تو انہوں نے الفت کو

بھی بتایا الفت کو بہت افسوس ہوا چوہدری

حسین نے الفت سے کہا کہ وہ ہو اسپتال جا رہا

یہ تو الفت اور مصطفیٰ ان کے ساتھ ہی

ہو اسپتال آ گئے

اس وقت ہو اسپتال میں یوسف خان زادہ کے

ساتھ محبوب خان زادہ تھا

چوہدری حسین کے ساتھ الفت کو آتے دیکھ

محبوب خان زادہ جو یوسف خان زادہ کے

ساتھ باتوں میں مصروف تھا فوراً اپنی جگہ

سے اٹھا اور آگے ہو کر چوہدری حسین سے ملا

مصطفیٰ تو بھاگ کر محبوب خانزادہ کی گود
میں چڑھ گیا الفت نے حیرت سے مصطفیٰ
کی طرف دیکھا جو محبوب خانزادہ کے
گالوں پر کسز کر رہا تھا
کیسے ہو بر خور دار؟؟

چوہدری حسین نے یوسف خانزادہ سے پوچھا
الحمد للہ ٹھیک ہوں۔۔ یوسف خانزادہ نے
مسکرا کر جواب دیا تو الفت نے بکے یوسف
خانزادہ کی طرف بڑھایا جسے اس نے تھام
کر سائیڈ پر رکھ دیا

محبوب خانزادہ کے دل کی دھڑکنیں الفت
کو دیکھتے ہی قابو میں نہیں آرہی تھیں دوسری
طرف الفت کا بھی یہی حال تھا وہ آج بھی

نقاب میں تھی پردل کی رفتار محبوب
خانزادہ کی موجودگی پر ہی تیز ہو گئی تھی
چوہدری حسین یوسف خان زادہ سے باتوں
میں لگ گئے اور محبوب خان زادہ مصطفیٰ
سے چھوٹے چھوٹے سوال کرنے لگا
الفت کا سارا دھیان محبوب خان زادہ اور
مصطفیٰ پر ہی تھا جو ایک دوسرے سے
کافی گھل مل گئے تھے
ماما۔۔ مجھے واش روم جانا ہے۔۔ مصطفیٰ
محبوب خان زادہ کا ہاتھ چھوڑ کر جلدی
سے الفت کے پاس آیا الفت نے سوالیہ نظروں
سے چوہدری حسین کی طرف دیکھا جنہوں
نے سر ہلا کر اسے جانے کی اجازت دی

الفت مصطفیٰ کا ہاتھ پکڑ کر پیشینٹ روم
سے باہر آئی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی کیونکہ
واش روم کا راستہ تو اسے پتا ہی نہیں تھا
چلیے میں آپ کی ہیلپ کر دیتا ہوں۔۔
پیچھے سے محبوب خان زادہ نے آکر کہا تو
الفت نے چونک کر پیچھے مڑ کر دیکھا
نہیں شکریہ۔۔

الفت نے سنجیدگی سے کہا
نہیں محبوب دوست۔۔ مجھے بہت زور و
کی لگی ہے آپ ہیلپ کر دیں۔۔
اس سے پہلے محبوب خان زادہ کچھ بولتا
مصطفیٰ نے بے بسی سے کہا تو محبوب خان زادہ
مسکرا کر آگے بڑھ گیا الفت گہرا سانس

لیتے مصطفیٰ کا ہاتھ پکڑ کر اس کے پیچھے

چل پڑی

کیا سوچا پھر آپ نے؟؟

مصطفیٰ واش روم سے فری ہو کر آگے آگے

بھاگنے لگا جب موقع دیکھتے محبوب خان زادہ

نے بات شروع کی

کس بارے میں؟؟ الفت جان بوجھ کر

انجان بنی

میرے بارے میں۔۔ محبوب خان زادہ نے

معصومیت سے کہا

استغفرُ اللہ۔۔ میں آپ کے متعلق کیوں سوچوں؟؟

افت پھر انجان بنی

ہونے والے شوہر کے متعلق سوچنا چاہیے

لڑکیوں کو۔۔ محبوب خان زادہ نے ہلکا سا
مسکرا کر کہا تو الفت گہرا سانس لیتے چلتے
چلتے رک گئی محبوب خان زادہ نے بھی رک
کر الفت کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا
دیکھیں۔۔ مجھے آپ پر بالکل بھی بھروسہ
نہیں ہے مجھے مرد ذات پر ہی بھروسہ نہیں
ہے اس لیے بہتر ہو گا آپ اپنا راستہ بدل لیں
ورنہ میرا کچھ نہیں جائے گا آپ کو مسئلہ
ہو گا۔ الفت نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا تو
محبوب خان زادہ نے مسکرا کر سر جھٹکا
آپ میری فکر نہیں کریں میں آپ کو خود
سے محبت کروالوں گا۔ رہی بات بھروسے
کی تو جب آپ میرے ساتھ میری حویلی

میرے کمرے میں میرے ساتھ وقت گزاریں
گی تو آپ کو مجھ پر اور میری محبت پر
بھروسہ بھی ہو جائے گا۔ محبوب خان زادہ
کی بات پر الفت کو تپ چڑھ گئی
آپ کو شرم آنی چاہیے مجھ سے اس طرح
کی باتیں کرتے ہوئے۔۔ میں نے پہلے بھی
کہا تھا آج بھی کہہ رہی ہوں مجھے آپ میں
یا آپ کی محبت میں کوئی دلچسپی نہیں ہے
ایک پتھر کے ساتھ سر پھوڑ کر آپ اپنا
وقت برباد کر رہے ہیں کوئی اچھی سی
لڑکی دیکھیں اور شادی کر لیں۔۔ اور پلیز
آئندہ مجھ سے اس متعلق بات مت کیجئے
گا۔۔ اور ہاں۔۔۔

الفت بات کرتے جانے لگی پھر مڑ کر بولی
میرے بیٹے سے دور رہیں۔۔

الفت نے اپنی براؤن آنکھیں غصے سے محبوب
خانزادہ کے چہرے پر گاڑتے کہا اور جھٹکے
سے مڑ گئی

محبوب خانزادہ کا چہرہ بجھ سا گیا اگر
شہر وز نے الفت کے ساتھ غلط کیا تو ضروری
تو نہیں ہر مرد اس کے جیسا ہو۔۔
وہ شہر وز کے کیے کی سزا محبوب خانزادہ
کی محبت کو ٹھکرا کر اسے بھی دے رہی تھی
اور خود کو بھی۔۔

پتا نہیں تم کیسے مانو گی۔۔ پر میں بھی بہت
ڈھیٹ انسان ہوں تمہیں منا کر رہوں گا اور

اگر تم آسانی سے نہیں مانی تو اور بھی
بہت سے راستے ہیں تمہیں منانے کے۔۔۔
محبوب خان زادہ نے الفت کی پشت کو
دیکھتے مسکرا کر سوچا اور سر جھٹک کر
کینیٹین چلا گیا

اس نے چوہدری حسین الفت اور مصطفیٰ
کے لیے چائے کے ساتھ کچھ سنکیس لیے اور
پیشٹ روم کی طرف چلا گیا

بالاج خان زادہ ڈیرے سے لوٹا وہ سیدھا
اپنے کمرے میں گیانائٹ سوٹ لے کر وہ
شاہور لینے چلا گیا

دس منٹ بعد وہ شاہور لے کر نکلا تو روپ

چائے کے دو کپ ٹیبل پر رکھ کر خود
صوفے پر بیٹھی بالاج خانزادہ کا انتظار
کر رہی تھی

بالاج خانزادہ اسے دیکھ کر اندر تک سرشار ہوا

اس نے ٹاول بیڈ پر اچھالا اور خود پر

سپرے کر کے بالوں میں برش کیا اور مسکرا

کر روپ کے قریب صوفے پر بیٹھ گیا

اس کے بیٹھتے ہی روپ نے چائے کا کپ

مسکرا کر بالاج خانزادہ کی طرف بڑھایا

جسے اس نے مسکرا کر تھام لیا

تھینک یو۔۔ بالاج خانزادہ نے محبت بھرے

لہجے میں کہا تو روپ مسکرا دی

اتنی دیر کیوں لگادی؟؟ میں کب سے

انتظار کر رہی تھی۔۔

روپ نے دوسرا کپ ٹیبل سے اٹھاتے کہا
اگر مجھے پتا ہوتا میری جان انتظار کر رہی
ہے تو میں اتنی دیر کبھی نہیں لگاتا۔۔

بالاج خانزادہ نے چائے کا کپ ہونٹوں سے
لگا کر کہا

ہمم۔۔۔ تو پھر آج سے سن لیں۔۔ میں روز
آپ کا انتظار کروں گی اور آپ لیٹ نہیں
آؤ گے اور جس دن آپ لیٹ آئے آپ کو سزا
ملے گی۔۔ روپ انگلی اٹھا کر ایک ہی سانس
میں ساری بات بول گئی

بالاج خانزادہ نے فوراً اچھے بچوں کی طرح
سر ہلا کر ہامی بھری

ویسے اگر میں کبھی لیٹ ہو گیا تو سزا کون
کیا ہوگی؟؟

بالاج خانزادہ نے معصومیت سے پوچھا
ڈنڈے پڑیں گے آپ کو۔۔

روپ کے جواب پر بالاج خانزادہ کو چائے
کا اچھولگ گیا وہ بری طرح کھانسنے لگا

خدا کا خوف کرو لڑکی۔۔ اٹھارہ قبیلوں کے
سردار کو ڈنڈے مارو گی تم۔۔

بالاج خانزادہ نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے
صدے سے کہا

تو آپ نے کیا سوچا تھا میں سزا میں آپ سے
عشق لڑاؤں گی؟؟ روپ نے ایک ایبر واچکا کر پوچھا
تو بالاج خانزادہ نے مسکرا کر سر پر ہاتھ پھیرا

ویسے جیسا آپ سوچ رہے ہیں وہ بھی ٹھیک
ہے۔۔ روپ نے ہنسی دباتے کہا تو بالاج خانزادہ
نے جھٹکے سے سراٹھا کر روپ کی طرف دیکھا
جو اسے ہی دیکھ رہی تھی
سچ کہہ رہی ہو؟؟

بالاج خانزادہ نے روپ کے ہونٹوں پر انگوٹھا
پھیرتے کہا

تو روپ نے سرخ چہرے سے ہلکا سا سر ہاں
میں ہلادیا

ایک سنیک پیک دکھاؤ میری سزا کا۔۔ پھر میں
سوچوں گا حویلی جلدی آنا یے یادیر سے۔۔۔
بالاج خانزادہ نے گھمبیر آواز میں کہا تو روپ
نے دھڑکتے دل سے اپنی ہری آنکھیں اٹھا

کر بالاج خانزادہ کی کرسٹل گرے آنکھوں

میں دیکھا

نہیں۔۔ روپ نے شرما کر چہرہ ہاتھوں میں

چھپالیا بالاج خانزادہ کی بے باک نظریں

اسے بہکا رہی تھیں

پلیزززززز۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کے دونوں

ہاتھ چہرے سے ہٹائے

پہلے آپ اپنی آنکھیں بند کریں۔۔ روپ نے

شرمائے ہوئے انداز میں کہا تو بالاج خانزادہ

نے مسکرا کر اپنی آنکھیں بند کر لیں

روپ نے بالاج خانزادہ کے چہرے کی طرف

دیکھا اور تھوڑا سا اس کے قریب کھسک

کر اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس

کے انابی ہونٹوں پر اپنے نرم گلابی ہونٹ
رکھ دیئے

بالاج خانزادہ نے روپ کو کمر سے تھام کر
مزید اپنے قریب کیا اور سکون سے اس کے
محبت بھرے لمس کو محسوس کرنے لگا

کتنے ہی پل محبت بھرے گزرے وہ دونوں
ایک دوسرے کے لمس میں مدہوش ہو چکے

تھے بالاج خانزادہ کو تو کسی بات کو ہوش
نہیں تھا وہ بس روپ کے نرم ہونٹوں کی

نرماہٹ میں کھویا تھا اور روپ وہ تو بالاج
خانزادہ کو ایسی سزا دے رہی تھی کہ وہ

اب سوچ رہا تھا روز حویلی لیٹ آئے تاکہ روپ
اسے روز رات ایسی ہی سزا دے

کچھ دیر بعد روپ نے بالاج خانزادہ کے سینے
پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کیا
کافی اچھا سنیک پیک تھا میں کل بھی لیٹ ہی
آؤں گا۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کے سرخ پڑتے
چہرے کی طرف دیکھتے شرارت سے کہا
سوچ لیں۔۔ یہ تو سنیک پیک تھا اگر جلدی آئیں
گے تو لپیسوڈ۔۔۔۔۔

روپ نے کہہ کر جان بوجھ کر بات ادھوری
چھوڑی تو بالاج خانزادہ نے حیرت اور خوشی
کے ملے جلے تاثرات سے روپ کی طرف دیکھا
میری جان۔۔ مجھے لپیسوڈ دیکھنا ہے اس لیے
کل میں حویلی سے جاؤں گا ہی نہیں۔۔
بالاج خانزادہ نے روپ کی شہ رگ پر اپنے

ہونٹ رکھتے کہا

بہت بے شرم ہیں آپ۔۔ روپ چائے کے کپ
اٹھا کر جانے لگی پر بالاج خانزادہ نے اس

کا ہاتھ پکڑ لیا

روپ۔۔ تم نہیں جانتی میں تم سے کتنی محبت
کرنے لگا ہوں۔۔ میرے زندہ رہنے کے لیے تم
بہت ضروری ہو گئی ہو۔۔ کیونکہ میری سانسیں
تمہاری سانسوں سے منسلک ہو چکی ہیں اب
ایک پل بھی تمہارے بغیر زندگی نہیں کٹے گی
بالاج خانزادہ نے کھڑے ہوتے روپ کے چہرے
کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر کہا تو روپ
بالاج خانزادہ کے منہ سے خود کے لیے اتنے
خوبصورت الفاظوں میں اظہارِ محبت سن

کر بھیگی آنکھوں سے مسکراتے بالاج خانزادہ
کے سینے پر سر رکھ گئی

بالاج خانزادہ نے بھی روپ کو خود میں
بھینچتے سکون سے آنکھیں موند لیں

یوسف خان زادہ اور صبا آج نکاح کے خوبصورت "

اور پاک بندھن میں بندھ گئے تھے پر یوسف

خانزادہ کے دماغ میں کچھ تو چل رہا تھا

جو فلحال اس نے اپنے ہونٹ سی رکھے تھے

دوسری طرف محبوب خان زادہ دوسری بار

الفت سے روبرو مخاطب ہو کر اس سے اپنے

دل کے جذبات سے آگاہ کر چکا تھا پر الفت کا

ایک ہی جواب تھا

اسے مرد پر اعتبار ہی نہیں ہے۔۔ جسے سن

کر محبوب خانزادہ نئے سرے سے خود
میں ہمت پیدا کر رہا تھا اپنی محبت کو
پانے کی۔۔

بالاج خانزادہ اور روپ دونوں ہی ایک دوسرے
سے محبت کر رہے تھے دونوں کی محبتوں میں
شدت تھی وہ سوچ رہے تھے وقت ایسے ہی
ان کا ساتھ دیتا رہے گا پر ان کی سوچ غلط تھی
وقت ایک جیسا نہیں رہتا۔۔
بہت جلد ان دونوں کے رشتے میں نتاشہ نامی
دراڑ پڑنے والی تھی

پر اب دیکھنا یہ ہے اس دراڑ سے ان کے محبت
بھرے رشتے پر فرق پڑے گا یا یہ دراڑ
ان کے رشتے کو مزید مضبوط بنادے گی

آج صبح سے ہی خان حویلی میں کافی
چہل پہل تھی آج یوسف خان زادہ کو ہو اسپتال
سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا بالاج خان زادہ حشمت
علی کے ساتھ یوسف خان زادہ اور محبوب خان
زادہ جو کل رات سے ہو اسپتال یوسف خان زادہ
کے ساتھ تھا نہیں لینے چلا گیا تھا
روپ کیچن میں ملازمہ کے سر پر کھڑی اپنی
لالی کی من پسند ڈشز بنوار ہی تھی حالانکہ
بنانا اسے کچھ آتا نہیں تھا پر پھر بھی وہ
کیچن میں ملازمہ کے سر پر کھڑی اسے
ہدایات دے رہی تھی

خانم بی بی کو اس کی آوازیں باہر تک
آ رہی تھیں روپ کا حویلی پر اور ملازموں
پر حکم چلانا خانم بی بی کو بہت اچھا
لگ رہا تھا ایسا نہیں تھا روپ ملازموں کو
خود سے کمتر سمجھتی تھی وہ بڑی محبت
اور نرمی کا مظاہرہ کرتی تھی اور یہی وجہ
تھی خان حویلی کے سب ملازموں کو اپنی
چھوٹی سی سردارنی بہت اچھی لگتی تھی
کم از کم وہ ان کے سردار بالاج خانزادہ کے
مقابلے ان سب سے مسکرا کر بات کرتی
تھی ورنہ بالاج خانزادہ کی ناک پر غصہ
اور زبان پر رعب رہتا تھا
خانم بی بی نے روپ کو بلا کر کہا کہ وہ

اتجھے سے صبا کو تیار کر دے کیونکہ آج
رات کو ہی انہوں نے صبا کی رخصتی کر
دینی تھی ہو سہیل میں وہ محسوس کر
رہی تھیں کہ یوسف خان زادہ صبا سے
ناراض ناراض ہے اس لیے انہوں نے پہلے ہی
اعلان کر دیا تھا کہ یوسف خان زادہ کے حویلی
آتے ہی وہ رخصتی کر دیں گی تاکہ یوسف
خان زادہ کے دل میں صبا کے لیے زیادہ دیر
غلط فہمی نہ رہے ویسے بھی آج نہیں تو
کل انہوں نے رخصتی کر ہی دینی تھی تو
پھر آج کیوں نہیں۔۔۔

روپ اور بالاج خان زادہ کے نکاح کے وقت
خانم بی بی نے یہی سوچا کہ ایک ہفتے تک

ان کی رخصتی رکھ دیں گی پر بالاج خانزادہ
نے اسی شرط پر نکاح کیا کہ جب تک وہ نہیں
کہے گا رخصتی نہیں ہوگی

یوسف خان زادہ اور صبا کی منگنی کے بعد

بالاج خانزادہ نے سوچا تھا وہ خانم بی بی

سے رخصتی کی بات کرے گا پر یوسف خان زادہ

کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے اسے چپ ہونا پڑا

پر اب بالاج خانزادہ مزید روپ سے دور

نہیں رہ سکتا تھا اس لیے اس نے سوچ لیا تھا

کہ وہ آج کل میں خانم بی بی سے رخصتی

کی بات کرے گا

بالاج خانزادہ کی جیپ اور محبوب خان زادہ

کی گاڑی آگے پیچھے حویلی داخل ہوئی

سب حویلی والے جلدی سے آگے بڑھے یوسف
خانزادہ اسٹک کی مدد سے چل رہا تھا اس
کے دائیں جانب بالاج خانزادہ اور بائیں جانب
محبوب خان زادہ تھے اسے سہارا دینے کے
لیے۔۔۔ پر یوسف خان زادہ آہستہ آہستہ چل
کر سب سے پہلے خانم بی بی کے سینے سے لگا
بسم اللہ۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ ہمیشہ خوش رہو۔۔۔
آباد رہو۔۔۔ خانم بی بی نے یوسف خانزادہ
کے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا
پھر یوسف خان زادہ سب سے ملا سوائے
صبا اور علینا کے۔۔۔
صبا کی طرف تو اس نے دیکھنا گوارا نہیں کیا
علینا خود ہی آگے ہو کر یوسف خان زادہ

کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی
آنسو بہا کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہیں آپ؟؟
یوسف خان زادہ سردلہجے میں کہا تو علینا
نے بے بسی سے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا
اپنی ماں کو معاف نہیں کرو گے؟؟
علینا نے یوسف خان زادہ کا چہرہ ہاتھوں میں
تھام کر کہا تو یوسف خان زادہ کے اپنی
ماں کی طرف دیکھا آنکھیں رونے کے
باعث سرخ ہو رہی تھیں اور ان آنکھوں میں
ایک امید تھی کہ ان کا بیٹا ان سے ناراضگی
ختم کر دے۔۔

یوسف خان زادہ اپنی ماں سے بے حد محبت
کرتا تھا وہ علینا سے اتنی دیر ناراض رہی

نہیں سکتا تھا اس نے علینا کے آنسو صاف
کیے اور انہیں اپنے ساتھ لگالیا
سب لوگوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے
سوائے صبا کے۔۔ کیونکہ یوسف خان زادہ اسے
مکمل اگنور کر رہا تھا
صبا کی آنکھیں بھگنے لگیں وہ اتنا تیار اس
انسان کے لیے ہوئی جس نے ایک نظر بھی
اس پر ڈالنا گوارا نہیں کیا تھا
لنچ کافی اچھے اور خوشگوار ماحول میں
کیا گیا بس صبا چپ چاپ سی تھی
مام۔۔ میں آرام کروں گا اب۔۔
لنچ کے بعد یوسف خان زادہ نے علینا سے
کہا تو وہ فوراً گھڑی ہو گئی تاکہ یوسف

خانزادہ کو سہارا دے کر ان کے کمرے میں

چھوڑ آئے

صبحا جانتی تھی کھانے کے بعد یوسف خان زادہ

کو چائے کی طلب ہوتی ہے اس لیے وہ

جلدی سے کیچن میں چائے بنانے چلی گئی

علینا یوسف خان زادہ کی چائے بنانے کیچن

میں آئی تو صبا چائے کپوں میں ڈال رہی تھی

صبا علینا کو دیکھ کر ایک دم پریشان

ہو گئی۔۔۔

چچی۔۔۔ وہ میں۔۔۔ ان کے لیے۔۔۔ چائے۔۔۔

مجھے یہ دیکھ کر اچھا لگا کہ تمہیں میرے

بیٹے کا خیال ہے میں مانتی ہوں میں نے

اس دن کچھ زیادہ ہی کڑوی باتیں بول

دی تھیں ہو سکے تو ان باتوں کو بھلا دینا

اور مجھے معاف۔۔۔

نہیں چچی۔۔ میں بھول گئی ہوں۔۔ اور پلینز

آپ بڑی ہیں مجھ سے معافی مانگ کر مجھے

شرمندہ نہ کریں۔۔۔

صبا نے فوراً علینا کی بات نیچ میں کاٹ

دی تو علینا مسکرا دی

ٹھیک ہے خوش رہو۔۔ اب جاؤ یوسف کو

چائے دے آؤ پھر اس نے آرام بھی کرنا ہے

میں باقی سب کو چائے دے دیتی ہوں۔۔

علینا نے دو کپ صبا کی طرف بڑھائے اور

باقی کے کپ خود لے کر چلی گئی

پیچھے صبا کشمکش میں پڑ گئی کہ وہ خود

چائے دینے جائے یا نہیں۔۔
کیونکہ یوسف خان زادہ اسے مکمل اگنور
کر رہا تھا

چلی جاتی ہوں۔۔ زیادہ سے زیادہ کیا کریں
گے منہ نہیں لگائیں گے نا۔۔ کوئی بات نہیں
میں بھی ڈھیٹوں کی طرح کھڑی رہوں گی
ویسے بھی رات کو رخصتی ہے ابھی نہیں
تورات کو تو ان سے سامنا کرنا ہی ہے پھر
اب کیوں نہیں۔۔۔

صبا نے خود کو ریلیکس کرتے لمبا سانس لیا
اور قدم قدم چلتی یوسف خان زادہ کے کمرے
کی طرف بڑھی

یوسف خان زادہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے

اپنا موبائل چیک کر رہا تھا اس نے ایک پارسل
آرڈر کیا اور بیڈ کی سائڈ ٹیبل کے ڈراسے
اپنا والٹ اور گھڑی ڈھونڈنے لگا
جو اسے پہلے ڈراسے ہی مل گئیں گھڑی
اور والٹ کے ساتھ دو انگوٹھیاں بھی پڑی
تھیں ایک اس کی اور ایک صبا کی۔۔

یوسف خان زادہ نے صبا کی انگوٹھی ہاتھ
میں پکڑی اور دیکھنے لگا اسے صبا کے کہے
الفاظ یاد آئے تو اس نے غصے سے انگوٹھی
کو مٹھی میں دبوچ لیا

تبھی اس کے کمرے کا دروازہ بجا۔۔
آ جاؤ۔۔ یوسف خان زادہ نے اکتاہٹ بھرے
لہجے میں کہا تو صبا نے تھوک نگلتے دروازے

کانٹ گھمایا

یوسف خان زادہ نے آنکھیں بند کر کے سر بیڈ
کراؤن سے ٹکالیا اسے لگا تھا ملازمہ ہوگی پر
جو خوشبو اس کے نتھوں سے ٹکرائی اس نے
یوسف خان زادہ کو آنکھیں کھولنے پر مجبور
کر دیا۔۔۔

یوسف خان زادہ نے پٹ سے آنکھیں کھول کر
اپنے سامنے چائے کے کپ پکڑ کر کھڑی گھبرائی
ہوئی صبا کی طرف دیکھا
بج۔۔ چائے۔۔

صبا نے کانپتی آواز میں کہا تو یوسف خان زادہ
طنز یہ مسکرایا

آج تو تمہاری زبان کانپ رہی ہے اس دن کو

قینچی کی طرح چل رہی تھی

یوسف خان زادہ کے چبا چبا کر کہنے پر صبا

نے حیرت سے سراٹھا کر یوسف خان زادہ

کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں غصے

کی لکیریں تھیں صبا فوراً نظریں جھکا گئی

سس۔۔۔ سوری۔۔۔ صبا نے بھرائی آواز میں کہا

چائے کا ایک کپ رکھو اور جاؤ یہاں سے۔۔

یوسف خان زادہ نے دوبارہ سر بیڈ کراؤن

سے اٹکا کر آنکھیں موندتے کہا جس کا مطلب

تھا وہ جاسکتی ہے اور اگر وہ یہ سوچ

رہی ہے کہ یوسف خان زادہ اس کے ساتھ

بیٹھ کر چائے نوش فرمائے گا تو اس کی

بھول ہے وہ دو کپ دیکھ چکا تھا اس لیے

اس نے صاف لفظوں میں کہا کہ وہ ایک
کپ رکھ کر چلی جائے
صبا کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر نکلے اس
نے دو قدم چل کر ایک کپ بیڈ کی سائیڈ
ٹیبل پر رکھا اور دوسرا کپ ہاتھ میں لیے
کمرے سے جانے لگی پر جاتے جاتے اس نے
یوسف خان زادہ پر ایک نظر ڈالی اس امید
سے کہ وہ شاید اسے روک لے پر یوسف خان زادہ
نے واقعی دوبارہ صبا کو منہ نہیں لگایا
وہ ہاتھ چائے کا کپ پکڑے آنکھوں میں
آنسو اور دکھی دل لیے کمرے سے نکل گئی
اس کے جاتے ہی یوسف خان زادہ نے آنکھیں
کھول کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے

ابھی صبا گئی تھی

یہ تو شروعات تھی تمہیں میں آج رات سے

ہی بتانا شروع کر دوں گا کسی کا محبت

بھرا دل توڑنے سے کتنی تکلیف ہوتی ہے

اتنی تکلیف کہ ابھی تک مجھے اپنے دل

میں درد محسوس ہوتا ہے تمہارے کہے الفاظ

ابھی تک مجھے تکلیف سے دوچار کرتے ہیں

اتنی تکلیف تو ان زخموں نے نہیں دی جتنی

تمہاری باتوں نے دی۔۔

یوسف خان زادہ کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ

کر نکلا اور اس کی شرٹ پر گر کر جذب ہو گیا

صبا اپنے آنسو بے دردی سے رگڑتی سیدھا

کیچن میں آئی چائے کا کپ شلف پر پٹخا

اور تیز قدم لیتی کیچن سے نکل کر اپنے
کمرے میں آکر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی
سمجھتے کیا ہیں خود کو۔۔ ٹھیک ہے نا
ہو گئی مجھ سے غلطی۔۔۔ مجھے ان سے
بد تمیزی نہیں کرنی چاہیے تھی منگنی نہیں
توڑنی چاہئے تھی۔۔ میں اپنی غلطی مان
تو رہی ہوں۔۔ پھر کیوں مجھے ستا رہے
ہیں۔۔ جان بوجھ کر اگنور کر رہے ہیں
مجھ سے غصے سے بات کر رہے ہیں مجھے
وہی تکلیف دینا چاہتے ہیں جو میں نے
انہیں دی۔۔

اتنا شوق چڑھا ہے انہیں بدلہ لینے کا۔۔
صبا ہچکیوں سے روتے ہوئے یوسف خانزادہ

کی طرف سے اپنا دل ہلکا کر رہی تھی
ٹھیک ہے اب میں بھی اگنور کرو گی بات
ہی نہیں کروں گی ان سے۔۔ پھر دیکھوں
گی کیسے برداشت ہوتا ہے انہیں۔۔
صبا نے ہچکی لیتے آنسو صاف کیے اور
دوپٹہ بیڈ پر پھینک کر واش روم چلی گئی

پورے گاؤں میں دعوت نامہ بھیج دیا گیا تھا
آج رات یوسف خان زادہ اور صبا کی رخصتی
تھی پوری حویلی کو ایک بار پھر پھولوں
اور برقی قہقہوں سے سجایا گیا تھا
گاؤں کے ہر گھر میں کھانا اور مٹھائیاں
بھیج دی گئی تھیں

خانم بی بی نے حویلی کے اندر ہی سیٹج
بنوا کر ایک صوفہ لگوا دیا تھا کیونکہ صبا
کو ایک کمرے سے دوسرے کمرے جانا تھا
اس لیے انہوں نے زیادہ مہمانوں کو نہیں
بلا دیا تھا اور پھر یوسف خان زادہ کی طبیعت
ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی تھی اس
لیے انہوں نے یوسف خان زادہ کی طبیعت
ٹھیک ہونے کے بعد ولیمہ کرنے کا فیصلہ
کیا تھا۔۔۔

چوہدری ثار علی کو بھی دعوت نامہ بھیج
دیا گیا تھا چوہدری حسین نے الفت کو
ساتھ لے جانا چاہا پر الفت نے سر درد کا
بہانہ کر کے ٹال دیا

وہ محبوب خان زادہ کی بڑھتی نزدیکی سے
پریشان ہو رہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی
محبوب خان زادہ کا دل ٹوٹے۔۔ اس لیے الفت
نے سوچا کہ وہ اب محبوب خان زادہ کے سامنے
ہی نہیں جائے گی

روپ آف وائیٹ کلر کے شرارے ساتھ گولڈن
کلر کی شرٹ جس پر گولڈن اور سلور کام
ہوا تھا بالوں کو ایک سائیڈ پر ڈالے میک اپ
کے نام پر صرف سرخ لپ اسٹک لگائے ساتھ
میچنگ جیولری پہنے بالاج خان زادہ کے دل
کے تاڑ چھیڑ رہی تھی

صبا بلڈ ریڈ کلر کے کا مدار شرارے میں
لائٹ سے میک اپ میں دلہن بنی بہت پیاری

لگ رہی تھی یوسف خان زادہ آف وائٹ
کالر کی شلوار قمیض پہنے کندھوں پر آف
وائٹ اجرک ڈالے ہلکی سی بڑھی شیو میں
حسین شہزادہ لگ رہا تھا

اور بالاج خان زادہ تو ہمیشہ سے ہی اپنی
رعب دار پر سنیلٹی کی وجہ سے سب
کے دل و دماغ پر راج کرتا تھا
بالاج خان زادہ کا دھیان بار بار روپ کے سرخ
لپ اسٹک لگے ہونٹوں پر اٹک رہا تھا روپ
جانتی تھی وہ اتنی سی تیاری میں ہی
بالاج خان زادہ کے ہوش ٹھکانے لگا چکی ہے
اس لیے وہ جان بوجھ کر بالاج خان زادہ
کو اگنور کیے اہنی مستی میں مست تھی

اور بالاج خانزادہ اپنی چھوٹی سی معصوم سی
سردارنی کی معصوم سی چالاکیاں خوب
سمجھ رہا تھا

اس لیے فنکشن ختم ہونے کے بعد وہ روپ
سے ایک ایک حساب چکتا کرنے کا سوچ چکا تھا
صبا کو سٹیج پر لا کر بیٹھا دیا گیا پر یوسف

خانزادہ نے اٹھ کر نہ صبا کا ہاتھ پکڑا نہ
ہی اس کی طرف دیکھا

سب یہی سمجھے وہ اپنی ٹانگ کی وجہ سے
نہیں اٹھا پر صبا جانتی تھی وہ اسے سزا
دے رہا ہے اس کا دل دکھانے کی۔۔

صبا کو یوسف خانزادہ کے ساتھ بیٹھایا
گیا تو سب بڑوں نے چھوٹی موٹی

رسمیں کیں ساتھ دلہا اور دلہن کا منہ بھی

بیٹھا کروایا

سب مہمان کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے

محبوب خان زادہ چوہدری نثار علی کو

اکیلے دیکھ کر سمجھ گیا کہ الفت جان بُوجھ

کر نہیں آئی اس نے گہرا سانس لیتے سر جھٹکا

اور فنکشن میں مصروف ہو گیا

یوسف خان زادہ کافی سنجیدگی سے صبا

کے ساتھ بیٹھا تھا صبا بھی خاموش چپ چپ

سی تھی

صبا دوپٹہ ٹھیک کرنے لگی تو اس کا ہاتھ

یوسف خان زادہ کے ہاتھ سے لگا یوسف خان زادہ

نے جھٹکے سے ہاتھ پیچھے کیا جیسے صبا

کا ہاتھ لگنا اسے برا لگا ہوا صبا نے حیرت اور
بے یقینی سے یوسف کی طرف دیکھا جو
سنجیدگی سے سامنے دیکھ رہا تھا بھیگی
آنکھیں مزید بھگنے لگیں
گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹکا اس نے بمشکل
اٹڈنے والے آنسو پیچھے دھکیلے اور نظریں
نیچے کر کے چہرے کے تاثرات چھپانے لگی
یوسف خان زادہ کا چہرہ اب بھی سنجیدہ تھا
تبھی ایک ملازم نے اجازت لے کر اسے آکر
بتایا کہ اس کے نام پارسل آیا ہے
یوسف خان زادہ نے ملازم کو حکم دیا کہ پارسل
ریسیو کر کے اس کے کمرے میں پہنچا دیا جائے
کھانا کھانے کے بعد سبھی مہمان آہستہ

آہستہ رخصت ہونے لگے
خانم بی بی نے بھی رباب اور علینا کو
حکم دیا کہ صبا کو یوسف خان زادہ کے
کمرے میں بیٹھا دیا جائے

اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے سبھی
مہمان جا چکے تھے روپ اپنے کمرے میں
ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنی جیولری
اتار رہی تھی جب اس کا موبائل رنگ ہوا
بالاج خان زادہ کا فون تھا روپ نے مسکرا
کر فون اٹھا لیا

جی کہیے۔۔ روپ کی محبت بھری شوخ
آواز ماؤتھ سپیکر سے ابھری

میرے کمرے میں آؤ۔۔ بالاج خانزادہ نے
مسکرا کر حکم دیا

کس لیے؟؟؟ روپ نے اس کا حکم سر سے گزارا
تمہاری یاد آرہی ہے اس لیے۔۔ بالاج خانزادہ
نے صوفے پر بیٹھتے کہا

یہ آپ کا مسئلہ ہے میرا نہیں۔۔ روپ نے ہنسی
دباتے کہا

میرے سارے مسئلے تم سے ہی وابستہ ہیں میری
جان۔۔ اس لیے شرافت کے ساتھ میرے کمرے میں
آؤ۔۔ بالاج خانزادہ کا لہجہ اس بار زرا سخت

پر محبت بھرا تھا

شرافت کے ساتھ؟؟؟ توبہ استغفار۔۔ یہ شرافت
کون ہے؟؟؟ روپ بالاج خانزادہ کو زچ کرنے

کے چکروں میں تھی

تم آرہی ہو یا میں خود آؤں؟؟ بالاج خانزادہ

نے مصنوعی غصے سے کہا

سوری۔۔۔ نہ میں آرہی ہوں اور نہ آپ۔۔۔ شرم

کریں تھوڑے دن پہلے ہی لالہ کا نکاح ہوا اور

آج رخصتی بھی ہو گئی اور ایک آپ ہیں۔۔۔

سدا کے ڈھیلے انسان۔۔۔

روپ کو تو جیسے موقع مل گیا اپنی بھڑاس

نکالنے کا۔۔۔

اوہ۔۔۔ تو میری سردارنی رخصتی چاہتی ہے

بالاج خانزادہ نے زو معنی انداز میں کہا

کیوں؟؟؟ آپ نہیں چاہتے؟؟

روپ نے الٹا بالاج خانزادہ سے سوال کیا

چاہتا ہوں میری جان۔۔ میرا بس چلے تو
تمہیں ابھی اٹھا کر اپنے کمرے میں لے
آؤں اور ساری رات تم پر اپنی شدتیں
نچھاور کرتا رہوں۔۔ بالاج خانزادہ نے آنکھیں
بند کر کے گھمبیر آواز میں کہا تو روپ
کا چہرہ شرم سے اناری ہو گیا
اب ایسی بھی بات نہیں ہے کہ آپ کے بس
میں نہیں ہے۔۔ اٹھارہ قبیلوں کا سردار بے
بس کب سے ہو گیا؟؟؟ روپ نے دل کی تیز
ہوتی دھڑکنوں پر قابو پاتے کہا
جب سے تم سے عشق ہوا ہے تب سے ہی
تمہارے آگے بے بس ہو گیا ہوں۔۔ بالاج خان
نے گہرا سانس لیتے کہا اگر کوئی اسے

اپنی منکوحہ سے اتنے محبت بھرے لہجے
میں بات کرتے سن لے تو غش کھا کر ہی
مر جائے۔۔۔

میں خود کی بات نہیں کر رہی۔۔۔ روپ نے
جھنجھلا کر کہا

روپ تم آرہی ہو یا نہیں؟؟ بالاج خانزادہ

نے اس بار غصے سے پوچھا

اگر میں کہوں نہیں تو؟؟؟ روپ بھی کہاں

ڈرنے والوں میں سے تھی وہ اب کم ہی

بالاج خانزادہ کے غصے سے ڈرتی تھی اور

یہ ہمت اسے بالاج خانزادہ کی محبت اور

بے باک باتوں نے دی تھی

تو اگلے ایک سال تک رخصتی کینسل۔۔۔ بالاج

خانزادہ نے دھمکی دی

اووووو۔۔۔ تو اب آپ مجھے دھمکی بھی

دیں گے؟؟ روپ بنادھمکی کا اثر لیے بولی

لہجہ اس کا مذاق اڑانے والا تھا

اچھا میری جان۔۔ مجھے میری نا کردہ غلطی

کے لیے معاف کردو اور تشریف کاٹو کرا لیے

میرے کمرے میں آؤ۔۔

بالاج خانزادہ نے ہارمانتے کہا اور نہ اٹھارہ

قبیلوں کا سردار اپنی غلطی پر معافی نہ

مانگے اور یہاں وہ بنا غلطی کے ہی اپنی منکوحہ

سے معافیاں تلافیاں کر رہا تھا

ایک شرط پر؟؟ روپ نے ڈریسنگ ٹیبل کے

اگے سے لپ اسٹک اٹھا کر پھر سے اپنے

ہو نٹوں پر لگائی

کیسی شرط؟؟ بالاج خانزادہ نے رونے والی

صورت بنا کر پوچھا

آپ مجھے کل باغ میں لے جائیں گے اور

امرود کے درخت پر بھی چڑھائیں گے۔۔

روپ نے ہنسی ضبط کرتے کہا وہ جانتی تھی

وہ بالاج خانزادہ کو تنگ کر رہی ہے

بہت شوق چڑھ رہا ہے اپنی سہیلیوں (چڑیلوں)

سے ملنے کا۔۔ بالاج خانزادہ نے اسے ڈرانا چاہا

مجھے تو لگتا ہے وہ آپ کی سہیلیاں ہیں

تبھی آپ کو ان کے آنے جانے کی خبر رہتی

یہ ورنہ میں حویلی میں سب سے پوچھ چکی

ہوں۔۔ چڑیلیں تو کیا ان کے ابا ماں بھی

اس گاؤں میں نہیں رہتے۔۔ روپ نے کمرے
سے نکلتے کہا اس کا رخ بالاج خانزادہ کے
کمرے کی طرف تھا
کس بے وقوف نے کہا تم سے؟؟ بالاج خانزادہ
نے تپ کر پوچھا

کوئی ایک ہو تو بتاؤں۔۔ روپ بالاج خانزادہ

کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی

مجھے کسی ایک کا بھی مت بتانا اور دو منٹ

ہیں تمہارے پاس۔۔ اگر تم دو منٹ میں نہیں

آئی تو کل جو میں کروں گا اس کے لیے بھی

تیار رہنا۔۔ بالاج خانزادہ نے کہتے ہی فون

کھٹاک سے بند کر دیا

روپ نے مسکرا کر موبائل کی طرف دیکھا

اور بالاج خانزادہ کے کمرے کے دروازے کا

ناٹ گھمایا

بالاج خانزادہ نے مڑ کر دیکھا تو روپ دروازے

کے بیچ و بیچ کھڑی مسکرا کر اسے ہی دیکھ

رہی تھی

بالاج خانزادہ نے مسکرا کر محبت سے اپنی

بانہیں واکیں تو روپ ایک سیکنڈ کی بھی

دیر کیے بغیر بھاگ کر بالاج خانزادہ کے

مضبوط بانہوں میں سما گئی

پہلے تو ستاتی تھی اب تڑپاتی بھی ہو۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کی کمر کے گرد

بازوؤں کا گھیرا تنگ کرتے سرگوشی کی

بالاج۔۔ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔ روپ

نے بالاج خانزادہ سے الگ ہوتے کہا
تب سے سن رہا تھا تمہاری۔۔ اب بھی کچھ
رہ گیا ہے کیا؟؟ بالاج خانزادہ نے صدمے سے کہا
میں سیریس ہوں۔۔ روپ نے بالاج خانزادہ
کے کندھے پر مکا مارتے کہا
اچھا ٹھیک ہے کہو۔۔ بالاج خانزادہ نے
لمبا سانس لیا وہ جانتا تھا اسے اب روپ
کی سننے ہی پڑے گی کیونکہ روپ اب
اپنی بات سنا کر ہی سانس لے گی
مجھ سے وعدہ کریں جب بھی نتاشہ آپ
کے سامنے آئے گی آپ اسے طلاق دے دیں گے۔۔
روپ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کرتے سنجیدگی
سے کہا تو بالاج خانزادہ نے چونک کر

روپ کی طرف دیکھا جس نے اتنی اچانک
نتاشہ کا زکر چھیڑا تھا پتا نہیں اس کے
دماغ میں کیا چل رہا تھا یا پھر اس کے دل
میں کونسے ڈرتے تھے جو آج وہ اچانک اتنی
رات کو بالاج خانزادہ سے وعدہ لے رہی تھی
بالاج خانزادہ کے چہرے پر حیرت واضح تھی
جبکہ روپ اپنی ہری آنکھیں بالاج خانزادہ
کی کرسٹل گرے آنکھوں میں گاڑھ کر بالاج
خانزادہ کے جواب کا انتظار کر رہی تھی جو
روپ کے اچانک سوال پر حیرت میں مبتلا تھا

صبا کو یوسف خان زادہ کے کمرے میں
بیٹھا دیا گیا تھا یوسف خان زادہ نے کمرے

کو کسی بھی قسم کی سجاوٹ سے منع کر دیا تھا
اس کی طبیعت کی وجہ سے سب نے اس بات
پر زیادہ دھیان نہیں دیا۔

صبا بیڈ کے بیچ و بیچ گھبراہٹ سے دکھی
دل کے ساتھ پورے کمرے کو دیکھ رہی تھی
اس کے بھی کچھ ارمان تھے جیسے ہر لڑکی
کے ہوتے ہیں پر پہلے قدم پر ہی اس کا ایک
ارکان خاک ہو گیا تھا یوسف خان زادہ نے
آج کی خوبصورت رات کے لیے کمرے کو
خوبصورت ہی نہیں بنایا تھا

آنسو باہر نکلنے کو بے تاب تھے جسے وہ
بڑے ضبط سے پیچھے دھکیل رہی تھی
اچانک کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز

آئی صبا کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے
 کا نیچے رہ گیا اسے دوپہر کا یوسف خانزادہ
 کا رویہ یاد آ گیا اس نے ذرا سی نظریں تر چھی
 کر کے دیکھا تو یوسف خانزادہ اسٹک کی مدد
 سے چلتا بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا

صبا نے خاموشی سے نظریں جھکا لیں یوسف
 خانزادہ نے اسٹک سائیڈ پر رکھی اور صبا
 کی طرف دیکھا جو سر جھکائے گھبراہٹ کا
 شکار تھی

میرے ایکسیڈنٹ کا سن کر تمہیں خوشی تو
 بہت ہوئی ہو گی۔۔۔ ہے نا؟؟ یوسف خانزادہ
 کے نوکیلے الفاظوں پر صبا نے جھٹکے سے
 سر اٹھا کر بے یقینی سے یوسف خانزادہ

کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر گہری
سنجیدگی تھی

ایسا کچھ نہیں ہے میں محبت کرتی ہوں
آپ سے۔۔ مجھے کوئی خوشی نہیں تھی
ایک پل میں ہزار موتیں مری تھی میں۔۔

صبا نے بھرائی آواز میں کہا خود کی ذات
پر لگا الزام اس سے برداشت نہیں ہوا تھا
لیکن تم نے تو کہا تھا تمہیں مجھ سے محبت
نہیں ہے۔۔ پھر منگنی بھی توڑ دی تھی۔۔

یوسف خان زادہ کا لہجہ تلخ ہوا
وہ۔۔ بس۔۔ میں غصے۔۔ میں تھی۔۔ صبا
شرمندہ ہوئی

ہمم۔۔ مطلب تم اتنا غصہ تو کر ہی لیتی ہو

کہ رشتے توڑنے پر آجاتی ہو۔۔ یوسف خانزادہ
نے سر ہلا کر اسے جتایا
ایم سوری۔۔ میں اس رات کے لیے شرمندہ ہوں
مجھے معاف کر دیں۔۔ صبا نے سر جھکا کر
بھرائی آواز میں کہا تو یوسف خانزادہ نے
اسے غور سے دیکھا جو دلہن بنی لائٹ سے
میک اپ میں غضب ڈھا رہی تھی بے ساختہ
یوسف خانزادہ کے ہارٹ نے ایک بیٹ مس کی
جسے اس نے نظروں کا زاویہ بدل کر فوراً
کنٹرول کیا

یہ تمہاری منہ دکھائی۔۔ یوسف خانزادہ نے
بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر پڑے پارسل میں سے
ایک خوبصورت سا ڈائمنڈ سیٹ نکال کر صبا

کی طرف بڑھایا جسے صبا نے خوشدلی سے
تھام لیا یہ سوچ کر کہ اب ان کے بیچ سب
ٹھیک ہو جائے گا

جانتا ہوں تم ٹھوڑی دیر میں یہ بھی مجھے
واپس کر کے رشتہ توڑ دو گی جیسے اس رات
تم نے انگوٹھی واپس کر کے رشتہ ختم کیا تھا
یوسف خان زادہ نے سنجیدگی سے کہا تو صبا
چپ سی ہو گئی

خیر چھوڑو یہ فضول باتیں۔۔ تمہارے لیے ایک
اور گفٹ بھی ہے۔۔ یوسف خان زادہ وہی پارسل
کھول کر صبا کی طرف بڑھایا جس میں ایک
ڈبہ تھا پر پیک تھا صبا نے سنجیدگی سے وہ
باکس تھام لیا اور کھول کر دیکھنے لگی پر

باکس میں ریڈ کلر کی سلک نائٹی دیکھ کر
صبا شرم سے سرخ پڑ گئی یوسف خانزادہ
بڑے غور اور سنجیدگی سے اس کے چہرے
کے تاثرات دیکھ رہا تھا

اٹھو اور پہن کر آؤ۔۔ یوسف خان زادہ نے
حکم دیتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی صبا
کا دل دھک دھک کرنے لگا
لل۔۔۔ لیکن۔۔ میں کیسے؟؟ صبا ہلکی سی آواز
میں منمنائی

دس منٹ ہیں تمہارے پاس۔۔ جاؤ۔۔ یوسف
خانزادہ نے اس بار تیز لہجے میں کہا تو صبا
کنفیوز سی آہستہ سے اٹھ کر ڈریسنگ روم
چلی گئی یوسف خان زادہ نے طنزیہ انداز

میں مسکراتے ڈریسنگ روم کے بند دروازے
کی طرف دیکھا

کیا ہوا بالاج؟؟؟ آپ کس سوچ میں پڑ گئے؟؟
روپ نے بالاج خانزادہ کو پر سوچ انداز میں
کھڑے دیکھ پوچھا
نہیں۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔

بالاج خانزادہ نے فوراً خود کو سنبھالا
تو پھر وعدہ کریں آپ نتاشہ کو طلاق دیں گے
روپ کی ہتھیلی اب بھی بالاج خانزادہ کے
سامنے ہی تھی جو اس نے وعدہ لینے کے لیے
آگے کی تھی
روپ۔۔۔ میری بات تحمل سے سنو۔۔۔ میں خود

نتاشہ کو طلاق دینا چاہتا ہوں پر جب بھی
وہ مجھے ملے گی میں پہلے وجہ جاننا چاہوں
گا کہ وہ کیوں مجھے چھوڑ کر چلی گئی
بالاج خانزادہ نے نرمی سے ساری بات کہی
آپ کیوں جاننا چاہتے ہیں وہ آپ کو کیوں
چھوڑ کر گئی جب آپ نے اس کے ساتھ رہنا
ہی نہیں ہے۔۔ روپ کا لہجہ سخت تھا
کیونکہ وہ اب بھی میری بیوی ہے میں نے
اس سے نکاح کیا تھا محبت کی تھی۔۔ وہ
بنابتائے مجھے چھوڑ گئی۔۔ میں جاننا چاہوں
گا میری محبت میں کونسی کمی رہ گئی
تھی جو وہ مجھے ٹھکرا گئی
بالاج خانزادہ کا لہجہ اب بھی نرم تھا

کیوں؟؟؟ کیوں جاننا چاہتے ہیں آپ؟؟ آپ
کو اب اس بات سے کوئی مطلب نہیں ہونا
چاہیے وہ کیوں گئی۔۔ وہ کچھ نہیں لگتی
آپ کی۔۔ سنا آپ نے۔۔ آپ کا سب کچھ
میں ہوں۔۔ صرف میں۔۔ اور میں آپ کو
بانٹ نہیں سکتی۔۔

روپ نے دبی آواز میں چلا کر کہا آنکھیں
اس کی آنسو ضبط کرنے کے چکر میں
سرخ انگارہ ہو گئی تھیں

روپ کے جنونی انداز پر بالاج خانزادہ
ایک دم چپ سا کر گیا
وعدہ کریں مجھ سے ابھی اور اسی وقت۔۔

روپ نے اپنی ہری آنکھیں بالاج خانزادہ کی

کر سٹل گرے آنکھوں میں گاڑھ کر غصے
سے کہا

روپ۔۔ میری بات سمجھنے کی کوشش کرو
بالاج خانزادہ نے روپ کا چہرہ ہاتھوں کے
پیالے میں بھر کر محبت سے کہا
کچھ نہیں سمجھنا مجھے۔۔ آپ وعدہ کر رہے
ہیں یا نہیں۔۔ روپ کی سوئی ایک ہی بات
پراٹکی ہوئی تھی

بالاج خانزادہ نے پریشانی سے ماتھا مسلا
کیا ہوا؟؟ پرانی محبت پہلی بیوی کو چھوڑنا
نہیں چاہتے۔۔ روپ نے سرد آنکھوں سے
بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا
ایسی بات نہیں ہے روپ۔۔ تمہیں میں

ساری بات بتا چکا ہوں پھر کیوں اس
طرح ری ایکٹ کر رہی ہو؟؟؟ بالاج خانزادہ
نے بھی اس بار غصے سے کہا
جب اسے دینی ہی طلاق ہے تو پھر وعدہ
کریں نا مجھ سے۔۔ یا پھر لالچ آرہا ہے
آپ کے دماغ میں دو بیویاں رکھنے کا۔۔
روپ بنا خوف سے بالاج خانزادہ کے سامنے
ڈٹ کر ہر بات بول رہی تھی
میرے خیال سے تمہارا دماغ اپنی جگہ
سے ہل گیا ہے تو بہتر یہی ہو گا تم آرام کرو
جا کر۔۔۔ بالاج خانزادہ کہتے ہی مڑنے لگا پر
روپ نے اسے کالر سے پکڑ کر اس کا رخ
اپنی طرف موڑا

اگر آپ نے ابھی مجھ سے وعدہ نہیں کیا
تو میں آپ کو چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔۔۔
روپ کے آنسو نکل کر اس کے گالوں پر پھسلے۔۔
بالاج خانزادہ نے پہلے اپنے گریبان کی طرف
دیکھا جو روپ کے ہاتھوں میں تھا پھر روپ
کی طرف دیکھا جس کے آنسو لگاتار اس
کے گال بھگور رہے تھے
چھوڑ کر جانا چاہتی ہو مجھے۔۔ جیسے نتاشہ
گئی تھی۔۔ بولو۔۔ بالاج خانزادہ نے غصے
سے چلا کر کہا تو روپ کا دل کانپ گیا
ہاں۔۔ چلی جاؤں گی میں آپ کو چھوڑ کر۔۔
اگر آپ نے محبت میں شراکت کی تو۔۔
روپ نے خود کو کمپوز کرتے کہا

دفع ہو جاؤ پھر۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کے
ہاتھوں سے اپنا کالر چھڑا کر اسے پیچھے
کی طرف دھکا دیا تو روپ لڑکھڑا کر دو
قدم پیچھے ہوئی
اس نے حیرت اور بے یقینی سے بالاج خانزادہ
کی طرف دیکھا

صبا نے ڈریسنگ روم جا کر نائٹی پوری کھول
کر دیکھی تو اس کی آنکھیں حیرت سے بڑی
ہو گئیں۔۔

ریڈ سلک گھٹنوں کے اوپر تک آتی نائٹی۔۔
گہرا گلا۔۔ بازوؤں کے نام پر ایک سٹریپ تھی
صبا نے فوراً نائٹی دور اچھال دی

استغفرُ اللہ۔۔ کتنے بد تمیز اور بے باک ہیں یہ۔۔

میں نہیں پہن رہی یہ فضول لباس۔۔ صبا

بڑ بڑا کر شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنی

جیولری اتارنے لگی

آٹھ منٹ ہو گئے ہیں۔۔ اگر تم دو منٹ میں

باہر نہیں آئی تو میں دوسری چابی سے لاک

اوپن کر لوں گا۔۔

یوسف خان زادہ نے بیڈ پر بیٹھ کر ہی اونچی

آواز میں کہا تو صبا نے خوف سے تھوک نگلا

آا۔۔ آرہی ہوں۔۔ صبا کے منہ سے مشکل سے

الفاظ نکلے۔۔۔

یا اللہ۔۔ اب میں کیا کروں۔۔ یہ پہلے ہی مجھ

سے خفا ہیں اگر ان کی بات نہیں مانی تو

مزید ناراض ہو جائیں گے۔۔ صبا پریشانی
سے ادھر ادھر ٹھلنے لگی

پھر اس نے تھک کر گہرا سانس لیتے فیصلہ
کیا کہ وہ نائٹی پہن لیتی ہے

اس نے آگے بڑھ کر زمین پر گرمی نائٹی اٹھائی
اور خود کو ریلیکس کرتے نائٹی پہننے لگی

دس منٹ ہو چکے ہیں۔۔ تم باہر آرہی یا نہیں؟؟

یوسف خان زادہ کی تیز آواز کمرے میں
گو نجی تو صبا کا دل زور سے دھڑکنے لگا

اس نے کانپتے ہاتھوں سے دروازے کا ناٹ
گھما کر دروازہ کھولا اور زور سے آنکھیں

میچ لیں

یوسف خان زادہ نے دروازہ کھلنے کی آواز پر

سراٹھا کر سامنے دیکھا تو اس کے ہوش
اڑ گئے۔۔ صبا کا دودھیا سراپا سرخ رنگ کی
نائٹی میں غضب ڈھا رہا تھا یوسف خان زادہ
کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اس
کا دل چاہا بھی اور اسی وقت صبا اور
خود کے بیچ سارے پردے گرا دے۔۔ پر
اس کی انا سے روکنے لگی
صبا بھی بھی آنکھیں میچے کھڑی تھی
میں خود چل کر تمہارے پاس نہیں آ سکتا
اس لیے تمہیں میرے پاس آنا ہو گا۔
یوسف خان زادہ نے حکمیہ لہجے میں کہا
تو صبا نے آنکھیں کھول کر یوسف خان زادہ
کی طرف دیکھا جو بے باک نظروں سے

اسے اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھ رہا تھا

صبا شرم سے لال ٹماٹر ہو گئی

آؤ۔۔ یوسف خان زادہ نے ماتھے پر بل

ڈال کر کہا تو صبا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی

یوسف خان زادہ کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی

یوسف خان زادہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے

اپنے پاس بیڈ پر بیٹھایا

بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔ یوسف خان زادہ

نے صبا کے چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے

کرتے گھمبیر آواز میں کہا تو صبا شرم سے

سر جھکا گئی

یوسف خان زادہ نے صبا کی برہنہ ٹانگ پر

ہاتھ رکھا تو صبا کا جسم ہولے ہولے لرزنے

لگا۔۔۔ یوسف خان زادہ نے اس کی ٹانگوں

پر انگلیاں پھیرتے صبا کی طرف دیکھا

جو آنکھیں زور سے بند کیے کانپ رہی تھی

آنکھیں کھولو اور میری طرف دیکھو۔۔

یوسف خان زادہ کے حکم پر صبا آنکھیں

کھول کر یوسف خان زادہ کی طرف دیکھنے

لگی۔۔ جس کی آنکھوں میں خماری تھی

یوسف خان زادہ کا دھیان اب صبا کے گہرے

گریبان کی طرف تھا

جانتی ہو جب تم نے مجھے ٹھکرایا تو مجھے

کہاں درد ہوا؟؟ یوسف خان زادہ کا دھیان

اب بھی صبا کے گریبان کی طرف تھا

اس کے سوال پر صبا نے یوسف خان زادہ کی

طرف دیکھا

یہاں۔۔۔

یوسف خان زادہ نے صبا کے دل پر انگلی

رکھتے کہا تو صبا کی آنکھوں میں پانی

تیرنے لگا

یہاں درد ہوا تھا اور بہت درد ہوا تھا۔۔

یوسف خان زادہ کی آواز میں کرب تھا

مجھے معاف کر دیں۔۔ پتا نہیں مجھے اس

رات کیا ہو گیا تھا میں وہ سب آپ سے

نہیں کہنا چاہتی تھی پر پتا نہیں کیسے

کہہ گئی۔۔ صبا نے روتے ہوئے کہا

میں نے تم سے بڑی خود غرض لڑکی اپنی

پوری زندگی میں نہیں دیکھی۔۔

یوسف خان زادہ نے صبا کا جبرٹاد بوج لیا
صبا نے بے یقینی سے یوسف خان زادہ کی
طرف دیکھا۔۔۔

تم نے اس رات صرف خود کا سوچا میرا
تم نے ایک بار بھی نہیں سوچا۔ اور آج
دعوا کر رہی ہو کہ تمہیں مجھ سے محبت
ہے۔۔۔ یوسف خان زادہ نے گرفت مضبوط کی
صبا کی آنکھوں سے آنسو روانی سے نکلے
اگر تمہیں مجھ سے محبت ہوتی تو میری
ماں تو کیا ساری دنیا سے میرے لیے لڑ جاتی
پر تم تو مجھے چھوڑ کر مجھ سے رشتہ
ہی ختم کر گئی اور آج کہہ رہی ہو تمہیں
یوسف خان زادہ سے محبت ہے؟؟ نہیں تم

جھوٹی ہو۔۔ بہت بڑی جھوٹی ہو۔۔

یوسف خان زادہ غصے سے صبا کے

چہرے پر پھنکارا

نہیں۔۔ مجھے آپ سے۔۔ محبت ہے۔۔

صبا نے بمشکل لفظ ادا کیے اس کا جبراً

ابھی بھی یوسف خان زادہ کی گرفت میں تھا

اٹھو اور اپنی شکل گم کرو میرے سامنے سے۔۔

یوسف خان زادہ نے اس کا چہرہ جھٹکے

سے چھوڑا تو صبا نے حیرت سے اس کی

طرف دیکھا

یوسف۔۔ آپ کیوں اتنے سخت دل ہو گئے

ہیں۔۔ آپ تو اپنی صبا سے غصے سے بھی

بات نہیں کرتے تھے اور آج آپ کے لہجے میں

آپ کی آنکھوں میں میرے لیے نفرت ہے۔۔
ایسا مت کریں میرے ساتھ۔۔ صبا نے ہچکیوں
سے روتے ہوئے یوسف خان زادہ کا ہاتھ
پکڑتے کہا

تم بھی اس رات سخت دل ہو گئی تھی
سوچو۔۔ میرے دل پر کیا گزری ہو گی۔۔
یوسف خان زادہ نے بھیگی آواز میں کہا
مجھے معاف کر دیں۔۔ میری پہلی اور آخری
غلطی سمجھ کر مجھے معاف کر دیں۔۔

میں اب کبھی بھی آپ کو چھوڑ کر نہیں
جاؤں گی۔۔ ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔۔
صبا نے آنسو صاف کرتے پر اعتماد لہجے میں کہا
تو یوسف خان زادہ طنزیہ مسکرایا

تم ہوتی کون ہو مجھے چھوڑ کر جانے والی۔۔
 چھوڑ کر تو اب میں تمہیں جاؤں گا۔۔
 یوسف خان زادہ نے غصے سے لال انگارا آنکھیں
 لیے صبا کی طرف دیکھتے کہا تو صبا
 کا پورا جسم کانپنے لگا
 آآآآآپ۔۔۔۔۔ مجھے چھوڑ دو۔۔۔۔۔
 ہاں۔۔۔ میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا تب
 تمہیں احساس ہو گا ہاتھ پکڑ کر بیچ راستے
 میں چھوڑنے کی اذیت کیسی ہوتی ہے۔۔۔
 یوسف خان زادہ کا انداز اس کا لہجہ اتنا
 سخت تھا کہ صبا کا دل خوف سے کانپ رہا تھا
 آآآپ۔۔۔ جھوٹ بول رہے ہیں نا۔۔۔ آآآپ۔۔۔
 مجھے چھوڑ کر نہیں۔۔۔

اٹھو۔۔۔ یوسف خان زادہ نے صبا کی بات
کاٹ کر اسے دھکادیا تو وہ بیڈ سے دور
جا گری۔۔۔

میں کل بھی اپنی باتوں پر سچا تھا اور
آج بھی ہوں۔۔۔ تم نے مجھے میری محبت کو
ایک بار ٹھکرایا میں تمہیں روز ٹھکرا کر
اس تکلیف سے آگاہ کروں گا جو تم نے مجھے
دی تھی۔۔۔

یوسف خان زادہ نے ہلکا سا جھک کر صبا کو
بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا
میں نے تم سے محبت کی۔۔۔ اور تم نے کیا کیا۔۔۔
مجھے توڑ دیا۔۔۔ آج کی رات سب کے لیے بہت
خوبصورت اور یادگار ہوتی ہے تم یہ لباس پہن

کر یوسف خان زادہ کی قربتیں حاصل نہیں
کر سکتی۔۔ یوسف خان زادہ کے دل میں تمہارے
لیے بس نفرت ہے۔۔ جو وقت کے ساتھ تم پر
ظاہر ہوتی رہے گی۔۔

یوسف خان زادہ صبا کے چہرے کے قریب
اپنا چہرہ لی جاتے ایک ایک لفظ چبا کر بول
رہا تھا اور صبا گم سم حیرت اور بے یقینی کی
مورتی بنے یوسف خان زادہ کے منہ سے نکلا
ہر لفظ اذیت سے سن رہی تھی
مجھے آرام کرنا ہے تم جاسکتی ہو۔۔ یوسف خان زادہ
نے کہتے ہی صبا کے بال چھوڑے اور بیڈ کی
سائیڈ ٹیبل پر پڑا الیمپ آف کر کے سونے کے
لیے لیٹ گیا

صبا پتھر کی بنی فرش پر بیٹھی رہ گئی
اس نے ایک نظر خود کے سراپے پر ڈالی اور
بے آواز رونے لگی
اگر حالات نارمل ہوتے تو ابھی وہ اس لباس
میں جس قدر حسین لگ رہی تھی فرش پر
بیٹھنے کی بجائے یوسف خانزادہ اسے اپنی
بانہوں میں سموئے اس پر اپنی شدتیں لٹا
کر اسے مکمل کرتا۔۔۔ پر وہ اسے ٹھکرا کر
ادھور اور بے مول کر گیا۔۔۔ صبا کا دل کیا
وہ چیخے چلائے پر وہ ایسا نہ کر سکی۔۔
محبت کے سفر میں اس نے یوسف خانزادہ کی
محبت کو ٹھکرا کر دشوار راستہ خود چنا
تھا ورنہ یوسف خانزادہ کی آنکھوں میں

صبا کے لیے ہمہ وقت محبت رہتی تھی جو
صبا کو احساس دلاتی کہ وہ یوسف خانزادہ
کے لیے بہت اہم ہے
بے دردی سے گال رگڑتے وہ اٹھی اور بھاری
قدموں سے چلتی ڈریسنگ روم چلی گئی
آرام دہ لباس پہن کر وہ باہر آئی اور صوفے
پر لیٹ کر بے آواز رونے لگی کتنی ہی دیر
رونے کے بعد نیند کی وادی اس پر مہربان ہو گئی
یوسف خانزادہ کو صبا کے آنسوؤں سے
تکلیف تو ہو رہی تھی پر وہ سخت دل بن
گیا تھا جیسے اس رات صبا بنی تھی
ایک بار وہ یوسف خانزادہ سے آکرمان سے
لڑتی اور کہتی کہ اس کی مام نے اس کا

دل دکھایا ہے یوسف خان زادہ سب ٹھیک
کر دیتا۔۔۔ پر وہ تو منگنی کی انگوٹھی اتار
کر یوسف خان زادہ کو جتا گئی کہ اسے
محبت سے زیادہ اسے اپنی انا عزیز ہے

بالاج خان زادہ نے روپ کو دھکا دیا تو روپ
نے بے یقینی سے بالاج خان زادہ کی طرف دیکھا
جو سر اوپر کر کے گہرا سانس لیتے غصہ ضبط
کرنے کی کوشش کر رہا تھا
آپ نے مجھے جانے کا بولا.. مجھے دھکا دیا؟؟
روپ نے حیرت اور بے یقینی سے آنسو بہاتے کہا
نہیں میری جان۔۔۔ میں تو تم سے ایک پل
دور نہیں رہ سکتا۔۔۔

بالاج خانزادہ کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا
اس نے آگے بڑھ کر روپ کو خود میں بھینچ لیا
نہیں۔۔۔ آپ نے مجھے جانے کا بولا۔۔۔ آپ نے
کہا دفع ہو جاؤ۔۔۔ آج اس لڑکی کے نام پر آپ
مجھے جانے کا بول رہے ہیں کل اگر وہ آگئی تو
آپ مجھے ہی چھوڑ دیں گے۔

روپ کی ہچکیاں بندھ گئیں
نہیں روپ۔۔۔ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔۔ بالاج خانزادہ
اسی دن تمہارا ہو گیا تھا جس دن اسے تم
سے محبت ہوئی تھی میں تو اسی دن خود
کو تمہارے سپرد کر گیا تھا بالاج خانزادہ پر
صرف اس کی روپ کا حق ہے میں صرف اپنی
روپ کا ہوں میری دن رات کی محبتوں پر

صرف روپ کا حق ہے تم ہی میری حقیقی محبت
ہو۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کے ماتھے پر پھر
دونوں گالوں پر اپنے تشنہ لب رکھے
نہیں۔۔ آپ نے مجھے جانے کا بولا۔۔ آپ نے
غصے میں مجھے جانے کا بولا۔۔

روپ کے آنسو تو اتر نکل رہے تھے
اچھا اب نہیں کہوں گا کبھی نہیں کہوں گا
بالاج خانزادہ نے روپ کے ماتھے پر ماتھا ٹکائے کہا
مجھے وعدہ چاہیئے۔۔

روپ نے پھر سے اپنی بات دہرائی تو بالاج
خانزادہ نے گہرا سانس لیا
میں تم سے وعدہ کرتا ہوں نتاشہ جس دن
میرے سامنے آئے گی میں اسے اس رشتے سے

آزاد کردوں گا میری بیوی ہونے کے سارے
حقوق صرف تمہارے ہوں گے۔۔

بالاج خان زادہ نے روپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے
کہا تو روپ نے سکون سے آنکھیں موند
کر بالاج خان زادہ کے سینے پر سر رکھ دیا
بالاج خان زادہ نے اس کے بالوں میں نرمی
سے انگلیاں چلائیں



یوسف خان زادہ کی آنکھ کمرے میں ہونے والی
کھٹ پٹ سے کھلی کمرے میں نائٹ بلب کی
مدھم روشنی پھیلی تھی یوسف خان زادہ
مندی مندی آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تو

صبا اپنے گیلے بالوں میں برش کر رہی تھی
یوسف خان زادہ کی نظر سامنے وال کلاک
پر گئی جہاں صبح کے نونج رہے تھے
وہ گہرا سانس لیتے اٹھ کر بیٹھ گیا اور
صبا کی طرف بغور دیکھنے لگا صبا شیشے
میں یوسف خان زادہ کو دیکھ چکی تھی
لیکن وہ نظر انداز کیے اپنے گیلے بالوں میں
برش کرتی رہی۔۔

یوسف خان زادہ بنا پلکیں جھپکے کتنی ہی
دیر اسے دیکھتا رہا

صبا نے لائٹ سامیک اپ کر کے اپنی سو جھپی
آنکھیں چھپائیں ہلکی پھلکی جیولری پہن کر
گیلے میں اس نے کیچر لگایا اور یوسف خان زادہ

کے پاس آکر کھڑی ہو گئی
 آپ کو کچھ چاہیے؟؟ صبا نے سنجیدگی سے پوچھا
 تو یوسف خان زادہ نے اسے کڑے تیوروں سے
 دیکھا۔۔۔۔

مجھے جو چاہئے ہو گا میں خود لے لوں گا۔۔
 تمہارے آنے سے میری زندگی میں بس یہ فرق
 پڑا ہے میں پہلے بہت خوش تھا بنا سہارے
 کے چلتا پھرتا تھا پر جب سے تم آئی ہو میرے
 دن رات اذیت میں گزر رہے ہیں۔۔ اس لیے بہتر
 ہو گا تم میرے سامنے کم آیا کرو۔۔

یوسف خان زادہ نے اپنی اسٹک پکڑی اور
 آہستہ آہستہ چلتا وارڈروب کی طرف بڑھ گیا
 صبا نے بھیگی آنکھوں سے یوسف خان زادہ کی

پشت کو دیکھا پھر خاموشی سے کمرے سے
نکل گئی

ناشتے کی ٹیبل پر سب موجود تھے سب چپ
چاپ ناشتہ کرنے میں مصروف تھے
بالاج خانزادہ نے کی نظریں بار بار روپ کی
طرف اٹھ رہی تھیں روپ کی نظر جیسے ہی
بالاج خانزادہ کی طرف اٹھتی بالاج خانزادہ
مسکرا کر ایک آنکھ ونک کر دیتا جس کے
بدلے میں روپ اسے گھوری سے نوازتی۔۔
خانم بی بی۔۔ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی
ہے۔۔ بالاج خانزادہ نے ناشتہ ختم کرتے کہا تو
خانم بی بی کے ساتھ سب بالاج خانزادہ کی

طرف متوجہ ہوئے
میں رخصتی چاہتا ہوں۔۔
بالاج خانزادہ نے بنا جھجھکے اپنی بات سب
کے سامنے رکھ دی تو سب کے چہرے خوشی
سے کھل اٹھے

روپ تو شرم سے سرخ پڑ گئی
ماشاء اللہ۔۔۔ بہت اچھی بات ہے میں بھی
یہی سوچ رہی تھی اب روپ کی رخصتی
ہو جانی چاہئے۔۔

خانم بی بی نے مسکرا کر پاس بیٹھی روپ
کے سر پر ہاتھ پھیرا تو روپ شرم سے
سر جھکا گئی

اماں سائیں۔۔۔ میں تو کہتا ہوں یوسف اور

صبا کے ولیمے پر ان کی رخصتی رکھ دیتے

ہیں آپ کا کیا خیال ہے؟؟

شارق خانزادہ نے مشورہ دیا تو خانم بی بی

نے سر ہلا دیا

ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو دس دو ہفتوں بعد

یوسف خان زادہ اور صبا کے ولیمے پر بالاج

خانزادہ اور روپ کی رخصتی پکی۔۔۔

خانم بی بی نے مسکرا کر اعلان کیا تو بالاج

خانزادہ نے شرماتی روپ کی طرف دیکھا

جو محبت بھری نظروں سے اسے ہی دیکھ

رہی تھی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں

تھا کہ بالاج خانزادہ آج رخصتی کی بات

کرے گا

بالاج خانزادہ نے روپ کو آنکھوں سے اپنے
کمرے میں آنے کا اشارہ کیا اور اٹھ کر چلا گیا
پیچھے روپ ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑتی اٹھنے
کے لیے پر تو لنے لگی

سب دوبارہ سے ناشتے میں مصروف ہو گئے
تھے روپ آہستہ سے اٹھ کر چلی گئی

ولیمے کی بات پر صبا نے یوسف خانزادہ
کی طرف دیکھا جو ایسے بنا بیٹھا تھا جیسے
اس کے نہیں کسی اور کے ولیمے کی بات
ہو رہی ہو۔۔۔

صبا کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر نکلا جو
اس نے چپکے سے صاف کیا

روپ بالاج خانزادہ کے کمرے میں گئی تو
وہ وارڈروب سے کچھ نکال رہا تھا
بہت چالاق ہیں آپ۔۔ رخصتی کی بات بھی
کردی اور مجھے بتایا بھی نہیں۔۔
روپ نے بالاج خانزادہ کے بازو پر مکا مارتے
نروٹھے پن سے کہا
تو بالاج خانزادہ نے مسکرا کر روپ کو کمر
سے کھینچ کر وارڈروب کے ساتھ پن کیا
ایک بات تو بتاؤ تم اتنی نڈر کیوں ہو؟؟
مجھ سے ڈر نہیں لگتا؟؟
بالاج خانزادہ نے روپ کی دودھیا گردن پر
شدت سے ہونٹ رکھتے کہا تو روپ کے
پورے جسم میں کرنٹ دوڑ گیا

پہلے لگتا تھا اب نہیں۔۔

روپ نے خود کو کمپوز کرتے صاف گوئی کی
کیوں؟؟

بالاج خانزادہ نے دلچسپی سے پوچھا

کیونکہ پہلے آپ آدم خور تھے اور اب انسان۔۔

روپ نے معصومیت سے کہا تو بالاج خانزادہ

نے حیرت سے روپ کی طرف دیکھا

کیا مطلب؟؟

بالاج خانزادہ نے نا سمجھی سے پوچھا

مطلب یہ کہ مجھ سے محبت ہونے سے

پہلے آپ آدم خور تھے اور مجھ سے محبت

ہونے کے بعد آپ انسان بن گئے اور میں

انسانوں سے نہیں ڈرتی۔۔

روپ نے کندھے اچکا کر لا پر واہی سے کہا

تو بالاج خانزادہ اپنی بیوی کے منہ سے

اپنی اتنی خوبصورت حقیقت سن کر

صدے میں چلا گیا

مطلب تم نے مجھے انسان بنایا؟؟

بالاج خانزادہ نے صدے کے زیر اثر پوچھا

روپ نے فوراً سرہاں میں ہلا دیا

ایک لگاؤں گا میں تمہیں۔۔ بے وقوف لڑکی۔۔

بالاج خانزادہ نے ہلکا سا تھپڑ روپ کے

گال پر رسید کر دیا تو روپ نے اپنے گال

پر ہاتھ رکھ کر بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا

آپ نے مجھے تھپڑ مارا؟؟

روپ نے فوراً رونے کی تیاری پکڑی

ہاں۔۔ کیونکہ تم بہت زبان چلاتی ہو میرے
آگے۔۔ بالاج خانزادہ نے گھور کر کہا تو
روپ بھاں بھاں کرتے رونے لگی
بالاج خانزادہ اس کے ایک دم گلا پھاڑ کر
رونے پر پریشان ہو گیا
روپ۔۔ خاموش ہو جاؤ کوئی آجائے گا۔۔
بالاج خانزادہ نے پریشانی سے کہا پر روپ
نے اپنا شغل جاری رکھا
بالاج خانزادہ نے اپنی ڈرامے باز بیوی کو
تاسف سے دیکھا
تم چپ کر رہی ہو یا نہیں؟؟
بالاج خانزادہ نے غصے سے پوچھا
آپ نے مجھے کیوں مارا؟؟ میں اب چپ

نہیں کروں گی۔۔ روپ نے آنسو صاف کرتے کہا

ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔۔

بالاج خانزادہ نے مسکرا کر کہا اور روپ

کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اس

کے گلابی ہونٹوں پر جھک گیا

روپ ایک دم گھبرا گئی کیونکہ بالاج خانزادہ

کالمس آج سخت تھا

روپ نے بالاج خانزادہ کے سینے اور کندھوں

پر مکے مارنے شروع کر دیئے

پر بالاج خانزادہ ڈھیٹ بنا روپ کے ہونٹوں

سے اپنی پیاس بجھانے میں لگا رہا

آہستہ آہستہ اس کا رخ روپ کی گردن پر ہوا

جہاں اس کی پر تپش بوسوں کی بو چھاڑ

سے روپ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس
ہو رہی تھیں

پر بالاج خانزادہ آج روپ کی جان لینے کے
درپر تھا اس نے اپنا ہاتھ روپ کی کمر پر
لے جاتے شرٹ کے اندر سے روپ کی برہنہ
کمر پر انگلیاں چلائیں تو روپ کے اب صحیح
معنوں میں ہوش رہے کیونکہ بالاج خانزادہ
کارخ اب روپ کے گریبان کی طرف تھا
بب۔۔۔ بالاج۔۔۔ مم۔۔۔ میں نہیں۔۔۔ رو۔۔۔ رہی۔۔۔
پپ۔۔۔ پلیز۔۔۔ بس کر دیں۔۔۔

روپ نے دھڑکتے دل سے کہا تو بالاج
خانزادہ نے سراٹھا کر روپ کی طرف دیکھا
ابھی سے گھبرا گئی۔۔۔ رخصتی کی رات

کیا کرو گی۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے دونوں گالوں پر
باری باری ہونٹ رکھتے کہا تو روپ اس
رات کا سوچ کر شرم سے لال اناری ہو گئی
بالاج خانزادہ کی محبت کے رنگ روپ کے
چہرے پر بکھر رہے تھے

تمہیں مجھ سے ڈر نہیں لگتا نا۔۔ اس رات

کے بعد تمہیں مجھ سے ڈر بھی لگے گا

اور تم میری قربت کا سوچ کر مجھ سے

دور بھی بھاگا کرو گی کیونکہ میں اس

رات تمہیں زرا سا بھی نہیں بخشوں گا۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے کان کے قریب ہونٹ

لے جاتے مدھم سرگوشی کی تو روپ کے

کان کی لوئیں تک سرخ پڑ گئیں
تیار کر لینا خود کو میری شدتیں سہنے
کے لیے۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کے گال
پر ہلکی سی بائٹ کی تو روپ کے منہ سے
ہلکی سی سسکی نکلی
آدھے گھنٹے کے اندر مجھے حویلی کے ساتھ
والے باغ میں ملو۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کا گال سہلاتے محبت
کہا تو روپ بالاج خانزادہ کے سینے پر دونوں
ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرتی باہر بھاگ گئی
بالاج خانزادہ نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے
خود کے جذباتوں کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی
روپ کا دل اسے کانوں میں دھڑکتا سنائی

دے رہا تھا

وہ بھاگ کر سیدھی اپنے کمرے میں آئی اور
دروازے سے ٹیک لگا کر خود کی سانسیں
ہموار کرنے لگی جو بالاج خانزادہ کی اتنی
سی قربت اٹھل پٹھل ہو رہی تھیں

محبوب خان زادہ آج اتنے دنوں بعد مصطفیٰ
سے ملنے سکول آیا پر مصطفیٰ اس سے
خفا سا تھا

آپ اتنے دنوں بعد کیوں آئے ہیں؟؟ پتا ہے میں
نے آپ کو کتنا مس کیا تھا
مصطفیٰ نے سینے پر دونوں ہاتھ باندھتے
معصومیت سے کہا تو محبوب خان زادہ کو

اس پر بے حد پیار آیا
ایم سوری بیٹا۔۔ آپ تو جانتے ہو میرا بھائی
ہو سپٹل ایڈمٹ تھا اور میں زیادہ تر اسی
کے ساتھ رہتا تھا تبھی آپ سے ملنے نہیں
آسکا پر یقین کرو میں نے آپ کو بہت مس کیا۔۔
محبوب خان زادہ مصطفیٰ کو گود میں
بیٹھا کر ہمیشہ کی طرح اس کے بال بگاڑے
اٹس اوکے۔۔ پر اب پر امس کریں آپ روز ملنے
آئیں گے۔۔

مصطفیٰ نے چھوٹی سی انگلی اٹھا کر کہا تو
محبوب خان زادہ نے فوراً اس سے وعدہ کر لیا
پھر محبوب خان زادہ مصطفیٰ کو چاکلیٹس
دیں جس سے اس کا موڈ ٹھیک ہو گیا

مصطفیٰ۔۔۔ آپ کی ماما کیسی ہیں؟؟

محبوب خان زادہ نے چاکلیٹ سے انصاف کرتے
مصطفیٰ سے پوچھا

ماما۔۔ ٹھیک ہیں۔۔ پر ایک راز کی بات بتاؤں؟؟
مصطفیٰ نے اپنی آواز دھیمی کر کے سرگوشی کی
تو محبوب خان زادہ سوالیہ نظروں سے مصطفیٰ
کی طرف دیکھا

اب ماما نقاب نہیں کرتیں۔۔ وہ آج بھی مجھے
سکول چھوڑنے بنا نقاب کے ہی آئی تھیں۔۔
مصطفیٰ نے ہلکی سی آواز میں محبوب خان زادہ
کے سر پر دھماکہ کیا

مصطفیٰ کی بات سن کر محبوب خان زادہ
حیرت سے سوچ میں پڑ گیا

الفت تو عدت میں تھی اور ابھی اس کی
عدت پوری ہونے میں وقت تھا پھر الفت بنا
نقاب کے باہر کیسے نکل سکتی ہے
یا پھر اس کی عدت پوری ہو چکی ہے اور
محبوب خان زادہ اس بات سے انجان ہے
لیکن اتنی جلدی کیسے؟؟؟
ابھی ایک مہینے پہلے تو اسے شہر وز نے
طلاق دی۔۔ پھر اتنی جلدی عدت کیسے پوری
ہو گئی۔۔

محبوب خان زادہ کے دماغ میں بہت سے
سوال آرہے تھے پر وہ الجھ رہا تھا کیونکہ
ان میں سے ایک بھی سوال کا جواب محبوب
خان زادہ کے پاس نہیں تھا

وہ الجھے دماغ کے ساتھ سکول سے نکلا گیا

صبا کیچن میں یوسف خان زادہ کے لیے
یخنی بنا رہی تھی یوسف خان زادہ کا رویہ
اس کا خون جلارہا تھا وہ کبھی سوچ بھی
نہیں سکتی تھی جن آنکھوں میں اس کے لیے
محبت ہوتی تھی انہی آنکھوں میں اس کے لیے
غصہ اور شکوے ہوں گے اس سے یوسف خان زادہ
کا رویہ برداشت نہیں ہو رہا تھا
یخنی اس نے باؤل میں ڈالی اور کمرے میں
آگئی جہاں یوسف خان زادہ لیپ ٹاپ میں
مصروف تھا

یوسف۔۔ آپ کے لیے یخنی بنائی ہے۔۔ صبا

نے یحییٰ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھتے کہا
 یوسف خان زادہ نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا
 کر صبا کے ادا اس چہرے کی طرف دیکھا تو
 اس کا دل کٹ سا گیا ہر وقت ہنستا مسکراتا
 چہرہ آج کتنا ادا اس اور ویران لگ رہا تھا
 یوسف خان زادہ نے صبا کا ہاتھ پکڑ کر
 اسے اپنے پاس بیڈ پر ہی بیٹھا لیا
 کچھ کھایا تم نے؟؟
 یوسف خان زادہ نے صبا کے ہاتھ کے پچھلے
 حصے پر انگوٹھا پھیرتے کہا
 ج۔۔۔۔۔ جی۔۔۔ صبا کے آنسو اس کے رخساروں
 پر پھسلے اور ہاتھ پر گرے
 یوسف خان زادہ نے آنکھیں اٹھا کر صبا کی

طرف دیکھا جس کی چھوٹی سی ناک
سرخ ہو گئی تھی

روکیوں رہی ہو؟؟ میرا دل توڑتے وقت
تو تمہیں رونا نہیں آیا اس وقت تو تم سنگ
دل بنی تھی

ایک بار پھر یوسف خان زادہ کی زبان سے
شکوہ پھسلا

ہو گئی مجھ سے غلطی۔۔ معاف کر دیں مجھے۔۔
اگر میں نے اس وقت آپ کا دل توڑا تو آپ
بدلہ لے کر اب میرا دل دکھا رہے ہو۔۔

صبا نے زار و قطار روتے کہا
تمہارا دل کیوں دکھ رہا ہے تمہیں تو مجھ
سے محبت ہی نہیں ہے۔۔

یوسف خان زادہ کا لہجہ تلخ ہوا
مجھے آپ سے محبت ہے بے حد محبت
ہے۔۔ اگر آپ کو میری محبت نہیں دکھ رہی
تو مجھ بتائیں میں ایسا کیا کروں کہ
آپ کو میری محبت پر اعتبار آجائے۔۔
صبا نے آنکھیں اٹھا کر یوسف خان زادہ
کی آنکھوں میں دیکھتے کہا
اگر مجھے پھر بھی اعتبار نہ آیا تو۔۔۔
یوسف خان زادہ نے صبا کا ہاتھ چھوڑتے
چہرہ پھیرتے کہا
یوسف۔۔ آپ کیوں اس طرح کر رہے ہیں
مجھ سے آپ کا رویہ برداشت نہیں ہو رہا
مجھے آپ کی پہلے والی محبت چاہیے۔۔

میں آپ کا غصہ آپ کی نفرت نہیں سہ
سکتی۔۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔
صبانے یوسف خانزادہ کا ہاتھ پکڑ کر
روتے ہوئے التجا کی

میں تم سے محبت کروں اور تم دوسروں
کی باتوں میں آکر مجھے چھوڑ دو۔۔ ہمارا
رشتہ ختم کر دو۔۔ اور ایک بار پھر یوسف
خانزادہ موت کے منہ میں چلا جائے۔۔
ہے نا؟؟

یوسف خانزادہ نے کرب سے کہا
نہیں۔۔ ایسا مت کہیں۔۔ میں سچ
میں آپ سے محبت کرتی ہوں میں
آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔۔

صبا نے یوسف خانزادہ کے کندھے پر
سر رکھتے کہا

اچھا ٹھیک ہے رونا بند کرو۔۔ یوسف
خانزادہ نے گہرا سانس لیتے کہا
معاف کر دیا؟؟ صبا نے سراٹھا کر

پر امید لہجے میں پوچھا
نہیں۔۔ پہلے ثابت کرو تمہیں مجھ سے
محبت ہے پھر کر دوں گا۔۔

یوسف خانزادہ لیپ ٹاپ بند کرتے کہا
کیسے ثابت کروں؟؟

صبا نے جلدی جلدی پوچھا تو یوسف
خانزادہ کی نظریں صبا کے چھوٹے سے
ہونٹوں پر گئی جو پنک لپ گلوں لگے شائن

کر رہے تھے

میرے ہونٹوں پر کس کرو۔۔۔

یوسف خان زادہ نے صبا کی طرف رخ

موڑتے سکون سے کہا تو صبا کا چہرہ شرم

سے سرخ ہو گیا

مم۔۔۔ میں کیسے۔۔۔ کروں؟؟؟

صبا نے سر جھکا کر ہکلاتے ہوئے کہا تو

یوسف خان زادہ نے اپنی ہنسی کنٹرول کی

جیسے کرتے ہیں۔۔

یوسف خان زادہ نے صبا کے ہونٹوں پر

انگوٹھے پھیرتے گھمبیر آواز میں کہا تو

صبا کا دل زور و شور سے دھڑکنے لگا

مم۔۔۔ مجھے نہیں۔۔۔ پتا۔۔۔ کیسے۔۔۔ کرتے ہیں۔۔

صبا نے اٹھنا چاہا پر یوسف خان زادہ نے اس کا
ارادہ بھانپتے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپن طرف
کھینچا تو وہ سیدھی یوسف خان زادہ
کی گود میں گر گئی
اگر کس نہیں کرو گی تو میں نہیں مانوں گا
تمہیں مجھ سے محبت ہے۔۔

یوسف خان زادہ نے صبا کی صراحتی دار
گردن میں منہ چھپائے کہا اس کے بدن سے
اٹھتی مسحور کن خوشبو سے یوسف خان زادہ
پاگل ہو رہا تھا

یوسف۔۔۔ میرا۔۔ دل دھڑک۔۔۔ رہا ہے۔۔۔ پلینز
چھوڑ۔۔۔ دیں۔۔۔

صبا نے آنکھیں بند کرتے منمنا کر کہا

پر یوسف خان زادہ صبا کی گردن پر
اپنے پر حدت ہونٹ رکھے بوسوں کی
بو چھاڑ کرنے لگا

صبا نے بھی مدہوش ہوتے دوبارہ یوسف
خان زادہ کو ٹوکنے کی غلطی نہیں کی۔۔

یوسف خان زادہ کتنی ہی دیر صبا کی گردن
پر کبھی محبت سے بوسے دیتا تو کبھی
شدت سے دانت گاڑھتا صبا آنکھیں میچیں
یوسف خان زادہ کو اس کی منمائیاں کرنے
دے رہی تھی

کافی دیر بعد جب یوسف خان زادہ پیچھے
ہوا تو صبا نے ہلکی سی آنکھیں کھول کر
یوسف خان زادہ کی طرف دیکھا جس کا

جھکاؤ اب صبا کے گریبان کی طرف تھا
اس نے صبا کے دھڑکتے دل پر شدت سے
ہونٹ رکھے تو صبا کا دل مزید دھڑکنے لگا
یوسف خان زادہ نے صبا کی دودھیا گردن
کی طرف دیکھا جہاں اس کی شدتوں
کے نشان پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے
صبا کی پلکیں شرم سے لرز رہی تھیں
بچنی دو اور جاؤ یہاں سے۔۔
یوسف خان زادہ کا لہجہ ایک دم چینیج
ہوا صبا نے حیرت سے یوسف خان زادہ
کی طرف دیکھا جو اسے چھوڑ کر اب
بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر پرسکون
ہو گیا تھا

یوسف۔۔ کیا ہوا؟؟؟

صبا نے حیرت سے پوچھا

بھوک لگی ہے یحییٰ دوگی؟؟؟

یوسف خان زادہ نے صبا کی بات نظر انداز

کرتے تلخی سے کہا تو صبا کی آنکھیں

ایک بار پھر آنسوؤں سے لبریز ہوئیں

جان بوجھ کر میرا دل دکھا رہے ہیں نا؟؟؟

صبا کا بھی لہجہ تلخ ہوا

ہاں۔۔ یوسف خان زادہ نے بنا صبا کی طرف

دیکھے سکون سے کہا

کیوں؟؟ صبا پھر سے تلخ ہوئی

کیونکہ میں تمہاری جدائی سے ڈرتا ہوں

یوسف خان زادہ نے صبا کی آنکھوں میں

دیکھ کر ہلکی سی آواز میں صاف گوئی کی

تو صبا چپ سی کر گئی

اس نے یحٰییٰ کا باؤل اٹھا کر یوسف خان زادہ

کے سامنے رکھا اور کمرے سے جانے لگی

رکو۔۔ اپنی گردن پر میری محبت کی لگی

مہریں چھپالو پھر چلی جانا۔۔

یوسف خان زادہ نے یحٰییٰ پیتے کہا تو صبا

جلدی سے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی

ہو کر اپنی گردن دیکھنے لگی

جہاں یوسف خان زادہ کے دانتوں کے نشان

اب نیلے پڑ رہے تھے

صبا نے پیچھے مڑ کر غصے سے یوسف خان زادہ

کی طرف دیکھا جو سر جھکا کر مزے سے

بچنی پینے میں مصروف تھا
وہ غصے سے یوسف خان زادہ کی طرف
بڑھی اور اسے گریبان سے پکڑ کر اس کا
چہرہ اوپر کر کے اس کے ہونٹوں پر اپنے
ہونٹ رکھ دیئے

یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ یوسف خان زادہ
کو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا اس کی حیرت
اور بے یقینی سے بڑی ہوئیں
صبا اس کے ہونٹوں پر بوسہ دیتے پیچھے
ہوئی تو یوسف خان زادہ حیرت سے منہ
کھولے صبا کی طرف دیکھنے لگا
میں سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔
اور ثبوت چاہیے؟؟

یوسف خان زادہ کا گریبان ابھی بھی صبا
کے ہاتھوں میں تھا وہ کہتی پھر سے یوسف
خان زادہ کے ہونٹوں پر بوسہ دے چکی تھی
یوسف خان زادہ حیرت کی موتی بنا
صبا کی بے باکیاں دیکھ رہا تھا
صبا نے ایک بوسہ یوسف خان زادہ کی
گردن پر کی سائیڈ پر دے کر زور سے دانت
گاڑھے تو یوسف خان زادہ ہوش میں آیا
ہلکی سی سسکی اس کے منہ نکلی پر صبا
پوری شدت سے دانت گاڑھ کر پیچھے ہٹ گئی
یوسف خان زادہ نے حیرت سے اپنی معصوم
بیوی کی طرف دیکھا جس کی معصومیت
پر ہی وہ فدا ہوا تھا پر اس کی معصوم

بیوی آج ثابت کر گئی تھی کہ اسے یوسف
خانزادہ سے محبت ہے

یوسف خان زادہ اندر تک سرشار ہوتا صبا
کی طرف دیکھنے لگا جو شیشے کے سامنے
کھڑی اپنی گردن پر فاؤنڈیشن لگا کر
نشانوں کو چھپا رہی تھی

اس کا دل چاہا ابھی اپنے اور صبا کے درمیان
سارے فاصلے مٹا دے پر وہ رات کا سوچ
کر اپنے جذبات پر قابو پاتا مسکرا کر
سر جھٹکتے یخنی پینے لگا

صبا نے شیشے میں یوسف خان زادہ کے مسکراتے
عکس کو دیکھا

آپ ہمارے بیچ اپنی انا کو لارہے ہیں پر

میں ایسا ہر گز نہیں ہونے دوں گی کل رات
بھی اگر میں رونے دھوتے نہ گزارتی تو آج
ہم مکمل ہوتے

پر اب ایسا نہیں ہوگا آپ کے معاملے میں
میں اب خود پہل کروں گی کچھ بھی ہو جائے
میں ہمارا رشتہ خراب نہیں ہونے دوں گی
کیونکہ مجھے سے بے حد محبت ہے۔۔۔
صبا نے دل شیشے میں یوسف خان زادہ
کے عکس کو دیکھ کر سوچا اور خاموشی
سے کمرے سے نکل گئی

روپ حویلی سے نکل کر باغ کی طرف
آئی باغ کے باہر کچھ گارڈز اور حشمت علی

کھڑا تھاروپ کو آتے دیکھ وہ سب الرٹ ہوئے

حشمت علی اپنی کمر پر پیچھے ہاتھ باندھ

کر سر جھکائے کھڑا ہو گیا شام کے چھ بج

رہے تھے ہلکا پھلکا دن ڈھل رہا تھا

روپ خاموشی سے باغ کے اندر آگئی وہ اسی

درخت کی طرف بڑھی جس درخت سے اترتے

وقت اس کا دل بالاج خانزادہ کے لیے دھڑکا تھا

روپ جیسے جیسے درخت کی طرف بڑھ رہی

تھی اس کی آنکھیں حیرت اور خوشی سے

بڑی ہو رہی تھیں

بالاج خانزادہ نے کس قدر خوبصورتی سے

اس درخت کو سجایا تھا پورا درخت برقی

قلموں سے جگمگ کر رہا تھا درخت کے نیچے

جھولا لٹک رہا تھا جس کی رسیوں کو پھولوں
کی بیلوں سے سجایا گیا تھا

اور درخت کے دائیں سائیڈ پر ایک گول ٹیبل
جس کے آمنے سامنے دو کرسیاں لگائی گئی
تھیں ٹیبل پر ایک ہارٹ شیپ کیک اور اس
کے ارد گرد کینڈلز جل رہی تھیں

بالاج خانزادہ ایک سائیڈ پر کھڑا تھا روپ
کو آتا دیکھ وہ مسکرا کر آگے بڑھا اور روپ
کے آگے ہاتھ بڑھایا

جسے روپ نے کھوئی ہوئی کیفیت میں
تھام لیا بالاج خانزادہ روپ کا ہاتھ تھام
کر اسے جھولے کے پاس لے آیا
روپ کو جھولے پر بیٹھا کر وہ خود روپ

کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور اسے جھولا

جھولانے لگا۔۔۔

روپ ابھی بھی حیرت میں مبتلا تھی کہ

یہ سب سپیشلی بالاج خانزادہ نے صرف

اور صرف اس کے لیے کیا ہے۔۔۔

بالکل ٹھیک سوچ رہی ہو۔۔۔ یہ سب صرف

اور صرف میری روپ کے لیے ہے۔۔۔

بالاج خانزادہ اس کی سوچ تک رسائی

حاصل کر چکا تھا اس نے جھولا روک کر

پیچھے سے روپ کے کان میں سرگوشی کی

تو روپ کا دل زور و شور سے دھڑکنے لگا

وہ جھولے سے اٹھی اور بالاج خانزادہ کے

گلے میں بائیں ڈال کر اس کی گردن میں

منہ چھپا گئی

کیا ہوا؟؟؟ اچھا نہیں لگایہ سب؟؟

بالاج خانزادہ نے روپ کے بالوں پر محبت

سے ہونٹ رکھتے پوچھا

یہ سب آپ نے میرے لیے کیا ہے؟؟ روپ

نے سراٹھا کر بالاج خانزادہ کی کر سٹل

گرے آنکھوں میں دیکھتے بے یقینی سے پوچھا

اسے ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ

بالاج خانزادہ اتنا رو مینٹک بھی ہو سکتا ہے

ہاں میری جان۔۔۔ یہ سب تمہارے لیے ہے۔۔

بالاج خانزادہ روپ کا ہاتھ پکڑ کر اسے

ٹیبیل کے پاس لایا اور کرسی پر بیٹھا دیا

کیک کاٹو۔۔۔ بالاج خانزادہ نے چھری روپ

کی طرف بڑھاتے کہا
آپ مجھے پہلے بتا دیتے میرے لیے سرپرائز
ہے میں اچھے سے ڈریس اپ ہو کر آتی بلکہ
ایک کام کریں مجھے پندرہ منٹ دیں میں
جلدی سے چینیج کر کے آتی ہوں
روپ اپنی ہی مستی میں بول کر اٹھ کر
جانے لگی پر بالاج خانزادہ نے فوراً اس
کا ہاتھ پکڑ لیا
تم سے کس نے کہا تمہیں خوبصورت لگنے
کے لیے خوبصورت کپڑوں کی ضرورت ہے
ایم شیور۔۔ تم میرے سامنے بنا کپڑوں کے
بھی بہت خوبصورت لگو گی۔۔
بالاج خانزادہ کی کھلم کھلا بات پر روپ

کے گلے میں گلی ابھر کر معدوم ہوئی
بیٹھو اور کیک کاٹو۔۔ بالاج خانزادہ نے
روپ کی طرف پھر سے چھری بڑھائی
تو روپ نے کیک کاٹ کر بالاج خانزادہ
کے ہونٹوں کے آگے کیا پر اس نے کھانے
کی بجائے روپ کا ہاتھ پکڑ کر کیک روپ
کے ہونٹوں کے آگے کر دیا تو روپ نے مسکرا
کر تھوڑا سا کھالیا
بالاج خانزادہ ایک لمحے کی دیر کیے بغیر
روپ کے ہونٹوں پر جھک گیا روپ ایک
دم بوکھلا گئی

بالاج خانزادہ نے کیک روپ کے منہ سے نکال
کر اپنے منہ میں ڈال لیا روپ بے چاری حیرت

کی مورتی بنی بالاج خانزادہ کی اتنی
بے باکی پر بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی
بالاج خانزادہ نے آہستہ سے روپ کے ہونٹوں
کو آزادی بخشی تو روپ نے شرم سے سرخ
پڑتے سر جھکا لیا

بالاج خانزادہ کے منہ میں کیک کا ذائقہ کم
روپ کی محبت کا ذائقہ گھل رہا تھا جسے
وہ مزے سے اپنے اندر اتار رہا تھا
آج سے پہلے میں نے اتنے ہی طریقے سے
کیک کبھی نہیں کھایا۔

بالاج خانزادہ نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے
کہا تو روپ کی پلکیں شرم سے لرزا اٹھیں
بالاج خانزادہ نے ٹیبل پر پڑا چھوٹا سا

باکس پکڑا اور اسے کھول کر ایک خوبصورت
ساڈا نمند بریسلٹ روپ کے ہاتھ میں پہنا دیا
بالاج۔۔۔ یہ کتنا پیارا ہے۔۔۔

روپ نے بے حد خوشی سے بریسلٹ دیکھتے کہا
بریسلٹ پر چھوٹے سے حروف میں چھوٹے
چھوٹے ڈانمند ز سے بالاج لو ز روپ لکھا تھا
ہمم۔۔۔ اسے تم اپنے ہاتھ سے کبھی بھی نہیں
اتارو گی۔۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے ہاتھ پر ہونٹ
رکھتے حکمیہ انداز میں کہا

اتنا پیارا بریسلٹ ہے میں تو کبھی نہیں
اتاروں گی۔۔۔ روپ نے اتنی معصومیت سے
کہا تو بالاج خانزادہ کو اس پر بے حد پیار آیا

سب پر فیکٹ ہے بس ایک کمی ہے۔۔
روپ نے ادھر ادھر دیکھتے برا سامنہ بنا کر کہا
تو بالاج خانزادہ مسکرا دیا
کیا کمی ہے میں ابھی پوری کر دیتا ہوں۔۔
بالاج خانزادہ نے محبت سے کہا
میوزک نہیں ہے۔۔ مجھے آپ کے ساتھ ڈانس
کرنا ہے۔۔ روپ کی بات پر بالاج خانزادہ نے
مسکرا کر سر جھٹکا
پھر اپنا موبائل نکال کر اس نے ایک سانگ پلے کیا
اور روپ کا ہاتھ تھام کر وہ دونوں آہستہ
آہستہ کیل ڈانس کرنے لگے۔۔
بالاج۔۔ روپ نے ڈانس کرتے بالاج خانزادہ نے
کندھے پر سر ٹکائے رکھا کہا

ہمم۔۔

مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔ روپ نے سنجیدگی
سے کہا

میں ساتھ ہوں پھر کیسا ڈر؟؟

بالاج خانزادہ سمجھا روپ باغ میں ہے اس
لیے ڈر رہی ہے

نہیں بالاج۔۔ مجھے واقعی میں بہت ڈر

لگ رہا ہے ایسا لگ رہا ہے جیسے کچھ ہونے
والا ہے۔۔

روپ نے سراٹھا کر از حد سنجیدگی سے کہا
تمہارا وہم ہے۔۔

بالاج خانزادہ نے ٹالا

نہیں بالاج۔۔ میرا دل بہت گھبراتا ہے۔۔

روپ اپنی بات پر قائم رہی
اچھا چھوڑو یہ سب۔۔ تم اس وقت بس
مجھ پر فوکس کرو باقی سب بھول جاؤ
بالاج خانزادہ نے روپ کے ماتھے پر لب
رکھتے کہا تو روپ چپ کر گئی
بالاج خانزادہ کو روپ کا وہم لگ رہا تھا
پر انہیں کیا پتا تھا پریشانیاں ان تک
پہنچنے ہی والی ہیں۔۔
محبت کے خوبصورت سفر میں اب ان کا
امتحان شروع ہونے والا ہے۔۔ پریشانیاں،
آنسو، لڑائی جھگڑا، دکھ، تکلیف،
رت جگے، اور شاید جدائی بھی ان کو
ملنے والی ہے۔۔

الفت مصطفیٰ کو ہوم ورک کروا کر اسے
سلاچکی تھی خود اسے بھی نیند آئی تھی
اس نے ہلکا پھلکا کمرے کا پھیلاوا سمیٹا
اور لائٹ آف کر کے سونے کے لیے لیٹ گئی
مصطفیٰ بیڈ کی دائیں جانب سو رہا تھا
خود وہ بائیں جانب لیٹ گئی ابھی اس کی
آنکھ لگی ہی تھی جب اسے اپنے کمرے میں
کسی کی موجودگی کا احساس ہوا
الفت نے ہلکی سی آنکھیں کھول کر دیکھا
تو ایک نقاب پوش اس کے قریب کھڑا
سرخ آنکھوں سے اسے ہی گھور رہا تھا الفت
کی آنکھیں خوف سے پوری کی پوری کھل

گئیں ابھی وہ چیخنے کے لیے منہ کھولتی
جب اس نقاب پوش نے اس کا ارادہ بھانپ
کر اس کے منہ پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھتے
اس کی چیخ کا گھلا گھونٹ دیا
الفت اب اپنے ہاتھ پیر چلانے ہی لگی تھی
جب اس نقاب پوش نے اپنا نقاب اتار دیا
وہ کوئی اور نہیں محبوب خان زادہ تھا
الفت اپنے کمرے میں رات کے پہر محبوب
خان زادہ کو دیکھ کر ساکت رہ گئی
میں تمہارے منہ سے ہاتھ ہٹا رہا ہوں چیخنا
مت۔۔

یوسف خان زادہ نے حکمیہ لہجے میں کہتے
الفت کے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹالیا

یوسف خان زادہ آج پہلی بار الفت کو بنا
نقاب کے دیکھ رہا تھا
چکمتی براؤن آنکھیں، ہلکے گلابی گال اور
چھوٹے سے تراشے ہونٹ وہ کسی گڑیا سے
کم نہیں تھی

محبوب خان زادہ کتنی ہی دیر اپنی جگہ سے
ہل نہیں سکا وہ لڑکی حسن کی ملکہ تھا
آپ اس وقت میری حویلی میں میرے کمرے
میں کیا کر رہے ہیں؟؟

افت نے سخت لہجے میں پوچھا تو محبوب
خان زادہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا
تمہاری عدت پوری ہو گئی اور تم نے مجھے
بتانا ضروری نہیں سمجھا۔

محبوب خان زادہ نے ہلکی سی آواز میں غصے
سے شکوہ کیا تو الفت چپ سی کر گئی
مجھے بس یہ جاننا ہے تمہاری عدت اتنی
جلدی کیسے پوری ہو گئی۔۔

محبوب خان زادہ کی نظریں الفت کے
چہرے کے ایک ایک نقوش کو حفظ کر رہی تھیں
کمرے میں نائٹ بلب کی مدھم روشنی
میں بھی وہ با آسانی الفت کو دیکھ سکتا تھا
آپ سے مطلب؟؟ آپ ہوتے کون ہیں مجھے
سے سوال جواب کرنے والے۔۔

افت اس بار تلخ ہوئی
میں کون ہوں تمہیں بہت جلد پتا چل جائے گا
فلحال میری بات کا جواب دو۔۔ محبوب خان زادہ

نے مصطفیٰ کی طرف دیکھتے کہا جو سکون

سے سو رہا تھا

میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں۔۔

الفت کہہ کر بیڈ سے اٹھنے لگی اسے اچانک

احساس ہوا وہ کب سے محبوب خان زادہ

کے قریب بیٹھی ہے

الفت میری بات کا جواب دو اور اپنی بات

کا جواب لیے بنا میں یہاں سے نہیں جاؤں گا

محبوب خان زادہ نے الفت کے روبرو کھڑے

ہوتے کڑے تیوروں سے کہا

دیکھیں۔۔ آپ کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہیں

میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں میرا

پیچھا چھوڑ دیں آپ کو کچھ بھی حاصل

نہیں ہونے والا۔۔

الفت نے ہاتھ جوڑتے بھرائی آواز میں کہا
یہ میری بات کا جواب نہیں ہے۔۔ محبوب
خان زادہ پر الفت کی بات کا زرا بھی اثر
نہیں ہوا

الفت نے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا
اور محبوب خان زادہ کو اس کی بات کا
جواب دینے کے لیے خود کو تیار کیا
مجھے طلاق یہاں آنے سے دو مہینے پہلے ہی
ہو گئی تھی

میں نے بابا اور لالہ سے یہ بات چھپائی تھی
جب شہروز نے مجھے طلاق دی تو میں
نے اسی دن اس کا گھر چھوڑ دیا اور اپنی

سہیلی کے ساتھ رہنے لگی دو مہینوں تک
اس نے میرا ساتھ دیا وہ اکیلی رہتی تھی
اور اس کا شوہر کینیڈا میں۔۔

پھر اس کے شوہر نے اسے کینیڈا بلوالیا
اس لیے مجھے بابا کو بتانا پڑا کہ شہروز
مجھے طلاق دے چکا ہے

الفت کے گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹکا سارے
زخم پھر سے ہرے ہو گئے
تم نے اپنے بابا سے اتنی بڑی بات کیوں چھپائی؟

محبوب خان زادہ کو الفت کی تکلیف پر
خود بھی درد اٹھ رہا تھا جسے وہ کمال
مہارت سے چھپا رہا تھا

میں اگر انہیں بتا دیتی کہ مجھے شہروز نے

طلاق دی ہے تو وہ مجھے اپنے پاس بلا لیتے
اور میرا دل نہیں کرتا تھا میں یہاں اس
حوالی میں واپس آؤں۔۔ کیونکہ میں یہاں سے
رخصت ہو کر گئی تھی اور اب طلاق کا دھبہ
اپنے ماتھے پر سجا کر لوٹی ہوں۔۔
الفت کے آنسو اس کے گالوں پر پھسلے تو
محبوب خان زادہ نے انگلیوں کی پوروں سے
اس کے آنسو صاف کیے
الفت کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی
مل گیا جواب۔۔ اب جائیں یہاں سے۔۔
الفت نے رخ موڑ کر غصے سے دانت پیستے
کہا تو محبوب خان زادہ نے گہرا سانس لیا
اگر میں کہوں مجھے تمہارے پاس رہنا ہے تو؟؟

محبوب خان زادہ نے شوخ لہجے میں کہا

تو الفت نے مڑ کر حیرت سے محبوب

خان زادہ کی طرف دیکھا

آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے۔۔ ابھی شور مچا دوں

تو حسین لالہ آپ کی ٹانگیں توڑیں گے

افت نے غصے سے چبا چبا کر کہا تو محبوب

خان زادہ کا دماغ گھوم گیا

چینو۔۔

محبوب خان زادہ نے سکون سے سینے پر

ہاتھ باندھتے کہا تو الفت نے اسے گھور کر

دیکھنے لگی

تمہارے لالہ کی اتنی جرأت نہیں ہے وہ

محبوب خان زادہ پر انگلی بھی اٹھا دے

اور تم ٹانگیں توڑنے کی بات کر رہی ہو۔۔
آئندہ سوچ سمجھ کر بولنا۔۔ محبوب خان زادہ
نے الفت کا گال تھپتھپایا تو الفت نے
فوراً اس کا ہاتھ جھٹک دیا

اپنی حد میں رہیں۔۔ اور جائیں یہاں سے۔۔
ٹھیک ہے جارہا ہوں پر بہت جلد لالہ اور
خانم بی بی تمہارا ہاتھ مانگنے آئیں گے
اتھے بچوں کی طرح مان جانا ورنہ۔۔۔
محبوب خان زادہ نے جان بوجھ کر بات
ادھوری چھوڑی

ورنہ کیا؟؟

افت نے آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھا
اٹھا کر لے جاؤں گا۔۔ چھوٹی سی تو ہو

آسانی سے میری بانہوں میں سما جاؤ گی
محبوب خان زادہ نے مسکرا کر کہا تو
الفت کی کان کی لومیں تک سرخ پڑ گئیں
کوئی۔۔ آجائے گا۔۔ پلیز جائیں۔۔
الفت نے جان بوجھ کر بات بدلی تو محبوب
خان زادہ مسکرا کر جس راستے سے آیا تھا
واپس چلا گیا
اس کے جانے کے بعد الفت بیڈ پر چت لیٹ
گئی نیند تو اب آنی نہیں تھی سوچوں کا
مرکز محبوب خان زادہ کی ذات تھا
سچ تو یہ تھا دل کے کسی کونے میں
الفت محبوب خان زادہ کے لیے جزبات
رکھتی تھی پر جو شہر و زونے اس کے ساتھ

کیا وہ اب کسی بھی مرد پر اعتبار نہیں
کر سکتی تھی

چاہے سب مرد ایک جیسے نہیں ہوتے پر
شہر وز بھی ایک مرد ہی تھا جس کی
درندگی کے نشان الفت کے جسم پر واضح
تھے اور یہی نشان اسے روز تکلیف سے
دوچار کرتے۔۔

آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کا تکیہ بھگونے
لگے ماضی کی ازیت ناک یادیں کسی فلم
کی طرح اس کے زہن میں چلنے لگیں
نہیں۔۔ میں اب کسی بھی مرد پر اعتبار
کر کے ایک بار پھر بے مول نہیں ہو سکتی
محبوب خان زادہ بھی ایک مرد ہی ہے

اس کا بھی جب مجھ سے دل بھر جائے
گا وہ بھی اسی طرح مجھے بیچ راستے
میں چھوڑ دے گا۔

الفت نے کرب سے سوچا اور ایک فیصلہ
کرتے وہ سکون سے آنکھیں بند کرتے سونے
کی کوشش کرنے لگی پر آج رات شاید نیند
نے اس پر مہربان نہیں ہونا تھا

یوسف خان زادہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے
کھڑا اپنی گردن پر صبا کے دانتوں کے
نشان دیکھ رہا تھا اس نے ہلکا سا مسکرا
کر اپنی انگلیوں کی پوروں سے اس نشان
کو چھوا۔۔۔

یہ پہلا بوسہ تھا جو صبا کی طرف سے
اسے نشان کی صورت میں ملا تھا یوسف
خانزادہ کو صبا کی طرف سے پہل بہت
اچھی لگی تھی اور یہی وہ چاہ رہا تھا
کہ صبا خود پہل کرے اس پر اپنی محبتیں
نچھاور کرے

ابھی یوسف خانزادہ صبا کے خیالوں میں
کھویا تھا جب کلک کی آواز آئی یوسف خان
زادہ نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کا منہ
کھلے کا کھلا رہ گیا

صبا ڈریسنگ روم سے کل والی نائٹی پہن
کر نکلی تھی وہ بڑے مزے سے یوسف
خانزادہ کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے

کھڑی ہوئی کھلے بالوں میں بلڈ ریڈ لپ
اسٹک لگا کر خود پر پر فیوم سپرے کر کے
وہ یوسف خان زادہ کو نظر انداز کرتی
اس کے پاس سے گزر کر صوفے پر بیٹھ
کر موبائل چلانے لگی
یوسف خان زادہ کے گلے میں گلٹی ابھر
کر معدوم ہوئی دل میں حسرت جاگی
وہ صبا کو اپنی بانہوں میں بھر لے۔۔۔
اس کی محبت اس کی بیوی اسے اپنی
طرف مائل کرنے کے لیے یہ سب کر رہی
تھی اور یوسف خان زادہ سٹل کھڑا
صبا کو آنکھوں میں خماری لیے یک
ٹک دیکھ رہا تھا

اس نے اپنی اسٹک پر ہاتھ مضبوط کیا
اور چلتا ہوا بیڈ پر صبا کے روبرو بیٹھ گیا
اس کے آنکھیں صبا کو اوپر سے نیچے کر
نیچے تک بنا جھپکے دیکھ رہی تھیں
صبا خود پر یوسف خان زادہ کی پر تیش
نظریں صاف محسوس کر رہی تھی اسے
انتظار تھا تو اس پل کا جب یوسف خان زادہ
اس کی طرف ہاتھ بڑھائے وہ ساری کی
ساری یوسف خان زادہ کو اپنا آپ سو نپنے
کے لیے تیار بیٹھی تھی
صبا نے زرا سی پلکیں اٹھا کر یوسف خان زادہ
کی طرف دیکھا یوسف خان زادہ اسی کی
طرف دیکھ رہا تھا صبا کے دیکھنے پر

بھی اس نے نظروں کا زاویہ نہیں بدلا۔۔۔
دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ
رہے تھے محبت دونوں کے دلوں میں تھی
یوسف خان زادہ کا دھیان صبا کی گوری
برہنہ ٹانگوں کی طرف گیا گھٹنوں کے اوپر
تک نائٹی میں صبا غضب ڈھا رہی تھی
گہرے گریبان میں جہاں یوسف خان زادہ کی
سو غاتیں پورے آب و تاب سے چمک رہی تھیں
یوسف خان زادہ کو پاگل کر گئی تھی
یوسف خان زادہ کا ضبط جواب دے گیا
وہ آہستہ سے اٹھا تو صبا کا دل دھڑکنے لگا
وہ قدم قدم چلتا صبا کے ساتھ صوفے
پر بیٹھ گیا صبا کی ہتھیلیاں بھگنے لگیں

یوسف خان زادہ نے صبا کو گردن سے پکڑ
کر اس کا رخ اپنی طرف موڑا اور اس کے
سرخ لپ اسٹک لگے ہونٹوں پر جھک گیا
صبا کے رگ و پے میں سکون دوڑ گیا اس
نے یوسف خان زادہ کے گلے میں بائیں
ڈالیں اور اس کا ساتھ دینے لگی

یوسف خان زادہ کے لمس میں نرمی تھی
صبا کا لمس ملتے ہی یوسف خان زادہ کو
لگ رہا تھا وہ اتنے دنوں بعد سکون حاصل
کر رہا تھا وہ جو اتنے دنوں سے بے چین تھا
آج اسے پتا چلا وہ اپنی محبت سے دور تھا
اس لیے بے چینی اس کا پیچھا نہیں چھوڑ
رہی تھی وہ آہستہ آہستہ صبا کے ہونٹوں

کا جام خود میں انڈیل کر مدہوش ہو رہی تھا
کچھ دیر بعد یوسف خان زادہ نے نرمی سے
صبا کے ہونٹوں کو آزادی بخشی
دل تو چاہ رہا ہے تمہیں اپنی بانہوں میں
اٹھا کر بیڈ تک لے جاؤں پر اپنی ٹانگ کی
وجہ سے۔۔۔

یوسف خان زادہ نے بات ادھوری چھوڑی
یوسف۔۔ آپ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے
صبا نے یوسف خان زادہ کے چہرے کو
ہاتھوں میں تھام کر کہا
ہمم۔۔ تم چھوڑ کر نہیں جاؤ گی تو میں
واقعی ٹھیک ہو جاؤں گا۔

یوسف خان زادہ صبا کے دونوں ہاتھوں

پر بوسہ دیا تو صبا کی پلکیں شرم سے

لرزا اٹھیں

میں آپ کو کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤں گی

مجھے مکمل کر دیں یوسف۔۔۔ میں آپ

کے بغیر ادھوری ہوں۔۔

صبا نے نم پلکیں اٹھا کر کہا تو یوسف خان زادہ

صبا کی طرف سے دیکھ کر مسکرا دیا

اور پتا ہے یوسف خان زادہ کیسے مکمل ہوگا؟؟؟

یوسف خان زادہ نے صبا کے ریشمی بالوں

میں انگلیاں پھیرتے کہا تو صبا نے سوالیہ

نظروں سے یوسف خان زادہ کی طرف دیکھا

تمہارے پورے وجود سے۔۔

یوسف خان زادہ نے صبا کو بالوں سے

پکڑ کر اس کا چہرے اپنے قریب کرتے
مدھم سرگوشی کی تو صبا نے مسکرا کر
یوسف خان زادہ کے کندھے پر سر رکھ لیا
یوسف خان زادہ نے سکون بھرا سانس
خارج کیا

بڑھتی رات میں یوسف خان زادہ کی
بے باکیاں بھی بڑھ رہی تھیں صبا شرم
سے کبھی خود میں سمٹی تو کبھی
یوسف خان زادہ کے سینے میں پناہ ڈھونڈتی
آج وہ دونوں ایک دوسرے کے وجود
کو خود کو مکمل کر گئے تھے آج ان
کی محبت مکمل ہو گئی تھی صبا
نے اپنی انا کو پیچھے کرتے یوسف

خانزادہ کی طرف ایک قدم بڑھایا تھا
اور آج یوسف خان زادہ اسے مکمل کر
گیا تھا وہ جو سوچتا تھا اگر وہ صبا
کے قریب گیا تو کہیں وہ اسے پھر سے
چھوڑ نہ دے آج صبا کی آنکھوں میں
سچائی اور خود کے لیے بے پناہ محبت
دیکھ کر یوسف خان زادہ چاروں شانے
چت کر گیا تھا صبا نے ایک قدم بڑھایا
تو یوسف خان زادہ نے دو قدم بڑھا کر
اس کی محبت کو مان بخشا تھا
صبا یوسف خان زادہ کے برہنہ سینے پر
سکون سے سر رکھے سو رہی تھی ایک
رات کل کی تھی جب وہ دونوں اکیلے

ایک دوسرے سے دور سوئے تھے اور آج
کی رات وہ دونوں دو جسم ایک جان
ہو گئے تھے

یوسف خان زادہ طمانیت سے لیٹا صبا
کے بالوں کو سہلا رہا تھا اس نے زرا سی
آنکھیں نیچی کر کے دیکھا تو صبا گہری
نیند سو رہی تھی

یوسف خان زادہ پورے دل سے مسکرایا
اس نے دل میں عہد کیا وہ اپنی محبت
اپنی بیوی کو کبھی نہیں رلائے گا
ہمیشہ اس سے یو نہی محبت کرتا رہے

یوسف خان زادہ کی آنکھ صبا کی گرم
 سانسوں کی تپش سے کھلی۔۔ اس نے مندی مندی
 آنکھیں کھول کر زرا سی نظریں نیچی کر کے دیکھا
 تو صبا اس کے برہنہ سینے پر سر رکھے سو رہی تھی
 یوسف خان زادہ کے انابی ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ
 نے احاطہ کیا۔۔ ایک سکون اور طمانیت بھری نظروں
 سے وہ اپنی متاعِ جاں کو دیکھنے لگا
 جو سوتے ہوئے بہت معصوم لگ رہی تھی یوسف
 خان زادہ کتنی ہی دیر اسے پیاری بھری نظروں
 سے دیکھتا رہا

اٹھ جاؤ میری جان۔۔ ایسا نہ ہو میرا پھر سے
 موڈ بن جائے۔۔ یوسف خان زادہ نے صبا کے
 کان میں ہلکی سی سرگوشی کی تو صبا مسکرا

کر زرا سا کسمپائی یوسف خان زادہ اسے خمار
 بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا
 آپ بہت بے شرم ہیں۔۔ صبا مصنوعی خفا ہو
 کر زرا سا اٹھی تو یوسف خان زادہ نے اس کی
 کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے پھر سے اپنے اوپر گرا لیا
 بیوی کے ساتھ محبت کرنے میں کیسی بے شرمی؟؟
 صبا سیدھی یوسف خان زادہ کے چوڑے برہنہ
 سینے پر گری
 یوسف پلیر اب بس بھی کر دیں۔۔ میں تھک
 گئی ہوں۔۔ صبا نے یوسف خان زادہ کی آنکھوں
 میں بے باکی دیکھتے کہا اس کی انگلیاں صبا کی
 کمر پر رینگ رہی تھیں
 اتنی جلدی تھک گئی ہوا بھی تو ساری زندگی

باقی ہے میری جان اور تم ابھی سے تھک گئی
یوسف خان زیادہ نے صبا کی کمر پر ہاتھ ڈال
کر اسے جھٹکے سے بیڈ پر گرایا اور خود اس کے
اوپر چڑھ گیا

یوسف پلینز ٹائم دیکھیں کیا ہو رہا ہے
مجھے شرم آرہی ہے سب نیچے کیا سوچیں گے
صبا نے یوسف خان زادہ کا دھیان گھڑی کی طرف
کروایا جہاں گھڑی صبح کے دس بج رہی تھی
یوسف خان زادہ نے وال کلاک کی طرف دیکھا
اور مسکرا دیا

اچھا ٹھیک ہے ابھی تو تمہیں معاف کر رہا ہوں
لیکن اج رات کو ہر گز معافی نہیں ملے گی
یوسف خان زادہ نے صبا کے ہونٹوں پر ہلکی

سی جسارت کرتے کہا
تو کل کی رات آپ نے کون سا مجھے معافی
دی تھی۔۔۔ صبا نے خفگی سے کہا تو یوسف
خانزادہ کا چھت پھاڑ قہقہہ پورے کمرے میں گونجا

محبوب خان زادہ نے انج ڈیرے پر بالاج خانزادہ
سے اپنے اور الفت کے متعلق بات کی تھی محبوب
خانزادہ نے بالاج خانزادہ کو بتا دیا تھا کہ الفت کی
عدت ختم ہو گئی ہے بالاج خانزادہ محبوب خان زادہ
کا اشارہ سمجھ چکا تھا کہ اب وہ کیا چاہتا ہے
اس لیے بالاج خانزادہ نے حویلی کے بڑوں سے
محبوب خان زادہ اور صبا کے متعلق بات کی
خانم بی بی تو سن کر بہت خوش ہوئیں انہوں

نے محبوب خان زادہ کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ
پھیرا۔۔ براق خان زادہ اور شارق خان زادہ بھی سن
کر مطمئن تھے کیونکہ انہیں محبوب خان زادہ
کی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا ویسے
بھی وہ الفت کو صبا اور یوسف خان زادہ کی
منگنی کے فنکشن میں دیکھ چکے تھے انہیں الفت
دیکھنے میں ہی بہت اچھی لگی تھی
سوچ لو محبوب خان۔۔ اس کا ایک بچہ بھی ہے
علینا نے اس انداز سے کہا جیسے محبوب خان زادہ
کو پتا ہی نہیں کہ الفت کا بیٹا بھی ہے علینا
کی بات پر سب نے غصے سے اسے گھورا
جی چچی۔۔ میں جانتا ہوں۔۔ اور مجھے اس
بات سے کوئی اعتراض نہیں ہے میں مصطفیٰ

کو اپنا بیٹا سمجھ کر ہی پالوں گا۔۔ محبوب
خان زادہ نے علینا کی بات کا جواب نرم لہجے میں دیا
وہ تو ٹھیک ہے لیکن اگر کل کو اس کا سگا باپ
آگیا تو؟؟؟ علینا تو ایسے فکر کر رہی تھی جیسے
اسے الفت اور مصطفیٰ سے بہت ہمدردی ہو
میں اسے یہاں آنے کے لائق ہی نہیں چھوڑوں گا
محبوب خان زادہ نے دھیمی آواز میں کہا تو
بالاج خان زادہ نے اسے مصنوعی گھوری دی
محبوب خان زادہ نے مسکرا کر اپنے سر پر
ہاتھ پھیرا۔۔۔ کیونکہ بالاج خان زادہ جانتا تھا
شہر وز محبوب خان زادہ کی قید میں ہے
علینا ہمیں الفت یا اس کے بچے سے کوئی مسئلہ
نہیں ہے۔۔ اس لیے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت

نہیں ہے حویلی کے بڑے ابھی موجود ہیں فکریں
کرنے کے لیے۔۔۔

خانم بی بی سی زرا سخت لہجے میں علینا کو
ڈپٹا تو وہ چپ سی کر گئی

بالاج خان، براق خان اور شارق خان تم تینوں
تیار ہو جاؤ ہم آج ہی چوہدری کی حویلی جائیں
گے الفت کا ہاتھ مانگنے۔۔ نیک کام میں دیری کیسی۔۔
خانم بی بی کی فیصلے پر محبوب خان زادہ
کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی

ٹھیک ہے خانم بی بی ہم تھوڑی دیر میں تیار
ہو کر نکلتے ہیں۔۔ بالاج خان زادہ نے کھڑے ہوتے کہا
خانم بی بی میں بھی چلوں؟؟ روپ نے خوشی
سے پوچھا

نہیں۔۔ بڑوں کے علاوہ کوئی نہیں جائے گا۔

ابھی خانم بی بی اسے اجازت دینے ہی والی

تھیں جب بالاج خانزادہ بول اٹھا

لیکن بالاج۔۔

روپ بحث نہیں۔۔ اس بار بالاج خانزادہ نے

سخت لہجے میں کہا تو روپ اسے شکوہ کناں

نظروں سے دیکھتی غصے سے واک آؤٹ کر گئی

میری پوتی کو ناراض کر دیا۔۔ لے چلتے ہیں

اسے بھی۔۔ خانم بی بی کو روپ کی ناراضگی

کی فکر ہونے لگی

خانم بی بی وہاں ہم چوہدری حسین کی حویلی

جارے ہیں آپ جانتی ہیں نا وہ کتنی گندی نظروں

سے عورتوں کو دیکھتا ہے۔۔ بالاج خانزادہ نے

گہرا سانس لیتے کہا

بالاج خان ہم ساتھ جارہے ہیں پھر کیسی فکر۔۔

خانم بی بی سے پہلے شارق خانزادہ بول اٹھے

بابا سائیں۔۔۔۔۔ روپ نہیں جائے گی اور یہ میرا

آخری فیصلہ ہے بالاج خانزادہ نے دو ٹوک

انداز میں کہا اور وہاں سے چلا گیا

پیچھے خانم بی بی نے اسے تاسف سے جاتے دیکھا

روپ پلڑ کی اوٹ میں چھپ کر ساری

باتیں سن رہی تھی بالاج خانزادہ اس کے

پاس سے گزرا تو وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے

کھینچتے سائیڈ پر لے گئی

روپ جو مرضی کر لو۔۔ میرا فیصلہ نہیں

بدلے گا۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کے پیچھے

چلتے کہا

روپ بالاج خانزادہ کو ایک سائیڈ پر لے گئی
اسے دیوار سے پن کر کے خود اس کے سامنے کھڑی
ہو گئی بالاج خانزادہ نے روپ کو غصے سے گھورا
اتنی بھی پیاری نہیں ہوں میں جو آپ مجھے
سب سے چھپاتے پھریں۔۔۔

روپ کے لہجے میں شکوہ تھا
ہمم۔۔۔ تو تمہیں اپنی منمائی کرنی ہے؟؟ بالاج
خانزادہ نے سنجیدگی سے کہا

ہاں۔۔۔ مجھے بھی محبوب لالہ کی پسند دیکھنی
ہے۔۔۔ روپ نے اٹل لہجے میں کہا
روپ۔۔۔ چوہدری حسین ٹھیک آدمی نہیں ہے میں
نہیں چاہتا اس کی گندی نظریں تم پر پڑیں۔۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کو پیار سے سمجھایا
ٹھیک ہے مت لے کے جائیں مجھے۔۔ میں بھی
اب آپ کے منہ نہیں لگوں گی۔۔ روپ نے غصے
سے کہا اور تن فن کرتی سیڑھیاں چڑھ گئی
بالاج خانزادہ نے اسے روکنے کی کوشش نہیں
سمجھا کیونکہ وہ ابھی ضد پر تھی

چوہدری ثار علی فون پر مصروف تھے جب
انہیں اطلاع ملی کہ سردار بالاج خانزادہ اس
کی حویلی کے باہر کھڑا ہے چوہدری ثار علی
کافی پریشان ہوا اسے لگا چوہدری حسین نے پھر
سے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہوگا
وہ ڈرتے ڈرتے حویلی سے باہر آیا تو سردار

بالاج خانزادہ کے ساتھ خانم بی بی براق خانزادہ
اور شارق خانزادہ کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا
اسلام علیکم خانم بی بی۔۔ کوئی کام تھا تو
مجھے کہتیں میں حاضر ہو جاتا۔۔ آپ نے تکلیف
کیوں کی۔۔ چوہدری شارق علی کی آواز میں
حیرانی اور گھبراہٹ تھی
اندر نہیں بلاؤ گے؟؟ خانم بی بی نے چوہدری شارق
علی کی بات نظر انداز کرتے خوش باش انداز
میں کہا
جی جی۔۔ آئیں۔۔۔

چوہدری شارق علی ایک دم بوکھلا گیا وہ انہیں
طویل راہداری سے حویلی کے اندر لے آیا بالاج
خانزادہ سنجیدگی سے پوری حویلی پر نظریں

دوڑا رہا تھا

چوہدری نثار علی نے انہیں ڈرائینگ روم میں

بیٹھایا اور خود کھڑا ہو گیا

حکم کریں خانم بی بی۔۔۔

چوہدری نثار علی اتنا تو سمجھ گیا تھا وہ

سب ضرور کسی کام سے آئے ہیں۔۔۔

چوہدری نثار۔۔ ہم الفت سے ملنے آئے ہیں

زرا بلواد و بیٹی کو۔۔ خانم بی بی کی بات

پر چوہدری نثار علی کافی حیران ہوا

جی۔۔۔ میں ابھی بلوادیتا ہوں۔۔ چوہدری نثار

علی نے ملازمہ کو الفت کو بلانے بھیجا

شام کے پانچ بج رہے تھے الفت مصطفیٰ کو

ہوم ورک کروا رہی تھی جب ملازمہ نے اسے

آکر اطلاع دی کہ سردار بالاج خانزادہ اور
اس کی خانم بی بی اس سے ملنے آئے ہیں
الفت سنتے ہی سمجھ گئی انہیں محبوب خان زادہ
نے رشتے کے لیے بھیجا ہے

اس نے مصطفیٰ کو کمرے سے باہر نکلنے کے
لیے منع کیا اور خود سر پر دوپٹہ اوڑھ کر

ڈرائینگ روم میں آگئی
اسلام علیکم۔۔

الفت نے ڈرائینگ روم میں داخل ہو کر سنجیدگی
سے سلام کیا۔۔

وعلیکم السلام۔۔ آؤ الفت بیٹی۔۔

خانم بی بی نے مسکرا کر جواب دیتے ایک ہاتھ
سے الفت کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا وہ

آج الفت کو بنا نقاب کے دیکھ رہی تھی الفت
انہیں ایک ہی نظر میں بہت خوبصورت اور
معصوم لگی۔۔۔۔

افت خاموشی سے ان کے پاس صوفے پر
بیٹھ گئی۔۔

کیسی ہو بیٹی؟؟ خانم بی بی نے الفت کے
سر پر ہاتھ پھیرتے کہا

جی ٹھیک ہوں۔۔ الفت نے اسی لہجے میں

جواب دیا تو خانم بی بی کا رخ کب سے

کھڑے چوہدری نثار علی کی طرف ہوا

ملازمہ چائے کے ساتھ لوازمات رکھ کر چلی گئی

تو خانم بی بی نے بات شروع کی

چوہدری نثار ہم گھما کر بات نہیں کریں گے

سیدھی اور صاف بات کریں گے۔۔۔ خانم بی بی
نے بات شروع کی تو الفت کا دل زور سے
دھڑکا اس نے کرب سے آنکھیں بند کر کے کھولیں
جی خانم بی بی آپ بس حکم کریں۔۔
چوہدری ثار علی نے کہا

ہمیں محبوب خان زادہ کے لیے تمہاری بیٹی
الفت کو مانگنے آئے ہیں ہم چاہتے ہیں الفت
ہمارے محبوب خان زادہ کی دلہن بنے۔۔۔
خانم بی بی نے الفت کی طرف محبت بھری
نظروں سے دیکھتے کہا تو چوہدری ثار علی
حیرت سے سب کی طرف دیکھنے لگا اسے
اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا
چوہدری ثار علی۔۔ تم نے ٹھیک سنا ہے ہم

آپ کی بیٹی کو اپنی حویلی کی بہو بنانا
چاہتے ہیں۔۔

بالاج خانزادہ چوہدری ثار علی کا چہرہ پڑھ
چکا تھا اس نے خانم بی بی کی بات
پھر سے دہرائی

سردار سائیں۔۔ یہ تو ہماری خوش بختی ہے
آپ چل کر آئے اور ہم سے رشتہ مانگا لیکن
الفت پہلے سے شادی شدہ۔۔۔۔
ہم سب جانتے ہیں اور ہمیں مصطفیٰ سے بھی
کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ بس ہاں کریں۔۔۔
بالاج خانزادہ نے چوہدری ثار علی کی بات
کاٹ کر سنجیدگی سے کہا
میری طرف سے ہاں۔۔۔۔

معاف کیجئے گا مجھے یہ رشتہ منظور نہیں ہے
اس سے پہلے چوہدری نثار علی مثبت جواب
دیتے الفت بول پڑی

ڈرائینگ روم میں ایک دم سناٹا چھا گیا سب
کی نظریں حیرت سے الفت پر اٹھیں جو سر
جھکائے سنجیدگی سے بیٹھی تھی

چوہدری نثار علی تو الفت کی سردار بالاج خانزادہ
کے سامنے اتنی جرأت پر حیران ہوئے
لیکن کیوں بیٹی؟؟

سنائے کو خانم بی بی کی آواز نے توڑا
کیونکہ مجھے شادی ہی نہیں کرنی۔۔۔ میرا
اب مرد ذات سے اعتبار اٹھ چکا ہے۔۔
افت نے بھرائی آواز میں کہا تو خانم بی بی

کے دل کو کچھ ہوا

میری بچی۔۔۔ میں تمہارا درد سمجھتی ہوں

لیکن محبوب خان بہت اچھا۔۔۔

آپ کا پوتا ہے آپ کو تو وہ اچھا ہی لگے گا۔

الفت نے خانم بی بی کی بات کاٹ کر زرا

تیز لہجے میں کہا

الفت۔۔۔ چپ ہو جاؤ۔۔۔ چوہدری ثار علی کو

الفت کا یوں بولنا اچھا نہیں لگتا تھا

دیکھو بیٹی۔۔۔ تم ایک نظر سے سب کو

مت دیکھو۔۔۔ کیا پتا اللہ نے تمہارے نصیب

میں محبوب خان زادہ کی محبت لکھی ہو۔۔۔

خانم بی بی نے الفت کی بات کا برا مانے

بغیر پیار سے کہا

محبت؟؟ کوئی کسی سے محبت نہیں کرتا
اور رہی آپ کے پوتے کی تو وہ بھی مجھے
ایک دن چھوڑ دے گا جب اس کا دل بھر جائے
گا وہ بھی طلاق کا دھبہ لگا کر مجھے بیچ
راستے میں چھوڑ دے گا۔

الفت کا ضبط جواب دے گیا اس کے آنکھوں
سے آنسو لڑیوں کی صورت ہے
السنہ کرے۔۔ ایسی باتیں نہیں کرتے۔۔
خانم بی بی نے الفت کے سر پر ہاتھ رکھا
بالاج خانزادہ کے ساتھ شارق خانزادہ اور
براق خانزادہ چپ بیٹھے سب سن رہے تھے
الفت اب تم مزید کچھ نہیں بولو گی۔۔ خانم
بی بی مجھے یہ رشتہ منظور۔۔۔

بابا۔۔ آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے
الفت نے بات پوری ہونے سے پہلے کاٹ دی
آپ ایک کام کریں تسلی سے سوچیں۔۔ پھر
جواب دیجئے گا۔۔

تب سے چپ بیٹھے بالاج خانزادہ نے الفت
کو نرم لہجے میں کہا

میں سوچ سمجھ کر ہی بول رہی ہوں مجھے

یہ رشتہ منظور نہیں ہے۔۔

الفت نے اٹل لہجے میں کہا اور اٹھ کر چلی گئی

خانم بی بی نے پریشانی سے بالاج خانزادہ

کی طرف دیکھا جو خود حیران پریشان

بیٹھا تھا

سردار سائیں الفت کی گستاخ معاف کر دیجیے

گا۔ وہ ابھی نا سمجھ ہے۔۔۔

چوہدری نثار علی نے ڈرتے ڈرتے کہا تو
بالاج خانزادہ گہرا سانس لیتے کھڑا ہو گیا
چلیں خانم بی بی۔۔ بالاج خانزادہ نے چوہدری
نثار علی کی بات کا جواب دیے بغیر کہا اور
کھڑا ہو گیا

خانم بی بی کے ساتھ شارق اور براق خانزادہ
بھی کھڑے ہو گئے

سردار سائیں آپ الفت کی باتوں کو دل پر
مت لیجیے گا۔۔

چوہدری نثار علی کو پریشانی ہو رہی تھی جس
طرح الفت سردار بالاج خانزادہ کے سامنے بول
کر گئی تھی کسی کی اتنی جرأت نہیں ہوتی

تھی کوئی سردار بالاج خانزادہ کے سامنے اونچا
بھی بول جائے
کوئی بات نہیں۔۔ رشتوں میں زبردستی کرنے
کے میں خود بھی قائل نہیں ہوں۔۔ بالاج خانزادہ
نے سنجیدگی سے کہا اور وہ سب آگے پیچھے
چوہدری ثار علی کی حویلی سے نکل گئے
چوہدری ثار علی سیدھا الفت کے پاس آئے
وہ بیٹھی رو رہی تھی اور مصطفیٰ اسے چپ
کروا رہا تھا
افت مجھے تم سے اس قدر بے وقوفی کی امید
نہیں تھی۔۔۔
چوہدری ثار علی الفت کے کمرے میں آتے ہیں
اس پر پھٹ پڑے

بابا۔۔ مجھے کسی سے شادی نہیں کرنی۔۔

الفت نے روتے ہوئے کہا

پاگل لڑکی۔۔ محبوب خان زادہ کے کردار کی

گواہی پورا گاؤں دیتا ہے اس کے کردار پر

آج تک کسی نے کوئی بات نہ سنی نہ دیکھی۔۔

چوہدری ثار علی کو دکھ ہو رہا تھا الفت نے

گھر آئی نعمت کو ٹھکرا دیا

شہر وز کے متعلق بھی آپ یہی کہتے تھے وہ

بہت اچھا ہے مجھے بہت خوش رکھے گا لیکن

کیا کیا اس نے میرے ساتھ۔۔ اس سے اچھا

آپ مجھے مار دیتے۔۔ اگر مصطفیٰ نہیں ہوتا

تو میں کب کا خود کو ختم کر لیتی۔۔

الفت زار و قطار رو رہی تھی مصطفیٰ پاس

بیٹھا پریشان سے کبھی چوہدری نثار علی تو
کبھی الفت کو دیکھ کر تھا

میری بچی۔۔۔ مجھے معاف کر دو میرا فیصلہ
غلط تھا لیکن یقین کرو اس بار کچھ غلط
نہیں ہو گا محبوب خان تمہیں اور مصطفیٰ
کو بہت خوش رکھے گا۔

چوہدری نثار علی نے الفت کو اپنے ساتھ لگا
کر کہا

بابا۔۔ اگر میں آپ پر بوجھ ہوں تو بتادیں میں
مصطفیٰ کو لے کر چلی جاتی ہوں۔۔

افت نے چوہدری نثار علی سے الگے ہوتے اپنے
آنسو صاف کرتے کرب سے کہا

نہیں الفت۔۔۔ میری ساری زندگی اب مصطفیٰ

اور تم پر ہی آکر ٹھہرتی ہے چوہدری حسین
کو تو بیٹا کہتے بھی شرم آتی ہے اسے تو پتا
بھی نہیں ہے کہ اس کا اس دنیا میں باپ بھی
ہے۔۔ تمہیں نہیں شادی کرنی تو تمہاری مرضی۔۔
میں تم سے اب اس متعلق بات نہیں کروں گا۔۔
چوہدری ثناء علی نے ہارمانتے کہا تو الفت
اپنے آنسو صاف کرتی مصطفیٰ کو اپنے
سینے سے لگا گئی جو کب سے پریشان بیٹھا
اپنی ماں کو روتے ہوئے دیکھ رہا تھا

محبوب خان زادہ کو اچانک کوئی کام پڑ
گیا اس لیے وہ رباب کو اطلاع کرتے شہر
چلا گیا

وہ سب جب حویلی لوٹے تو محبوب خان زادہ
شہر کے لیے نکل گیا تھا خانم بی بی نے رباب
کو ساری بات بتادی روپ جو خوشی سے بھاگی
آئی تھی انکار سن کر بجھ سی گئی

بالاج خان زادہ کی نظریں روپ کو اوپر سے
لے کر نیچے تک بے باکی سے دیکھ رہی تھیں
روپ خود پر بالاج خان زادہ کی نظروں کی تپش
محسوس کرتے وہاں سے اٹھ گئی
بالاج خان زادہ بھی خاموشی سے اٹھ کر روپ
کے پیچھے چلا گیا

ناراض ہو کر زرا بھی اچھی نہیں لگ رہی۔۔
روپ آگے آگے چل رہی تھی اور بالاج خان زادہ
اس کے پیچھے پیچھے۔۔

روپ نے رک کر غصے سے بالاج خانزادہ کی
طرف دیکھا اور پھر سے مڑ گئی
کسی نے مجھ سے کہا تھا کہ اسے مجھ سے
بے حد محبت ہے

بالاج خانزادہ نے روپ کو اس کے الفاظ یاد
دلانے پر روپ خاموشی سے چلتی رہی
اور کوئی رخصتی کے لیے مراجارہا ہے۔۔
بالاج خانزادہ پھر سے شوخ ہوا تو روپ
نے غصے سے مڑ کر دیکھا

میرے پیچھے کیوں آرہے ہیں آپ؟؟ اور
گھٹیا باتیں کرنے کا مقصد؟؟
استغفرُ اللہ۔۔۔ میں نے کونسی گھٹیا بات کی؟؟
اور یہ میری حویلی ہے سردار بالاج خانزادہ

کی حویلی یے۔۔ میں جہاں چاہے مرضی
گھوموں پھروں۔۔

بالاج خانزادہ نے معصومیت سے کہا
میں بھی اس گاؤں کی سردارنی ہوں یہ
میری بھی حویلی ہے۔۔ اس لیے میرا حکم ہے
آپ دور رہیں مجھ سے۔۔ میرے پیچھے مت
آئیں۔۔۔ روپ نے غصے سے کہا
دور نہیں رہا جاتا۔۔ میری سانسیں اٹکنے
لگتی ہیں۔۔ بالاج خانزادہ نے معصوم سا
چہرہ بنا کر کہا

پتا نہیں ایسے ڈائیلاگز کہاں کہتے ہیں۔۔
روپ غصے سے منہ میں بڑبڑاتی
کہتے نہیں ہیں جانِ من۔۔ تمہاری محبت میں

میری زبان سے پھسل پڑتے ہیں۔۔ بالاج
خانزادہ نے روپ کی طرف ایک قدم بڑھایا
تو وہ دو قدم پیچھے ہوئی
بہت دل کر رہا ہے مجھ سے دور جانے کا۔۔
کہو تو ابھی چلا جاؤں؟؟

بالاج خانزادہ نے سنجیدگی سے کہا اسے روپ
کی حرکت ناگوار گزری تھی
روپ بالاج خانزادہ کی بات پر تڑپ کر اس
کے سینے سے لگ گئی بالاج خانزادہ نے بھی
مسکرا کر اسے خود میں بھینچ لیا

بس اتنی سی بات تھی اور تم کب سے مجھے
اپنے پیچھے پیچھے گھما رہی تھی

بالاج خانزادہ نے روپ کے کندھے پر ہونٹ

رکھتے شوخی سے کہا
زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں
ابھی بھی ناراض ہوں۔۔ روپ نے بالاج خانزادہ
کے دل کے مقام پر ہونٹ رکھتے کہا
بالاج خانزادہ کے کلون کی خوشبو اس کے
حواسوں پر چھا رہی تھی
اچھی بات ہے ناراض ہو جانا چاہیے میں
نے سنا ہے محبت بڑھتی ہے۔۔
بالاج خانزادہ نے روپ کی کمر پر گرفت
مضبوط کی
نہیں بالاج۔۔ وہ تو لڑائی کرنے سے بڑھتی ہے
روپ نے جلدی سے بالاج خانزادہ کی بات
کی تصحیح کی

اوہ۔۔۔ اچھا اچھا۔۔۔

لیکن یار مجھ سے یوں کھلے عام لڑائی نہ کیا
 کرو۔۔ میرے کمرے میں آجایا کرو۔۔ میں زرا
 اپنے حساب سے تم سے لڑنا چاہتا ہوں تاکہ ہماری
 محبت مزید بڑھے۔۔۔

بالاج خانزادہ کی زو معنی بات پر روپ شرم
 سے مسکراتے بالاج خانزادہ سے مزید چپک گئی
 نہ چپکو میری جان۔۔ ورنہ ابھی اٹھا کر کمرے
 میں لے جاؤں گا۔۔

بالاج خانزادہ نے گھمبیر آواز میں کہا روپ
 بالاج خانزادہ کے سینے سے لگی تھی بالاج
 خانزادہ کو اپنا آپ ہارتا محسوس ہو رہا تھا
 بالاج۔۔ دو ہفتے کب گزریں گے؟؟ روپ نے

بالاج خانزادہ کی گردن میں منہ چھپائے کہا
میں خود چاہتا ہوں اب ہم میں دوریاں ختم
ہو جائیں میں اور تم ایک ہو جائیں۔۔
بالاج خانزادہ نے روپ کے چہرے کو ہاتھوں
کے پیالے میں بھر کر کہا

آپ کو پتا ہے مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے
جیسے وہ واپس آجائے گی۔۔

روپ کی ہری آنکھوں میں آنسو چکے
تم پھر شروع ہو گئی۔۔

بالاج خانزادہ روپ کی بات سمجھ چکا تھا
پر وہ نہیں جانتا تھا روپ کا ڈر سچ ہونے
والا ہے اس کا ڈر حویلی کے گیٹ پر کھڑا ہے
ایک اٹھائیس سالہ لڑکی کا لایا گیا پہنے حویلی

کے گیٹ پر کھڑی پوری حویلی کو سنجیدگی
سے دیکھ رہی تھی
سب سے پہلے اس لڑکی پر نظر حشمت علی
کی پڑی۔۔

جی بی بی کچھ چاہیے؟؟

حشمت علی کی طرف اس لڑکی کی پیٹھ تھی
حشمت علی کی بات پر اس لڑکی نے حشمت
علی کی طرف مڑ کر دیکھا تو حشمت علی
کے پیروں میں زمین نکل گئی وہ آنکھیں بڑی
کیے حیرت سے اس لڑکی کو دیکھنے لگا
جو حشمت علی کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی

محبوب خان زادہ کو شہر سے آتے کافی دیر

ہو گئی تھی وہ رات بارہ بجے خان حویلی پہنچا
تو سب لاونچ میں بیٹھے اسی کا انتظار کر رہے تھے
اسلام علیکم۔۔ محبوب خان زادہ نے خوشدلی سے
سب کو مشترکہ سلام کیا تو خانم بی بی نے سنجیدگی
سے اس کے سلام کا جواب دیا

خیریت۔۔۔ آپ سب ابھی تک جاگ رہے ہیں۔۔
محبوب خان زادہ کو کافی حیرانی ہوئی تھی
کیونکہ وہ سوچ رہا تھا جب وہ حویلی پہنچے
گا تو سب سو رہے ہوں گے پر بالاج خان زادہ
جاگ رہا ہو گا اس لیے وہ بالاج خان زادہ سے ہی
خوشخبری سن لے گا کہ اس کی اور الفت کی
نسبت طے ہو گئی ہے ناجانے کیوں اسے یقین تھا
افت انکار نہیں کرے گی

بالاج خان زادہ صوفے سے اٹھا اور محبوب خان زادہ
کے روبرو کھڑا ہو گیا بالاج خان زادہ کے سنجیدہ
تاثرات سے محبوب خان زادہ کا ماتھا ٹھنکا
الفت نے تمہارے رشتے سے منع کر دیا ہے۔۔
بالاج خان زادہ کے الفاظوں پر محبوب خان زادہ
کے چہرے پر جو ہلکی سی مسکراہٹ تھی وہ
پل میں معدوم ہوئی چہرے کے تاثرات سنجیدگی
میں بدلتے سر دہوتے گئے
دیکھو محبوب خان۔۔ میں نہیں چاہتا اس لڑکی
کے ساتھ کسی بھی قسم کی زور زبردستی ہو۔۔
محبوب خان زادہ کو چپ دیکھ بالاج خان زادہ
نے اس بار نرم لہجے میں کہا کیونکہ وہ جانتا
تھا محبوب خان زادہ الفت کو لے کر کافی سیریس ہے

ایسی بات نہیں ہے لالہ۔۔ اسے مجھ پر اعتبار
نہیں پے وہ سمجھتی ہے میں بھی اسے چھوڑ
دوں گا۔۔

محبوب خان زادہ نے گہرا سانس لیتے کرب
سے کہا۔۔

تو پہلے اس کا اعتبار حاصل کرو۔۔ بالاج
خان زادہ نے محبوب خان زادہ کے شانے پر ہاتھ
رکتے کہا

خانم بی بی شارق خان زادہ اور براق خان زادہ
چپ چاپ ان دونوں کی باتیں سن رہے تھے۔۔
جی۔۔ آپ لوگ فکر نہیں کریں۔۔ کافی وقت ہو
گیا ہے آپ سب آرام کریں۔۔ میں بھی تھک گیا
ہوں۔۔ شب بخیر۔۔

محبوب خان زادہ نے اپنی بھگی آنکھوں سب
سے چراتے کہا اور تیز قدم لیتا وہاں سے چلا گیا
جبکہ اس کی نم آنکھیں بالاج خان زادہ سے محف
نہ رہ سکیں

اس کی نم آنکھیں دیکھ بالاج خان زادہ کے
دل کو کچھ ہوا

چوہدری کی حویلی اس وقت سناٹے کا
ڈوبی تھی پر حویلی کے اندر سے زیادہ سناٹا
الفت کے اندر تھا جب سے اس نے محبوب خان زادہ
کے رشتے سے منع کیا ایک عجیب سی بے چینی
اس کے دل میں ہو رہی تھی
نہ کچھ کھانے کو دل کر رہا تھا نہ ہی نیند

آ رہی تھی رہ رہ کر محبوب خانزادہ نے کا
ہنس مکھ چہرہ الفت کی آنکھوں کے سامنے گھوم
رہا تھا کروٹیں بدلتے بدلتے وہ تھک گئی
تنگ آ کر الفت بیڈ سے اٹھی اور کیچن میں
آگئی فریج سے دودھ نکال کر اس نے چائے کا
پانی چڑھایا اور خود کے لیے چائے بنانے لگی
چائے کپ میں ڈال کر وہ اس نے کیبنٹ سے
بسکٹ نکالے اور واپس اپنے کمرے میں آگئی
مصطفیٰ گہری نیند سو رہا تھا الفت نے اسے
معصومیت سے سوتے دیکھ سکون بھر اسانس
لیا اور ٹیبل پر چھائے بسکٹ رکھ کر آہستہ
آہستہ کھانے لگی
وہ سوچوں میں اس قدر گم تھی کہ اسے

محسوس ہی نہ ہو سکا اس کے کمرے میں آنے
سے پہلے ہی محبوب خان زادہ کمرے میں آچکا
تھا الفت جیسے ہی کمرے میں آئی محبوب
خان زادہ فوراً پردے کے پیچھے چھپ گیا
اس نے ہلکا سا پردہ کھسکا کر دیکھا تو الفت
صوفے پر بیٹھ کر چائے بسکٹ کھانے لگی پر
اس کے چہرے سے صاف معلوم ہو رہا تھا وہ کسی
گہری سوچ میں مبتلا ہے
محبوب خان زادہ دبے پاؤں پردے کے پیچھے
نکلا اور الفت کے قریب کھڑا ہو گیا الفت کو
ابھی بھی احساس نہ ہوا کہ کوئی اس کے قریب
کھڑا ہے۔۔

اہم۔۔۔۔اہم۔۔۔۔

محبوب خان زادہ نے گلا کھنکارا تو الفت ایک
دم اچھل کر کھڑی ہوئی اور خوف سے محبوب
خان زادہ کو دیکھنے لگی
محبوب خان زادہ کو اپنے سامنے دیکھ کر الفت
کا پارہ چڑھ گیا

آپ پھر آگئے۔۔۔ شرم نہیں آتی آپ کو روز روز
آدھی رات کو میرے کمرے میں چوروں کی
طرح آتے ہوئے۔۔۔ الفت نے غصے سے دانت
پیسے کہا

چوروں کی طرح نہیں۔۔۔ عاشقوں کی طرح
آتا ہوں۔۔۔ محبوب خان زادہ نے سکون سے کہا
ہنہ۔۔۔ اپنی عاشقی اپنے پاس رکھیں مجھے
نہیں چاہیے کسی عاشق کا عشق۔۔۔ الفت

دوبدو جواب دیا تو محبوب خان زادہ ہلکا
 سا مسکرا دیا وہ اتنی بھی سیدھی نہیں
 تھی جتنا وہ اسے سمجھ رہا تھا چھوٹا پیکٹ
 بڑا دھماکہ تھی الفت۔۔۔۔

میرے رشتے سے انکار کیوں کیا تم نے؟؟
 محبوب خان زادہ نے نرم لہجے میں پوچھا
 میری مرضی۔۔۔۔

الفت نے محبوب خان زادہ کے برعکس تنک
 کر جواب دیا

میری محبت پر اعتبار نہیں ہے؟؟ محبوب
 خان زادہ صوفے پر بیٹھ گیا اس نے الفت
 کی چھوڑی ہوئی چائے والا کپ اٹھایا اور
 پینے لگا الفت اس کی اتنی جرات غصے سے

دانت پینے لگی

مجھے محبت پر ہی اعتبار نہیں ہے اور کس
سے پوچھ کر میری چائے کو ہاتھ منہ لگایا
الفت نے محبوب خان زادہ کے ہاتھ سے چائے
کا کپ پکڑ کر ٹیبل پر پٹخا

میں تو تمہیں بھی ہاتھ منہ لگانا چاہتا ہوں
تم موقع تو دو۔۔ ویسے چائے کڑوی بھی
تھی اور میٹھی بھی۔۔ بالکل تمہاری طرح۔۔
محبوب خان زادہ نے صوفے کی پشت سے

ٹیک لگا کر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی
بہت ہی بے شرم انسان ہیں آپ۔۔ کتنے مزے سے
پھیل رہے ہیں اٹھیں اور جائیں یہاں سے۔۔
الفت نے دبی آواز میں غصے سے کہا تو

محبوب خان زادہ ایک دم کھڑا ہو گیا الفت

ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی

میں کل پھر لالہ کو بھیجوں گا اس بار انکار

مت کرنا ورنہ میں بہت برا پیش آؤں گا

محبوب خان زادہ نے سنجیدگی سے کہا

میں آپ کے لالہ سے صاف الفاظوں میں کہہ

چکی ہوں مجھے آپ کا رشتہ منظور نہیں۔۔۔۔

الفت مجھے کچھ بھی غلط کرنے پر مجبور

مت کرو۔۔

محبوب خان زادہ نے الفت کی بات کاٹ کر

انگلی اٹھا کر وار ننگ دی

کیا غلط کریں گے آپ؟؟ میں جانتی ہوں

آپ میرے ساتھ زبردستی کریں گے

الفت نے بھرائی آواز میں کہا تو محبوب
خانزادہ نے تاسف سے سر ہلایا
الفت۔۔ میں تمہیں لے کر سنجیدہ ہوں اس
لیے بہتر ہو گا تم بھی مجھے لے کر اپنی سوچ
بدلو۔۔۔

محبوب خان زادہ نے گہرا سانس لیتے کہا
مجھے آپ کا رشتہ کسی صورت منظور نہیں
ہے۔۔ الفت نے اٹل لہجے میں کہا تو محبوب
خانزادہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا
الفت۔۔ میں تمہارے سارے دکھ بانٹ لوں
گا مصطفیٰ کو بھی باپ کی کمی محسوس
نہیں ہونے دوں گا۔ میں تمہیں کبھی بھی
بیچ راستے میں تنہا نہیں چھوڑوں گا۔ ایک

بار مجھ پر اعتبار تو کر کے دیکھو۔۔

محبوب خان زادہ نے منت بھرے انداز میں کہا

تو الفت نے غصے سے رخ پھیر لیا جس کا

مطلب انکار ہی تھا

ٹھیک ہے میں تمہیں عزت سے اپنا ناچا ہتا تھا

پر تم سیدھے طریقے سے نہیں مان رہی اس

لیے اب جو میں کروں گا اس کی ذمہ دار

تم خود ہو گی۔۔

محبوب خان زادہ نے کڑے تیوروں سے کہا اور

سوئے ہوئے مصطفیٰ کی طرف بڑھا الفت کے

پیروں تلے زمین نکل گئی

یہ۔۔۔ آپ۔۔ کیا کر رہے ہیں؟؟ میرے بیٹے کو

کہاں لے جا رہے ہیں؟؟

محبوب خان زادہ نے مصطفیٰ کو گود میں اٹھا
 لیا۔۔ الفت جلدی سے آگے بڑھی اور محبوب
 خان زادہ کے سامنے کھڑی ہو گئی
 اغواء کر رہا ہوں۔۔۔

محبوب خان زادہ نے سرد تاثرات سے کہا
 تو الفت ہکی بکی رہ گئی
 کک۔۔۔ کیوں؟؟ میں نے۔۔ آپ کا۔۔ کیا بگاڑا۔۔
 ہے؟؟

الفت نے محبوب خان زادہ کی گود سے
 مصطفیٰ کو لینا چاہا پر محبوب خان زادہ
 نے اس کے ہاتھ جھٹک دیے
 مصطفیٰ سے تم اب اسی دن ملو گی جس
 دن ہمارا نکاح ہو گا۔۔۔

محبوب خان زادہ نے کہا اور ٹیس کی طرف
بڑھا الفت کو لگا اس کے جسم سے کوئی
روح کھینچ کر لے جا رہا ہے
رک جائیں ورنہ میں شور مچا دوں گی۔۔
افت محبوب خان زادہ کے پیچھے بھاگی
آنسو اس کے گالوں پر لڑھکے
تمہاری مرضی۔۔

محبوب خان زادہ نے کہا اور جانے لگا
مصطفیٰ۔۔ مصطفیٰ اٹھو۔۔

افت جلدی سے مصطفیٰ کا ہاتھ پکڑ کر
اسے جگانے لگی اور مصطفیٰ اٹھ بھی گیا
اس نے مندی مندی آنکھیں کھول کر پہلے
محبوب خان زادہ کی طرف دیکھا پھر روتی

ہوئی الفت کی طرف۔۔

محبوب دوست۔۔۔

مصطفیٰ نے مسکرا کر کہا اور محبوب خان زادہ
کے گلے میں بائیں ڈال کر اس کے کندھے پر

سر رکھ لیا تو محبوب خان زادہ نے جتنی

نظروں سے الفت کی طرف دیکھا

افت کا دل کیا مصطفیٰ کو رکھ کے ایک لگا دے

یہ دوست نہیں کڈنیپر ہے۔۔ آپ کو کڈنیپ کر کے

لے جا رہے ہیں۔۔

افت نے مصطفیٰ کو کھینچ کر اپنی گود میں

اٹھانا چاہا پر محبوب خان زادہ نے اس کی

کوشش ناکام بنا دی۔۔

محبوب دوست آپ مجھے کڈنیپ کیوں کر رہے

تھے؟؟ مصطفیٰ نے معصومیت سے پوچھا
کیونکہ میں چاہتا ہوں میں آپ کو اپنا بیٹا
بنالوں۔۔ مصطفیٰ کیا آپ مجھے اپنے بابا اور
میرے بیٹا بنو گے؟؟

محبوب خان زادہ نے مصطفیٰ سے محبت سے
سوال کیا تو مصطفیٰ نے حیرت سے الفت کی
طرف دیکھا جس نے نفی میں سر ہلادیا
مصطفیٰ نے مسکرا کر محبوب خان زادہ کی
طرف دیکھا اور اس کے کان کے قریب اپنے ہونٹ
لے گیا

مجھے آپ کو ہی اپنا بابا بنانا ہے۔۔ مجھے آپ
بہت اچھے لگتے ہو۔۔ مصطفیٰ نے محبوب خان زادہ
کے کان میں اونچی آواز میں کہا تو الفت کی

کے کان سائیں سائیں کرنے لگے اس کا سر گھومنے
لگا محبوب خان زادہ تو مصطفیٰ کے اتنے پیارے

جواب پر اس کا چہرہ چومنے لگا
باپ بھی راضی، بیٹا بھی راضی۔۔

اب آپ کا کیا خیال ہے میڈم؟؟ محبوب خان زادہ
نے الفت کو آنکھ مارتے شوخ لہجے میں کہا
مصطفیٰ۔۔ نیچے اترو۔۔ ورنہ میں آپ کو

چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔۔ الفت کا ضبط جواب
دے گیا اس نے انتہائی غصے سے مصطفیٰ سے
بات کی۔۔

مصطفیٰ نے سہم کر محبوب خان زادہ کی
طرف دیکھا۔۔

افت۔۔ تمہارا مسئلہ کیا ہے؟؟ کیوں تمہیں میری

محبت نہیں دکھتی؟؟

محبوب خان زادہ نے ہارے ہوئے انداز میں کہا
مصطفیٰ آپ میرے پاس آرہے ہو یا نہیں؟؟
الفت نے پھر محبوب خان زادہ کی بات نظر انداز
کرتے غصے سے کہا گلے میں آنسوؤں کا گولا
اٹک گیا

اس بار مصطفیٰ آہستہ سے محبوب خان زادہ کی
گود سے اتر اور الفت کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا
محبوب خان زادہ نے بھی مصطفیٰ کو جانے
دیا وہ مصطفیٰ کو لے کر جانا ہی نہیں چاہتا
تھا وہ بس الفت کو ڈرا رہا تھا

میرا جواب ہر بار انکار میں ہی ہو گا۔۔ بہتر ہو گا
آپ جائیں یہاں سے اور دوبارہ مت آئیے گا۔

الفت نے مصطفیٰ کو گود میں اٹھایا اور بیڈ
کی طرف لے گئی

محبوب خان زادہ کا ضبط جواب دے گیا اس
نے غصے سے لب بھینچے اور الفت کی طرف
بڑھا۔۔

الفت نے مصطفیٰ کو بیڈ پر لیٹایا اور پیچھے
مڑی جب اچانک ہی محبوب خان زادہ اس
کے روبرو کھڑا ہوا اس نے غصے سے الفت کا
جبرٹاد بوج لیا

مجھے سختی کرنے پر مجبور مت کرو ورنہ
ایک بار میرا دماغ اپنے ٹھکانے سے ہل گیا تو
روتی رہی گی بیٹھ کر۔۔۔

خبردار جو تم نے کل انکار کیا تو۔۔ یہ جو

قینچی کی طرح چلتی زبان ہے ناتمہاری۔۔
اپنے طریقے سے میں نے کاٹ دی تو بہت
بچھتاؤ گی۔۔۔ اس لیے بہتر ہو گا آج رات اپنا
فیصلہ بدل کر سونا۔۔۔ ورنہ کل کی رات تم
یہاں نہیں بلکہ خان حویلی ہو گی اور وہ بھی
میری بیوی کی حیثیت سے۔۔۔ لیکن میرے
طریقے سے۔۔

محبوب خان زادہ کی آنکھیں غصے سے سرخ
ہو رہی تھیں وہ چبا چبا کر ایک ایک لفظ الفت
کے منہ پر پھنکارتا جھٹکے سے اس کا چہرہ
چھوڑ کر جس راستے سے آیا واپس لوٹ گیا
پیچھے الفت خوف سے کانپنے لگی محبوب
خان زادہ کی آنکھوں میں غصہ آج وہ دوسری بار

دیکھ رہی تھی پہلی بار جب اس نے بیچ راستے
میں چوہدری حسین کا پکڑا تھا اور دوسری
بار آج وہ اسی انداز سے الفت سے دو ٹوک
بات کر کے جا چکا تھا
الفت بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھی اور
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی مصطفیٰ آہستہ
سے اٹھا اور اپنی ماں کے سینے سے لگ گیا
ماما۔۔۔ آپ محبوب دوست کو میرے بابا بنا
دو۔۔۔ وہ بہت اچھے ہیں
مصطفیٰ نے معصوم سے انداز میں کہا
سو جاؤ مصطفیٰ۔۔۔ ایسا نہ ہو میں تمہارے
دوست کا غصہ تم پر نکال دوں۔۔۔
الفت نے اپنے آنسو صاف کرتے غصے سے مصطفیٰ

کوڈپٹا تو وہ براسا منہ بنا کر سونے کے لیے

لیٹ گیا

پر الفت ایک پل کے لیے بھی سونہ سکی۔۔۔ بے

چین وہ پہلے ہی تھی اس کی بے چینی اور بے

سکونی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا

ساری رات اس کی محبوب خان زادہ کو سوچتے

گزری فجر کی اذان اس کے کانوں میں پڑی

تو وہ آنسو پونچھتی نماز پڑھنے کے لیے اٹھ گئی

صبح ناشتے کے بعد سب اپنے اپنے کاموں

مصرف ہو چکے تھے

یوسف خان زادہ باہر گاڑ دن میں بنا اسٹک

کے صبا کا ہاتھ تھا مے آہستہ آہستہ چلنے کی

کوشش کر رہا تھا وہ کافی حد تک ری کور کر
رہا تھا کیونکہ صبا اس کا بے حد خیال رکھ
رہی تھی

کیا ہوا اتنی چپ چپ کیوں ہو؟؟
صبانے یوسف خانزادہ کو گارڈن میں رکھی
کین کی کرسی پر بیٹھایا تو یوسف خانزادہ نے
صبا کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے ساتھ والی
کرسی پر بیٹھالیا
بس یونہی۔۔

صبانے سنجیدگی سے ہلکی سی آواز میں کہا
جو بھی بات ہے بتادو۔۔ اس طرح پریشان
ہو کر تم مجھے بھی پریشان کر رہی ہو۔۔ یوسف
خانزادہ نے صبا کے ہاتھ پر بوسہ دیتے کہا

جب سے ہماری شادی ہوئی ہے آپ ایک بار
بھی مجھے باہر نہیں لے کر گئے لڑکیوں کی
شادی ہوتی ہے تو ان کے شوہر انہیں ہنی مون
پر لے جاتے ہیں روز باہر ڈنر کروانے لے جاتے
ہیں شاپنگ پر لے جاتے ہیں اور ایک مجھے شوہر
ملا۔۔۔ سدا کا ڈھیلا انسان

صبا بڑے مزے سے اپنی دل کے شکوے یوسف
خان زادہ سے کر رہی تھی اور وہ حیرت کی
مورتی بنا صبا کے منہ سے نکلنے والے پیار
بھرے شکووں کو منہ کھولے سن رہا تھا
صبا کے چپ ہونے پر یوسف خان زادہ نے
گہرا سانس لیا

میری جان پہلے بتا دیتی صبح سے منہ پر

بارہ بجائے رکھنے کی کیا تک تھی۔۔۔

یوسف خان زادہ نے صبا کے گال پر پیار سے
چٹکی کاٹتے کہا

رہنے ہی دیں آپ۔۔۔ روز صبح اٹھونا شتہ کرو
پھر لنچ پھر ڈنر اور پھر ساری رات آپ کی
شد تیں سہو۔۔۔

میری تو کوئی مرضی ہی نہیں ہے۔۔۔ صبا نے

غصے سے یوسف خان زادہ کا ہاتھ جھٹکا

اچھانا میری جان۔۔۔ چلو ریڈی ہو جاؤ ہم

آج لنچ اور ڈنر باہر کریں گے۔۔۔

یوسف خان زادہ نے مسکرا کر کہا تو صبا

نے برا سامنہ بنایا

کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ لنچ اور ڈنر کروا

کر پھر ساری رات آپ نے مجھے بخشنا نہیں
ہے اس سے اچھا میں گھر پر ہی رہوں
صبا کسی بات پر راضی ہی نہیں ہو رہی تھی
یوسف خان زادہ نے اپنی متاعِ جاں کی طرف
محبت بھری نظروں سے دیکھا
میری جان انج سے جو کہے گی جیسا کہے گی
ویسا ہی ہو گا۔ میں بس تمہیں ہر حال
میں خوش دیکھنا چاہتا ہوں پتا ہے جب تم
ہنستی ہونا تو یوسف خان زادہ کی رگوں
کے اندر نیا خون گردش کرتا ہے۔
یوسف خان زادہ کے الفاظوں پر صبا کی
آنکھیں نم ہو گئیں
یہ کیا یار۔ میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں

یوسف خان زادہ کے دل میں تکلیف اٹھی صبا
کے آنسو دیکھ کر۔۔۔

یہ خوشی کے آنسو ہیں۔۔ پتا ہے جب آپ مجھ
سے خفا تھے میں بہت ڈر گئی تھی مجھے
لگائیں نے آپ کو کھو دیا۔۔

صبا نے یوسف خان زادہ کا ہاتھ مضبوطی
سے تھام لیا جیسے وہ ابھی کہیں چلا
جائے گا۔۔۔

تم بس مجھے کبھی چھوڑ کر مت جانا ورنہ
اس بار تو میں بچ گیا اگلی بار واقعی مر جاؤں گا
یوسف خان زادہ کی بات پر صبا کا دل
دہل گیا اس نے تڑپ کر یوسف خان زادہ کی
طرف دیکھا

ایسامت کہیں یوسف۔۔ میں آپ کو کبھی بھی
چھوڑ کر نہیں جاؤں گی مجھے تو مکمل
ہی آپ نے کیا ہے میں آپ سے جدا ہو کر نامکمل
نہیں ہونا چاہتی میرا وجود اور میری زندگی
یوسف خان زادہ کے ساتھ اور محبت سے
مکمل ہوتی ہے۔۔

اللہ کرے آپ کو میری عمر لگ جائے۔۔
صبا کے آنسو پھسل کر یوسف خان زادہ کے
ہاتھ پر گرے جو اس وقت صبا کے ہاتھوں
میں تھا صبا کی باتوں سے یوسف خان زادہ
کو اپنے اندر تک سکون محسوس ہوا
اچھا بس۔۔ اب رونا نہیں جاؤ تیار ہو جاؤ آج
کادن میری متاعِ جاں کے نام۔۔۔

یوسف خان زادہ نے مسکرا کر صبا کے آنسو
صاف کیے تو صبا بھی مسکرا کر اٹھی
اور تیار ہونے چلی گئی
ابھی صبا کو گئے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے جب
گیٹ سے محبوب خان زادہ اندر داخل ہوا
یوسف خان زادہ کو اکیلے بیٹھے دیکھ وہ
اسی طرف آگیا
اسلام علیکم۔۔

محبوب خان زادہ صبا کی چھوڑی ہوئی کرسی
پر بیٹھ گیا
وعلیکم السلام۔۔

یوسف خان زادہ نے محبوب خان زادہ کے
اترے چہرے کو غور سے دیکھا

خیریت؟؟ ساری رات سوئے نہیں کیا؟؟ ناشتے
پر بھی نہیں آئے؟؟ کہاں تھے رات بھر؟؟
یوسف خان زادہ نے محبوب خان زادہ کی
آنکھوں کی سرخی دیکھتے پوچھا جورت
جلے کی گواہ تھیں

ڈیرے پر تھا۔۔ بس نیند نہیں آرہی تھی

محبوب خان زادہ نے سنجیدگی سے کہا
پریشان کیوں ہوتے ہو یار۔۔ ایک کام کرو
اگر واقعی محبت ہے تو اغواء کرو پھر
نکاح کرو۔۔

یوسف خان زادہ کی رائے پر محبوب خان زادہ
جس نے ابھی گلاس میں پانی انڈیل کر
منہ کو لگایا ہی تھا اسے زبردست اچھو

لگ گیا وہ بری طرح کھانسنے لگا

یوسف خان زادہ نے اپنی ہنسی دبائی

میں نے کچھ غلط کہا کیا؟؟؟

یوسف خان زادہ نے معصومیت سے پوچھا

نہیں صحیح کہا آپ نے۔۔ پہلے اغواء کروں

پھر نکاح کروں پھر جیل جاؤں اور مار

کھاؤں۔۔

جیل بھی کس کی ہوگی اس گاؤں کے

سفاک سردار۔۔ سردار بالاج خان زادہ کی۔۔

محبوب خان زادہ نے یوسف خان زادہ کو

مصنوعی گھوری دی تو یوسف خان زادہ

کی ہنسی نکل چھوٹ گئی

ہنس لو ہنس لو۔۔ جب مجھے میری محبت

مل جائے گی ناتو میں بھی اسی طرح اپنی
بتیسی نکالے گھومتا پھروں گا
محبوب خان زادہ کا اشارہ یوسف خان زادہ
کی طرف تھا کہ اسے اس کی محبت مل
گئی ہے اس لیے اس کے دانت نکل رہے ہیں
اللہ کرے تمہیں بھی میری طرح چوبیس
گٹھنے دانتوں کی نمائش کرنے کا موقع ملے
یوسف خان زادہ کی دعا پر محبوب خان زادہ
نے اونچی آواز میں آمین کہا
اسلام علیکم لالہ۔۔ کونسی دعائیں مانگی
جارہی ہیں۔۔

تبھی صبا بلیک فرائڈ پہنے لائٹ سے میک
اپ میں غصہ ڈھاتی ہاتھ میں کلچ پکڑے

یوسف خان زادہ کے دل پر بجلیاں گرا گئی
میری لمبی عمر کی۔۔ تم دونوں کہیں جا رہے
ہو کیا؟؟

محبوب خان زادہ نے کمال مہارت سے بات بدلی
جی۔۔ لہجہ پر۔۔

صبا نے مسکرا کر کہا

اچھی بات ہے جاؤ خیر سے۔۔

محبوب خان زادہ نے صبا کے چہرے پر خوشی
کے رنگ دیکھ طمانیت بھرا سانس لیا
محبوب خان زادہ حویلی کے اندر آ گیا جبکہ وہ
دونوں لہجہ پر نکل گئے

روپ پوری حویلی میں ادھر سے ادھر گھوم

رہی تھی اور بالاج خانزادہ پیچھے کمر پر
ہاتھ باندھے روپ کے پیچھے پیچھے گھوم
رہا تھا

حویلی کے ملازم بالاج خانزادہ کے اس روپ
کو دیکھ کر حیرت میں مبتلا ہو رہے تھے جس
نے روپ کی محبت میں اپنی اپنا غرور اور
اپنا غصہ خاک میں ملا دیا تھا
آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟؟ میں کب سے
دیکھ رہی ہوں آپ بندروں کی طرح مجھے
فالو کر رہے ہیں

روپ نے مڑ کر لڑاکا بیویوں کی طرح کمر
پر ہاتھ رکھتے کہا

تم نے مجھے بندر کہا؟؟ سردار بالاج خانزادہ

کو؟؟

بالاج خانزادہ نے غصے سے اپنے سینے پر
انگلی رکھ کر پوچھا تو روپ کو ایک دم
احساس ہوا وہ روانی میں غلط بول گئی ہے
سس۔۔۔ سوری۔۔

روپ نے کھسیانی ہنسی ہنستے کہا
ادھر آؤ فوراً۔۔

بالاج خانزادہ نے اسے اپنے قریب آنے کو کہا
جبکہ وہ پہلے ہی اس کے قریب کھڑی تھی
نن۔۔ نہیں۔۔ سوری۔۔ غلطی سے منہ سے نکل گیا
روپ کو بالاج خانزادہ کی آنکھوں میں غصہ
صاف دکھائی دے رہا تھا
شرم نہیں آئی تمہیں اپنے شوہر کو بندر کہتے

ہوئے۔۔۔ میں اگر تمہیں کچھ کہتا نہیں ہوں

تو میرے سر پر مت چڑھو تم۔۔

بالاج خانزادہ نے سر دلہے میں کہا

آپ نے ہی مجھے سر پر چڑھا رکھا ہے۔۔

روپ کی زبان پھر سے پھسلی

میں نے اس لیے سر پر نہیں چڑھایا کہ تم میرے

سر پر چڑھ کر ناچتی پھرو۔۔ اگر میں سر

پر چڑھا سکتا ہوں تو اتار بھی سکتا ہوں

بالاج خانزادہ غصے سے کہتے ہی مڑنے لگا پر

روپ نے اپنا پرانا ہر بہ آزمایا

وہ بھاں بھاں کرتے رونے لگی بالاج خانزادہ

پریشانی سے مڑا تو روپ کے آنسو ایسے نکل

رہے تھے جیسے انہی بس موقع چاہیے ہو۔۔۔

چپ ہو جاؤ روپ۔۔ میں مذاق کر رہا تھا۔

بالاج خانزادہ نے روپ کا ہاتھ کھینچ کر اسے

اپنے ساتھ لگایا

آپ بہت بد تمیز ہیں بلکہ بند رہیں آپ نے

مجھے جان بوجھ کر رلایا۔۔ میں آپ سے

بات ہی نہیں کروں گی

روپ سو سو کرتے جانے لگی تو بالاج

خانزادہ نے مسکرا کر اسے اپنی طرف کھینچا

میں بندر اور تم میری بندریا۔

بالاج خانزادہ نے روپ کا چہرہ ہاتھوں میں بھر

کر اس کے دونوں گالوں پر اپنی محبت برسائی

جی نہیں۔۔ میں بندریا نہیں شیرنی ہوں۔۔

روپ نے اتر کر کہا تو بالاج خانزادہ نے فوراً

سرہاں میں ہلادیا کہیں وہ پھر سے رونے کی
تیار نہ پکڑ لے
اچھا چلیں بالکل ویسے ہی میرے پیچھے آئیں
جیسے ابھی آرہے تھے
روپ کہتے ہی سیڑھیاں اترنے لگی بالاج خانزادہ
مسکرا کر سر جھٹکتے پھر سے روپ کے
پیچھے چلنے لگا
لاونج میں داخل ہوئے تو خانم بی بی پہلے
سے ہی وہاں موجود تھیں
اسلام علیکم خانم بی بی۔۔
اسلام علیکم۔۔۔

روپ اور بالاج خانزادہ نے آگے پیچھے خانم بی بی
کو سلام کیا تو خانم بی بی انہیں ایک ساتھ

دیکھ کر مسکرا اٹھیں

و علیکم السلام میرے بچو۔۔

آؤ بیٹھو۔۔

ابھی خانم بی بی نے سلام کا جواب دیا ہی تھا

جب حشمت علی تیز قدموں سے چلتا لاونج

میں آیا

گستاخی معاف سردار سائیں۔۔۔

حشمت علی پھولے سانس کے ساتھ سر

جھکائے ہاتھ پیچھے کمر پر باندھ کر کھڑا ہو گیا

بالاج خانزادہ سمیت روپ اور خانم بی بی

بھی حشمت علی کی طرف متوجہ ہوئے

خیریت۔۔

بالاج خانزادہ نے سنجیدگی سے پوچھا

وہ۔۔۔ سردار سائیں۔۔۔ آپ سے۔۔۔ کوئی ملنے
آیا ہے۔۔۔

حشمت علی نے اٹکتے الفاظوں سے کہا
ہمم۔۔۔ مردان خانے میں بیٹھا وہیں ابھی آیا
بالاج خانزادہ کہتے ہی خانم بی بی کے پاس
بیٹھنے لگا جب ایک جانی پہچانی آواز پر
اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر حشمت علی
کی طرف دیکھا

بالاج۔۔۔

نسوانی آواز پر بالاج خانزادہ نے حشمت علی
کے پیچھے دیکھا تو وہ اپنی جگہ ساکت رہ
گیا حشمت علی کے پیچھے سے نتاشہ نکل
کر بالاج خانزادہ کے سامنے آئی

بالاج خانزادہ سمیت خانم بی بی بھی اپنی
جگہ سے ہل نہ سکیں
جبکہ روپنا سمجھی سے کبھی بالاج خانزادہ
کی طرف دیکھ رہی تھی تو کبھی خانم بی بی
کی طرف۔۔ جن کے چہرے کے رنگ لٹھے کی
مانند سفید پڑ گئے تھے

نتاشہ آنکھوں میں آنسو لیے تیز قدم لیتی
بالاج خانزادہ کے قریب آئی اور جھٹکے سے
اس کے سینے سے لگ گئی

حشمت علی چپ چاپ سر جھکائے وہاں
سے چلا گیا

کسی انجان لڑکی کو بالاج خانزادہ کے سینے
سے لگے دیکھ کر روپ مزید حیران ہوئی

جبکہ بالاج خانزادہ اپنی جگہ سے ہل بھی

نہ سکا۔۔۔

نتاشہ بالاج خانزادہ کے سینے سے لگی پھوٹ

پھوٹ کر رو رہی تھی اور بالاج خانزادہ

تو ایسے کھڑا تھا جیسے اس کے جسم میں

جان ہی نہ ہو

نتاشہ۔۔۔۔

تبھی خانم بی بی کے لب ہلکے سے ہلے تو اس

بارساکت ہونے کی باری روپ کی تھی

اس بار روپ کا رنگ ایک دم پیلا پڑا پورا

جسم زلزلے کی زد میں آگیا دل ایک دم اتنی

زور سے خوف کے مارے دھڑکا کہ روپ کو

لگا وہ ابھی مر جائے گی

اس نے آنکھوں میں خوف اور آنسو لیے بالاج
خانزادہ کی طرف دیکھا جو خود ابھی تک
بے جان جسم لیے کھڑا تھا

پانچ منٹ میں پوری خان حویلی میں یہ بات
سب کو پتا چل چکی تھی کہ بالاج خانزادہ
کی پہلی بیوی نتاشہ واپس آگئی ہے
لاونج میں اس وقت گہرا سناٹا تھا یوسف خانزادہ
اور صبا کے علاوہ حویلی کے سب افراد لاونج
میں موجود تھے سنگل صوفے پر نتاشہ بیٹھی
سک رہی تھی شارق خانزادہ کے اشارے پر
صفورائے اسے پانی پلایا

ڈبل صوفے پر خانم بی بی کے ساتھ گھبرائی

ہوئی روپ بیٹھی تھی جس کا پورا دھیان
بالاج خانزادہ کی طرف تھا وہ بالاج خانزادہ
کے چہرے سے نظریں نہیں ہٹا رہی تھی اور
بالاج خانزادہ کو آج پتا چلا تھا مصیب آنا
کسے کہتے ہیں وہ بڑے صوفے پر سپاٹ انداز
میں بیٹھا جانے کن سوچوں میں گم تھا
آج ایک مضبوط مرد اٹھارہ قبیلوں کا سردار
انصاف پسند بالاج خانزادہ واقعی گھبرا گیا تھا
دماغ میں بس روپ سے کیا ہوا وعدہ گھوم رہا
تھا جسے وہ پانچ منٹ پہلے توڑ چکا تھا
وعدے کے مطابق اس نے نتاشہ کے سامنے
آتے ہی اسے طلاق دینی تھی پر پانچویں منٹ
ست چھٹا منٹ شروع ہو چکا تھا اور بالاج

خانزادہ اپنے ہونٹ سے بیٹھا تھا
اس وقت سب کی توجہ کا مرکز وہ تینوں
ہی تھے ایک پل کے لیے بالاج خانزادہ کا دل
چاہا وہ تین لفظ بول کر نتاشہ کو فارغ کر دے
پھر اس کے ضمیر نے اسے للکارا کہ ایک بار
اسے اپنی صفائی میں کچھ کہنے کا موقع دیا
جائے ایسا نہ ہو اس سے نا انصافی ہو جائے
لیکن اگر نتاشہ ٹھیک ثابت ہوئی تو؟؟؟؟
نہیں۔۔ بالاج خانزادہ مر کر بھی روپ سے
اب نا انصافی نہیں کر سکتا تھا نتاشہ سے
شادی کرنے سے پہلے اس نے ایک بار بھی روپ
کا نہیں سوچا تھا
پر آج بالاج خانزادہ خود غرض بن گیا تھا

وہ نتاشہ کا سوچ رہا تھا اسے اپنی بات
کہنے کا ایک موقع دے رہا تھا
لیکن اس رشتے کے انجام سے وہ خود بھی
بے خبر تھا وہ نہیں جانتا تھا وہ اب کیا
فیصلہ لینے والا تھا

روپ کی بے قرار نظریں مسلسل بالاج خانزادہ
کے چہرے پر ٹکی تھی شاید وہ انتظار میں
تھی کہ بالاج خانزادہ اس سے کیا وعدہ نبھائے
ماحول کے سنائے کو خانم بی بی کی کڑک آواز
نے توڑا۔۔۔۔۔

جب چلی گئی تھی تو اب واپس کیا لینے آئی
ہو؟؟

خانم بی بی نے کڑے تیوروں سے پوچھا تو

نتاشہ کے آنسو روانی سے نکلے
خانم بی بی۔۔۔ مجھے معاف کر دیں میں
خود غرض ہو گئی تھی میں نے اپنا سوچا
اور دیکھیں سزا بھی پالی۔۔
دو سال بالاج سے، اپنے شوہر اپنی محبت
سے دور رہی۔۔

نتاشہ کا بالاج خانزادہ کو اپنی محبت اور
شوہر کہنا روپ سے برداشت نہیں ہوا تھا
اس نے ضبط کرتے اپنا دوپٹا مسٹھی میں
دبوچ لیا

سزا تو ابھی باقی ہے اور سزا تمہیں مل
کر رہے گی۔۔۔ اس لیے بہتر ہو گا سچ بتادو
کہ تم دو سال سے کہاں تھی اور راتوں رات

تم غائب کیسے ہو گئی۔۔
خانم بی بی کا بس نہیں چل رہا تھا وہ
نتاشہ کو اب کی بار خود غائب کر دیں۔۔
خانم بی بی۔۔ اگر آپ برانہ مانے تو میں
بالاج سے اکیلے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔۔
نتاشہ کی بات پر روپ نے غصے سے سرخ
آنکھیں لیے نتاشہ کی طرف دیکھا جو
پریشانی سے اپنی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی
بالاج خانزادہ نے بھی سراٹھا کر اپنے
سامنے بیٹھی اس بے وفا کو دیکھا جو
اس سے محبت کی دعویدار تھی
ایسی کون سی بات ہے جو ہمارے سامنے
نہیں ہو سکتی؟؟؟

خانم بی بی نے نتاشہ کو سخت گھوری

سے نوازا

ٹھیک ہے۔۔۔ چلو۔۔

اس سے پہلے نتاشہ کچھ کہتی بالاج خانزادہ

کھڑا ہوا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا

روپ نے بے یقینی سے بالاج خانزادہ کی

پشت کو دیکھا ہری آنکھوں سے آنسو ٹوٹ

کر اس کے گالوں پر پھسلے

نتاشہ بھی آہستہ سے اٹھی اور بالاج خانزادہ

کے پیچھے چل پڑی روپ کا ضبط جواب

دے رہا تھا بالاج خانزادہ نتاشہ کو اپنے

کمرے میں لے گیا تھا جس کمرے میں نتاشہ

دو سال پہلے اس کے ساتھ اس کی بیوی

کی حیثیت سے رہتی تھی

روپ اٹھ کر بالاج خانزادہ کے پیچھے جانے
لگی پر خانم بی بی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر
اسے روک لیا

فکر مت کرو۔۔ وہ تمہارا ہی رہے گا میں نے

یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کیے۔۔ بالاج
کی آنکھوں میں تمہارے لیے جنون ہے جبکہ
نتاشہ کے لیے اس کی آنکھوں میں ایسا
جنون غلطی سے بھی نہیں دکھتا تھا اسے
اپنی طرف کھینچنے کے لیے تمہیں اس
کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے وہ
ہمیشہ سے تمہارا ہی تھا اور تمہارا ہی
رہے گا۔۔۔

خانم بی بی نے روپ کو پاس بیٹھاتے اس
کے ہاتھ پر تھکی دیتے سنجیدگی سے کہا
تو روپ چپ چاپ بیٹھ گئی پر اس دل کا
کیا کرتی جو بالاج خانزادہ کے پیچھے جانے
کے لیے تڑپ رہا تھا

نتاشہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آئی تو
بالاج خانزادہ کمر پر دونوں ہاتھ باندھے کھڑا
تھا دروازے کی طرف اس کی پشت تھی
نتاشہ قدم قدم چلتی پورے کمرے کو دیکھنے
لگی یہی وہ کمرہ تھا جہاں وہ دونوں ایک
دوسرے کی قربت میں دنیا جہاں بھول جاتے
تھے اس کمرے کی ایک ایک چیز نتاشہ کو
سب کچھ یاد دل رہی تھی

جلدی بولو۔۔ میرے پاس فضول وقت نہیں ہے
بالاج خانزادہ نے بنا مڑے سر دلچے میں کہا
تو نتاشہ جو بیڈ پر بیٹھ کر بیڈ پر اپنا ہاتھ
پھیر کر بالاج خانزادہ کی خوشبو اس کا
لمس محسوس کر رہی تھی اس نے چونک
کر بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا
آپ جانتے ہیں ان دو سالوں میں، میں نے
آپ کو کتنا یاد کیا کتنا ٹرپی میں آپ کے لیے۔۔
نتاشہ کے گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹکا
بالاج خانزادہ نے غصے سے لب بھینچے۔۔
مجھے تو لگا تھا میں اب کبھی بھی آپ
سے مل نہیں پاؤں گی پر اللہ نے شاید مجھے
معاف کر دیا اور دیکھیں آج میری آنکھوں کو

آپ کو دیکھنے سے تسکین مل رہی ہے۔۔۔۔

نتاشہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی

بالاج خانزادہ نے اسے رونے دیا اس کے آگے

بڑھ کر اس کے آنسو تک صاف نہ کیے

مجھے چھوڑ کر کیوں گئی تھی؟؟؟

بالاج خانزادہ جو پچھلے دو سالوں سے اس

سوال کا جواب چاہتا تھا آج اس نے نتاشہ

کے سامنے آنے پر یہ سوال کر دیا

بالاج خانزادہ کے سوال پر نتاشہ پریشانی سے

ہونٹ کاٹنے لگی

وہ۔۔۔۔۔م۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔

مجھے سیدھے الفاظوں میں جواب چاہیے۔۔۔۔

بالاج خانزادہ نے غصے سے مڑ کر اپنی کرسٹل

گرے آنکھیں جو غصہ ضبط کرنے کی وجہ سے
 سرخ ہو گئی تھیں نتاشہ کے چہرے پر گاڑھیں
 مم۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔پ۔۔۔۔۔پریگنٹ۔۔۔۔۔تھی۔۔۔

نتاشہ سر جھکا کر ڈھکے چھپے الفاظوں
 میں بالاج خانزادہ کو آدھی بات سمجھا گئی
 بالاج خانزادہ نے حیرت اور بے یقینی سے
 نتاشہ کی طرف دیکھا جو سر جھکائے رو
 رہی تھی

بالاج خانزادہ نتاشہ کی طرف بڑھا اس کے
 نتاشہ کا بازو دبویچ کر اسے اپنے روبرو کھڑا کیا
 کہاں ہے میرا بچہ؟؟ کہیں تم نے میرا بچہ مار
 تو نہیں دیا؟؟؟

بالاج خانزادہ اتنی زور سے دھاڑا کہ نتاشہ کانپ

کر رہ گئی

بولو۔۔۔

بب۔۔۔ بالاج۔۔۔ ہمارا۔۔۔ بچہ۔۔۔

نتاشہ کے منہ سے خوف کے مارے الفاظ ہی

نہیں نکل رہے تھے بالاج خانزادہ کے ہاتھ کی

گرفت اس کے بازو پر مضبوط تھی

اس کی آنکھیں غصے سے خون چھلک رہی تھیں

میں جانتا ہوں تم ابھی بچہ پیدا نہیں کرنا

چاہتی تھی اگر تم پریگنٹ ہو گئی تھی تو

تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا تھا۔۔۔ غائب کیوں

ہو گئی تھی۔۔۔ بولو نتاشہ۔۔۔ ورنہ میں تمہارے

حلق سے تمہاری سانسیں اتنی بے دردی سے

کھینچوں گا کہ تم تڑپ تڑپ کر مرو گی۔۔۔

بالاج خانزادہ جس قدر غصے میں تھا کوئی
 نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی بالاج خانزادہ
 ہے جو ابھی تھوڑی دیر پہلے روپ کے پیچھے
 دیوانوں کی طرح چل رہا تھا
 میں۔۔۔ اس رات۔۔۔ ابارشن۔۔۔ کروانے۔۔۔ حویلی
 سے بھاگی۔۔۔ تھی۔۔۔ میں جانتی تھی۔۔۔ آپ کو
 پتا چلا۔۔۔ تو آپ۔۔۔ کبھی بھی ابارشن۔۔۔ کے لیے
 راضی نہیں ہوں گے۔۔۔ الٹا مجھے راضی کریں
 گے۔۔۔ کہ میں۔۔۔ یہ بچہ پیدا کروں۔۔۔ اس لیے۔۔۔
 میں خاموشی سے۔۔۔ رات کو۔۔۔ حویلی سے۔۔۔
 نکل گئی۔۔۔ کہ صبح۔۔۔ تک لوٹ۔۔۔ آؤں گی۔۔۔
 پر۔۔۔ مجھے سزا۔۔۔ ملی۔۔۔ میں۔۔۔ اپنے بچے۔
 کو قتل۔۔۔ کرنے جا رہی تھی۔۔۔ اللہ نے مجھے

سزا دے دی۔۔

نتاشہ ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہتی پھوٹ پھوٹ
کر رونے لگی بالاج خانزادہ نے افسوس اور غصے
سے اپنے سامنے کھڑی بے رحم عورت کو دیکھا
جو اپنی اولاد کھا گئی تھی

بالاج خانزادہ نے غصے سے نتاشہ کا بازو

جھٹکا تو وہ لڑکھڑا کر بیڈ پر گرمی

بالاج خانزادہ کا ضبط جواب دے گیا اس

کے آنسو لڑیوں کی صورت نکلے آج ایک

باپ اپنی اس اولاد کے لیے رورہا تھا جو

دنیا میں آنے سے پہلے ہی مار دی گئی تھی

جس سے وہ دو سال تک بے خبر رہا۔۔

بالاج خانزادہ گرنے کے انداز میں صوفے پر

گرا اس نے روتے ہوئے اپنے بال نوچے
بالاج۔۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔۔ میں آپ کے
آگے۔۔۔ ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔ مجھے میرے۔۔۔
کیے کی سزا۔۔۔ مل چکی ہے۔۔۔

نتاشہ بالاج خانزادہ کے پیروں میں بیٹھ گئی
اچھا۔۔۔ کیا سزا ملی تمہیں؟؟ میرے اصولوں
کے مطابق تو تمہیں مر جانا چاہیے تھا پر تم
تو اچھی بھلی میرے سامنے ہو اور کہتی ہو
تم سزا بھگت چکی ہو۔۔۔

بالاج خانزادہ نے نتاشہ کا گلاد بوچ لیا
میں۔۔۔ موت۔۔۔ کے منہ۔۔۔ سے ہی۔۔۔ واپس
آئی ہوں۔۔۔

نتاشہ نے بمشکل کہا اس کا گلا بالاج خانزادہ

کی مضبوط گرفت میں تھا
کیوں واپس آئی ہو۔۔۔ مرجاتی تم۔۔۔ جیسے
تم نے میرے بچے کو مارا۔۔۔
بالاج خانزادہ نے نتاشہ کو جھٹکا دیا تو وہ
اوندھے منہ زمین پر گری
میں نے ہمارے بچے کو نہیں مارا بالاج۔۔۔
میں اس نیت سے حویلی سے ضرور نکلی
تھی پر میں نے ہمارے بچے کو نہیں مارا۔۔۔
نتاشہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے زار و قطار
رو پڑی۔۔۔
پھر کہاں ہے میرا بچہ؟؟ بولو۔۔۔
بالاج خانزادہ پھر سے دھاڑا
راحم شاہ۔۔۔ نے مار۔۔۔ دیا۔۔۔ ہمارے بچے کو۔۔۔

نتاشہ نے ڈرتے ڈرتے کانپتی آواز میں کہا تو
بالاج خانزادہ کے ماتھے پر بے تحاشا بل پڑے
راحم شاہ۔۔۔

بالاج خانزادہ نے نتاشہ کا لیا ہوا نام دہرایا
ہاں۔۔۔ راحم شاہ۔۔۔

اس رات میں حویلی سے نکل کر ہو سہیٹل جا
رہی تھی پر راحم شاہ نے مجھے پیچ راستے
میں ہی کڈ نیپ کر لیا

نتاشہ آہستہ آہستہ بالاج خانزادہ کو ساری
بات بتانے لگی وہ جیسے جیسے بتا رہی تھی
بالاج خانزادہ کے دماغ کی نسیں پھول رہی تھیں
یونیورسٹی میں راحم شاہ نتاشہ کا بوائے فرینڈ
تھا پوری یونیورسٹی میں ان کی محبت کے

چرچے تھے بالاج خانزادہ بھی راحم شاہ اور
نتاشہ کے افیئر سے اچھی طرح واقف تھا
ایک دن یونیورسٹی میں راحم شاہ نتاشہ
سے بد تمیزی کر رہا تھا کبھی اس کا دوپٹہ
کندھے سے سرکاتا تو کبھی اس کی کمر پر
ہاتھ پھیرتا۔۔۔

نتاشہ کو اس کی حرکتیں ناگوار گزر رہی تھیں
وہ نرمی سے راحم شاہ کو منع کر رہی تھی
پر راحم شاہ کے شیطانی دماغ میں کچھ غلط
کرنے کا خیال آ رہا تھا اس لیے وہ بار بار نتاشہ
کو ہاتھ لگا رہا تھا

وہ دونوں گارڈن سے گزر رہے تھے بالاج خانزادہ
پاس ہی گھاس پر بیٹھانوٹس بنا رہا تھا

راحم شاہ نے اس بار نتاشہ کی کمر کے نیچے
ہاتھ پھیرا تو نتاشہ کا ضبط جواب دے گیا
وہ رکی اور اس نے ایک زوردار تھپڑ راحم شاہ
کے گال پر رسید کر دیا
آتے جاتے لڑکوں لے حیرت سے رک کر راحم شاہ
کی طرف دیکھا جو گال پر ہاتھ رکھے خود
حیرت اور غصے سے نتاشہ کو دیکھ رہا تھا
کچھ سٹوڈنٹس تو راحم شاہ کی طرف ہنس
کر دیکھتے گزر رہے تھے بالاج خانزادہ کا دھیان
بھی ان دونوں کی طرف ہی تھا
راحم شاہ سے اپنی زلت برداشت نہیں ہوئی اس
نے نتاشہ کے بال مٹھی میں جکڑ لیے تکلیف سے
نتاشہ کے آنسو نکل پڑے

کسی نے بھی آگے بڑھ کر نتاشہ کی مدد نہیں کی
سوائے بالاج خانزادہ کے۔۔

اس سے برداشت نہیں ہوا وہ جھٹکے سے اٹھا اور

ایک تیجی راحم شاہ کے منی پر مار دیا

بالاج خانزادہ کے بھاری ہاتھ کا تیجی پڑنے سے

راحم شاہ کے منہ سے خون کا فوارہ نکلا

وہ اوندھے منہ زمین پر گرانتاشہ نے خون

دیکھتے چیخ کر منہ پر ہاتھ رکھ لیا

تم جیسوں کو عورتوں کی عزت نہیں کرنی

آتی پر بالاج خانزادہ انہیں بخوبی ان کی

اوقات یاد دلانا جانتا ہے

بالاج خانزادہ نے غصے سے کہا تو نتاشہ نے

حیرت سے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا

جس کی کر سٹل گرے آنکھوں میں اس
وقت انتہا کا غصہ تھا لیکن وہ انسان نتاشہ
کے لیے کسی فرشتے سے کم نہیں تھا
پوری یونیورسٹی میں وہ واحد تھا جس
نے آگے ہو کر اس کی حفاظت کی تھی
تیری اتنی ہمت۔۔۔ تو نے راحم شاہ پر ہاتھ
اٹھانے کی جرات کی۔۔
راحم شاہ پھرے شیر کی طرح بالاج خانزادہ
کی طرف لپکا پر بالاج خانزادہ کے پھر سے
ایک ہی تیغ پر وہ دور جا گرا
میری ہمت اور جرات کا تم دو بار تیغ کھا کر
اندازہ لگا سکتے ہو۔۔ آئندہ اس لڑکی کے آس
پاس نظر مت آنا۔۔

بالاج خانزادہ نے غصیلی نگاہوں سے راحم شاہ
کی طرف دیکھتے اسے وار ننگ دی اور چلا گیا
پوری یونیورسٹی بالاج خانزادہ کی طرف دیکھ
رہی تھی جو دو ہی تیج میں راحم شاہ کو ڈھیر
کر چکا تھا

بالاج خانزادہ نے اپنی کتابیں اٹھائیں اور یونیورسٹی
کے گیٹ کی طرف بڑھانٹا شہ کچھ سوچتے
اس کے پیچھے بھاگی اس نے بالاج خانزادہ کا
شکریہ ادا کیا

اور پھر اس دن کے بعد ان دونوں کی یونیورسٹی
میں بات چیت شروع ہو گئی راحم شاہ پورا
ایک مہینہ یونی نہیں آیا

پر اس ایک مہینے میں بالاج خانزادہ اور نتاشہ

ایک دوسرے کے بے حد قریب آچکے تھے ایک
دن باتوں باتوں میں نتاشہ نے بالاج خانزادہ
سے شادی کی خواہش ظاہر کی بالاج خانزادہ
بھی نتاشہ کو پسند کرنے لگا تھا

پر وہ یہ بھی جانتا تھا وہ بچپن سے روپ
کے ساتھ منسوب ہے اس لیے اس نے نرمی سے
نتاشہ کو منع کر دیا پر نتاشہ نے رور و کر
بالاج خانزادہ کو نرم کر ہی لیا

ایک مہینے بعد جب راحم شاہ یونیورسٹی آیا
نتاشہ تو بالاج خانزادہ کو ایک ساتھ دیکھ
کر اس نے دل میں پختہ عزم کر لیا کہ وہ تھپڑ
اور پنچوں کا بدلہ لے کر رہے گا

یونیورسٹی کے بعد بالاج خانزادہ اور نتاشہ

نکاح کر کے حویلی گئے تو خانم بی بی اور
شارق خانزادہ بالاج خانزادہ کی اس حرکت
پر اسے کچھ نہ کہہ سکے ان دونوں نے چپ
کی چادر اوڑھ لی
پر جب سب نے بالاج خانزادہ کو نتاشہ کے
ساتھ خوش دیکھا تو سب نے نتاشہ کو
دل سے قبول کر لیا وہ تھی بھی ہنس مکھ
سی۔۔۔ جیسے اس نے بالاج خانزادہ کا دل
منٹوں میں جیتا ویسے ہی حویلی کے مکینوں
کے دلوں پر بھی اس نے جلد ہی اپنی جگہ بنالی
وقت اچھا گزر رہا تھا
ایک دن باتوں باتوں میں بالاج خانزادہ نے
نتاشہ سے بچے کی خواہش ظاہر کی تو

وہ ہتھے سے اکھڑ گئی کہ اس کی ابھی
عمر ہی کیا ہے اسے زندگی انجوائے کرنی ہے
وہ ابھی بچے کے جھنجھٹ میں نہیں پڑنا
چاہتی۔۔۔

بالاج خانزادہ نے اسے پیار سے سمجھایا کہ
وہ دونوں اولاد سے ہی مکمل ہوں گے پر
نتاشہ اپنی بات پر قائم رہی بالآخر بالاج
خانزادہ نے ہار مانی اور چپ کر گیا
پر اولاد اللہ کی طرف سے نعمت ہوتی ہے
اس کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت
ضرور ہوتی ہے

اس بات کے ایک ہفتے بعد ہی نتاشہ کو
محسوس ہونے لگا کہ وہ امید سے ہے اپنا

شک دور کرنے کے لیے اس نے چیک کیا تو
اس کا شک صحیح نکلا

وہ کافی پریشان ہوئی وہ ابھی بچہ نہیں
لینا چاہتی تھی اس لیے اس نے پلان بنایا
رات کو جب سب سو جائیں گے تو وہ
چپکے سے حویلی سے نکل کر اپنا بارش
کروا آئے گی

پر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا نتاشہ
جب حویلی سے نکلی تو راحم جو اس کی
طاق میں بیٹھا تھا اس نے نتاشہ کو اغواء
کر لیا

اور اسے اپنے ساتھ اپنے فارم ہاؤس لے گیا
نتاشہ نے کافی منت سماجت کی کہ وہ امید

سے ہے وہ اس کے ساتھ کچھ غلط نہ کرے
پر راحم شاہ کے سر پر بدلے کا خون سوار
تھا اس نے نتاشہ کو ہاسپٹل لے جا کر اس
کا ابارشن کروایا

اس وقت پہلی بار نتاشہ کو اپنے بچے سے
محبت محسوس ہوئی اس کا دل چاہا وقت
پلٹ جائے اور وہ واپس حویلی چلی جائے
جس کی چھت اس کے لیے محفوظ پناہ
گاہ اور اس حویلی میں رہنے والا اس کا شوہر
اس کا محافظ تھا

راحم دو سال اسے اپنی قید میں رکھ کر دن
رات اس سے زیادتی کرتا رہا نتاشہ نے بہت
بار بھاگنے کی کوشش بھی کی اور خودکشی

کرنے کی کوشش بھی کی پر راحم شاہ نے
اس کی ہر کوشش ناکام بنادی
پھر کل فارم ہاؤس کی ایک ملازمہ جو دو
سالوں سے نتاشہ کے ساتھ ہوئے ہر ظلم کی
گواہ تھی اس نے اپنا عبا یا نتاشہ کو پہنایا
اور فارم ہاؤس سے باہر نکلنے میں اس کی
مدد کی

گارڈز یہی سمجھے کہ وہ ملازمہ ہے پر نقاب
کے پیچھے ملازمہ نہیں نتاشہ تھی ملازمہ
نے نتاشہ جو کو کچھ پیسے دیے جس سے
وہ سیدھا بالاج خانزادہ کی حویلی آگئی
اس کی ایک چھوٹی سی نادانی نے پہلے
اس سے اس کا بچہ چھینا پھر عزت اور

اب شاید اس کی محبت بالاج خانزادہ بھی۔۔۔

بالاج خانزادہ صوفے پر بیٹھا تھا اور نتاشہ

اس کے پیروں میں بیٹھی اسے اپنے ساتھ

ہوئے ایک ایک ظلم کا بتا گئی

اس نے اپنے گریبان کی قمیض کے بٹن کھول

کر راحم شاہ کی درندگیوں کے نشان دکھائے

بالاج خانزادہ کا خون کھول رہا تھا اس کا

بس نہیں چل رہا تھا وہ ابھی راحم شاہ کی

قبر کھودوا دے

بالاج میں اپنی ہر غلطی ہر گناہ کی آپ سے

معافی مانگتی ہوں۔۔ میں جانتی ہوں میں

اب آپ کے قابل نہیں رہی۔۔ لیکن پھر بھی میں

آپ کی گنہگار ہوں۔۔ آپ جو فیصلہ لیں گے

مجھے منظور ہوگا

لیکن کوئی بھی سخت فیصلہ کرنے سے پہلے
اتنا ضرور سوچ لیجیے گا میرا آپ کے علاوہ
کوئی نہیں ہے اگر آپ مجھے چھوڑ دیں گے
تو میرے پاس موت کے سوا کوئی راستہ نہیں
ہوگا۔۔۔

رورو کرنتاشہ کی آنکھوں کے پوٹے سوج
گئے تھے آواز بھاری ہو گئی تھی

بالاج خانزادہ ضبط سے اپنے ہونٹ سے

نتاشہ کی ہر بات سن رہا تھا

مجھے راحم شاہ کے فارم ہاؤس کا پتا دو

بالاج خانزادہ نے غصے سے سرخ آنکھیں

اٹھا کر سنجیدگی سے کہا

نتاشہ سمجھ گئی کہ اب بالاج خانزادہ
اس سے بدلہ لیے بغیر سکون سے نہیں
بیٹھے گا اس لیے اس نے چپ چاپ بالاج
خانزادہ کو راحم شاہ کے فارم ہاؤس کا
ایڈریس بتا دیا

بالاج خانزادہ جھٹکے سے اٹھا اور بیڈ کی
طرف بڑھتا تھا۔ بھئی کھڑی ہو کر اسے
خوف سے دیکھنے لگی کیونکہ بالاج خانزادہ
بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے اپنی گن نکال کر
اس میں سے گولیاں چیک کر رہا تھا
بالاج۔۔۔ یہ آپ۔۔۔ کس لیے۔۔۔ کر رہے ہیں؟؟
نتاشہ نے خوف سے تھوک نگلتے پوچھا
فکر مت کرو تمہارا نمبر راحم شاہ کے بعد

آئے گایہ مت سوچنا کہ بالاج خانزادہ تمہیں

بخش دے گا جتنا راحم شاہ میرا گنہگار

ہے اس سے زیادہ تم میری گنہگار ہو۔۔۔

اس نے میری عزت پر ہاتھ ڈالا میرے

بچے کا قتل کیا

اور تم نے۔۔۔ تم نے جانتی ہو کتنے خون کیے

ہیں؟؟؟

میرے بچے کا۔۔

میرے بھروسے کا۔۔

میری محبت کا۔۔

میرے مان کا۔۔۔

میرے جز باتوں کا۔۔۔

یہاں تک کہ تم نے پورے کے پورے بالاج

خانزادہ کو قتل کیا ہے
راحم شاہ سے پہلے سزا کی حقدار تو تم
ہو۔۔۔ لیکن پہلے راحم شاہ کو سزا ملے گی
میری عزت داغدار کرنے کی۔۔۔
اس کے بعد تم اپنی خیر منانا۔۔۔ بالاج
خانزادہ کی آنکھوں میں وحشت پھیل
رہی تھی ایسا لگ رہا تھا سارا خون اس
کی آنکھوں میں اُتر آیا ہو
اس کی آواز میں اتنی سختی تھی کہ نتاشہ
کا پورا جسم خوف سے تھر تھر کانپنے لگا
وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی۔۔۔
بالاج خانزادہ نے کندھوں سے اپنی اجرک
ٹھیک کی اور تیز قدم لیتا کمرے سے

نکل گیا پیچھے نتاشہ ڈر سے مزید کانپنے
لگی اس نے ہمت کر کے اپنے قدم اٹھائے
اور بالاج خانزادہ کے پیچھے ہی نیچے آگئی
جہاں سب ان کا انتظار کر رہے تھے
بالاج خانزادہ سیڑھیوں سے اتر کر سیدھا
حویلی کے گیٹ کی طرف بڑھا روپ اسے
نیچے آتا دیکھ چکی تھی
وہ اٹھی اور بالاج خانزادہ کے پیچھے بھاگی
بالاج۔۔۔

بالاج۔۔۔

روپ نے بالاج خانزادہ کو پکارا پر بالاج خانزادہ
ان سنی کرتا حشمت علی کو اشارہ کیے اپنی
جیب میں بیٹھا اور حویلی کے گیٹ سے نکل

گیا پیچھے اس کے گارڈز کی گاڑیاں بھی
حویلی کا گیٹ عبور کر گئیں

بالاج۔۔۔۔۔

روپ حلق کے بل چلائی پر بالاج خانزادہ

جاچکا تھا محبوب خان زادہ روپ کو
کے پیچھے باہر آیا تو روپ فرش پر بیٹھی
سک رہی تھی

خانی۔۔۔۔۔

خانی کیا ہوا؟؟؟

محبوب خان زادہ نے روپ کو کندھوں سے
پکڑ کر کھڑا کیا

لالہ۔۔۔۔۔

بالاج مجھے۔۔۔ چھوڑ کر۔۔۔ چلے گئے۔۔۔

انہوں نے۔۔۔ میری آواز تک نہیں سنی۔۔

روپ ہچکیوں سے رونے لگی

نہیں خانی۔۔۔ ضرور کوئی بات ہے تبھی لالہ

اتنے غصے سے حویلی سے نکلے ہیں آپ کچھ

بھی غلط مت سوچو اور اندر چلو۔۔۔

محبوب خان زادہ نے روپ کے آنسو صاف

کیے اور اسے اندر لے آیا

نتاشہ لاونج سے آچکی تھی خانم بی بی

نے اسے غصیلی نگاہوں سے دیکھا تو وہ

سر جھکا گئی

بالاج کہاں گیا ہے؟؟

شارق خان زادہ نے سنجیدہ تاثرات لیے پوچھا

پ۔۔۔ پتا نہیں۔۔۔

نتاشہ جھوٹ بول گئی اور سب سمجھ گئے تھے کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔
تبھی محبوب خان زادہ روتی ہوئی روپ کے ساتھ لاونج میں داخل ہوا
روپ۔۔۔ میرے بچے۔۔۔
خانم بی بی روپ کی ہچکیوں سے تڑپ اٹھی انہوں نے اپنی بائیں واکیں تو روپ بھاگ کر ان کے سینے سے لگ گئی
جبکہ نتاشہ خانم بی بی کے منہ سے روپ نام سن کر ساکت ہو گئی اس نے نظریں گھما کر براق خان زادہ اور علینا کی طرف دیکھا
اس کے دماغ میں فوراً کلک ہوا وہ بالاج خان زادہ کے چچا اور چچی تھے اور روپ۔۔۔

وہ کیسے یہ نام بھول سکتی تھی روپ بچپن
سے بالاج خانزادہ کی منگ تھی اور اس
وقت وہ خانم بی بی کے سینے سے لگی
بلک رہی تھی نتاشہ کو غلط ہونے کا احساس ہوا
وہ سب تو گاؤں چھوڑ کر جا چکے تھے
اور اب جب دو سال پہلے وہ لوٹی تو حویلی
میں بہت کچھ بدل چکا تھا بالاج خانزادہ
کے چچا چچی واپس آ چکے تھے
اور روپ۔۔۔۔۔

کہیں روپ نے بالاج خانزادہ کے دل میں
اپنی جگہ تو نہیں بنالی؟؟؟
نتاشہ کے دماغ میں وسوسے اٹھ رہے تھے
اچانک اس کے دل کو کچھ ہونے لگا وہ

جھٹکے سے مڑی اور تیز قدموں سے واپس
بالاج خانزادہ کے کمرے میں چلی گئی
روپ نے ہچکیوں سے روتے نتاشہ کی پشت
کو دیکھا

خانم بی بی۔۔۔ اسے کہیں واپس چلی جائے۔۔۔
یہ بالاج کو مجھ سے چھیننے آئی ہے۔۔۔

روپ نے زار و قطار روتے کہا وہاں کھڑے سبھی
کو روپ کے رونے سے تکلیف ہو رہی تھی
کوئی بالاج کو تم سے چھین نہیں سکتا۔۔۔

وہ تمہارا ہی رے گا

خانم بی بی نے روپ کی کمر سہلاتے اسے
تسلی دی پر روپ کو سکون نہیں مل رہا تھا
اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ بالاج کو

لے کر نتاشہ سے دور ایسی جگہ چلی جائے
جہاں نتاشہ کا نام و نشان تک نہ ہو
نتاشہ کمرے میں آکر بیڈ پر بیٹھ گئی اس
کا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا دل و دماغ
میں ایک خوف سوار ہو گیا تھا
روپ کیوں رو رہی تھی؟؟
وہ لوگ واپس حویلی کیوں آئے؟؟
کہیں روپ نے بالاج خانزادہ کو اپنے پیار
کے جال میں پھنسا تو نہیں لیا؟؟؟
اس کے دماغ میں سو سوال اٹھ رہے تھے
پر جواب ایک بھی نہیں تھا
نتاشہ نے روتے ہوئے سر ہاتھوں میں تھام لیا
آج اسے پھر سے اپنی غلطی کا احساس

ہو رہا تھا۔۔ کیوں وہ اس رات حویلی
سے نکلی۔۔۔

وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی محبت کا آشیانہ برباد
کر چکی تھی اب اسے بالاج خانزادہ سے خوف
آ رہا تھا اگر اس نے نتاشہ کو چھوڑ دیا تو؟؟؟
نتاشہ گھٹنوں میں سر دیے پھوٹ پھوٹ
کر رو پڑی

وہ سوچ رہی تھی بالاج خانزادہ اسے معاف
کر دے گا پر معاف کرنا اتنا بھی آسان نہیں ہوتا
وہ بھی تب جب ہم نے جان بوجھ کر کسی
کی محبت، مان، جذبات، بھروسے اور
اس کی اولاد کا خون کیا ہو۔۔۔۔

بالاج خانزادہ نتاشہ کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچا

تو وہاں کوئی نہیں تھا گیٹ پر چوکیدار
بیٹھا تھا حشمت علی کے ایک ہی تھپڑ مارنے
پر وہ اپنی زبان کھول چکا تھا
کل جب نتاشہ فارم ہاؤس سے بھاگی تو
کچھ دیر بعد ہی راحم شاہ کو پتا چل گیا کہ
نتاشہ غائب ہے اور راحم شاہ جانتا تھا وہ
سیدھا بالاج خانزادہ کے پاس جائے گی
اس کیے راتوں رات راحم شاہ دبئی فرار
ہو گیا۔۔۔

بالاج خانزادہ نے غصے سے گیٹ کو ٹھوکر
ماری وہ آج چھ کی چھ گولیاں راحم شاہ
کے سینے میں اتارنے آیا تھا پر وہ بزدل مرد
دم دبا کر کتوں کی طرح بھاگ چکا تھا پر

وہ بھی بالاج خانزادہ تھا

نتاشہ کو تو وہ ڈھونڈ نہیں پایا کیونکہ راحم
شاہ کے فارم ہاؤس کا پتا کوئی نہیں جانتا تھا
اور نہ ہی اس رات نتاشہ کو کسی نے اغواء
ہوتے دیکھا تھا

پر بالاج خانزادہ نے فیصلہ کر لیا تھا وہ راحم
شاہ کو قبر سے بھی کھود کر ڈھونڈ نکالے گا
پر اپنی عزت اور بچے کے خون کا بدلہ لے
کر رہے گا

بالاج خانزادہ نے جیپ واپس حویلی کے
راستے پر ڈال دی پر اسے سکون نہیں مل
رہا تھا اور اب اسے سکون اسی دن ملنا تھا
جب اس نے راحم شاہ کے جسم سے اس

کی روح کھینچنی تھی

الفت دوپہر سے بالاج خانزادہ اور خانم
بی بی کا انتظار کر رہی تھی پر رات کے
اٹھ بج چکے تھے اور کوئی نہیں آیا تھا
الفت کا دل بے حد دکھا

اس نے سوچ لیا تھا وہ اپنی رضامندی دے
دے گی پر کوئی آتا تب نا۔۔۔

الفت کا انتظار انتظار ہی رہا کل رات اس
کے دل نے چپکے سے محبوب خان زادہ کے
لیے رضامندی ظاہر کر دی تھی اور الفت خود
بھی تھک چکی تھی اسے محبوب خان زادہ
کی آنکھوں میں سچائی دکھتی تھی وہ

بار بار محبوب خان زادہ کی محبت کو
ٹھکرا کر خود کا نقصان کر رہی تھی اور
سب سے بڑھ کر مصطفیٰ محبوب خان زادہ
کے لیے راضی تھا اور الفت کو اسی بات
کا سکون تھا کہ محبوب خان زادہ کو بھی
مصطفیٰ سے کوئی مسئلہ نہیں ہے
تھک کر الفت اٹھی اور کیچن میں رات کا
کھانا گرم کرنے لگی چہرے پر ادا سی تھی
دل میں ایک ہی سوال بار بار دستک دے رہا تھا
محبوب خان زادہ کیوں نہیں آیا؟؟؟
اچانک الفت کے دماغ میں کلک ہوا۔۔ ضرور
کوئی وجہ ہوگی تبھی خانم بی بی اور
بالاج خان زادہ نہیں آئے

لیکن رات کو۔۔ شاید آج رات کو پھر محبوب
خانزادہ اس سے ملنے آئے۔۔ الفت کے چہرے
پر سکون پھیل گیا
مجھے لاڑا لگا کر خود بھول گئے۔۔ رات کو
معافی مانگنے آئیں گے تو میں بھی معاف
نہیں کروں گی۔۔

افت کھانا گرم کرتے منہ میں بڑبڑانے لگی
اس نے کھانا گرم کر کے اپنے اور مصطفیٰ کے
لیے ڈالا اور کمرے میں چلی گئی

ادھر اگر الفت محبوب خانزادہ کی راہ دیکھ
رہی تھی تو ادھر محبوب خانزادہ کی بھی
سوچوں کا مرکز الفت تھی

اس نے رات کو الفت سے کہا تھا کہ آج وہ

پھر سے خانم بی بی اور بالاج خانزادہ کو
بھیجے گا پر یہاں تو سین ہی کچھ اور چل
پڑا تھا

رات کو نوب کے صبا اور یوسف خانزادہ
حویلی پہنچے تو سب لاونج میں ہی بیٹھے
تھے روپ خانم بی بی کے گود میں سر رکھے
جانے کن سوچوں میں گم تھی اور خانم بی بی
اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھیں
رباب اور علینا کیچن میں تھیں شارق اور
براق خانزادہ ڈبل صوفے پر سنجیدگی سے
بیٹھے تھے جبکہ محبوب خانزادہ صوفے
کی پشت پر سر ٹکائے چھت کو گھور رہا تھا
ان دونوں کو ہلکی سی بے چینی کا

احساس ہوا

اسلام علیکم۔۔۔

ان دونوں نے آگے پیچھے سب کو مشترکہ
سلام کیا تو سب نے ایک ساتھ نظریں اٹھا
کر ان دونوں کی طرف دیکھا
سب ٹھیک تو ہے نا؟؟؟

یوسف خان زادہ نے محبوب خان زادہ کے
پاس بیٹھتے فکر مندی سے پوچھا صبا
بھی روپ اور خانم بی بی کی طرف بڑھی
یوسف خان زادہ کے پوچھنے پر محبوب
خان زادہ نے گہرا سانس لیتے سر نفی میں
ہلا دیا۔۔۔۔

کیوں کیا ہوا؟؟؟ روپ اداس کیوں ہے اور

بالاج لالہ کدھر ہیں؟؟؟
یوسف خان زادہ نے روپ کی سوجی آنکھیں
دیکھ فکر مندی سے پوچھا
نتاشہ واپس آگئی ہے۔۔۔

محبوب خان زادہ نے دھیمی آواز میں صبا
اور یوسف خان زادہ کے سر پر دھماکہ کیا
صبانے فکر مندی سے روپ کی طرف دیکھا
جو گم سم خانم بی بی کی گود میں سر
رکھے لیٹی تھی بال بکھرے ہوئے تھے
ہری آنکھیں رو رو کر سرخ ہو گئی تھیں
چہرے کا رنگ پیلا لگ رہا تھا کچھ ہی
گھنٹوں میں وہ صدیوں کی بیمار لگ رہی
تھی صبا کے دل کو کچھ ہوا

تجھی بالاج خانزادہ کی جیپ حویلی کے
گیٹ کے اندر داخل ہوئی
بالاج۔۔۔

روپ نے جیپ کی آواز سنی اور اٹھ کر
اندھا دھند باہر کی طرف بھاگی بالاج خانزادہ
جیپ سے اتر اتوروپ بھاگ کر اسی کے
پاس آرہی تھی بالاج خانزادہ اسے دیکھ
کر رک گیا روپ بھی بالاج خانزادہ سے
کچھ فاصلے پر رکی اور بھیگی شکوہ کناں
نگاہوں سے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھنے
لگی اس کی اجڑی حالت دیکھ کر بالاج
خانزادہ نے اپنی نظریں چرا کر جھکا لیں۔۔
آج وہ دوسری بار روپ کے ساتھ نا انصافی

کر چکا تھا پہلی بار نتاشہ سے شادی کر کے۔۔۔
اور آج اس کے ساتھ وعدہ خلافی کر کے۔۔۔
آج بالاج خانزادہ خود کو دنیا کا سب سے
بے بس انسان تصور کر رہا تھا اٹھارہ قبیلوں
کا سردار جوپل میں فیصلے کرتا تھا آج
وہ فیصلے کرنے سے ڈر رہا تھا
وہ روہ سے کیا وعدہ نبھانا چاہتا تھا پر
دل میں ڈر آرہا تھا کہیں وہ نتاشہ کے ساتھ
نا انصافی نہ کر دے حالانکہ نتاشہ خود
حویلی سے نکلی تھی پر بالاج خانزادہ۔۔۔
وہ چاہتا تھا روپ اسے فیصلے کے لیے وقت
دے۔۔۔ پر روپ سوچ رہی تھی اگر بالاج
خانزادہ نے فیصلہ روپ کے حق میں ہی

دینا ہے تو آج اور ابھی کیوں نہیں۔۔۔۔

وہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ ٹھیک تھے

پر اندر بیٹھی نتاشہ سوچ رہی تھی وہ

بالاج خانزادہ کا دل خود کے لیے کیسے

نرم کرے وہ کیسے بالاج خانزادہ کے دل

میں اس کی زندگی میں اپنا پہلے والا مقام

حاصل کرے۔۔

پر یہ تو وقت نے طے کرنا تھا بالاج خانزادہ

کس کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔۔۔

نتاشہ؟؟ جو اس کے بچے کو مارنا چاہتی

تھی اور رات حویلی سے نکل گئی

یا پھر روپ؟؟

جس نے بالاج خانزادہ کو محبت کرنا

سکھایا۔۔۔ جو کچھ ہی دنوں میں بالاج
خانزادہ کے دل پر راج کرنے لگی جو
بالاج خانزادہ سے عشق کی دعویدار تھی
جو اسے بانٹنے کا نہ ہی دور جانے کا
حوصلہ رکھتی تھی جو بے باکی سے
بالاج خانزادہ کو اپنے عشق کی گہرائیاں
بتاتی تھی کبھی اس کے سینے سے لگ کر،
کبھی اس کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ کر،
تو کبھی رخصتی کی ضد کر کے،
ان سب میں روپ کا پلڑا بھاری تھا پر
اب پتا نہیں بالاج خانزادہ کے دماغ میں
کیا چل رہا تھا یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا

بالاج خانزادہ مجرموں کی طرح سر جھکائے روپ کے
سامنے کھڑا تھا وہ کیسے دیکھ سکتا تھا ان
ہری آنکھوں میں خود کے لیے شکوے۔۔۔
وعدہ توڑ دینا؟؟؟

روپ نے روتے ہوئے شکوہ کیا تو بالاج خانزادہ
کے دل میں ٹیس اٹھی
روپ۔۔۔ مجھے وقت دو میں سب ٹھیک کر دوں گا
بالاج خانزادہ نے نظریں جھکائے التجاء کی
نہیں۔۔۔ میں آپ کو بانٹ نہیں سکتی۔۔۔ اتنا حوصلہ
نہیں ہے مجھ میں۔۔۔ آپ اسے کہیں وہ واپس چلی
جائے۔۔۔

بلکہ وہ واپس آئی ہی کیوں؟؟؟ جب جا چکی تھی
وہ مت آتی لوٹ کر۔۔۔

اب آگئی مجھ سے میری محبت میرے حقوق
چھیننے۔۔ روپ پاگلوں کی طرح رونے لگی
روپ چپ ہو جاؤ۔۔ تمہارے رونے سے مجھے
تکلیف ہو رہی ہے۔۔ ان آنسوؤں کا زخمہ دار میں ہوں
پلیز مجھے سمجھنے کی کوشش کرو
بالاج خانزادہ بے بسی کی انتہا پر تھا
کیا سمجھوں میں آپ کو؟؟ میری نظر میں
آپ وعدہ خلاف ہو۔۔۔
روپ نے چلا کر کہا
نہیں۔۔ تم ایک بار میری پوری بات سن لو
بالاج خانزادہ نے سراٹھا کر منت کی
کیا بات سنانا چاہتے ہیں آپ؟؟ مجھے تو
لگتا ہے سوئی ہوئی محبت جاگ اٹھی ہے

آپ کے دل میں دو بیویاں رکھنے کا لالچ آگیا

ہے۔۔۔ روپ حلق کے بل چلائی

تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو روپ؟؟

بالاج خانزادہ کو دکھ ہوا تھا

میں نے تو صرف سوچا آپ تو کر کے دکھاؤ

گے۔۔۔ پر آپ کی بھول ہے میں اپنی محبت

میں شراکت برداشت کروں گی۔۔۔

روپ نے غصے سے آنکھیں بڑی کیے بالاج خانزادہ

کو انگلی اٹھا کر کہا

ٹھیک ہے تم جیسا چاہو گی ویسا ہی ہو گا پر

پلیز مجھے وقت دو۔۔۔

بالاج خانزادہ نے نرمی سے کہا

ٹھیک ہے کل شام تک کا وقت ہے آپ کے پاس۔۔۔

اگر کل تک آپ نے اسے حویلی سے نہیں نکالا
تو میں آپ کی زندگی سے چلی جاؤں گی۔
روپ نے بے دردی سے آنسو صاف کرتے اٹل
لہجے میں کہا اور بنا بالاج خانزادہ کی بات
سنے جھٹکے سے مڑ کر اندر چلی گئی
بالاج خانزادہ نے بت یقینی سے روپ کی پشت
کو دیکھا

وہ کیسے برداشت کر سکتا تھا روپ کا خود
سے دور جانا۔ وہ کیسے سمجھاتا اسے وہ
صرف اس کی منکوحہ نہیں اس کی زندگی
بن چکی ہے۔

بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیا اور سیدھا
لاونج میں آگیا جہاں سب اسی کے انتظار میں

بیٹھے تھے

بالاج خانزادہ کو آتے دیکھ خانم بی بی نے اسے

اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ چپ چاپ

ان کے پاس بیٹھ گیا

دیکھو بالاج پتر۔۔ تم بہت سمجھدار ہو

ماشاء اللہ اٹھارہ قبیلوں کے سردار ہو مجھے

تمہیں سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے جتنی

دنیا میں نے دیکھی ہے اس کے تجربے کی بنا

پر میں تمہیں مشورہ دوں گی روپ جیسی

مخلص اور محبت کرنے والی بیوی کی قدر کرنا

باقی آخری فیصلہ تو تمہارا ہی ہوگا

خانم بی بی نے پیار سے بالاج خانزادہ کے شانے

پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھایا بالاج خانزادہ

نے ان کی بات پر ہلکا سا سر ہلادیا
اور آہستہ سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف
بڑھ گیا

بالاج خانزادہ نے جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھولا
بیڈ پر نتاشہ بیٹھی سسک رہی تھی بالاج خانزادہ
کے ماتھے پر بل پڑے

اس کے وہم و گمان میں ہی نہیں تھا کہ نتاشہ
اس کے کمرے میں ہوگی
تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟

بالاج خانزادہ نے ناگواری سے پوچھا تو نتاشہ
نے روتے ہوئے سراٹھا کر بالاج خانزادہ کی
طرف دیکھا

تو کہاں جاؤں میں؟؟

نتاشہ نے ہچکیوں سے کہا
میری طرف سے بھاڑ میں جاؤ لیکن ابھی یہاں
سے اپنی شکل گم کر لو۔۔ ورنہ میں بہت برا
پیش آؤں گا

بالاج خانزادہ نے سر دلہجے میں کہا
نتاشہ تو بالاج خانزادہ کے اتنے کٹیلے لہجے پر
صدے میں ہی چلی گئی اسے یاد نہیں پڑتا تھا
بالاج خانزادہ نے کبھی اس سے غصے سے بات
کی ہوگی وہ ہمیشہ نتاشہ سے نرم رویہ رکھتا تھا
بالاج۔۔ مجھے معاف کر دیں مجھ سے آپ کی
نفرت برداشت نہیں ہو رہی۔۔۔

نتاشہ پھوٹ کر رو پڑی
معاف؟؟ تم مر بھی جاؤ گی ناتب بھی بالاج

خانزادہ تمہیں بخشے گا نہیں۔۔ تم نے میری
اولاد کو مارا ہے۔۔ دل تو کر رہا ہے ابھی تین
لفظ بول کر تمہیں آزاد کر دوں۔۔
بالاج خانزادہ کی دھمکی پر نتاشہ کا جسم
خوف سے کانپنے لگا

نہیں بالاج۔۔ ایسا ظلم مت کیجیے گا۔۔ مجھے
جان سے مار دیں پر ایسا مت کیجیے گا۔۔۔
نتاشہ اٹھ کر بالاج خانزادہ کے پیروں میں
بیٹھ گئی

تمہارے لیے میں نے یہی سزا منتخب کی ہے
بہت جلد میں تمہیں آزاد کر کے اپنی زندگی
سے نکال دوں گا

بالاج خانزادہ نے نتاشہ کو بالوں سے پکڑ

کر اپنے روبرو کھڑا کیا
بالاج۔۔ آپ کا اللہ کا واسطہ مجھے معاف
کر دیں۔۔ میں سزا بھگت چکی ہوں۔۔
نتاشہ نے ہاتھ جوڑتے کہا پر بالاج خانزادہ
کو اس وقت اس سے گھین آرہی تھی وہ
کیسے معاف کر دیتا ایسی عورت کو جس
نے اپنی اولاد پر ترس نہیں کھایا
بالاج خانزادہ نے غصے سے لب بھینچتے اسے
بیڈ پر دھکا دیا اور خود وار ڈروپ سے نائٹ ڈریس
نکال کر شاور لینے چلا گیا
بالاج خانزادہ نے شاور آن کیا اور ٹھنڈے پانی
کے نیچے کھڑا ہو گیا پر اس کے اندر لگی
آگ ٹھنڈی ہونے کا نام ہی نہیں کے رہی تھی

اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ راحم شاہ اور

نتاشہ کو کہیں دفن کر دے

پندرہ منٹ بعد وہ شاہ اور لے کر نکلا تو نتاشہ

اسی پوزیشن میں تھی بالاج خانزادہ نے

نفرت سے نظریں پھیریں اور ڈریسنگ ٹیبل

کے سامنے کھڑا ہو کر گیلے بالوں میں برش

کرنے لگا

روپ سیدھا اپنے کمرے میں آئی اسے روتے

ہوئے دو گھنٹے ہو گئے تھے پر آنسو تھمنے کا

نام ہی نہیں لے رہے تھے

بالاج اور نتاشہ ایک ہی کمرے میں۔۔۔

اچانک روپ کے دماغ میں کلک ہوا وہ ایک

دم سناٹوں کی زد میں آ گئی

اگر بالاج بہک گئے نتاشہ نے انہیں نرم کر دیا
تو؟؟؟

جتنے مرضی مرد دعوے کر لے پر ہوتا وہ مرد
ہی ہے اور مرد کو بہکتے وقت نہیں لگتا۔۔
کہیں پر پڑھی ہوئی بات روپ کے دماغ میں
آئی تو وہ جھٹکے سے کھڑی ہو گئی

نہیں۔۔۔ بالاج پر صرف میرا حق ہے میں
انہیں نتاشہ کے قریب بھی نہیں جانے دوں
گی۔۔۔ روپ نے آنسو صاف کیے اور کمرے
سے نکل گئی

اس کا رخ بالاج خانزادہ کے کمرے کی طرف
تھا بالاج خانزادہ کے کمرے کے باہر آ کر وہ
کشمکش میں پڑ گئی کہ اب کیا کرے

آنسو پھر سے بہہ نکلے۔۔ کل تک تو دھڑلے سے
بالاج خانزادہ کے کمرے میں گھس جاتی تھی
اور آج وہ سوچ میں پڑ گئی تھی کہ کیا کرے۔۔
بے بسی سے روپ کمرے کے ساتھ دیوار پر
ٹیک لگا کر سکنے لگی

بالاج خانزادہ صوفے پر بیٹھا پریشانی سے
اپنا ماتھا مسلنے لگا نتاشہ کی اب رونے کی
آواز نہیں آرہی تھی شاید اس کی آنکھ لگ
گئی تھی بالاج خانزادہ کی طرف اس کی
پیٹھ تھی

وہ آہستہ سے اٹھا اور کمرے کا دروازہ کھول
کر باہر آگیا روپ نے چونک کر بالاج خانزادہ
کی طرف دیکھا جس کی روپ کی طرف

پیٹھ تھی ابھی بالاج خانزادہ کچھ قدم
چلا ہی تھا جب اسے اپنے پیچھے کسی کی
موجودگی کا احساس ہوا اس نے مڑ کر
دیکھا تو روپ اس کے کمرے کے باہر کھڑی
بے آواز رو رہی تھی روپ روتے ہوئے بالاج
خانزادہ کی طرف ہی دیکھ رہی تھی
دونوں کی نظریں آپس میں ٹکرائیں
روپ کے آنسو دیکھ بالاج خانزادہ پل میں
نرم پڑا اس نے روپ کی طرف دیکھ اپنی
بانہیں واکیں تو روپ ایک پل کی دیر کے
بغیر بھاگ کر اس کے سینے سے لگ گئی
بالاج خانزادہ نے اسے خود میں بھینچ لیا
کتنی ہی دیر وہ بالاج خانزادہ کی گردن

میں منہ چھپائے سسکتی رہی
بالاج خانزادہ نے اس کی کمر پر گرفت مضبوط
کرتے اسے مزید خود میں بھینچ لیا
آہستہ آہستہ روپ کے آنسو تھمنے لگے تو
بالاج خانزادہ نے اسے اپنی گود میں اٹھالیا
اور روپ کو اس کے کمرے میں لے گیا
کمرے میں آکر بالاج خانزادہ نے اسے بیڈ
پر لیٹایا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر
اس نے روپ کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف
کھینچا روپ پھر سے چپ چاپ اس کے
سینے پر سر رکھے لیٹ گئی
بالاج خانزادہ آہستہ آہستہ اس کے بالوں
میں انگلیاں چلانے لگا

بالاج۔۔۔

روپ نے سرگوشی نما آواز میں کہا
ہمم۔۔۔ بالاج خانزادہ نے محض ہمم کہا
وہ آپ کو مجھ سے چھین لے گی۔۔

روپ نے اپنا خوف بالاج خانزادہ کے سامنے رکھا
بالاج خانزادہ ہمیشہ سے روپ کا ہی تھا
ہاں وہ تھوڑی دیر کے لیے بھٹک ضرور گیا
تھا پر اب وہ پہچان چکا ہے کہ اس کی منزل
روپ یے صرف روپ۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کا چہرہ اوپر کر کے اس
کے ماتھے پر نرمی سے ہونٹ رکھے
روپ نے آہستہ سے آنکھیں بند کر کے بالاج
خانزادہ کے لمس کو محسوس کیا

کھانا کھایا؟؟؟

بالاج خانزادہ نے نرمی سے روپ کے گالوں
پر ہاتھ رکھتے پوچھا تو روپ نے سر نفی

میں ہلادیا

بھوک لگی ہے؟؟ بالاج خانزادہ نے ہلکا سا

مسکرا کر پوچھا تو روپ بھی مسکرا دی

بالاج خانزادہ نے روپ کے کمرے کے انٹرکام

سے صفورا کو کھانا لانے کا بولا

دس منٹ میں صفورا انہیں کمرے میں کھانا

دے گئی بالاج خانزادہ نے روپ کو اپنے

ہاتھوں سے کھانا کھلایا روپ بھی بالاج خانزادہ

کے منہ میں چھوٹے چھوٹے نوالے ڈالنے لگی

سو جاؤ۔۔۔ میں یہیں ہوں کہیں نہیں جاؤں گا

بالاج خانزادہ روپ کو اپنے کمرے کے باہر کھڑا

دیکھ سمجھ گیا تھا کہ اسے کونسے خوف

ستارہ ہیں

اگر چلے گئے تو؟؟؟ روپ کو جیسے سکون

نہیں مل رہا تھا

میں کبھی نہیں جاؤں گا روپ۔۔ بھروسہ رکھو

بالاج خانزادہ نے روپ کے گال پر ہاتھ رکھتے

اسے تسلی دی

روپ چپ چاپ بالاج خانزادہ کے سینے پر

سر رکھے اس کی شرٹ مضبوطی سے تھام

کر آنکھیں موند گئی

بالاج خانزادہ نے مسکرا کر روپ کی خود

کے لیے دیوانگی دیکھی

اس نے روپ کی کمر پر ہاتھ رکھ کر اسے
مزید اپنے قریب کیا اور خود بھی اس
کے سر پر اپنا چہرہ ٹکائے آنکھیں موند گیا

الفت صوفے پر بیٹھی محبوب خان زادہ
کے آنے کا انتظار کر رہی تھی پر تین بج
چکے تھے محبوب خان زادہ نہیں آیا تھا
الفت کی آنکھیں ہلکی سی نم ہوئیں۔۔۔۔
وہ اٹھی اور بیڈ پر لیٹ کر آنکھیں موند گئی
اس کے دل نے چپکے سے محبوب خان زادہ
سے نہ آنے کا شکوہ کیا تھا

ابھی الفت کو سوئے آدھا گھنٹہ ہی ہوا تھا
جب اسے اپنے قریب کسی کی موجودگی

کا احساس ہوا

محبوب۔۔۔۔

الفت نیند میں بڑ بڑائی تو محبوب خان زادہ
کے ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ نے رقص کیا

الفت کا محبوب۔۔۔

محبوب خان زادہ نے زرا سا جھک کر الفت

کے کان میں سرگوشی کی تو الفت نے پٹ

سے آنکھیں کھول دیں

آپ؟؟؟

الفت محبوب خان زادہ کو دیکھ کر جلدی سے

اٹھ کر بیٹھ گئی

ہمم۔۔ کیوں نہ آتا؟؟؟

محبوب خان زادہ نے سوئے ہوئے مصطفیٰ

کو پیار کرتے پوچھا
میں نے ایسا کب کہا۔۔۔
الفت ہلکی سی آواز میں منمنائی تو محبوب
خان زادہ نے چونک کر الفت کی طرف دیکھا
جو سر جھکائے اپنی انگلیاں چٹخانے میں
مصروف تھی
مطلب میرا آنا تمہیں اچھا لگا؟
محبوب خان زادہ نے حیرت اور خوشی کے
ملے جلے تاثرات سے پوچھا
میں نے ایسا بھی نہیں کہا۔۔۔
الفت نے ہنسی دباتے کہا اور بیڈ سے اٹھ
کر صوفے کی طرف بڑھی
محبوب خان زادہ نے مسکرا کر سر پر ہاتھ پھیرا

حویلی میں زرا ٹینشن چل رہی ہے اس لیے
لالہ اور خانم بی بی نہیں آسکے۔۔

محبوب خان زادہ جیسے الفت کے دل کی
بات سمجھتے دھیمی آواز میں بولا

محبوب خان زادہ کے بتانے پر الفت چپ
رہی اس کو خاموش دیکھ محبوب خان زادہ

نے پھر سے بات شروع کی
ویسے۔۔۔ اگلے ہفتے نکاح ہو تو تمہیں کوئی

اعتراض تو نہیں ہے نا؟؟؟

الفت اب بھی خاموش ہی تھی محبوب

خان زادہ نے گہرا سانس لیا

مطلب ہاں ہے تمہاری طرف سے۔۔۔

محبوب خان زادہ نے سنجیدگی سے کھڑے

ہوتے کہا اور جانے لگا

آپ جارہے ہیں؟؟

الفت ایک دم ہر بڑا ہٹ میں بول گئی محبوب

خان زادہ نے مڑ کر اسے مسکرا کر دیکھا

الفت کو فوراً احساس ہوا وہ روانی میں

بول گئی ہے

جاؤں گا تبھی تو تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنی

بنانے آؤں گا

محبوب خان زادہ نے الفت کے پیچھے کھڑے

ہو کر زرا سا جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی

تو الفت کا چہرہ شرم سے جھک گیا

محبوب خان زادہ کو نائٹ بلب کی مدھم روشنی

میں الفت کے دودھیا چہرے پر شرم و حیا

دیکھ کر ہی چاروں شانے چت کر گیا تھا
اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اس نازک
گڑیا کو خود میں سمو لے۔۔۔
اپنا اور مصطفیٰ کا خیال رکھنا۔۔۔
محبوب خان زادہ نے مسکرا کر کہا اور چلا گیا
اس کے جاتے ہی الفت کا چہرہ بجھ سا گیا
اسے اپنا کمرہ اور خود کا وجود ویران لگنے
لگا۔۔۔
کیا تھا اس شخص میں جو الفت اس کے
آگے ہار گئی تھی۔۔۔
وہ شخص چاہے جانے کے لائق ہی تھا وہ
تھا ہی اتنا پیارا کہ ہر کوئی اس سے محبت
کر لے۔۔۔ پر اس کی محبتوں اور چاہتوں کی

اکلوتی وارث صرف الفت تھی
جس کے لیے وہ خود کو بھی تباہ کر سکتا تھا
اگر الفت نہ مانتی تو واقعی محبوب خان زادہ
کچھ ایسا کر گزرتا کہ الفت کو اپنے انکار
پر پچھتاوا ہوتا

پر الفت نے سمجھداری سے کام لیتے دل سے
اقرار کیا کہ جتنا محبوب خان زادہ اس کے
لیے اپنے دل کیں تڑپ رکھتا ہے وہ ابھی اس
کے لیے ڈھیروں جزبات رکھتی ہے
اور ویسے بھی محبت کی نہیں جاتی محبت
تو جاتی ہے کب، کہاں، کیسے،
یہ تو دلوں میں اپنی جگہ خود بنا لیتی ہے
جیسے محبوب اور الفت کو ایک دوسرے

سے محبت ہوئی

جیسے ان دونوں کے دلوں میں خود بخود ہی
ایک دوسرے کے لیے محبت نے جگہ بنالی

کیسی ہو صبا؟؟

صبا کیچن میں یوسف خان زادہ کے لیے

ایک سلائس بنا رہی تھی جب نتاشہ نے

آکر ہلکا سا مسکرا کر پوچھا

صبا نے سنجیدگی سے اس پر ایک نظر

ڈالی اور بنا جواب دیئے اپنے کام میں

مصرف ہو گئی

ناراض ہو مجھ سے؟؟؟

نتاشہ نے اسے چپ دیکھ پوچھا

ناراض ہونے کے لیے دو لوگوں کے بیچ

رشتہ ہونا ضروری ہے

صبا نے سپاٹ انداز میں کہا

میں ابھی بھی بالاج کے نکاح میں ہوں

نتاشہ نے بھرائی آواز میں کہا جب بالاج

اور نتاشہ کا نکاح ہوا تو صبا اور نتاشہ

کی آپس میں اچھی دوستی ہو گئی تھی

لیکن میرا آپ سے اسی دن تعلق ختم ہو

گیا تھا جب آپ اس حویلی سے گئی تھیں

صبا نے جتانے والے انداز میں کہا

صبا مجھے معاف کر دو میں بہت پچھتا

رہی ہوں۔۔۔

نتاشہ کے آنسو گالوں پر پھسلے

میں کون ہوتی ہوں آپ کو معاف کرنے والی

آپ میرے لالہ کی گنہگار ہیں

صبا نے ناشتے کی ٹرے اٹھائی اور کیچن

سے نکل گئی ناشتہ بھی خاموشی سے

لاونج کی طرف چلی گئی

جہاں محبوب خان زادہ اور خانم بی بی

ناشتہ کر کے چائے پی رہے تھے

شارق خان زادہ اور براق خان زادہ ناشتہ کر کے

ڈیرے پر چلے گئے تھے

اسلام علیکم۔۔۔

ناشتہ نے ان دونوں کو سلام کیا

وعلیکم السلام۔۔۔

خانم بی بی نے ناگواری سے چہرہ موڑ لیا

محبوب خان زادہ نے ہلکی سی آواز میں

جواب دے دیا

تبھی وہاں بالاج خان زادہ آیا اس نے بھی

سلام کیا وہ کل رات والے حلیے میں ہی تھا

نٹاشہ سمجھ رہی تھی بالاج خان زادہ ڈیرے

پرے لیکن بالاج خان زادہ کو اوپر سے آتے دیکھ

وہ تھوڑا حیران ہوئی تھی

روپ گہری نیند سو رہی تھی اس لیے بالاج

خان زادہ آہستہ سے اٹھ کر نیچے لاونج میں آگیا

آپ کے ناشتہ بنادوں؟؟

نٹاشہ نے نارمل لہجے میں پوچھا

جب تم نہیں تھی تب بھی میں ناشتہ کر لیتا

تھا آج بھی کر لوں گا

بالاج خانزادہ نے غصے سے کہا تو نتاشہ چپ
ہو گئی

تب اچانک روپ بھاگی ہوئی آئی وہ بری طرح
رورہی تھی وہ سیدھا بالاج خانزادہ کے سینے
سے لگی اور رونے لگی

نتاشہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اس
کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا
روپ۔۔۔ کیا ہوا؟؟

بالاج خانزادہ نے پریشانی سے پوچھا خانم
بی بی اور محبوب خان زادہ بھی اس کے
رونے سے پریشان ہو گئے

پر روپ بالاج خانزادہ کے گلے میں بانہیں
حائل کیے سک رہی تھی اس کی گرفت

مضبوط تھی جیسے بالاج ابھی اسے چھوڑ

کر چلا جائے گا

روپ۔۔۔ ادھر دیکھو۔۔۔ کیا ہوا؟؟ کوئی برا

خواب دیکھا؟؟

بالاج خانزادہ نے روپ کا چہرہ ہاتھوں میں

تھام کر نرم لہجے میں پوچھا

نتاشہ مزید سکتے میں چلی گئی بالاج خانزادہ

نے تو آج تک اس سے اتنی نرمی اور محبت

سے بات نہیں کی تھی جتنا وہ روپ

سے کر رہا تھا

بالاج خانزادہ کے پوچھنے پر روپ نے سر نفی

میں ہلادیا

تو تمہیں لگا میں تمہیں چھوڑ کر چلا گیا

بھی اس نے گھبراہٹ میں پوچھ لیا
نتاشہ کے پوچھنے پر محبوب خان زادہ
کھڑا ہو کر نتاشہ کے روبرو آیا
اس گاؤں کے سردار بالاج خان زادہ کی چہیتی
اور لاڈلی بیوی۔۔۔

اس گاؤں کی سردارنی۔۔۔
"روپ بالاج خان زادہ"
محبوب خان زادہ کے مسکرا کر بتانے پر
نتاشہ کو لگا وہ اپنے پیروں پر کھڑی نہیں
رہ پائے گی

اس گاؤں کے سردار بالاج خان زادہ کی چہیتی
اور لاڈلی بیوی۔۔۔ اس گاؤں کی سردارنی۔۔۔

"روپ بالاج خانزادہ"

محبوب خان زادہ کے مسکرا کر بتانے پر نتاشہ
کو لگا وہ اپنے پیروں پر کھڑی نہیں رہ پائے گی
گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹکا وہ بمشکل خود کو
گھسیٹتے بالاج خانزادہ کے کمرے میں آئی اور
بیڈ پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی
وہ رونے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی وہ
خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گھر برباد کر چکی تھی
نتاشہ نے اپنے بالوں کو دونوں ہاتھوں کی
مٹھیوں میں بے دردی سے نوچا
اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ خود کو کچھ
کر لے اس کا شوہر اس کی محبت اس کا
بالاج۔۔۔ وہ بٹ چکا تھا اس کے حقوق کسی

اور کے ہو چکے تھے وہ خود کسی اور کا ہو چکا تھا
نتاشہ کی ایک غلطی نے اسے کہاں سے کہاں
پہنچا دیا تھا اس کی نا سمجھی نے آج اس
سے اس کا سب کچھ چھین لیا تھا وہ جو
بڑے مان سے واپس آئی تھی کہ اسے معاف
بھی کر دیا جائے گا اور اپنا بھی لیا جائے گا
پر وہ غلط تھی ہر غلطی معاف نہیں کی جاتی
اگر کوئی ہم سے محبت کرتا ہے تو اس کا
مطلب یہ نہیں کہ ہم جان بوجھ کر یہ سوچتے
غلطیاں کریں کہ سامنے والا محبت کرتا ہے
وہ معاف کر دے گا تو ہم غلط ہیں
کبھی کبھی چھوٹی سی غلطی ہماری ساری
زندگی تباہ کر کے رکھ دیتی ہے جیسے اس

رات نتاشہ حویلی سے بنا سوچے سمجھے
نکل گئی آج دو سال بعد جب وہ لوٹی تو
اس کی سوچ تھی سب ویسا ہی ہو گا جیسا
وہ چھوڑ کر گئی تھی

پر وقت بدلتا ہے حالات بدلتے ہیں اور انسان
وہ بھی تھک کر خود کو بدل لیتا ہے

بالاج خانزادہ اب بھی نکاح نہ کرتا اگر روپ
اس کی زندگی میں نہ آتی

روپ اس کی زندگی میں آئی اس نے بالاج

خانزادہ کو پھر سے ہنسنا اور جینا سکھایا

افسوس۔۔

نتاشہ نے آنے میں دیر کر دی۔۔

ورنہ آج وقت اور حالات ویسے ہی ہوتے

جیسا نتاشہ چاہتی تھی پر اس کے فیصلوں
میں دخل اندازی کون کر سکتا ہے
روپ اور بالاج کا ساتھ لکھا تھا ان کے
نصیب آپس میں جڑے تھے اور سب سے
بڑھ کر ان کے دل آپس میں مل گئے تھے
نتاشہ سر ہاتھوں میں تھا مے ماتم کرنے لگی

بالاج خانزادہ روپ کو کمرے میں لے آیا
مجھے لگتا ہے تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے
بالاج خانزادہ نے روپ کو بیڈ پر بیٹھا کر
اس کی طرف پانی کا گلاس بڑھایا جسے
روپ نے خاموشی سے تھام لیا
آپ باہر کیوں گئے تھے؟؟

روپ نے شکوہ کیا

روپ میں تمہارے اٹھنے سے پانچ منٹ پہلے

ہی نیچے گیا تھا کیا ہو گیا ہے یار۔۔۔ بھروسہ

رکھو مجھ پر۔۔ اتنی بے اعتباری مت دکھاؤ

بالاج خانزادہ نے بے بسی سے کہا

ٹھیک ہے شام تک کا وقت ہے آپ کے پاس۔۔

مجھے فیصلہ چاہئے اور وہ بھی میرے حق میں۔۔

روپ نے پانی کا گلاس بیڈ کی سائیڈ ٹیبل

پر پٹکتے کہا

روپ۔۔۔

مجھے کچھ نہیں سننا۔۔ اگر وہ رات تک

حویلی سے نہیں گئی تو میں چلی جاؤں گی

روپ نے انگلی اٹھا کر وارننگ دی اور واش

روم کی طرف بڑھ گئی

بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیا اور اپنے کمرے
میں آگیا جہاں نتاشہ بیٹھی رو رہی تھی

بالاج خانزادہ رنج کے بد مزہ ہوا

روپ کے پاس جاتا تھا وہ رو کر دکھاتی تھی
اپنے کمرے میں آتا تو نتاشہ کے آنسو رکنے

کا نام نہیں لیتے تھے اچھا خاصا پھنس گیا

تھا وہ مغرور اور سفاک سردار بالاج خانزادہ

بالاج خانزادہ نے ایک نظر نتاشہ کو دیکھا

اور وارڈروب سے کپڑے نکال کر باتھ لینے

چلا گیا

دس منٹ بعد جب وہ باتھ لے کر نکلا تو

نتاشہ بیڈ پر ہی بیٹھی تھی پر اب وہ

چپ تھی رو نہیں رہی تھی

جیسے ہی بالاج خانزادہ ڈریسنگ ٹیبل کی

طرف بڑھا نتاشہ پھری ہوئی شیرنی کی

طرح بالاج خانزادہ کی طرف بڑھی اور اس

کی شرٹ کو کندھے سے پکڑ کر اس کا رخ

اپنی طرف موڑا

آپ کی ہمت کیسے ہوئی اس لڑکی سے نکاح

کرنے کی؟؟

مرد ہونا۔۔ عورت کے بغیر گزارا نہیں ہوا۔۔

اپنے جذباتوں پر قابو نہیں پاسکے اور جیسے

بیوی غائب ہوئی دوسرا نکاح پڑھوا لیا۔۔

یہ تھی آپ کی محبت؟؟؟

آئے بڑے محبت کے دعویدار۔۔ آپ نے تو دو

سال میں ہی اپنی محبت بدل لی۔۔

نتاشہ بالاج خانزادہ کا گریبان پکڑے روتے

ہوئے غصے سے بول رہی تھی بالاج خانزادہ

چپ چاپ سنجیدگی سے اس کی باتیں

سن کر برداشت کر رہا تھا

ہمت تھی تبھی نکاح کیا۔۔ اور سہی کہا

تم نے۔۔ میں مرد ہی ہوں۔۔ عورت کے

بغیر میرا گزارا نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے

وہ عورت صرف روپ ہو۔۔

.. رہی بات خود کے جز باتوں پر قابو پانے کی

تو وہ روپ کو دیکھ کر میرا خود کے جز باتوں

پر کنٹرول نہیں رہتا لیکن پھر بھی ہم دونوں

رخصتی کا انتظار کر رہے ہیں
اور محبت کی تو تم بات ہی نا کرو۔۔ تم تو
وہ ڈائن ہو جو اپنے بچے کو کھا گئی۔۔۔
تم اپنی اولاد کی نہ بن سکی تو میری کیا
بنو گی۔۔۔

ہاں میں تم سے محبت کا دعویدار تھا لیکن
میرے دل سے تم اسی دن اتر گئی جب تم
نے اس حویلی کے باہر قدم رکھا تھا اور اب
تو میری نظروں سے بھی گر گئی ہو کیونکہ
وہ قدم تم نے میری اولاد کو قتل کرنے کے لیے
باہر نکالے تھے۔۔

پھر تم نے سوچ بھی کیسے لیا میں اب بھی
تم سے محبت کروں گا۔۔

نہیں نتاشہ۔۔۔ تم نے اپنی کوکھ سے میری
اولاد ختم کی۔۔

میں نے اپنے دل سے تمہاری محبت ختم کر دی۔۔
میں چاہوں تو ابھی تمہیں طلاق دے کر
اس حویلی سے باہر نکال دوں

پر جب تک مجھے راحم شاہ نہیں مل جاتا
تب تک میں ایسا کوئی بھی قدم نہیں
اٹھاؤں گا۔۔

تم دونوں کو سزا ملے گی۔۔ اور سزا میں
دوں گا۔۔ سردار بالاج خانزادہ۔۔
اور ہاں۔۔۔۔

بالاج خانزادہ جھٹکے سے اپنا گریبان چھڑواتے
مڑنے لگا پھر واپس مڑا۔۔

وہ لڑکی نہیں میرا عشق ہے۔۔۔ اس گاؤں کی
سردارنی ہے سردار بالاج خانزادہ کی بیوی ہے
اس لیے آئندہ اس کا نام بھی تمیز سے لینا۔
بالاج خانزادہ نے انگلی اٹھا کر اپنی غصے سے
سرخ آنکھیں نتاشہ کی حیرت زدہ آنکھوں
میں ڈال کر ایک ایک لفظ چبا کر کہا اور کندھے
سے اپنی اجرک ٹھیک کرتا کمرے سے نکل گیا
پیچھے نتاشہ دو قدم لڑکھڑائی۔۔۔
اس کے پاس پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں
بچا تھا اج وہ خالی ہاتھ رہ گئی تھی

خانم بی بی اور بالاج خانزادہ چوہدری نثار
علی کی حویلی الفت اور محبوب خان زادہ

کانکاح طے کرنے آئے تھے لیکن اس بار بالاج
خانزادہ روپ کو بھی ساتھ لے آیا تھا
روپ کو الفت دیکھنے میں ہی بہت پیاری
اور معصوم لگی۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر
مصطفیٰ اور روپ کی کافی اچھی دوستی
ہو گئی تھی مصطفیٰ تو روپ کے ساتھ چپک
کر بیٹھا تھا دو تین بار الفت نے اسے اپنے
پاس آنے کا اشارہ کیا پر مصطفیٰ روپ
سے چھوٹے چھوٹے سوال کرنے میں مصروف
ہو جاتا روپ بھی مصطفیٰ کے ساتھ مل کر
ہنس رہی تھی

بالاج خانزادہ نے آج دو دن بعد اسے مسکراتے
دیکھا تو اسے اپنے اندر تک سکون ملا تھا

اگلے ہفتے صبا اور یوسف خان زادہ کا ولیمہ
ساتھ بالاج اور روپ کی رخصتی تھی
خانم بی بی نے محبوب خان زادہ اور الفت
کا نکاح ایک دن پہلے رکھنے کا فیصلہ کیا
تاکہ اگلے دن یوسف خان زادہ اور صبا کے
ولیمے کے ساتھ ان کا ولیمہ بھی خیر و عافیت
ہو جائے۔۔۔

خانم بی بی کے فیصلے پر کسی کو اعتراض
نہیں تھا پر بالاج خان زادہ نے واپس حویلی
آکر اپنی اور روپ کی رخصتی سے انکار
کر دیا۔۔۔۔۔

سب لوگ تو ایک دم سکتے میں چلے گئے روپ
بھی حیرت اور بے یقینی سے بالاج خان زادہ

کی طرف دیکھ رہی تھی جس کا سر دسپاٹ
انداز روپ کو آگ لگا رہا تھا اس کا بس نہیں
چل رہا تھا وہ بالاج خانزادہ کا گریبان جھنجھوڑ
کر پوچھے کہ وہ کیوں اس کے ساتھ نا انصافی
کرتا ہے۔۔۔ پل میں اسے پلکوں پر بیٹھا لیتا ہے
اور دوسرے ہی پل اسے زمین پر پٹخ دیتا ہے
لیکن بالاج پتر۔۔۔۔

خانم بی بی پلینز۔۔ میں نے نکاح کے دوران
شرط رکھی تھی آپ پلینز میرے ساتھ زبردستی
نہیں کر سکتیں۔۔۔

بالاج خانزادہ نے خانم بی بی کی بات کاٹ
کر جیسے بات ہی ختم کر دی
روپ کے آنسو اس کے رخساروں پر بہے

لیکن تم نے پچھلے دنوں خود رخصتی کا
بولا تھا۔۔

خانم بی بی نے جان بوجھ کر جتایا حالانکہ
وہ جانتی تھیں کہ وہ بھولا کچھ بھی نہیں ہے
پہلے وقت اور حالات اور تھے اب اور ہیں
پلیز مجھے غلط مت سمجھئے گا میں بس
کچھ وقت چاہتا ہوں۔۔۔

بالاج خانزادہ نے دو ٹوک بات کی اور تیز
قدم لیتا باہر لان میں آگیا

روپ کا ضبط جواب دے گیا تھا وہ غصے
سے بالاج خانزادہ کے پیچھے آئی

میں نے آپ کو شام تک کا وقت دیا تھا
آپ کا وقت پورا ہو چکا ہے ابھی اور اسی

وقت اس عورت کو طلاق دے کر حویلی
سے نکالیں۔۔۔

روپ کی طرف بالاج خانزادہ کی پشت تھی
روپ کی آواز میں کچھ تو تھا جو بالاج
خانزادہ ایک پل کے لیے اس کی آنکھوں میں
خون اترتا دیکھ چپ سا ہو گیا تھا
چپ کیوں ہیں آپ؟؟ آپ اسے یہاں سے
نکال رہے ہیں یا میں اسے نکالوں؟؟
روپ نے چلا کر کہا تو بالاج خانزادہ نے
اسے بے بسی سے دیکھا
روپ تم جذباتی ہو رہی ہو۔۔

بالاج خانزادہ نے آگے ہو کر اس کا ہاتھ
تھا منا چاہا پر روپ دو قدم پیچھے ہو گئی

مطلب آپ اسے نہیں چھوڑیں گے؟؟
روپ نے بے یقینی سے کہا
میں نے ایسا کب کہا؟؟ کم از کم تم تو مجھے
سمجھنے کی کوشش کرو۔۔

بالاج خانزادہ کے شانے ڈھیلے پڑے
ٹھیک ہے میں ابھی اور اسی وقت آپ کو
اور آپکی حویلی کو چھوڑ کر جا رہی ہوں
آپ کو آپ کی پہلی محبت اور پہلی بیوی
مبارک ہو۔۔۔

روپ جزبات میں کہتے ہی حویلی کے مین
گیٹ کی طرف بڑھنے لگی پر وہ اپنے الفاظوں
سے بالاج خانزادہ کو طیش دلا چکی تھی
بالاج خانزادہ نے اسے بازو سے پکڑ کر جھٹکے

سے اپنے روبرو کھڑا کیا
کیا بکواس کی ہے تم نے؟؟
بالاج خانزادہ نے غرا کر کہا
میں آپ کو چھوڑ کر جا رہی ہوں۔۔
روپ بنا خوف سے بولی

اپنے الفاظ واپس لو روپ۔۔۔ ورنہ مجھ سے

برا کوئی نہیں ہوگا

بالاج خانزادہ کی آنکھیں غصے سے سرخ

ہوئیں۔۔۔

نہیں۔۔۔ آپ نے میرے ساتھ وعدہ خلافی کی

اس لڑکی کے لیے آپ کی محبت جاگ رہی

ہے اس لیے میں آپ کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ

کر جا۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔

اس سے پہلے روپ اپنے الفاظ پورے کرتی
بالاج خانزادہ کے مضبوط ہاتھ کا تھپڑ روپ

کے نرم دودھیا گال پر پڑا

تھپڑ اتنی زور کا تھا کہ وہ منہ کے بل فرش

پر گری منہ میں خون کا ذائقہ گھل گیا

سربری طرح سے چکرایا۔۔۔

سائیڈ سے ہونٹ پھٹ کر خون نکلنے لگا اور

گلابی گال تھپڑ کے نشان سے سرخ ہو گیا

بالاج خانزادہ نے زرا سا جھک کر اسے بازو

سے پکڑ کر کھڑا کیا

آج تو بس تھپڑ پڑا ہے آئندہ مجھے چھوڑنے

کا سوچا بھی تو تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے

تمہیں دفن کر دوں گا۔۔۔

بالاج خانزادہ روپ کا چہرہ دبوچ کر اس
کے منہ پر پھنکارا اس کی آنکھوں میں اتنی
سختی تھی کہ روپ کی زبان تالو سے چپک گئی
بالاج خانزادہ نے اسے جھٹکے سے چھوڑا تو
وہ لڑکھڑا کر گر گئی
حشمت علی۔۔۔

بالاج خانزادہ گیٹ کی طرف بڑھتے دھاڑا
حشمت علی بھاگ کر فوراً آگیا اور سر
جھکا کر کھڑا ہو گیا

اگر میری اجازت کے بغیر اس حویلی کی
کوئی بھی عورت حویلی سے باہر نکلی تو
یاد رکھنا میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا

بالاج خانزادہ نے دھاڑ سے وار ننگ دی

حشمت علی کا پورا وجود کانپنے لگا

جج۔۔۔ جی۔۔۔ سردار سائیں۔۔۔

خوف سے حشمت علی کی زبان لڑکھڑائی

بالاج خانزادہ نے اسے جانے کا اشارہ کیا

تو وہ فوراً غائب ہو گیا

تب تک خانم بی بی محبوب خان زادہ

براق خانزادہ شارق خانزادہ رباب اور

علینا یوسف خان زادہ اور صبا بھی بالاج

خانزادہ کی دھاڑ سن کر لان میں آچکے تھے

روپ فرش پر ساکت بیٹھی تھی بالاج

خانزادہ بنا روپ کی طرف دیکھے اور کسی

سے بات کیے اندر کی طرف بڑھ گیا

روپ---

علینا جلدی سے روپ کی طرف بڑھی اور

اس کا چہرہ اوپر کیا

اس کا پھٹا ہونٹ اور اس میں سے نکلتا

خون، سرخ گال عینا کو سب سمجھا گیا

روپ بنا کسی کی طرف دیکھے جھٹکے سے

اٹھی اور حویلی کے اندر بھاگ گئی

بالاج خانزادہ نے آج پہلی بار روپ پر ہاتھ

اٹھایا تھا اور اتنا حد درجہ غصہ بھی پہلی

بار کیا تھا

نتاشہ بھی رات کے اندھیرے میں اسے چھوڑ

کر گئی تھی اور اس کا انجام سوچ کر ہی

بالاج خانزادہ کا خون کھولتا تھا

آج روپ بھی رات کے اندھیرے میں اسے چھوڑ
کر جانے لگی تھی یہ بات بالاج خانزادہ کو طیش
دلا گئی اور غصے میں وہ روپ پر ہاتھ اٹھا
بیٹھا۔۔۔

بالاج خانزادہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا نٹاشہ
شاید واش روم میں تھی

بالاج خانزادہ نے اپنا دایاں ہاتھ دیکھا جس
سے وہ ابھی روپ کو تکلیف پہنچا کر آیا تھا

آاااا۔۔۔۔۔

بالاج خانزادہ نے اپنا دایاں ہاتھ ڈریسنگ ٹیبل
کے شیشے میں دے مارا

پل میں شیشہ چور ہوا اور بالاج خانزادہ کا
ہاتھ لہو لہان ہو گیا

نتاشہ شور سن کر جلدی سے باہر نکلی پر
 کمرے کا منتظر دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گئی
 شیشہ ٹوٹ گیا تھا اور بالاج خانزادہ کے ہاتھ
 سے خون نکل کر زمین پر بکھر رہا تھا
 بالاج۔۔۔

نتاشہ جلدی سے آگے بڑھی
 خبردار جو تم نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو۔۔۔
 دور رہا کرو مجھ سے۔۔۔ سمجھی۔۔۔
 بالاج خانزادہ نے اپنا زخمی ہاتھ اٹھا کر
 نتاشہ کو وارننگ دی

اس کے لہجے میں سردین محسوس کرتے
 نتاشہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی
 بالاج خانزادہ تیز قدم لیتا کمرے سے اور

حویلی سے نکلتا چلا گیا
روپ نے کمرے میں آکر دروازہ لوک کیا اور
چینچ چینچ کر رونے لگی

روتے روتے وہ وہی فرش پر بیٹھ گئی بالاج
خانزادہ نے آج اس پر ہاتھ اٹھایا تھا
اس نے اپنی روپ کو تکلیف دی تھی روپ
کہاں سہہ سکتی تھی بالاج خانزادہ کی سختی۔۔۔
وہ تو اس کی چاہتوں اور محبتوں کی
عادی تھی۔۔۔

پر آج بالاج خانزادہ نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا
روپ کا دل چاہ رہا تھا وہ خود کو کچھ کر لے
بالاج خانزادہ ہمیشہ اسی کے ساتھ نا انصافی
کیوں کرتا تھا

میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔
کبھی بھی نہیں۔۔۔ مر گئی روپ آپ کے لیے۔۔
روپ پاگلوں کی طرح چلا رہی تھی حویلی
کے افراد باہر کھڑے دروازہ پیٹ رہے تھے
وہ روپ کے اس قدر رونے سے پریشان ہو رہے
تھے پر روپ دروازہ نہیں کھول رہی تھی
اس نے غصے میں اپنے پورے کمرے کا نقشہ
بگاڑ کے رکھ دیا تھا
میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔
آئی ہیٹ یو۔۔۔ بالاج۔۔۔۔۔
روپ بالاج خانزادہ کے سخت رویے پر تڑپ
رہی تھی ہونٹ سے نکلا خون جم گیا تھا
گال پر تھپڑ کا نشان نیلا پڑ گیا تھا اور ہلکا

ساگال سوچ گیا تھا

روپ بیڈ پر اوندھے منہ گری اور سسکنے لگی
باہر سب تھک کر واپس لوٹ گئے خانم بی بی
نے محبوب خان زادہ کو کہا کہ روپ کی حالت
کے متعلق بالاج خان زادہ کو اطلاع دے

بالاج خان زادہ ڈیرے پر جا رہا تھا وہ ابھی

راستے میں تھا جب محبوب خان زادہ کی

کال آگئی

بالاج خان زادہ نے فون اٹھایا تو محبوب خان زادہ

نے اسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا

اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔۔ اور مجھے

فون مت کرنا۔۔

بالاج خان زادہ نے سپاٹ انداز میں کہا اور بنا

محبوب خان زادہ کا جواب سنے فون بند کر دیا
محبوب خان زادہ نے حیرت سے بند ہوتے
فون کو دیکھا

بالاج خان زادہ ڈیرے پر آیا اور سگریٹ نوشی
کرنے لگا ہاتھ سے نکلا خون ابھی بھی ہلکا ہلکا
نکل رہا تھا کہیں جگہ پر خون لگ کر جم
گیا تھا

بالاج خان زادہ سگریٹ پر سگریٹ پھونک
رہا تھا پر اندر کا اشتعال ابھی بھی کم نہیں
ہوا تھا

سردار سائیں۔۔۔۔

حشمت علی نے آکر سر جھکائے خوف سے
کہا کیونکہ بالاج خان زادہ بہت بدل گیا تھا

روپ نے اسے بدل دیا تھا پر آج اسے بے حد

غصے میں دیکھ حشمت علی بھی خوفزدہ

ہو رہا تھا

بولو۔۔

بالاج خانزادہ نے دھیمی آواز میں کہا

راحم شاہ بھاگ کر دبئی نہیں گیا وہ پاکستان

میں ہی کہیں چھپا بیٹھا ہے

حشمت علی نے اچھے سے چھان بین کر کے

پکی اطلاع دی

ہمم۔۔۔ کل تک پتا کرواؤ وہ کہاں چھپا بیٹھا

ہے۔۔۔ بالاج خانزادہ نے سگریٹ کا کش لیتے کہا

جو حکم سائیں۔۔۔

حشمت علی نے فوراً اسے کہا اور چلا گیا

پتا نہیں کیوں اسے نتاشہ کی باتوں میں
آدھی سچائی اور آدھا جھوٹ نظر آ رہا تھا
اور یہی وجہ تھی اسے اب تک طلاق نہ دینے کی۔۔۔
وہ راحم شاہ کو پکڑ کر اس کے منہ سے
سچ سننا چاہتا تھا پھر وہ نتاشہ کو اپنا
فیصلہ سننا چاہتا تھا

وہ جانتا تھا نتاشہ اس سے کچھ چھپا رہی
ہے اور یہی بالاج خانزادہ جانتا چاہتا تھا
پر روپ بہت جذباتی ہو رہی تھی اس لیے
آج غصے میں بالاج خانزادہ کا ہاتھ اس پر
اٹھ گیا وہ جانتا تھا اسے کتنی تکلیف ہوئی
ہوگی۔۔۔۔

تھپڑ کی تکلیف سے زیادہ اسے اس بات

کی تکلیف ہو رہی تھی کہ بالاج خانزادہ

نے اس پر ہاتھ اٹھایا

پر روپ کو روکنے کے لیے فلحال اسے یہی

ٹھیک لگا کیونکہ وہ پیار سے مان نہیں رہی

تھی اس لیے بالاج خانزادہ کو سخت رویہ

اپنا پڑا۔۔۔

بالاج خانزادہ کا بس نہیں چل رہا تھا وہ

اپنا ہاتھ کاٹ دے۔۔

ایم سوری میری جان۔۔

پر تمہیں روکنے کے لیے مجھے یہی سہی لگا

پتا نہیں اب تم مجھے معاف کرو گی اور

سزا دو گی۔۔

پر میں تمہاری جدائی نہیں سہہ سکتا روپ۔۔

بالاج خانزادہ کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا
اے زندگی تجھے کیا کہوں "
تو نے میرے ساتھ کیا کیا
جہاں آس کا کوئی دیا نہی
مجھے اس نگر پہنچا دیا
نہ میں بڑھ سکوں، نہ میں رک سکوں
نہ ہی دل کی بات سمجھ سکوں
نہ کسی کو کچھ بھی کہہ سکوں
تجھے کیا کہوں تو نے کیا کیا
مجھے منزلوں کی خبر تو دی
پر راستوں کو الجھا دیا
اے زندگی تجھے کیا پتا
" یہاں کس نے کس کو گنوا دیا

zaniwrites(dushman _e_jan)

صبح کا اجالا ہر طرف روشنی بکھیر

رہا تھا چرند پرند اللہ کی حمد و ثناء

میں مصروف تھے

بالاج خانزادہ ساری رات ڈیرے پر سگریٹ

پھونکتا رہا

روپ اپنے کمرے میں بیڈ پر اوندھے منہ

گرمی بخار میں تپ رہی تھی علینا کتنی

ہی دیر سے دروازہ بجا رہی تھی پر روپ

کو ہوش ہوتی تو وہ دروازہ کھولتی

خانم بی بی نیچے بیٹھی تسبیح پڑھ رہی

تھی علینا کی آوازیں نیچے تک آرہی تھیں

خانم بی بی نے صفورا کو بلا کر محبوب خانزادہ

کے کمرے میں بھیجا
پانچ منٹ میں محبوب خان زادہ خانم بی بی
کے پاس موجود تھا خانم بی بی نے اسے حکم
دیا کہ وہ بالاج خان زادہ کو فون کرے
محبوب خان زادہ نے فوراً بالاک سے کا نمبر
ملا کر خانم بی بی کے ہاتھ میں پکڑا دیا
بالاج فوراً حویلی پہنچو۔۔۔۔۔
بالاج خان زادہ کے فون اٹھاتے ہی خانم بی بی
نے کڑک آواز میں کہا اور بنا اس کی سننے
فون محبوب خان کی طرف بڑھا دیا
جسے وہ تھام کر واپس اپنے کمرے میں چلا گیا
بالاج خان زادہ فوراً اٹھا اور اپنی جیب میں
بیٹھ کر حویلی پہنچا

خانم بی بی کی آواز سے وہ سمجھ گیا
تھاروپ ٹھیک نہیں ہے اس لیے وہ فوراً
سے پہلے حویلی پہنچا
حویلی پہنچ کر وہ سیدھا خانم بی بی کے
پاس آیا اور انہیں سلام کیا بالاج خانزادہ
نے اپنا زخمی ہاتھ اجرک کے نیچے چھپا لیا
خانم بی بی نے تسبیح پڑھتے آنکھوں کے
اشارے سے جواب دے کر بالاج خانزادہ کو
روپ کے پاس جانے کا اشارہ کیا
اشارہ سمجھتے بالاج خانزادہ نے گہرا سانس
لیا اور سیڑھیاں چڑھنے لگا
روپ کے کمرے کے باہر علینا کھڑی تھی
چچی آپ جائیں میں دیکھتا ہوں۔۔ بالاج

خانزادہ نے نرمی سے کہا تو علینا سر ہلا کر

وہاں سے چلی گئی

روپ۔۔۔

روپ دروازہ کھولو۔۔۔

بالاج خانزادہ نے دروازہ بجاتے کہا بالاج خانزادہ

کی آواز کانوں میں پڑتے ہی روپ کا زہن

ہلکا سا بیدار ہوا

روپ فوراً دروازہ کھولو۔۔۔

بالاج خانزادہ نے پھر سے دروازہ بجا کر کہا

تو روپ نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں

بب۔۔۔ بالاج۔۔۔

روپ کے ہونٹ ہلکے سے پھڑپھڑائے۔۔۔

اس نے اٹھنے کی ہمت کی پر تیز بخار میں

تپنے کے باعث اس سے ہلا بھی نہیں جا رہا تھا
پورا جسم بھٹی کی مانند تپ رہا تھا
رخسار بخار کی شدت سے سرخ ہو رہے تھے
روپ اگر تم نے دو سیکنڈ میں دروازہ نہیں
کھولا تو میں دوسری چابی سے دروازہ
کھولوں گا پر پھر تم نہیں بچو گی میرے
ہاتھ سے۔۔ اس لیے خود دروازہ کھول دو۔۔
بالاج خان زادہ نے دھمکی دی تو روپ پھر
سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی وہ لڑکھڑاتی
ٹانگوں سے بیڈ سے اٹھی
کچھ بخار کی وجہ سے اور کچھ وہ کل
رات سے بھوکے تھی اس میں اب زرا بھی
ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ ایک قدم بھی چلے

روپ پھر سے لڑکھڑا کر بیڈ پر گری اور
بے ہوش ہو گئی
بالاج خانزادہ کتنی ہی دیر دروازہ بجاتا رہا
پر اندر سے روپ کی آواز بھی نہیں آرہی تھی
اسے اب پریشانی ہونے لگی
بالاج خانزادہ فوراً ڈپلیکیٹ چابی لایا اور
دروازہ کھولا پر روپ کو بیڈ پر اوندھے منہ
پڑے دیکھ اس کی روح فنا ہو گئی
روپ۔۔۔

بالاج خانزادہ جلدی سے آگے بڑھا اور روپ
کو کندھوں سے تھام کر سیدھا کیا۔۔
پر جیسے ہی بالاج خانزادہ نے روپ کو
چھوا اس کا جسم آگ کی طرح جل رہا تھا

بالاج خانزادہ نے اس کا سر تکیے پر رکھا
تو اس کے نیلا گال اور ہونٹ کے قریب خون
دیکھ کر بالاج خانزادہ کے دل میں ٹیسیں
اٹھنے لگی

وہ زرا سا جھکا اور روپ کے نیلے گال پر
نرمی سے ہونٹ رکھے

بالاج خانزادہ نے ڈاکٹر کو فون کر کے گھر پر ہی
بلا لیا تھا صفورا نے تب تک پورا بکھرا ہوا
کمرہ سمیٹ دیا وہ حیران تھی نفاست پسند
سردار بالاج خانزادہ نے روپ کے بکھرے کمرے
سے زرا بھی چڑ نہیں کھائی
روپ کو کافی تیز بخار تھا ڈاکٹر نے

بالاج خانزادہ سے کہا کہ روپ کو پانی کی پٹیاں
کریں روپ ابھی بھی نیم بے ہوش تھی
علینا باؤل میں پانی لے آئی ڈاکٹر نے دوائی
لکھ کر دی اور اجازت لے کر چلا گیا
بالاج خانزادہ نے سب سے معذرت کر کے انہیں
باہر بھیج دیا اور کہا کہ روپ اس کی ذمہ
داری ہے وہ اس کا خیال رکھ لے گا
نتاشہ جلے پیر کی بلی کی طرح روپ کے
کمرے کے باہر چکر کاٹ رہی تھی
بالاج خانزادہ روپ کے سرہانے بیٹھا اسے
پٹیاں کر رہا تھا جب روپ کا بخار کچھ کم
ہوا تو وہ ہلکا سا کسمسائی
بالاج خانزادہ نے سکون بھر اسانس لیا

روپ۔۔۔ میری جان۔۔

بالاج خانزادہ نے جھک کر روپ کے ہونٹوں

پر نرمی سے بوسہ دیا

روپ نے آہستہ سے آنکھیں کھول کر بالاج

خانزادہ کی طرف دیکھا جو اس پر جھکا

اسے ہی دیکھ رہا تھا پریشانی اور فکر

اس کے چہرے پر واضح تھی

روپ کے دماغ میں کل والا واقعہ کسی فلم

کی طرح چلنے لگا

ہری آنکھوں میں جگنو چمکنے کے ساتھ

غصے کی لکیریں واضح ہوئیں

روپ نے بالاج خانزادہ کے سینے پر ہاتھ رکھ

کر اسے پوری قوت سے پیچھے دھکیلا

بالاج خانزادہ کو روپ سے اسی جزباتی پن
کی امید تھی اس لیے وہ پیچھے ہو گیا
روپ اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی؟؟
روپ نے غصے سے کہا

تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی میں اس لیے
تمہارے پاس۔۔۔

آپ کون ہوتے ہیں میری فکر کرنے والے۔۔ میرے
ماں باپ میری فکر کر لیں گے۔۔ سمجھے آپ۔۔
روپ نے غصے سے آنکھیں بڑی کر کے کہا

میں شوہر ہوں تمہارا۔۔۔

بالاج خانزادہ نے نرمی سے کہا

نہیں مانتی میں آپ کو کچھ بھی۔۔ ابھی

اور اسی وقت میرے کمرے سے جائیں۔۔
روپ کے آنسو روانی سے نکل رہے تھے اس
نے دروازے کی سمت اشارہ کرتے کہا
پہلے کچھ کھا کر میڈیسن کھا لو پھر
چلا جاؤں گا۔۔ بالاج خانزادہ نے کہتے ہی
انٹرکام اٹھایا اور روپ کے لیے کچھ کھانے
کو منگوانے لگا

مجھے آپ کے ان چو نچلوں میں ذرا بھی
دلچسپی نہیں ہے جائیں جا کر اپنی پہلی بیوی
کے ساتھ یہ چو نچلے کریں۔۔

روپ نے بالاج خانزادہ کے ہاتھ سے انٹرکام
پکڑ کر زمین پر دے مارا

بالاج خانزادہ نے ایک زمین پر گرے انٹرکام

کی طرف دیکھا پھر روپ کی طرف۔۔
جس کی آنکھوں میں آج بالاج خانزادہ کو
خود کے لیے صرف غصہ دکھائی دے رہا تھا
اگر تم مجھے چھوڑ کر جانے کی بات نہیں
کرتی تو میں بھی تم پر ہاتھ نہیں اٹھاتا۔۔۔
بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیتے اپنے لہجے
کو دھیمّا اور نرم رکھا
اچھا۔۔۔ جب آپ کی پہلی بیوی واپس آئی
اسے تو سینے سے لگائے کھڑے تھے میں نے
توبات کی اور آپ نے مجھے میری اوقات
بتادی۔۔۔ میرے منہ پر تھپڑ مار دیا۔
اب یہاں بیٹھ کر میری فکریں کر کے کیا ظاہر
کرنا چاہتے ہیں آپ؟؟

روپ کا چہرہ غصے کی زیادتی سے سرخ
پڑ رہا تھا بالاج خانزادہ خاموشی سے اپنی
چھوٹی سی بیوی کے منہ سے شکوے سن
رہا تھا وہ جانتا تھا اس نے کل رات روپ پر
ہاتھ اٹھا کر غلطی کی ہے۔۔۔

مجھے معاف کر دو روپ۔۔ میں تم پر ہاتھ
نہیں اٹھانا چاہتا تھا تم نے چھوڑ کر جانے کی
بات کی۔۔۔ تو مجھ سے برداشت نہیں ہوا۔
بالاج خانزادہ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا
برداشت نہیں ہوا تو آپ نے مجھے تھپڑ مار
دیا۔۔۔ اور اب معافی مانگ کر آپ چاہتے ہیں
میں آپ کو معاف۔۔۔ کر دوں؟؟
روپ غصے کی زیادتی سے بول رہی تھی جب

اس کا سر ایک دم چکرایا روپ نے سر دونوں
ہاتھوں میں تھام لیا
تمہیں ابھی کمزوری ہے کچھ کھالو پھر مجھ
سے لڑ لینا۔۔۔

بالاج خانزادہ کہتے ہی کھڑا ہوا وہ روپ کے
لیے کچھ کھانے کو لینے جا رہا تھا

دوبارہ میرے کمرے میں مت آئیے گا۔۔

بالاج خانزادہ نے ابھی دروازے کے ہینڈل پر
ہاتھ رکھا ہی تھا جب اسے روپ کا حکم
سنائی دیا

بالاج خانزادہ نے مڑ کر روپ کی طرف دیکھا
جو غصے سے دوسری جانب دیکھ رہی تھی
بالاج خانزادہ خاموشی سے کمرے سے

نکل گیا روپ نے سر گھما کر غصے سے
بند ہوتے دروازے کی طرف دیکھا
اس لڑکی کو کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوتی
اور مجھ پر رعب بھی ڈالتے ہیں اور ہاتھ
بھی اٹھاتے ہیں۔۔

روپ منہ میں بڑبڑائی اس کا سر بری طرح
چکرا رہا تھا وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا
کر لیٹ گئی

دس منٹ بعد بالاج خانزادہ ناشتے کی ٹرے
اٹھائے روپ کے کمرے میں آیا
روپ نے بند آنکھیں کھول کر دیکھا تو
بالاج خانزادہ اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ
کر بریڈ پر جیم لگا رہا تھا

میں نے آپ سے کہا تھا نا۔۔ میرے کمرے میں
مت آئیے گا۔۔

روپ سیدھی ہو کر بیٹھی بالاج خانزادہ

اس کی بات نظر انداز کرتا بریڈ پر جیم

لگاتار ہا اس نے بریڈ روپ کی طرف بڑھایا

اس دوران روپ نے ایک بار بھی بالاج خانزادہ

کے زخمی ہاتھ کی طرف نہیں دیکھا

مجھے آپ کے ہاتھ سے کچھ نہیں کھانا۔۔

روپ نے غصے سے منہ موڑتے کہا تو بالاج

خانزادہ کے ماتھے پر شکنے نمودار ہوئیں

اس نے ایک ہاتھ سے روپ کا جبرٹ اپکڑ کر

اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا اور دوسرے

ہاتھ سے سلائس روپ کے منہ میں ڈالا

روپ نے غصے سے ہاتھ جھٹکنا چاہا پر
بالاج خانزادہ کی گرفت مضبوط تھی روپ
کو ناچار اسلانس کھانا پڑا
دودھ بھی خود پیو گی یا میں اپنے طریقے
سے پلاؤں؟؟؟

بالاج خانزادہ نے دودھ کا گلاس روپ کی
طرف بڑھاتے پوچھا
اگر تو آپ کو لگتا ہے یہ سب کر کے آپ میرے
دل میں پہلے والا مقام حاصل کر لیں گے تو
بھول یے آپ کی۔۔

روپ نے گلاس پکڑ کر واپس ٹرے میں رکھا
روپ کیوں تنگ کر رہی ہو مجھے؟؟
بالاج خانزادہ نے بے بسی سے کہا

اتنے تنگ ہیں تو جائیں یہاں سے۔۔ روپ
نے جتانے والے انداز میں کہا
میری جان۔۔ معاف کر دو۔۔ دوبارہ کبھی
ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔۔

بالاج خانزادہ سے روپ کی اجنبیت برداشت
نہیں ہو رہی تھی اس کے روپ کے ہلکے
سے نیلے گال پر ہاتھ رکھتے پیار سے کہا
پر روپ نے غصے سے اس کا ہاتھ اتنی
زور سے جھٹکا کہ وہ بیڈ کراؤن سے ٹکرایا
آااا۔۔۔۔۔

بالاج خانزادہ کا زخمی ہاتھوں میڈ کراؤن سے
لگا تو درد سے اس کے منہ سے سسکی نکلی
روپ نے چونک کر بالاج خانزادہ کے ہاتھ کی

طرف دیکھا جس کا پچھلا حصہ بری طرح
زخمی ہوا تھا
بالاج خانزادہ نے فوراً اپنا ہاتھ اجرک کے پیچھے
کر لیا۔۔
روپ۔۔۔

آپ کے ہاتھ پر کیا ہوا؟؟
بالاج خانزادہ کے بولنے سے پہلے ہی روپ
غصے سے بولی
چوٹ لگ گئی تھی۔۔ بالاج خانزادہ نے سکون
سے جواب دیا

لگ گئی تھی یا خود کو سزا دی مجھ پر ہاتھ
اٹھانے کی۔۔۔ روپ نے غصے سے گھورا
ہاں سزا دی ہے خود کو۔۔ چلو اب دودھ پیو

بالاج خانزادہ نے بات بد لنی چاہی
میں آپ کا زخمی ہاتھ دیکھ کر اپنی کل والی
بے عزتی نہیں بھولوں گی۔۔ میری طرف سے
آپ خود کو جیسے چاہے مرضی سزا دیں۔۔۔
مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا سمجھے آپ۔۔۔
روپ نے روتے ہوئے کہا اور غصے سے رخ
موڑ گئی

پر سچ تو یہ تھا اس کے دل میں بالاج خانزادہ
کا ہاتھ دیکھ کر ہول اٹھ رہے تھے اس کا
بس نہیں چل رہا تھا وہ اپنے ہونٹ بالاج خانزادہ
کے ہاتھ پر رکھ دے۔۔

بالاج خانزادہ روپ کی بات پر کتنی ہی
دیر اسے خاموشی سے دیکھتا رہا پھر

آہستہ سے اٹھ کر روپ کے کمرے سے نکل گیا
اس کے جاتے ہی روپ بیڈ پر لیٹ کر
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

یوسف مجھے لالہ کے نکاح کے لیے نیا
جوڑا دلادیں پلیز۔۔۔

یوسف خان زادہ بیڈ پر بیٹھالیپ ٹاپ
پر کچھ کام کر رہا تھا صبا نے پوری وارڈروب
کا بیڑہ غرق کر دیا تھا اچھی ڈریس ڈھونڈنے
کے چکر میں۔۔۔

پورا کمرہ صبا کے خوبصورت ڈریسز سے بکھرا
پڑا تھا ہر اسے کوئی ڈریس پسند ہی نہیں
آ رہا تھا حالانکہ سبھی ڈریسز برینڈ ڈتھے

یوسف خان زادہ نے صبا کی بات پر زرا سا
سراٹھا کر پہلے صبا پھر پورے کمرے کا
جائزہ لیا جہاں ڈریسز کی سیل لگی ہوئی تھی
اتنے سارے ڈریسز تو ہیں کوئی بھی پہن لو
نایار۔۔۔

یوسف خان زادہ نے بات ہی ختم کر دی وہ
پھر سے لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گیا
صبا سے اپنا نظر انداز ہونا برداشت نہیں ہوا
ابھی مزہ چکھاتی ہوں۔۔۔

صبا منہ میں بڑبڑائی اور ایک بلیک نیٹ کی
نائٹی پکڑ کر ڈریسنگ روم چلی گئی
تھوڑی دیر بعد صبا اپنی پوری خوبصورتی
سمیت نائٹی پہن کر ڈریسنگ روم سے باہر

نگلی۔۔

یوسف خان زادہ ابھی بھی لیپ ٹاپ میں
بزی تھا اس نے صبا کی طرف دیکھا ہی نہیں۔۔
کھلے بالوں میں ریڈ لپ اسٹک لگائے نیٹ کی
بولڈ نائیٹ پہنے صبا اتر کر چلتی یوسف خان زادہ
کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی

یوسف خان زادہ نے ایک سر سری سی نظر
صبا پر ڈالی پھر لیپ ٹاپ کی طرف دیکھنے
لگا پر یہ کیا۔۔۔

یوسف خان زادہ نے دوبارہ جھٹکے سے سر
اٹھا کر صبا کی طرف دیکھا جو بالوں کی
ایک لٹ کو انگلی پر رول کر کے یوسف خان زادہ
کی طرف مسکرا کر دیکھ رہی تھی

یوسف خان زادہ کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی
گلے میں گلی ابھر کر معدوم ہوئی

اس نے لیپ ٹاپ بند کر کے سائٹڈ پر رکھا
اور صبا کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا
صبا سیدھا یوسف خان زادہ کے اوپر گری
مجھے ضروری کام ہے کیوں میرے کام میں
خلل ڈال رہی ہو؟؟

یوسف خان زادہ نے صبا کی کمر پر ہاتھ پھیرتے
اس کی گردن میں منہ چھپائے گھمبیر آواز
میں کہا

میں نے تو نہ کچھ کہانہ کیا۔۔۔

صبا نے ہنسی دباتے کہا

اچھا۔۔۔ جب اتنی قیامت بن کر اتر وگی تو

کون کافر کام کرے گا۔

یوسف خان زادہ نے صبا کو جھٹکے سے ونٹس

بیڈ پر گرایا اور خود اپنی ٹی شرٹ اتار

کر صوفے پر اچھالتے صبا کے اوپر جھکا

پہلے پر امس کریں مجھے کل ڈریس لے کر

دیں گے۔۔ یوسف خان زادہ صبا کے ہونٹوں

پر گستاخی کرنے ہی والا تھا جب صبا نے

اس کا ارادہ بھانپتے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ

رکھ کر فرمائش کی

یوسف خان زادہ نے صبا کا ہاتھ نرمی سے

اپنے ہونٹوں سے ہٹایا

میری جان۔۔ تمہارا جو دل چاہے لے لینا پر

اب مجھے روکنا مت۔۔

یوسف خان زادہ کی آنکھوں میں خمار اتر
آیا تھا اس نے صبا کی نائیٹی کی سٹریپ
کندھے سے نیچے کرتے کہا اور اس کے ہونٹوں
پر جھک گیا صبا بھی آنکھیں بند کیے یوسف
خان زادہ کے گلے میں بانہیں حائل کیے اس
کا ساتھ دینے لگی

دن گزر رہے تھے روپ نے کمرے سے نکلنا
چھوڑ دیا تھا کمرے میں ہی اسے کھانا
پہنچا دیا جاتا بالاج خان زادہ اس سے
ملنے جاتا تو وہ رخ موڑے رکھتی
بالاج خان زادہ اندر ہی اندر روپ کی ناراضگی
سے مر رہا تھا

پر روپ اس بار سخت دل کیے بیٹھی تھی
وہ بالاج خانزادہ کو کسی بھی قسم کی
ڈھیل نہیں دے رہی تھی
اسے اپنے حقوق چاہیئے تھے پر نتاشہ
کو حویلی سے باہر نکال کر۔۔

بالاج خانزادہ اسے بلاتا اس سے بات
کرنے کی کوشش کرتا پر روپ ایسے بنتی
جیسے اس کے علاوہ کمرے میں کوئی ہے
ہی نہیں۔۔۔

بالاج خانزادہ تھک کر کمرے سے چلا جاتا
روپ کو کمرے کی حد تک دیکھ نتاشہ شیر
ہو گئی تھی وہ کیچن میں جا کر سب کی
پسند کے کھانے بنانے لگی

حویلی میں چھوٹے چھوٹے کام کرنے لگی
اور سب سے بڑھ کر وہ بالاج خانزادہ کے
کام کرنے لگی تھی

فلحال سب چپ کی چادر اوڑھے نتاشہ کی
حرکتیں دیکھ رہے تھے

خانم بی بی نے ایک دو بار روپ کو سمجھایا
کہ وہ بالاج خانزادہ سے بات کیا کرے
اس پر حق جتایا کرے

پر روپ کا ایک ہی جواب ہوتا۔

جب تک بالاج خانزادہ نتاشہ کو طلاق نہیں
دے گا روپ اس سے بات نہیں کرے گی
نہ ہی کوئی حق جتائے گی

خانم بی بی بھی تھک ہار کر چپ ہو جاتیں

کل محبوب خان زادہ اور الفت کا نکاح
تھا حویلی میں سب تیاریوں میں لگے تھے
بالاج خان زادہ روپ کے کمرے میں کھڑا
اس کی منتیں کر رہا تھا کہ وہ روپ کو
شاپنگ پر لے جانا چاہتا ہے پر روپ جواب
دینا تو دور بالاج خان زادہ کی طرف دیکھ
بھی نہیں رہی تھی
روپ تم کیا چاہتی ہو؟؟ ایک ہی بار بتادو
مجھے۔۔

بالاج خان زادہ کے تھکے ہارے انداز میں کہا
نتاشہ کو طلاق دیں۔۔۔
روپ نے دو حرفی کہہ کر بات ہی ختم کر دی
ٹھیک ہے دے دوں گا۔۔ مجھے وقت دو

بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیتے کہا
کتنا وقت چاہیے آپ کو؟؟؟
روپ نے رخ موڑے ہی پوچھا
دو ہفتے۔۔

بالاج خانزادہ نے کچھ سوچتے کہا
ٹھیک ہے مجھ سے بات بھی دو ہفتوں
بعد کیجیے گا۔۔

روپ نے دو ٹوک کہا اور سر تک کمفرٹر
اوڑھے لیٹ گئی

بالاج خانزادہ نے غصے سے لب بھینچے
وہ تیز قدم لیتا روپ کی طرف بڑھا کمفرٹر
کو ایک ہی جھٹکے سے روپ کے اوپر سے
اتار کر فرش پر پھینکا

روپ ایک دم بوکھلا کر اٹھنے لگی تو بالاج
خانزادہ نے اس کو دونوں کلائیوں سے
پکڑ کر تکیے کے ساتھ پن کیا
بالاج خانزادہ کا ایک گھٹنا بیڈ پر تھا وہ
روپ پر جھکا ہوا تھا

اس سے پہلے روپ کوئی مزاحمت کرتی بالاج
خانزادہ نے اس کے ہونٹوں کو اپنی قید کر
لیا پر آج اس کے لمس میں نرمی تھی
اتنے دنوں کا غصہ وہ روپ کے ہونٹوں پر
بے دردی سے اتار رہا تھا

روپ کو اپنے ہونٹوں پر جلن محسوس ہو رہی
تھی بے بسی سے اس کے آنسو نکل پڑے
پر بالاج خانزادہ اس پر بنا ترس کھائے اپنے

لمس میں مزید سختی کر گیا
روپ سے اب برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا
اسے اپنی سانس بند ہوتی محسوس ہونے
لگی کیونکہ بالاج خانزادہ بہت سختی سے
اس کی سانسیں خود میں انڈیل رہا تھا
روپ کی جب ہمت جواب دینے لگی تو
بالاج خانزادہ نے اس کے ہونٹوں کو راحت بخشی
روپ کے گلابی یوں ٹ سرخ ہو گئے تھے
نچلے ہونٹ سے خون کا ننھا قطرہ چمک
رہا تھا

روپ نے شکوہ کناں نظروں سے بالاج خانزادہ
کی طرف دیکھا جس کا دھیان ابھی بھی
روپ کے ہونٹوں پر تھا

آئندہ ان ہونٹوں سے صرف میرے لیے
محبت بھرے الفاظ نکلنے چاہیے ورنہ اس
سے بھی زیادہ سختی سے پیش آؤں گا
جب ایک بار کہہ دیا کہ مجھ پر صرف
تمہارا حق ہے تو بالاج خانزادہ اپنی بات
پر قائم رہے گا رہی بات اس لڑکی کو طلاق
دینے کی تو تمہاری یہ خواہش میں بہت
جلد پوری کر دوں گا۔۔۔
بہت شوق ہے نہ تمہیں مجھے تڑپانے کا۔۔۔
مجھے تڑپا کر بہت خوشی ملتی ہے نا تمہیں۔۔۔
یہ چھوٹ تمہیں رخصتی سے پہلے تک
دی ہوئی ہے رخصتی کے بعد تم خود میری
قربت کے لیے تڑپو گی۔۔۔ اور اگر تم چاہتی ہو

میں تم سے نرمی برتوں تو چپ چاپ میرے
ساتھ شاپنگ پر چلو۔۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے نچلے ہونٹ سے
خون کا قطرہ اپنے ہونٹوں سے چنا روپ
کی اب باقاعدہ بے بسی سے ہچکیاں بندھ گئی
بالاج خانزادہ کو اس کی ہچکیاں مزید
طیش دلار ہی تھیں

کیا چاہتی ہو تم روپ؟؟ میں چلا جاؤں تمہاری
زندگی سے؟؟؟ بولو۔۔۔ یہ چاہتی ہو؟؟
بالاج خانزادہ نے غصے سے اونچی آواز

میں چلا کر پوچھا
روپ نے روتے ہوئے نظریں اٹھا کر بالاج خانزادہ
کی کرسٹل گرے آنکھوں میں دیکھ کر

سرنفی میں ہلادیا

تو پھر کیوں رو رہی ہو؟؟ کیوں مجھے

! قطرہ قطرہ مار رہی ہو؟؟

بالاج خانزادہ نے روپ کے ماتھے سے ماتھا

ٹکا کر بے بسی سے کہا

آپ۔۔ صرف۔۔۔ میرے ہو۔۔۔ اگر۔۔ آپ نے۔۔۔

اس لڑکی۔۔ کو چھوا۔۔۔ بھی تو۔۔ میں آپ۔۔۔

کی جان۔۔۔ لے لوں گی۔۔۔

روپ نے ہچکیوں سے کہا تو بالاج خانزادہ

کو اب صحیح معنوں میں اس کا ڈر

سمجھ میں آیا

میں اس کے ساتھ ایک کمرے میں ضرور

ہوں پر میرا نفس اتنا بھی ہلکا نہیں ہے روپ

کہ وہ مجھے ور غلائے گی اور میں بہک جاؤں گا۔

بالاج خانزادہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور روپ

کا ہاتھ پکڑ کر اسے بیٹھایا

پھر آپ نے ہماری رخصتی کیوں روک دی۔

روپ نے پھر سے شکوہ کیا

کیونکہ میں چاہتا ہوں جب ہم اپنی نئی

زندگی شروع کریں تو کوئی تیسرا ہمارے

درمیان نہ ہو۔۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے گال پر ہاتھ رکھتے

اسے نرمی سے سمجھایا

نہیں۔۔۔ مجھے رخصتی چاہئے۔۔۔ جو دن ہماری

رخصتی کا مقرر ہوا تھا مجھے اسی دن

رخصتی چاہئے۔۔۔

روپ اپنی بات پر بضد تھی

روپ بچوں کی طرح ضد مت کرو۔۔ مجھے

سمجھنے کی کوشش کرو پلینز۔۔۔

بالاج خانزادہ نے زرا غصے سے کہا

اوکے۔۔۔ میری بھی ایک شرط ہے پھر۔

روپ لے آنسو صاف کرتے کہا

کیسی شرط؟؟

بالاج خانزادہ کے ماتھے پر بل پڑے

جب تک ہماری رخصتی نہیں ہو جاتی میں

لاہور رہوں گی۔۔۔

روپ کی بات پر بالاج خانزادہ نے غصے

سے مٹھیاں بھینچی

تم سمجھتی کیا ہو خود کو؟؟؟ میں نرمی
سے سمجھا رہا ہوں تو سر چڑھ رہی ہو۔۔
اتنی ضدیں نہ منو اور پ۔۔۔ ایسا نہ ہو
روتی رہو بعد میں۔۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کا بازو دبوچ لیا
مجھے رخصتی چاہیے ورنہ میں لالہ کے
ولیمے کے اگلے دن لاہور چلی جاؤں گی۔۔
روپ کے اٹل انداز پر بالاج خانزادہ کا دل
چاہا ایک اور تھپڑ رسید کر دے
وہ لڑکی اسے بے بس کر دیتی تھی اور وہ
واحد تھی جس کے سامنے بالاج خانزادہ
خود کو بے بس محسوس کرتا تھا
یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟؟

بالاج خانزادہ نے روپ کے بازو پر گرفت

مضبوط کی

جی۔۔

روپ نے درد برداشت کرتے کہا

ٹھیک ہے۔۔۔ تمہارا جودل کرتا ہے تم کرو۔۔۔

کیونکہ میں جان چکا ہوں میری کسی بات

کی کسی فیصلے کی۔۔ تمہارے سامنے کوئی

اوقات نہیں ہے۔۔۔

آج سے بالاج خانزادہ تم پر کوئی حق نہیں

جتائے گا۔۔

بالاج خانزادہ نے جھٹکے سے بازو چھوڑا

اور تیز قدم لیتا کمرے سے نکل گیا

روپ ہکی ہکی بالاج خانزادہ کی پشت دیکھنے

لگی کیونکہ وہ کافی غصے سے کہہ کر گیا تھا
روپ کو اب اس کے فیصلے سے خوف
آنے لگا۔

اس نے سوچا تھا وہ ضد کر کے بالاج خانزادہ
کو منالے گی پر بالاج خانزادہ خود ہی
ناراض ہو گیا تھا

روپ نے جھنجھلا کر پاس پڑا کیشن زمین
پر پٹخا اور لیٹ گئی

آج محبوب خان زادہ اور الفت کا نکاح تھا
پوری حویلی روشنیوں میں نہائی تھی
محبوب خان زادہ کابس نہیں چل رہا تھا
وہ الفت کو ابھی اٹھا کر لے آئے

الفت نے مصطفیٰ کو بھی بتا دیا تھا کہ آج
وہ اس کے محبوب دوست کی حویلی میں
ہمیشہ کے لیے چلے جائیں گے اور اس کے
محبوب دوست اس کے پاپا بن جائیں گے
مصطفیٰ تو خوشی سے اچھل پڑا

چوہدری حسین کو جیسے ہی اطلاع ملی
الفت کا نکاح محبوب خان زادہ سے
ہو رہا ہے اس کا دماغ گھوم گیا وہ اپنی
عمیاشیاں چھوڑ کر جلدی سے گاؤں پہنچا
حویلی پہنچتے ہی چوہدری حسین نے ہنگامہ
برپا کر دیا

شرم نہیں آئی آپ کو۔۔ الفت کا رشتہ میرے
دشمنوں سے طے کرتے ہوئے۔۔

چوہدری حسین چوہدری نثار علی پر پھٹ پڑا
الفت بھی شور سن کر جلدی سے باہر آئی
الفت میری بیٹی ہے تم ہوتے کون ہونچ
میں بولنے والے؟؟

چوہدری نثار علی بھی غصے سے دھاڑے
بہن ہے وہ میری۔۔۔

بڑی جلدی یاد آگیا کہ وہ تمہاری بہن ہے
اپنی عیاشیوں سے فرصت تو تمہیں ملتی
نہیں۔۔۔ آج آگئے ہو بھائی کا حق جتانے۔۔۔

چوہدری نثار علی نے دو بدو جواب دیا
الفت کا دل خوف سے کانپ رہا تھا پہلا خیال
دل میں یہی آیا کہیں چوہدری حسین
اس کا نکاح نہ رکوادے

جب اس سردار نے اپنی بہن کا رشتہ مجھے
نہیں دیا تھا تو آپ نے میری بہن کا رشتہ
کیوں دیا؟؟؟

چوہدری حسین کے منہ سے اصل وجہ نکلی
کیونکہ تم ایک عیاش انسان ہو اور محبوب
خانزادہ کی شرافت سے پورا گاؤں واقف
ہے۔۔۔ چوہدری ثار علی بھی کہاں ہار ماننے
والوں میں سے تھے

بابا۔۔۔ آپ ان خانوں کے لیے مجھ سے لڑ
رہے ہیں اپنی اولاد سے؟؟؟

چوہدری حسین کا غصے سے چہرہ لال
ہو رہا تھا

ہاں میں تم سے اپنی اولاد الفت کے لیے ہی

لڑ رہا ہوں

چوہدری ثار علی نے سکون سے جواب دیا
ابھی اور اسی وقت یہ نکاح کینسل کریں
چوہدری حسین کے الفاظوں پر الفت کو
لگا اس کا دل بند ہو جائے گا

اپنی بکواس بند کرو چوہدری حسین۔۔۔

چوہدری ثار علی غصے سے دھاڑے

بابا۔۔۔ میں یہ نکاح ہر گز نہیں۔۔۔

لالہ۔۔۔

ابھی چوہدری حسین اپنی بات مکمل کرتا

افت کی بھگی آواز اس کے کانوں سے

ٹکرائی۔۔۔

یہ نکاح میری مرضی سے ہو رہا ہے اور اگر

آج یہ نکاح نہیں ہوا تو مصطفیٰ کی قسم
میں خود کی جان لے لوں گی۔۔
الفت کے آنسو اس کے رخساروں پر بہے
چوہدری حسین اپنی بہن کے منہ سے اقرار
سن کر گم سم ہو گیا

اس کی زبان تالو سے چپک گئی اس نے
غصے سے ایک نظر چوہدری ثار علی کی
طرف دیکھا اور لمبے لمبے ڈنگ بھرتا حویلی
سے ہی نکل گیا

چوہدری ثار علی الفت کی طرف بڑھے
اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا
الفت روتے ہوئے ان کے سینے سے لگ گئی
چوہدری ثار علی نے الفت کے سر پر

پیار سے تھکی دی

محبوب خان زادہ کمرے میں بیٹھا چائے

پی رہا تھا ساتھ ساتھ وہ اپنا کمرہ ڈیکوریٹ

کروا رہا تھا

اچانک اس کا موبائل رنگ ہوا کوئی ان نون

نمبر تھا

محبوب خان زادہ نے اٹھالیا

ہیلو۔۔۔۔

محبوب خان زادہ کی بھاری آواز ماؤتھ سپیکر

سے ابھری تو الفت نے سکون سے آنکھیں

بند کرتے محبوب خان زادہ کی آواز کو

محسوس کیا

ہیلو۔۔۔

خاموشی محسوس کرتے محبوب خان زادہ

نے بیزاری سے ہیلو کہا

اآاآپ۔۔ کب۔۔ آئیں گے؟؟

الفت کی بھگی آواز محبوب خان زادہ

کے کانوں سے ٹکرائی تو محبوب خان زادہ

ایک دم چو کنا ہوا

الفت۔۔

محبوب خان زادہ نے دھیمی آواز میں کہا

اور کمرے سے نکل کر ٹیرس پر آگیا

کیا ہوا ہے؟؟ کیوں رو رہی ہو؟؟

محبوب خان زادہ نے پریشانی سے پوچھا

وہ الفت کی آواز سے اندازہ لگا چکا تھا

وہ رو رہی ہے

مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔

الفت نے سسکی بھری

کیوں ڈر لگ رہا ہے؟؟ بتاؤ مجھے۔۔

محبوب خان زادہ اس کی سسکی پر

تڑپ اٹھا

وہ۔۔۔ لالہ۔۔۔ نے حویلی میں۔۔ بہت ہنگامہ کیا۔۔

الفت پھر سے رونے لگی

محبوب خان زادہ کی غصے سے رگیں تن گئیں

تم فکر نہیں کرو تمہارا لالہ صرف گرجتا

ہے برستا نہیں۔۔

محبوب خان زادہ نے اسے تسلی دی

لیکن۔۔ وہ بہت۔۔ غصے میں تھے۔۔

الفت کو زرا بھی تسلی نہیں ہوئی

الفت۔۔ بس کچھ ہی گھنٹوں کی بات ہے
پھر میں تمہیں وہاں سے پورے حق سے
لے جاؤں گا تمہارا لالہ کچھ نہیں کر پائے
گا بھروسہ رکھو مجھ پر۔۔۔

محبوب خان زادہ نے الفت کو پیار سے
سمجھایا تو وہ خاموش ہو گئی

میرا نمبر کہاں سے ملا؟؟؟

محبوب خان زادہ نے الفت کا موڈ ٹھیک
کرنے کے لیے بات بدلی
وہ۔۔ روپ خانی سے لیا تھا۔۔۔

الفت نے ہونٹ کاٹتے شرما کر کہا تو
محبوب خان زادہ کو اس کی یہ نمبر والی
حرکت بہت پیاری لگی

چاہیے تھا تو مجھ سے مانگ لیتی۔۔
محبوب خان زادہ نے مسکرا کر کہا
نہیں۔۔ وہ تو۔۔ بس خانی نے۔۔ خود ہی۔۔
زبردستی دے دیا۔۔

الفت کا دل چاہ رہا تھا وہ محبوب خان زادہ
سے یو نہی باتیں کرتی رہے

ہمم۔۔۔ اب تو ڈر نہیں لگ رہا نا؟؟؟

محبوب خان زادہ نے چھیڑنے والے انداز
میں پوچھا تو الفت جھینپ گئی

میں فون بند کر رہی ہوں۔۔ الفت نے
مسکرا کر کہا

اچھا سنو تو۔۔ محبوب خان زادہ
نے جلدی سے کہا

جی۔۔۔

میرا انتظار کر رہی ہونا؟؟؟

محبوب خان زادہ نے محبت سے پوچھا

جی۔۔۔ جلدی آجائیں۔۔۔

الفت نے جلدی سے کہا اور فون بند

کر دیا محبوب خان زادہ نے گہری مسکراہٹ

سے بند ہوتے موبائل کی طرف دیکھا

نکاح کا انتظام چوہدری ثار علی نے اپنی حویلی

کے لان میں ہی کیا تھا تقریب زیادہ بڑی نہیں

تھی کچھ قریبی لوگوں کی مدعو کیا گیا تھا

اور ولیمے پر سب جو دعوت نامہ بھیج دیا گیا

تھا الفت کو مصطفیٰ کو تیار کر دیا تھا وہ وائٹ

شلوار قمیض پہنے ساتھ وائیٹ کام والی واسکٹ
پہنے چھوٹا سا شہزادہ لگ رہا تھا
الفت نے خود بھی آف وائٹ سوٹ پہنا جس پر
ہلکا سا کام ہوا تھا ہلکے سے میک اپ میں ہی
وہ بہت پیاری لگ رہی تھی
آج وہ دوسری بار دلہن بن رہی تھی جب وہ
پہلی بار دلہن بنی تو اس نے سوچا تک نہ تھا
کہ وہ کبھی دوبارہ بھی دلہن بنے گی
شہر وز سے نکاح چوہدری ثار علی نے اپنی
مرضی سے کروایا الفت نے مشرقی لڑکیوں
کی طرح چپ چاپ اپنے باپ کا مان رکھتے
نکاح کر لیا
پر شہر وز اچھا شوہر ثابت نہیں ہوا تھا اسے

صرف عورت کے جسم کی بھوک تھی اور
وہ الفت سے اپنی ہوس پوری کرتا تھا
پھر جب اس کا دل بھر گیا تو اس نے تین
لفظ بول کر الفت کو ہمیشہ کے لیے رسوا کر دیا
اس نے ایک بار بھی اپنے بچے مصطفیٰ کا
نہیں سوچا۔۔۔

پر اس دُنیا میں اگر برے لوگ ہیں تو اچھے
لوگ بھی ہوتے ہیں محبوب خان زادہ نے
آج الفت کو اپنی عزت بنانا تھا یہاں تک
کہ اس نے باپ بن کر مصطفیٰ کی بھی زمرہ
داری اٹھانی تھی

وہ پہلے دن سے ہی جان گیا تھا کہ الفت
طلاق شدہ ہے پھر بھی محبوب خان زادہ

خود کو الفت کا اسیر ہونے سے بچا نہیں سکا
وہ تو دودن میں ہی خود سے اقرار کر گیا
کہ اسے الفت سے محبت ہے
پھر محبوب خان زادہ کیسے اپنی محبت
سے دستبردار ہو جاتا

آج وہ الفت کو اپنا نام دینے آگیا تھا محبوب
خان زادہ آف وائٹ شلوار قمیض پہنے ہلکی
سی شیو میں بالوں کو جیل لگا کر ایک
سائیڈ پرسیٹ کیے ہاتھ میں برینڈڈ واچ
پہنے کسی ریاست کا شہزادہ ہی معلوم
ہو رہا تھا

خان حویلی والے پوری شان سے الفت کو
لے جانے آچکے تھے چوہدری نثار علی نے

بڑی گرم جوشی سے آگے ہو کر انہیں
خوش آمدید کہا

بالاج خانزادہ ہمیشہ کی طرح بلیک شلوار
قمیض کے ساتھ بلیک اجرک کندھوں پر
ڈالے پوری محفل کی جان لگ رہا تھا

روپ نے جان بوجھ کر بلیک سوٹ پہنا

وہ جانتی تھی بالاج خانزادہ بلیک ہی

پہنے گا تبھی اس نے بھی جان بوجھ کر

بلیک ڈریس پہنا

جس میں وہ چلتی پھرتی نظر لگ جانے

کی حد تک حسین لگ رہی تھی بالاج خانزادہ

نے اسے ایک نظر دیکھ کر نظریں موڑ لیں

نتاشہ نے جب دیکھا روپ اور بالاج خانزادہ

نے سیم کلر پہنا ہے تو اس کا خون کھول اٹھا
پر وہ ضبط کر گئی

یوسف خان زادہ اور صبا بھی ایک دوسرے
سے چپکے بیٹھے تھے یوسف خان کی ٹانگ
اب ٹھیک ہو گئی تھی وہ بنا سہارے کے چل
لیتا تھا پر پھر بھی ڈاکٹر نے اسے ابھی
زیادہ چلنے پھرنے سے منع کیا تھا
روپ جانتی تھی اس کا کھڑوس گینڈا اس
سے ناراض ہے سکون تو اسے بھی نہیں
مل رہا تھا پر وہ بھی روپ تھی اپنے کھڑوس
سیاں کو منانا خوب جانتی تھی
مصطفیٰ محبوب خان زادہ کے ساتھ بیٹھا
چھوٹی چھوٹی باتیں کر رہا تھا تبھی مولوی

صاحب آئے

خانم بی بی کے ساتھ حویلی کی عورتیں
الفت کے پاس اس کے کمرے میں موجود تھیں

خانم بی بی نے رباب کو اشارہ کیا تو اس نے

ایک سرخ دوپٹہ الفت کے سر پر ڈال دیا

الفت کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوئیں

جب سے اسے طلاق کا دھبہ لگا تھا اس نے

شوخی رنگ پہننا چھوڑ دیے تھے پر آج اس

پر محبوب خان زادہ کارنگ چڑھا دیا گیا تھا

جس میں وہ اور بھی کیوٹ لگ رہی تھی

خانم بی بی جیسے الفت کے دل کی کیفیت

سمجھ چکی تھی

پریشان مت ہو بیٹی۔۔۔ اللہ نے تمہارا اور

محبوب خان کا ساتھ لکھا تھا اور دیکھو
آج وہ وقت بھی آگیا۔۔ بس اللہ سے ہمیشہ
اتجھے کی امید رکھو۔۔۔

خانم بی بی نے الفت کے سر پر ہاتھ رکھا
تو اسے تھوڑی ڈھارس ملی
اور پھر تھوڑی دیر میں الفت مسر محبوب خان زادہ
بن گئی۔۔۔

ہر طرف ہنسی خوشی اور مبارکباد کی
آوازیں گونج رہی تھی الفت نے آنکھیں بند
کر کے ایک سکون بھر اسانس لیا
خانم بی بی کی اجازت سے الفت کو باہر
لان میں محبوب خان زادہ کے ساتھ بیٹھا
دیا گیا دونوں کے دل کی دھڑکنیں منتشر

ہو رہی تھیں جسے وہ دونوں ہی قابو کرنے
میں لگے تھے

نکاح کے بعد سب مہمان ڈنر کرنے لگے تبھی
چوہدری حسین لان میں آیا
مبارک ہو محبوب خان۔۔۔

چوہدری حسین کا لہجہ صاف ظاہر کر گیا تھا
کہ اسے اس نکاح سے کچھ خاص خوشی
نہیں ہوئی۔۔۔ خیر وہاں پر واہ کسے تھی۔۔
خیر مبارک۔۔

محبوب خان زادہ نے سنجیدگی سے کہا اور
ڈنر کرنے لگا الفت نے التجائی نظروں سے
چوہدری حسین کی طرف دیکھا
مبارک ہو گڑیا۔۔۔

چوہدری حسین نے الفت کے سر پر ہاتھ
رکھتے نم لہجے میں کہا تو الفت کھڑی
ہو کر چوہدری حسین کے سینے سے لگ گئی
وہ جیسا بھی تھا اسے اپنی بہن بے حد
عزیز تھی اور اس بات کی تو اسے بھی
تسلی تھی کہ محبوب خان زادہ الفت کو
خوش رکھے گا

اس لیے وہ بنا ہنگامہ کیے الفت کو بھائیوں
والا مان بخش رہا تھا

آپ پھر کہیں جا رہے ہیں؟؟
افت نے سراٹھا کر بھگے لہجے میں پوچھا
ہمم۔۔۔ میرے دوست باہر انتظار کر رہے
ہیں تم سے اور مصطفیٰ سے ملنے آیا تھا

مل لیا۔۔ اب چلتا ہوں۔۔

چوہدری حسین نے الفت کے سر پر نرمی سے ہونٹ رکھے اور مصطفیٰ سے مل کر

وہ حویلی کے گیٹ کی طرف آیا

پر جیسے ہی چوہدری حسین راہداری کی طرف بڑھا اسے کسی لڑکی کی کھنکتی ہنسی سنائی دی

چوہدری حسین کے قدم تھم گئے اس نے ادھر ادھر دیکھا تو روپ مصطفیٰ کے ساتھ لان میں کھیل رہی تھی

چوہدری حسین نے اتنا معصوم حسن اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں

وہ ہوس زدہ نظروں سے روپ کو سرتا

پیر دیکھنے لگا

سنو۔۔۔

چوہدری حسین نے ملازم کو اشارے سے بلایا

وہ لڑکی کون ہے؟؟

چوہدری حسین نے روپ کی طرف اشارہ کیا

وہ ہماری سردارنی ہے۔۔ سردار سائیں کی

بیوی۔۔

ملازم چوہدری حسین کی عیاش طبیعت

سے بخوبی واقف تھا اس نے چوہدری حسین

کو بتانا چاہا کہ وہ سردارنی کو گندی نظروں

سے نہ دیکھے ورنہ سردار بالاج خانزادہ

اسے دیکھنے لائق نہیں چھوڑے گا

پر چوہدری حسین کے ڈر کی وجہ سے وہ
چپ کر گیا

اسی وقت چوہدری حسین کا موبائل بجا
اس کے دوست است باہر گیٹ پر بلارہے تھے
چوہدری حسین نے روپ کو اوپر سے لے
کر نیچے تک دیکھا اور شیطانی مسکراہٹ
لیے حویلی کے گیٹ سے نکل گیا
بالاج خانزادہ کی نظریں بار بار روپ کی
طرف اٹھ رہی تھیں وہ لگ ہی اتنی خوبصورت
رہی تھی کہ بالاج خانزادہ کا دل گستاخ
ہو رہا تھا

پر وہ روپ سے ناراض تھا اس لیے ٹھنڈی
سانس بھرتے وہ اپنا دھیان ادھر ادھر کرتا

لیکن ناکام رہتا

روپ جانتی تھی بالاج خانزادہ کے دل میں
کیا چل رہا ہے اس لیے وہ جان بوجھ کر
بار بار بالاج خانزادہ کے قریب سے گزر
کر اس کا ضبط آزما رہی تھی

سنو۔۔۔

محبوب خان زادہ نے الفت کے قریب ہو کر
ہلکی سی آواز میں کہا

جج۔۔۔۔۔جی۔۔۔

افت کی ہتھیلیاں بھگنے لگیں
مصطفیٰ آج کی رات تمہارے بغیر سو
جائے گا۔۔۔

محبوب خان زادہ کی بات کا مطلب سمجھتے

الفت کا دل اسے اپنے کانوں میں دھڑکتا
سنائی دیا شرم سے وہ لال ہو گئی
بولونا۔ الفت کو چپ دیکھ محبوب خان زادہ
نے اسے ٹھوکا دیا
جج۔۔۔ جی۔۔۔

ہڑ بڑی میں الفت نے جی کہہ دیا
گڈ۔۔۔ اور تمہیں نیند تو نہیں آئی نا؟؟ مطلب
ساری رات جاگ لو گی نا؟؟
محبوب خان زادہ اپنی باتوں سے الفت
کی جان لینے کے در پر تھا
الفت اس بار بھی خاموش رہی تو محبوب
خان زادہ نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی
بتاؤنا پلیر۔۔۔

محبوب خان زادہ نے اصرار کیا تو الفت
گھبراہٹ میں پھر سے جی بول گئی
ویری گڈ۔۔۔ اچھا سنو۔۔ فکر مت کرنا اگر
میں تمہیں ساری رات جگاؤں گا تو کوئی
نہ کوئی کام کرنے کے لیے دیتا ہوں گانے
جگہ ہوگی نا تو میں تمہیں بور نہیں ہونے دوں گا
محبوب خان زادہ کی بے باک باتیں الفت
کا دل دھڑکا رہی تھیں وہ تو مصطفیٰ آگیا
تو محبوب خان زادہ خاموش ہو گیا ورنہ
اس کی کھلم کھلا باتیں سن کر الفت شرم
سے سر جھکائے جا رہی تھی
آپ نے کھانا کھالیا؟؟
نتاشہ بالاج خان زادہ سے پوچھنے آئی

تم کھاؤ میں روپ کے ساتھ کھالوں گا
بالاج خانزادہ نے بات ہی ختم کر دی
نتاشہ نے غصے سے روپ کی طرف دیکھا
جو صبا کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی
مطلب بالاج خانزادہ نے جان بوجھ کر
نتاشہ کو احساس دلایا کہ وہ روپ کو
ہی اپنی بیوی سمجھتا ہے اسے نہیں۔۔۔۔
ایسا کیا ہے اس میں جواب آپ کو مجھ
میں نہیں دکھتا؟؟
نتاشہ نے غصے سے دانت پیستے کہا تو
بالاج خانزادہ گہرا مسکرایا
مخلصی۔۔۔

میری روپ کے جو دل میں ہوتا ہے وہی

اس کی زبان پر ہوتا ہے اس کا ایک ہی
چہرہ ہے جو سب کو صاف اور شفاف
نظر آتا ہے۔۔

تم یہ مت سمجھنا میں نے رخصتی رکوادی
تو میرا دل تمہاری طرف سے نرم ہو رہا ہے
جس دن تمہارا اصلی چہرہ میرے سامنے
آگیا میں تمہیں بہت دردناک موت دوں گا
بالاج خانزادہ کا لہجہ اتنا سخت تھا کہ
نتاشہ کا دل کانپ اٹھا
آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں نے آپ سے
جھوٹ بولا ہے؟؟

نتاشہ نے بھرائی آواز میں کہا
پتا نہیں۔۔ پر میں جانتا ہوں تم کچھ نہ کچھ

مجھ سے چھپا رہی ہو۔۔ اور وہ میں بہت

جلد پتا کروالوں گا

بالاج خانزادہ نے روپ کی طرف دیکھتے

کہا جو ہنستی ہوئی اسے بے حد پیاری

لگ رہی تھی

بالاج۔۔ میں پہلے والی نتاشہ تو نہیں رہی

میرا جسم داغدار ہو چکا ہے میں جانتی

ہوں آپ اسی وجہ سے مجھ سے دور

رہتے ہیں نا۔۔

نتاشہ کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے

بالاج خانزادہ کو نتاشہ سے اس بات کی

توقع نہیں تھی اس نے حیرت سے نتاشہ

کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر افیت تھی

تم غلط سوچ رہی ہو۔۔۔ میں نے کبھی
تمہارے متعلق اتنا گھٹیا نہیں سوچا۔۔
بالاج خانزادہ کونا جانے کیوں نتاشہ کی
بات پر دکھ ہوا تھا خاص کر اس کے ساتھ
ہوئی زیادتیوں پر۔۔ لمحے میں ہی اس کا
دل نرم پڑا تھا
کوئی بات نہیں۔۔ کوئی بھی مرد ایسی
بیوی کبھی بھی قبول نہیں کرے گا جو
دو سال زیادتی کا نشانہ بنی ہو۔۔
نتاشہ نے کرب سے کہا اور جانے لگی
جب بالاج خانزادہ نے اس کا ہاتھ پکڑ
لیا اور یہی وہ لمحہ تھا جب روپ نے
غصیلی نگاہوں سے بالاج خانزادہ کے ہاتھ

کی طرف دیکھا تھا جس میں نتاشہ کا
ہاتھ تھا

نتاشہ۔۔۔ میں ایسی سوچ نہیں رکھتا اور
رہی بات تمہارے متعلق۔۔ تو میں بس
راحم شاہ کو ڈھونڈ رہا ہوں جس دن وہ
مجھے مل گیا تمہیں تمہارے متعلق بھی
فیصلہ سنا دیا جائے گا

بالاج خانزادہ اب نتاشہ کا ہاتھ چھوڑ چکا
تھا پر روپ کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی
غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا
بالاج خانزادہ کی بات پر نتاشہ خاموش
ہو گئی۔۔۔

جاؤ کھانا کھالو۔۔

بالاج خانزادہ نے نرمی سے کہا تو نتاشہ
خاموشی سے چلی گئی
اس نے روپ کی طرف دیکھا پر یہ کیا۔۔۔
روپ اب صبا کے ساتھ نہیں بیٹھی تھی
بالاج خانزادہ نے پورے لان میں ادھر ادھر
دیکھا پر روپ نہیں تھی
خانم بی بی نے چوہدری حسین سے رخصتی
کی اجازت مانگی

چوہدری حسین نے الفت کے سر پر ہاتھ رکھ
کر نرم آنکھوں سے اپنی بیٹی الفت اور مصطفیٰ
کو محبوب خانزادہ کے ساتھ رخصت کر دیا

حویلی پہنچ کر چھوٹی موٹی رسموں کے

بعد الفت کو محبوب خان زادہ کے کمرے
میں بھیج دیا گیا

افت نے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا گلاب
کے پھولوں کی خوشبو نے اس کا استقبال کیا
وہ دھنگ سی پورے کمرے کو دیکھنے لگی جو
محبوب خان زادہ نے صرف اس کے لیے بڑے
پیارے سجوایا تھا

ماما۔۔ مجھے سونا ہے۔۔

مصطفیٰ نے آکر الفت کا بازو ہلا کر کہا تو
وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی الفت نے
مصطفیٰ کو گود میں اٹھایا اور بیڈ پر لے
آئی بیڈ پر پھولوں کی پتیوں سے ہارٹ بنا
تھا الفت نے مسکرا کر سر جھٹکا اور مصطفیٰ

کو سلانے لگی

تھوڑی ہی دیر میں مصطفیٰ گہری نیند سو

چکا تھا محبوب خان زادہ کمرے میں آیا

تو مصطفیٰ سو رہا تھا اور الفت بیڈ کراؤن

سے ٹیک لگائے لیٹی تھی شاید مصطفیٰ کو

سلاتے اس کی آنکھ لگ گئی تھی

آہم۔۔۔۔۔ آہم۔۔۔

محبوب خان زادہ نے بیڈ کے قریب جا کر

گلا کھنکارا تو الفت ہڑ بڑا کرا اٹھی

میں نے کہا تھا نا میں سونے نہیں دوں گا۔۔

محبوب خان زادہ نے گھڑی اتار کر بیڈ

کی سائیڈ ٹیبل پر رکھتے شرارت سے کہا

تو الفت کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ

دوڑ گئی۔۔

اس نے ایک نظر سوئے مصطفیٰ کی طرف
دیکھا پھر ہلکی سی نظریں اٹھا کر محبوب
خان زادہ کی طرف دیکھا

جو وارڈ روب سے کچھ نکال رہا تھا تبھی
دروازے پر دستک ہوئی محبوب خان زادہ
وارڈ روب سے دروازے کی طرف بڑھا
لالہ۔۔ میں مصطفیٰ کو لینے آئی ہوں آج
مصطفیٰ میرے ساتھ سو جائے گا۔۔

روپ نے بتیسی نکال کر اپنے آنے کی وجہ
بتائی تو اندر بیٹھی الفت شرم سے رخ
موڑ گئی

محبوب خان زادہ نے روپ کو مصنوعی

گھوری دی اور دروازے سے ہٹ گیا تاکہ

وہ مصطفیٰ کو لے جائے

روپ نے مصطفیٰ کو گود میں اٹھایا اور

گڈنائٹ بول کر کمرے سے چلی گئی۔۔

محبوب خان زادہ نے دروازہ لوک کیا اور

دوبارہ وار ڈروب کی طرف بڑھا

وار ڈروب سے ایک ریڈ کلر کا باکس نکال

کر مصطفیٰ الفت کے قریب بیڈ پر بیٹھ گیا

افت کی پلکیں شرم سے لرز رہی تھیں

محبوب خان زادہ نے باکس سے رنگ نکال

کر الفت کا ہاتھ پکڑا جو کانپ رہا تھا

محبوب خان زادہ نے اس کی حالت سے

محفوظ ہوتے رنگ الفت کی انگلی میں پہنا دی

کچھ بولو گی نہیں؟؟؟

محبوب خان زادہ نے الفت کے ہاتھ پر ہونٹ
رکھتے کہا تو اپنے محرم کی طرف سے
ملنے والے پہلے لمس پر الفت کا دل زور
سے دھڑکا

آپ۔۔ کیا۔۔ سننا۔۔ چاہتے ہیں؟؟

افت کی ہتھیلیاں بھگنے لگیں

اظہار۔۔۔

محبوب خان زادہ نے الفت کا ہاتھ پکڑ

کر اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ سیدھا

اس کی گود میں گری

مجھے تمہارے منہ خود کے لیے اظہار سننا

ہے۔۔ محبوب خان زادہ نے الفت کے کان میں

مدھم سرگوشی کی توافقت کا دل پسلیاں
توڑ کر باہر آنے کو بے تاب ہوا
آپ۔۔ میری آنکھوں میں۔۔ دیکھ لیں۔۔
کہنا ضروری ہے کیا؟؟ الفت نے محبوب
خان زادہ کے کندھے پر سر رکھ کر کہا
پلیز الفت۔۔ مجھے ان ہونٹوں سے خود کے
لیے محبت بھرے الفاظ سننے ہیں۔۔
محبوب خان زادہ نے الفت کا چہرہ ہاتھوں
میں تھام کر پیار سے کہا توافقت ہلکا
سا مسکرا دی
میں آپ سے بے حد محبت کرتی ہوں۔۔ جب
آپ نے مجھ سے اپنی محبت کا اظہار کیا
میرے دل نے اسی دن چپکے سے آپ کی محبت

کو قبول کر لیا تھا میں اسی دن آپ کی
دیوانی ہو گئی تھی آپ کی باتیں، آپ کا
چہرہ مجھے پل پل آپ سے مزید محبت
کرنے پر مجبور کرتا۔۔۔

الفت نے کہتے ساتھ محبوب خان زادہ کے
چہرے پر پیار سے ہاتھ پھیرا

اور محبوب خان زادہ وہ تو آج الفت کی
اداؤں پر پاگل ہو رہا تھا
راتوں کو آپ کا مجھ سے ملنے آنا، مصطفیٰ
کے دل میں اپنی جگہ بنانا۔۔۔ میرے بار
بار انکار پر بھی ڈھیٹوں کی طرح میرے
پیچھے لگے رہنا،

الفت نے خفگی سے کہا تو محبوب خان زادہ

مسکرا دیا

کیا کرتا میری باربی ڈول۔۔ جب سے تمہاری
آنکھیں دیکھی تھی میری خود کی آنکھوں
کی نینداڑ گئی تھی

محبوب خان زادہ نے الفت کو کمر سے پکڑ
کر اپنی گود میں بیٹھایا تو الفت زرا
سابو کھلا گئی

لک۔۔ کون۔۔ باربی ڈول؟؟
افت نے تھوک نگلتے پوچھا محبوب خان زادہ
کی وارفتگیاں اس کا دل دہلا رہی تھیں
تمہیں کبھی کسی نے بتایا نہیں کہ تم
بالکل باربی ڈول لگتی ہو۔۔ محبوب خان زادہ
نے الفت کے سر سے دوپٹہ سر کا دیا

الفت مزید گھبرا گئی
وہ۔۔۔ لالہ۔۔۔ کبھی کبھار۔۔۔ گڑیا کہہ دیتے ہیں
الفت کی نگاہیں شرم سے اٹھنے سے انکاری
ہو رہی تھیں کیونکہ وہ اب محبوب خان زادہ
کے سامنے بنادو پٹے کے تھی
چوہدری حسین کے زکر پر محبوب خان زادہ
کا حلق تک کڑوا ہوا۔۔۔
اس نے مسکرا کر سر جھٹکا اور الفت کی
قمیض کی زپ کھولنے لگا
جس سے الفت کے دماغ میں دھماکے ہونے
شروع ہو گئے اس نے نم آنکھیں اٹھا کر
محبوب خان زادہ کی طرف دیکھا اور
اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے

کیا محبوب خان زادہ اس اچانک حملے
کے لیے تیار نہیں تھا اس لیے وہ زرا سا
پیچھے گرا تو الفت فوراً اس کی گود
سے اٹھ کر بیڈ کراؤن سے لگ گئی
محبوب خان زادہ نے حیرت سے الفت کی
طرف دیکھا جو خود میں سمٹی رو
رہی تھی

افت۔۔ کیا ہوا؟؟ محبوب خان زادہ نے
پریشانی سے پوچھا بھی تو وہ شرما
کر محبوب خان زادہ سے محبت کا اظہار
کر رہی تھی اور اب بنا کسی بات کے رونے لگی
آپ۔۔ پلیز۔۔ مجھ سے دور۔۔ رہیں۔۔
افت نے زار و قطار روتے کہا تو محبوب

خانزادہ کو اس کے کہے الفاظوں سے زیادہ
اس کے آنسوؤں پر تکلیف ہونے لگی
الفت۔۔۔ خاموش ہو جاؤ۔۔۔ کیوں رو
رہی ہو؟؟؟

محبوب خان زادہ اس کے آنسوؤں پر تڑپ اٹھا
الفت نے پاس پڑا دوپٹہ اٹھایا اور خود
پر پھیلا لیا محبوب خان زادہ نے اس
کی اس حرکت کو حیرت سے دیکھا
الفت۔۔۔ کچھ تو بولو۔۔۔

محبوب خان زادہ نے ہاتھ بڑھا کر الفت کے
آنسو صاف کرنے چاہے پر الفت نے اس
کا ہاتھ جھٹک دیا محبوب خان زادہ کی
سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ کیوں ایسے

ری ایکٹ کر رہی ہے
آپ۔۔۔ پلیز۔۔۔ مجھ سے۔۔۔۔۔ دور رہیں۔۔۔
الفت نے ہچکی لیتے کہا تو محبوب خان زادہ
نے اسے سنجیدگی سے دیکھا
ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں تم ریلیکس ہو جاؤ
محبوب خان زادہ نے گہرا سانس لیتے کہا
اور بیڈ سے اٹھ کر ٹیرس پر آگیا
الفت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اس
کی سسکیاں محبوب خان زادہ کو ٹیرس
تک سنائی دے رہی تھیں وہ نہیں جانتا تھا
الفت کیوں رو رہی ہے پر کوئی تو بات تھی
جو اسے تنگ کر رہی تھی
ایک گھنٹہ یو نہی گزر گیا محبوب خان زادہ

دوبارہ کمرے میں نہیں گیا الفت کی سسکیاں
بھی اب کم ہو گئی تھیں

اچانک ہی الفت کو احساس ہوا کہ وہ محبوب
خانزادہ کے ساتھ برا پیش آئی ہے اگر اس
کا ماضی سیاہ تھا تو اس میں محبوب

خانزادہ کا کیا قصور تھا وہ تو اسے سچی

محبت دے کر اپنی عزت اپنی محرم بنا کر

لایا تھا اور الفت اس کے ساتھ کتنا برا

کر گئی تھی

افت آنسو پونچھتے آہستہ سے بیڈ سے اٹھی

اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ٹیرس کی طرف

بڑھی محبوب خانزادہ کی الفت کی طرف

پشت تھی پر پھر بھی آہٹ سے اسے محسوس

ہو گیا کہ الفت اس کے پیچھے کھڑی ہے
محبوب خان زادہ نے سنجیدگی سے پیچھے
مڑ کر دیکھا تو الفت سر جھکائے کھڑی تھی
آنکھیں رونے کے باعث سوج گئی تھیں
تم ریست کرو میں تھوڑی دیر میں آجاتا
ہوں۔۔ محبوب خان زادہ نے سنجیدگی سے
کہا اور رخ موڑ لیا

افت دو قدم چل کر محبوب خان زادہ کے
پیچھے کھڑی ہوئی

مم۔۔ مجھے۔۔ ڈر لگ۔۔ رہا ہے۔۔

افت نے بھرائی آواز میں کہا تو محبوب

خان زادہ گہرا سانس لیتے مڑا اور بنا الفت

کی طرف دیکھے کمرے میں آگیا

الفت نے پریشانی سے محبوب خان زادہ کی
پشت کو دیکھا وہ گھبراہٹ سے اپنے ہاتھ
کی انگلیاں آپس میں الجھانے لگی
محبوب خان زادہ نے ایک تکیہ پکڑا اور
صوفے پر لیٹ کر آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا
الفت کمرے میں آئی تو محبوب خان زادہ
کو صوفے پر لیٹا دیکھ اسے شرمندگی کا
احساس ہوا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم چلتی محبوب خان زادہ
کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی
آپ۔۔ بیڈ پر۔۔ سو جائیں پلیز۔۔
الفت نے منمنا کر کہا تو محبوب خان زادہ
نے غصے سے تکیہ پکڑا اور بیڈ پر پٹک کر

سونے کے لیے لیٹ گیا الفت کے گلے میں
گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی

محبوب خان زادہ کافی غصے میں لگ رہا تھا
افت بیڈ کی دوسری سائیڈ پر آ کر لیٹی
تو محبوب خان زادہ اس سے رخ موڑ کر
لیٹ گیا الفت کی آنکھوں میں پھر سے جگنو
چمکنے لگے۔۔۔

وہ جانے انجانے محبوب خان زادہ کا دل
دکھا بیٹھی تھی الفت آہستہ سے اٹھی اور
محبوب خان زادہ کے کندھے پر سر رکھ
کر سسکنے لگی۔۔

محبوب خان زادہ گھبرا کر اٹھا اور الفت
کی طرف دیکھنے لگا پر الفت ایک سیکنڈ

کی دیر کیے بغیر محبوب خان زادہ کے سینے
سے لگ گئی اور اسی پل محبوب خان زادہ
نرم پڑ گیا۔۔

الفت۔۔ کیوں مجھے خود سے دور کر رہی
ہو۔۔ جو بات ہے پلیز بتا دو۔۔ میں نہیں رہ
سکتا تم سے دور۔۔

محبوب خان زادہ نے الفت کا بھیگا چہرہ
ہاتھوں میں تھام کر بے بسی سے کہا
اگر۔۔ آپ میرا۔۔ جسم۔۔ دیکھیں گے۔۔ تو
آپ کو۔۔ مجھ سے۔۔ کراہیت محسوس۔۔ ہوگی۔۔
الفت نے روتے ہوئے کہا تو محبوب خان زادہ
نے نا سمجھی سے الفت کی طرف دیکھا
ایسا کیوں بول رہی ہو؟؟ میں تم سے

محبت کرتا ہوں مجھے تمہارے جسم سے

کراہیت کیوں محسوس ہوگی۔۔

محبوب خان زادہ نے الفت کے آنسو

صاف کرتے کہا

کیونکہ۔۔ میرے جسم پر۔۔ جگہ جگہ۔۔

نشان ہیں۔۔

افت نے آنکھیں بند کر کے کرب سے کہا

تو محبوب خان زادہ کے زہن میں جھماکا ہوا

سکول میں مصطفیٰ نے محبوب خان زادہ

کو بتایا تھا کہ شہروز کیسے کیسے الفت

کو افیت دیتا تھا

محبوب خان زادہ نے گہرا سانس لیا اور الفت

کے چہرے پر اپنے ہونٹ رکھنے لگا

الفت کا پورے چہرے پر محبوب خان زادہ

محبت بھرے بوسے دے رہا تھا

آج سے تمہارے جسم پر نشان نہیں محبوب

خان زادہ کی محبت کی مہریں ہوں گی

جنہیں دیکھ کر تم روؤں گی نہیں بلکہ شرم

سے اپنے ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپاؤ گی

محبوب خان زادہ نے الفت کا دوپٹہ اتار

کر دور پھینکا اور اس کی شہ رگ پر شدت

سے ہونٹ رکھے

الفت محبوب خان زادہ کی اتنی بے باک

بات پر ابھی سے شرم سے لال ہو گئی تھی

محبوب خان زادہ نے الفت کو کپڑوں سے

آزاد کرتے الفت کے جسم پر اپنی محبت

کی چھاپ چھوڑنے لگا اس کے لمس میں
محبت اور نرمی محسوس کرتے الفت نے
خود کو محبوب خان زادہ کے حوالے کر دیا

روپ مصطفیٰ کو اپنے کمرے میں لے آئی اسے
بیڈ پر لیٹا کر روپ غصے سے اپنے کمرے سے
نکلی اس کا رخ بالاج خان زادہ کے کمرے کی
طرف تھا۔۔۔

بالاج خان زادہ وارڈ روپ سے نائٹ ڈریس نکال
رہا تھا ناشہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی
اپنی جیولری اتار رہی تھی جب روپ بنانوک
کیے تن فن کرتی اندر آئی
بالاج خان زادہ نے چونک کر دروازے کی سمت

دیکھانتاشہ بھی مرر سے دروازے کی جانب
دیکھنے لگی روپ تن فن کرتی بالاج خانزادہ
کی طرف بڑھی اس کا ہاتھ پکڑا اور تیز قدم
لیتی کمرے سے بالاج خانزادہ کو لیے نکل گئی
نتاشہ نے مڑ کر روپ کی طرف دیکھا اور
دیکھتی ہی رہ گئی

وہ آندھی کی طرح آئی اور طوفان کی طرح
بالاج خانزادہ کا ہاتھ پکڑے چلی گئی
غصے اور جلن سے نتاشہ کا برا حال ہو گیا
اس نے غصے سے اپنے ایئر رنگ اتار کر زمین
پر مارے اور ہانپنے لگی
بالاج خانزادہ مسکرا کر روپ کے پیچھے کھینچتا
چلا جا رہا تھا روپ اس کا ہاتھ پکڑے اسے

اپنے کمرے میں لائی مصطفیٰ بیڈ پر سو
رہا تھا روپ سیدھا بالاج خانزادہ کو ڈریسنگ
روم لے گئی اس نے ڈریسنگ روم کا دروازہ
بند کر کے بالاج خانزادہ کو دروازے کے ساتھ
پن کیا اور غصے سے بالاج خانزادہ کو گھورنے لگی
اسی ہاتھ سے آپ نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑا
تھانا؟؟؟

روپ نے بالاج خانزادہ کا بایاں ہاتھ پکڑ کر
اس کی آنکھوں کے سامنے کیا تو بالاج خانزادہ
کے زہن میں ایک دم کلک ہوا اسے فوراً یاد
آگیا آج نکاح کے فنکشن میں اس نے نتاشہ
کا ہاتھ پکڑا تھا

بالاج خانزادہ نے روپ کی طرف دیکھا جو

غصے اور سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہی

تھی بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیا

روپ وہ دراصل۔۔۔

آاااا۔۔۔۔

اس سے پہلے بالاج خانزادہ بے چارہ اپنی

صفائی میں کچھ کہتا روپ نے پوری طاقت

سے اس کے ہاتھ پر دانت گاڑ دیئے

درد کی شدت سے بالاج خانزادہ کے منہ

سے سسکی نکلی۔۔۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی اس لڑکی کو چھونے

کی؟؟ بولیں۔۔

روپ جنونی انداز میں کہتے پھر سے بالاج

خانزادہ کے ہاتھ پر اسی جگہ دانت گاڑ چکی تھی

بالاج خانزادہ نے آنکھیں بند کر کے درد کو
برداشت کیا۔۔

آج وہ پہلی بار روپ کا جنونی انداز دیکھ
رہا تھا۔۔۔

روپ نے تیسری بار اتنی زور سے دانت گاڑھے
کہ بالاج خانزادہ کے ہاتھ پر سرخ نشان ابھرے
کیا ہوا؟؟ درد ہو رہا ہے؟؟
بالاج خانزادہ چپ چاپ آنکھیں بند کیے روپ
کی سزا سہہ رہا تھا

روپ کے پوچھنے پر بالاج خانزادہ ہلکا سا
مسکرایا۔۔۔

اس سے زیادہ مجھے درد ہوا جب آپ نے
اس لڑکی کو چھوا۔۔۔

روپ نے روتے ہوئے بالاج خانزادہ کو اپنے

دل کی کیفیت بتائی

بالاج خانزادہ نے روپ کے آنسو صاف کرنے

چاہے پر روپ نے غصے سے ہاتھ جھٹک دیا

ہاتھ مت لگائیں مجھے۔۔ کچھ نہیں لگتی

میں آپ کی۔۔

روپ نے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف

کرنے چاہے

بالاج خانزادہ کو اس وقت روپ بے حد پیاری

لگ رہا تھا روپ کا جنونی انداز بالاج خانزادہ

کو اچھا لگ رہا تھا

بالاج خانزادہ نے سر زرا سا جھکا کر روپ کے

ہونٹ اپنی دسترس میں لینے چاہے پر روپ

نے بالاج خانزادہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر

اسے پیچھے کیا

پہلے بتائیں آپ نے کیوں اسے چھوا؟؟؟

روپ نے بالاج خانزادہ کا کالر مٹھیوں میں

پکڑ کر غصے سے پوچھا

آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔۔۔

بالاج خانزادہ تو روپ کے انداز پر پاگل ہو رہا

تھا وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا روپ

اس کے لیے اس قدر پوزیسیو ہے

آپ کو لگتا ہے میں آئندہ آپ کو ایسا کچھ بھی

کرنے دوں گی؟؟؟

روپ نے الٹا بالاج خانزادہ سے سوال کیا

نہیں۔۔۔ تم جیسا چاہو گی ویسا ہی ہو گا بس

ایک بار مجھے تمہارے ہونٹوں کو چھونے دو۔۔۔
بالاج خانزادہ نے بھاری گھمبیر آواز میں کہتے
روپ کے نچلے ہونٹ کو شہادت کی انگلی
سے چھوا۔۔

بالاج خانزادہ کی بات پر روپ نے بالاج خانزادہ
کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا
اور پورے چہرے کو دیوانہ وار چومنے لگی۔۔۔
آخر میں روپ نے اپنے ہونٹ بالاج خانزادہ
کے ہونٹوں پر رکھ دیئے تو بالاج خانزادہ
نے روپ کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے
ساتھ لگایا اور بے باکی سے اس کے ہونٹوں
کا جام پینے لگا

روپ بھی جنونیت سے بالاج خانزادہ کے

ہو نٹوں پر اپنا غصہ نکالنے لگی بالاج خانزادہ

اسے اپنی منمائی کرنے دے رہا تھا

روپ نے بالاج خانزادہ کے ہونٹوں کو چھوڑا

اور اس کی تھوڑی سے ہوتی گردن پر آئی

ساتھ ساتھ وہ بالاج خانزادہ کی قمیض کے

بٹنز بھی کھول رہی تھی

روپ بالاج خانزادہ کے برہنہ سینے پر دیوانہ

وار ہونٹ رکھ رہی تھی۔۔۔

روپ۔۔ میں بہک رہا ہوں۔۔۔

بالاج خانزادہ نے مدہوش ہوتے بے بسی سے کہا

تو روپ بالاج خانزادہ کے سینے پر سر رکھ

کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

بالاج خانزادہ ایک دم پریشان ہو گیا۔۔

روپ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟ کبھی جنون دکھاتی
ہو کبھی محبت تو کبھی آنسو بہاتی ہو۔۔۔
تمہارے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں۔۔
بالاج خانزادہ نے روپ کا آنسوؤں سے ترچہ
تھام کر بے بسی سے کہا

بالاج۔۔۔ آپ صرف میرے ہیں۔۔۔ میں آپ
کو کبھی کسی کو نہیں دے سکتی۔۔۔ میں
آپ کو کبھی نہیں بانٹ سکتی۔۔۔ جب وہ
چلی گئی تھی تو اب واپس کیوں آئی ہے۔۔
اگر وہ نہ جاتی تو میں کبھی بھی آپ کی
زندگی میں نہ آتی۔۔۔ لیکن وہ آپ کو چھوڑ
کر چلی گئی تھی اب کیوں آگئی وہ آپ کو
مجھ سے چھیننے۔۔۔ مجھ سے برداشت نہیں

ہو رہا۔ وہ آپکے ساتھ آپ کے کمرے میں
موجود ہے وہ آپ کی طرف بے باکی سے
دیکھتی ہے جان بوجھ کر میرے سامنے
آپ سے بات کرتی ہے۔۔ آپ کوئی فیصلہ
کیوں نہیں کرتے۔۔ میرا ضبط جواب دے
رہا ہے مجھ سے مزید برداشت نہیں ہو رہا
آپ کی قسم میں خود کو کچھ کر لوں گی
روپ ہچکیوں سے روتے ہوئے پاگل ہو رہی
تھی اور بالاج خانزادہ ساکت کھڑا روپ
کی باتیں سن رہا تھا اس کی روپ اس قدر
تکلیف میں تھی اسے اب اندازہ ہو رہا تھا
بالاج خانزادہ نے روپ کو مضبوطی سے
خود میں بھینچ لیا

روپ کی ہچکیاں اب بھی جاری تھی
بالاج خانزادہ سے تو بولا ہی نہیں جا رہا تھا
اس کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے جنہیں بول
کر وہ روپ کی تکلیف کم کرتا
کیونکہ روپ کی تکلیف اس کا درد اب بالاج
خانزادہ کے الفاظوں سے ختم نہیں ہونا تھا
بالاج خانزادہ نے منٹوں میں فیصلہ کیا تھا
اسے اب کیا کرنا ہے
وہ روپ کو مزید درد نہیں دے سکتا تھا
روپ آہستہ سے بالاج خانزادہ سے الگ ہوئی
اور اس کے دونوں ہاتھ تھامے
دائیں ہاتھ پر چوٹ لگی تھی جو بالاج خانزادہ
نے روپ کو تھپڑ مار کر خود کو سزا

دی تھی اور بائیں ہاتھ پر روپ کے دانتوں

کے نشان تھے

روپ نے بالاج خانزادہ کے دونوں ہاتھ پر

ہونٹ رکھے۔۔۔

یہ تکلیف کچھ بھی نہیں ہے روپ۔۔ جس

تکلیف سے تم گزر رہی ہو وہ اس سب سے

زیادہ ہے۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے آنسو صاف کرتے

دھیمی آواز میں کہا

آپ کو پتا ہے مجھ سے سہا نہیں جا رہا پر

پھر بھی میں آپ کی خاطر سہہ رہی ہوں

روپ کی ہری آنکھوں میں شکوے تھے

روپ میں تمہیں مزید سہنے نہیں دوں گا

کل یوسف اور محبوب خان کا ولیمہ ہو
جانے دو میں پھر سب ٹھیک کر دوں گا۔
تمہیں مجھ پر بھروسہ ہے نا؟؟؟
بالاج خانزادہ نے مان سے پوچھا تو روپ
نے بھیگی آنکھوں سے مسکرا کر بالاج خانزادہ
کے ہونٹوں پر جسارت کی
آئی لوپو روپ۔۔۔
آئی ریلی لوپو۔۔۔
بالاج خانزادہ نے روپ کو خود میں بھینچتے کہا
آئی لوپو ٹو بالاج۔۔۔
روپ اور بالاج خانزادہ دونوں جنونی انداز
سے ایک دوسرے کو گلے لگائے محبت کا اظہار
کر رہے تھے۔

بالاج خانزادہ نے روپ کو گھما کر جھٹکے سے

دروازے سے پن کیا اس کا دوپٹہ اتار کر

سائیڈ پر اچھالا اور روپ کی دھڑکنوں کے

مقام پر شدت سے ہونٹ رکھنے لگا

روپ بالاج خانزادہ کو اس کی منمائیاں

کرنے دے رہی تھی جیسے تھوڑی دیر پہلے

بالاج خانزادہ اسے اپنی منمائیاں کرنے دے

رہا تھا

بالاج خانزادہ نے روپ کو جھٹکے سے گھمایا

اب روپ کی بالاج خانزادہ کی طرف پشت

تھی بالاج خانزادہ نے روپ کے بال گردن سے

پیچھے کیے اور جھٹکے سے اس کی کُرتی

کی ڈوری توڑ کر روپ کی گردن پر بوسوں

کی بو چھاڑ کرنے لگا
روپ کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی
کیونکہ بالاج خانزادہ کی بے باکیاں بڑھ رہی
تھیں روپ تو بالاج خانزادہ پر اپنی شدتیں
عمیاں کرنے برا پھنسی۔۔۔

بب۔۔ بالاج۔۔

روپ نے گہرے سانس لیتے کہا
ہمم۔۔۔ بالاج خانزادہ روپ کا رخ اپنی طرف
موڑا اور اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں
میں اپنی انگلیاں پھنسا کر دروازے کے ساتھ
دائیں بائیں دونوں ہاتھ پن کر کے اس کے
ہونٹوں پر جھک گیا

اب روپ کیا بولتی جب ہونٹ ہی بالاج خانزادہ

نے اپنے ہونٹوں میں لے کر انہیں لاک کر دیا تھا
وہ تو بھلا ہو موبائل کا جونج اٹھا۔

بالاج خانزادہ نے آہستہ سے روپ کے ہونٹوں
سے اپنے ہونٹ ہٹائے اور پاکٹ سے موبائل
نکال کر دیکھا

حشمت علی کا فون تھا روپ نے گہرا سانس
خارج کیا اور دل ہی دل میں حشمت علی
کا شکریہ ادا کیا جس نے فون کر کے روپ
کو آزادی دلوا دی تھی ورنہ بالاج خانزادہ
تو روپ کی جان لینے کے درپہ تھا
رات کے بارہ بجے حشمت علی کی کال دیکھ
کر بالاج خانزادہ کے دماغ میں کلک ہوا اس
نے فوراً کال ریسیو کر لی

بولو حشمت علی۔۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے گیلے ہونٹوں پر

انگوٹھا پھیرتے کہا

گستاخی معاف سردار سائیں۔۔ ضروری بات ہے

حشمت علی نے ڈرتے ڈرتے کہا

بولو۔۔ کیا بات ہے؟؟

بالاج خانزادہ نے سنجیدگی سے پوچھا

سردار سائیں فون پر بات بتانے والی نہیں ہے۔۔

حشمت علی نے جھجھکتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے دس منٹ میں آرہا ہوں۔۔

بالاج خانزادہ نے کہتے ہی فون بند کر دیا

اجازت؟؟

بالاج خانزادہ نے روپ کے گال پر ہونٹ رکھتے

محبت سے پوچھا تو روپ نے مسکرا کر سر

ہلا دیا

بالاج خانزادہ نے جلدی سے شیشے کے سامنے

کھڑے ہو کر اپنی قمیض کے بٹن بند کیے

بالوں کو اچھے سے سیٹ کر کے اس نے روپ

کے ماتھے پر ہونٹ رکھے اور حویلی کے مین

گیٹ کی طرف آگیا

بولو حشمت علی کیا خبر ہے؟؟

بالاج خانزادہ نے حشمت علی کو دیکھتے ہی

پوچھا اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا بات راحم شاہ

کے متعلق ہے۔۔

سردار سائیں۔۔۔ راحم شاہ ہماری قید میں

آچکا ہے۔۔

حشمت علی کے بتانے پر بالاج خانزادہ کے

چہرے پر مسکراہٹ ابھری

بہت اچھی خبر سنائی ہے تم نے۔۔ کب تک

لا رہے ہو اسے میرے سامنے؟؟

بالاج خانزادہ نے پر سوچ انداز میں پوچھا

پر سوں وہ آپ کے قدموں میں ہو گا۔۔

حشمت علی کے کہنے پر بالاج خانزادہ کی

مسکراہٹ گہری ہوئی

ہمم۔۔ یاد رہے حویلی میں کسی کو بھی پتا

نہیں چلنا چاہیے خاص کر میری سردارنی کو۔۔

بالاج خانزادہ نے حکمیہ لہجے میں کہا تو

حشمت علی نے فوراً سرہاں میں ہلا دیا

بالاج خانزادہ نے اسے جانے کا اشارہ کیا تو

وہ چلا گیا

کل تمہاری اس حویلی میں آخری رات ہوگی
نتاشہ۔۔ مجھ سے دھوکا کرنے والوں کو میں
اتنی آسانی سے جانے نہیں دیتا۔ میں نے تم
سے محبت کی تم سے نکاح کر اور تم مجھے
ٹھوکر مار کر چلی گئی۔ اب میں تمہیں بتاؤں
گا تکلیف اور درد کسے کہتے ہیں۔۔
بالاج خانزادہ کی آنکھوں میں خون اتر
رہا تھا ضبط سے وہ لب بھینچے اپنے
دماغ میں نتاشہ کا انجام سوچ رہا تھا
اتنے دنوں سے بالاج خانزادہ اسے اپنی حویلی
اور اپنے کمرے میں برداشت کر رہا تھا
کل اس کی برداشت ختم ہونے والی تھی

کیونکہ کل نتاشہ اپنے انجام کو پہنچنے والی
تھی وہ قصور وار ہے یا نہیں۔۔۔

یہ تو راحم شاہ ہی بتانے والا تھا پر بالاج
خانزادہ نے سوچ لیا تھا وہ ہر حال میں
اسے طلاق ہی دے گا کیونکہ وہ دو سال
پہلے خود اسے چھوڑ کر گئی تھی اور سب
سے بڑی بات وہ بالاج خانزادہ کے بچے
کو دنیا میں آنے سے پہلے ہی مار چکی تھی
اس لیے بالاج خانزادہ اسے بخشنے کا
کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا

اس وقت بالاج خانزادہ کے چہرے پر جتنی
سختی تھی اور تھوڑی دیر پہلے وہ روپ
سے جس قدر محبت اور نرمی سے بات

کر رہا تھا کوئی نہیں کہہ سکتا تھا یہ وہی
بالاج خانزادہ ہے جو ابھی تھوڑی دیر پہلے
روپ پر محبتیں اور شدتیں لٹا رہا تھا
بالاج خانزادہ کمرے میں آیا تو نتاشہ سو
چکی تھی وہ ایک نظر اس پر ڈال کر
اپنا نائٹ ڈریس لیے باتھ لینے چلا گیا
روپ بھی بالاج خانزادہ کے جانے کے بعد
چینج کر کے سونے کے لیے لیٹ گئی
وہ بہت خوش تھی کیونکہ بالاج خانزادہ
نے کل ولیمے کے بعد نتاشہ کا فیصلہ کر
دینا تھا

پر یہ خوشی چند پلوں کی ہی تھی کیونکہ
محبت نے ابھی ان دو دیوانوں کے اور

امتحان لینے تھے

صبح محبوب خان زادہ کی آنکھ الفت کی
سانسوں کی تپش سے کھلی جو اس کے
ساتھ چپک کر اس کی گردن میں منہ چھپائے
سکون سے سو رہی تھی
محبوب خان کی زندگی کی یہ سب سے
خوبصورت صبح تھی
باربی ڈول اٹھ جاؤ۔۔۔

محبوب خان زادہ الفت کے کان میں سرگوشی کی
تو الفت نے کسمسا کر ہلکی سی آنکھیں
کھول کر بھرپور مسکراہٹ سے محبوب
خان زادہ کی طرف دیکھا

آپ کو پتا ہے بہت عرصے بعد میں آج سکون
سے سوئی ہوں۔۔۔

الفت نے محبوب خان زادہ کے برہنہ سینے
پر سر رکھ کر صاف گوئی کی
الفت میں تم سے وعدہ کرتا ہوں میں تمہیں
اتنی محبت دوں گا کہ تم پچھلے سارے
درد بھول جاؤ گی۔۔۔

محبوب خان زادہ زرا سا سر نیچے کر کے
اس کے ماتھے پر لب رکھے
میں بھی آپ سے وعدہ کرتی ہوں میں
ہمیشہ آپ سے وفادار رہوں گی کیونکہ
میری زندگی میں آپ پہلے مرد ہیں جس
سے مجھے محبت ہوئی ہے جس پر میرا

دل چاہا میں اعتبار کروں، جس کے سنگ
زندگی کے پل گزاروں۔۔ میں نہیں جانتی
شادی کے بعد خوشیوں بھری زندگی
کیسی ہوتی ہے کیونکہ میں نے شادی کے
بعد خوشی دیکھی ہی نہیں۔۔
افت بات کرتے دکھی ہو گئی۔۔
لیکن میں آپ کے ساتھ اپنی ہر خوشی
جینا چاہتی ہوں آپ مجھے کبھی بھی
خود سے الگ مت کیجئے گا کیونکہ میں
آپ سے بہت محبت کرتی ہوں
افت نے کھلے الفاظوں میں محبوب
خانزادہ سے اپنی محبت کا اظہار کیا
تو محبوب خان زادہ اندر تک سرشار ہوا

اس نے الفت کی کمر پر بازوؤں کا گھیرا
تنگ کر کے اسے خود میں بھینچ لیا

آج ان چاروں کا ولیمہ تھا صبا نے اپنے
ولیمے کے لیے لہنگا بنوایا تھا کیونکہ اس
کا کہنا تھا اس نے اپنی شادی پر لہنگا پہننا
ہی نہیں۔۔۔

اس لیے یوسف خان زادہ نے اپنی جان کے
لیے خوبصورت سا سکاے بلیو کلر کا لہنگا
لیا تھا جو بے حد خوبصورت تھا

تھوڑی دیر میں چوہدری ثار علی نے الفت
کا ناشتہ رسم کے طور پر لے آنا تھا
افت ریڈ کلر کے ہلکے سے کا مدار سوٹ

میں کھلی کھلی بہت پیاری لگ رہی تھی

محبوب خان زادہ کی محبت کا رنگ اس

پر خوب چڑھا تھا

خانم بی بی اس کے واری صدقے جا رہی تھیں

مصطفیٰ کو روپ نے الفت کے اٹھنے

سے پہلے ہی ناشتہ کروا دیا تھا مصطفیٰ

پوری حویلی میں چہک رہا تھا اس کی

چھوٹی چھوٹی باتوں اور کھلکھلاہٹوں

سے خان حویلی میں رونق ہو گئی تھی

چوہدری ثار علی ناشتہ لے آئے تو سب

نے ایک ساتھ ڈاننگ ٹیبل پر بیٹھ کر

کافی خوشگوار ماحول میں ناشتہ کیا

روپ آج بالاج خان زادہ کے ساتھ والی کرسی

پر بیٹھی تھی اور ناشہ ان دونوں کے سامنے
والی کر سی پر۔۔۔

ناشتے کے دوران روپ جان بوجھ کر کبھی
بالاج خانزادہ کے کپ سے چائے پینے
لگتی تو کبھی بالاج خانزادہ کی حلوے

والی پلیٹ سے اس کا جو ٹھاچھا اٹھا
کر حلوہ کھانے لگتی

ناشہ اس کی حرکتیں دیکھ اندر ہی اندر
سلگ رہی تھی جبکہ بالاج خانزادہ اس کی
معصوم حرکتوں پر فدا ہو رہا تھا

ناشتے کے بعد سب ولیمے کی تیاریوں میں
مصروف ہو گئے حویلی کی عورتوں کو
تیار کرنے شہر سے بیوٹیشنز بلائی گئی

تمہیں محبوب خان زادہ نے تو ناشتے کے
بعد مہندی والی بھی بلالی تھی کیونکہ
وہ کل رات الفت کے خالی ہاتھ دیکھ چکا
تھا الفت محبوب خان زادہ کی اس حرکت
پر مسکرا کر رہ گئی
افت مہندی لگوانے میں مصروف ہو گئی
اور بالاج خان زادہ اور روپ مصطفیٰ کے
ساتھ کھینے لگی
تمہیں مہندی نہیں لگوانی؟؟
بالاج خان زادہ نے مصطفیٰ کے ساتھ کھیلتی
روپ سے پوچھا
اگر میری رخصتی ہوتی تو ضرور لگواتی۔۔
روپ نے خفگی سے کہا تو بالاج خان زادہ نے

گہرا سانس لیا

اچھا ٹھیک ہے تم میرا نام اپنے ہاتھ پر
لکھو الو۔۔

بالاج خانزادہ نے معصوم سامنہ بنا کر کہا
میں تو نہیں لکھوا رہی۔۔

روپ نے صاف انکار کر دیا
کیوں؟؟

بالاج خانزادہ نے حیرت سے پوچھا
میری مرضی۔۔

روپ نے کندھے اچکا کر لاپرواہی سے کہا
تمہاری مرضی کی ایسی کی تھی۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کو گھورا
چلو میرا نام لکھو الو۔۔

بالاج خانزادہ روپ کا ہاتھ کھینچ کر اسے
مہندی والی کے پاس لے گیا
سنو۔۔۔ ان کے ہاتھ پر میرا نام لکھ دو۔۔۔
مہندی والی الفت کو مہندی لگا رہی تھی
جب بالاج خانزادہ نے حکم جاری کیا
افت نے سر نیچے کر کے اپنی ہنسی دبائی
کیونکہ مہندی والی حیرت سے منہ کھولے
سردار بالاج خانزادہ کی طرف دیکھ رہی تھی
یہ اسی گاؤں کی لڑکی تھی اور اپنے سفاک
سردار کو اپنی بیوی سے محبت کرتا دیکھ
وہ حیرت میں مبتلا ہو چکی تھی
روپ نے مسکرا کر اپنا ہاتھ آگے کر دیا تو مہندی
والی نے بڑے ہی پیارے انداز میں بالاج خانزادہ

کانام روپ کی ہتھیلی پر لکھ دیا

خوش؟؟

روپ نے ہتھیلی بالاج خانزادہ کی آنکھوں کے

سامنے کرتے پوچھا

ہمم۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔

بالاج خانزادہ نے مسکرا کر کہا اور چلا گیا

سنو تم حیرت کے سمندر سے نکل آؤ۔۔۔

وہ اس وقت میرے بالاج ہیں آپ لوگوں کے

گاؤں کے سردار نہیں۔۔۔

روپ نے مہندی والی کاندھا ہلا کر کہا

جو منہ کھولے بالاج خانزادہ کو ہنستے ہوئے

دیکھ رہی تھی

کیونکہ اس گاؤں میں کبھی کسی نے سردار

بالاج خانزادہ کو ہنستے نہیں دیکھا تھا

جی۔۔۔بی بی جی۔۔۔

اس لڑکی نے ہڑ بڑا کر کہا اور الفت کو مہندی

لگانے لگی۔۔۔

الفت نے مسکرا کر سر جھٹکا اسے روپ

کافی شرارتی اور پیاری لگی تھی

ولیمے کا فنکشن شہر میں شادی ہال میں

ارینج کیا گیا تھا جو شام سات بجے شروع

ہو جانا تھا

دونوں دلہنوں کو بیوٹیشنز ان کے کمروں میں

تیار کر رہی تھیں روپ نے کہا کہ وہ خود

ہی تیار ہوگی وہ آج پھر سے

بڑے دھڑلے سے بالاج خانزادہ کے کمرے سے
اس کاڈریس لے آئی جو اس نے ولیمے پر
پہننا تھا ناشہ تو اس کی حرکتوں پر بڑی
مشکل سے ضبط کر رہی تھی

روپ نے بالاج خانزادہ کے کپڑے اپنے کمرے
میں رکھے اور تیار ہونے لگی جتنا اس نے
برداشت کرنا تھا وہ کر چکی

اس نے فیصلہ کر لیا تھا وہ اب بالاج خانزادہ
پر اپنے حق جمائے گی بالاج خانزادہ کے نمبر
پر میسیج کر کے اس نے اسے انفارم کر دیا کہ
اس کاڈریس میرے کمرے ہے اور خود ڈریسنگ
روم میں چینج کرنے چلی گئی

بالاج خانزادہ نے میسیج سین کر کے مسکرا

کر سر جھٹکا اور سیدھا روپ کے کمرے
میں آگیا روپ ڈریسنگ روم میں تھی۔۔۔
بالاج خانزادہ نے اپنی اجرک اتار کر صوفے پر
رکھی اور باتھ لینے چلا گیا
روپ چینج کر کے باہر آئی تو بالاج خانزادہ
کی صوفے پر اجرک پڑی تھی واش روم
سے پانی کی آوازیں آرہی تھیں
روپ مسکرا کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے
کھڑی ہو کر بالوں میں برش کرنے لگی
تبھی بالاج خانزادہ ٹاول لپیٹ کر واش
روم سے نکلا۔۔۔
روپ نے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا
استغفرُ اللہ۔۔۔

روپ نے جھٹکے سے رخ موڑ کر آنکھیں

زور سے میچ لیں

بالاج خانزادہ مسکرا کر روپ کے قریب آیا

میں محرم ہوں تمہارا۔۔۔ تم مجھے اس

حالت میں سکون سے دیکھ سکتی ہو

گناہ نہیں ہو گا جو تم استغفار کرنے لگی۔۔

بالاج خانزادہ نے جھک کر روپ کے کان

میں سرگوشی کی

نہیں پلیز۔۔۔ آپ کپڑے پہن لیں۔۔

روپ نے آنکھیں میچے رخ موڑے ہی کہا

میں تو تمہارے بھی اتروانے کے چکروں

میں ہوں میری جان۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے پیٹ پر ہاتھ

رکھ کر اسے اپنی طرف کھینچا
بب۔۔ بالاج پلیز۔۔۔ یہ مستیاں کرنے کا وقت
نہیں ہے۔۔ روپ نے مزاحمت کرتے کہا
تو کیا کرنے کا وقت ہے؟؟

بالاج خانزادہ نے روپ کے کندھے پر ہونٹ
رکتے مدہوشی سے پوچھا

تیار ہونے کا وقت ہے۔۔
روپ نے بے بسی سے منمننا کر کہا تو
بالاج خانزادہ نے مسکرا کر اسے چھوڑ دیا
ہو جاؤ ریڈی۔۔۔۔

بالاج خانزادہ نے اس کے دونوں گال کھینچتے
کہا اور بیڈ کی طرف بڑھا جہاں اس
کے کپڑے پڑے تھے

روپ نے گھوم کر اپنی بیک شیشے میں دیکھی
بیک سے ڈریس ہلکی سی گیلی ہو گئی تھی
کیونکہ بالاج خانزادہ شاور لے کر نکلا تھا
روپ نے غصے سے بالاج خانزادہ کو گھورا
جو اپنی حرکت نوٹ کر چکا تھا اس
نے کان پکڑ کر سوری بولا
پر روپ کا اب پارہ چڑھ گیا تھا
میں نہیں جا رہی ولیمے پر۔۔
روپ غصے سے تن فن کرتی بیڈ پر منہ
پھلا کر بیٹھ گئی۔۔۔

گڈ آئیڈیا۔۔ میرا بھی دل نہیں ہے ایک کام
کرتے ہیں ہم دونوں حویلی رہتے ہیں کوئی
حویلی میں نہیں ہو گا دونوں خوب رو مینس

کریں گے۔۔

بالاج خانزادہ نے شرارت سے کہا پر روپ
اس کی شرارت سمجھ نہیں سکی بلکہ اس
نے بالاج خانزادہ کی بات کو سیریس لے لیا
میں تو مزاق کر رہی تھی پانی ہی تو ہے
ابھی ڈرائے ہو جائے گا۔۔

روپ نے مسکرا کر کہا اور ڈریسنگ ٹیبل
کے سامنے کھڑی ہو کر تیار ہونے لگی
بالاج خانزادہ نے مسکرا کر سر جھٹکا
اور کپڑے پکڑ کر ڈریسنگ روم گھس گیا
تھوڑی دیر میں وہ دونوں تیار ہو کر ایک
ساتھ کمرے سے نکلے
پر بالاج خانزادہ نے روپ کو میک اپ کرتے

بھی خوب تنگ کیا کبھی لپ اسٹک اس
کی پسند کی نہیں تھی کبھی ایئر رنگ تو
کبھی روپ کے بالوں کا سٹائل۔۔۔
بالآخر دو گھنٹوں کی محنت کے بعد روپ
ریڈی ہو ہی گئی اور وہ دونوں ہاتھ تھامے
ایک ساتھ نیچے آ گئے

روپ نے چیخ کر کاپیار اسڈریس پہنا تھا
جبکہ بالاج خانزادہ نے ہمیشہ کی طرح بلیک
پہنا۔۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ بہت پیارے لگ رہے
تھے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ دونوں
بنے ہی ایک دوسرے کے لیے تھے۔۔۔
دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر سب کے

منہ سے ماشاء اللہ نکلا۔۔۔

پر نتاشہ سے اب ضبط کرنا مشکل ہو گیا تھا

وہ دل ہی دل میں کچھ سوچ رہی تھی

جو یقیناً روپ کے لیے صحیح نہیں تھا

سب حویلی والے ہال کے لیے نکل گئے تھے

دونوں کپلز کی انٹری بہت شاندار طریقے سے

ہوئی۔۔۔۔

سیٹج پر بیٹھے وہ چاروں بے حد پیارے

لگ رہے تھے سبھی مہمان باری باری ان

سے آکر مل رہے تھے

یوسف۔۔۔۔

صبا نے ہلکی سی آواز میں کہا

ہمم۔۔۔

یوسف خان زادہ سوالیہ نظروں سے صبا
کی طرف دیکھا
میں آپ سے خفا ہوں۔۔
صبا نے سنجیدگی سے کہا
کیوں؟؟

یوسف خان زادہ کرنٹ کھا کر مڑا
کیونکہ آپ نے ایک بار بھی میری تعریف
نہیں کی۔۔۔

صبا نے خفگی سے کہا
رات کو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تم کتنی
خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔ یوسف خان زادہ نے
مدھم سی صبا کے کان مدھم سرگوشی کی تو
یوسف خان زادہ کی بات کا مطلب سمجھ کر

صبا شرم سے سرخ پڑ گئی
تبھی روپ اپنے ساتھ دو لڑکیوں کو لے کر
سیٹج تک آئی وہ لڑکیاں یوسف خان زادہ
کی کالج کی دوست تھیں یوسف خان زادہ
نے اپنے کالج کے دوستوں کو بھی مدعو کیا
یوسف خان زادہ کا کالج میں گروپ ہوا کرتا تھا
جس میں لڑکیاں بھی شامل تھیں یوسف خان زادہ
نے اپنے ولیمے پر اپنے کالج کے گروپ کو بھی
بلا لیا تھا وہ گروپ کی ہی دو لڑکیاں تھیں
جو یوسف خان زادہ کے ولیمے میں پڑ آئی تھیں
ان دونوں لڑکیوں نے سیٹج پر یوسف خان زادہ
سے ہاتھ ملا یا تو صبا نے حیرت اور غصے سے
یوسف خان زیادہ کو دیکھا یوسف خان زادہ

ان لڑکیوں سے کافی فری ہو کر باتیں کر رہا
تھا ان دونوں لڑکیوں نے صبا اور الفت کو گفٹس
دیے اور روپ کے ساتھ ہی سیٹج سے اتر گئیں
میری کالج کی فرینڈز تھیں۔۔ یوسف خان زادہ
نے مسکرا کر صبا کی طرف دیکھتے کہا

تو میں کیا کروں۔۔۔ صبا نے غصے سے کہا

اور سامنے دیکھنے لگی۔۔۔

اب کیا ہو گیا ہے تمہیں کس بات پر بلا وجہ منہ

بنارہی ہو؟؟؟ یوسف خان زیادہ کو بار بار صبا

کا منہ بنانا گوارا گزر رہا تھا

آپ مجھ سے بات ہی کیوں کر رہے ہیں جائیں

نا اپنی ان گروپ کی لڑکیوں سے ہی باتیں کریں

اور انہی سے ہاتھ ملائیں۔۔۔ صبا نے یوسف

خانزادہ کو غصے سے گھورا

تو یوسف خانزادہ نے بے بسی سے صبا کی
طرف دیکھا محبوب خانزادہ ان دونوں کی
باتیں سن چکا تھا اس نے بمشکل اپنی ہنسی
کنٹرول کی جب کہ یوسف خانزادہ نے مڑ
کر غصے سے محبوب خانزادہ کو گھورا

تبھی گاؤں کی کچھ عورتیں صبا اور الفت
ملنے سیٹج پر آ گئیں صبا اور الفت ان سے
ملنے میں مصروف ہو گئیں

یہ ہمارے لالا کی ہمت ہے جو دو دو بیویاں بھگتا
رہے ہیں مجھ سے تو ایک نہیں بھگت رہی۔۔
یوسف خانزادہ نے محبوب خانزادہ کے قریب
ہو کر لا چاری اور بے بسی سے کہا

ابے سالے۔۔۔ بہن ہے وہ میری۔۔۔
محبوب خان زادہ نے صبا کی سائیڈ لی۔۔۔
ہاں تو تمہارے لالا کی بیوی بھی میری بہن ہی ہے
یوسف خان زادہ نے بھی دو بدو جواب دیا۔۔۔
کون سی باتیں ہو رہی ہیں؟؟ تبھی بالاج
خان زادہ سٹیج پر آیا۔۔۔
کچھ نہیں لالا ہم تو آپ کی ہمت کو داد دے
رہے تھے۔۔۔ یوسف خان زادہ نے مسکرا کر کہا
کیا مطلب؟؟؟ بالاج خان زادہ نے نا سمجھی سے
ان دونوں کی طرف دیکھا
لالا۔۔۔ کیا آپ بھی اس کی باتوں میں آگئے
یہ تو ایسے ہی بول رہا ہے آئیں اپ ہمارے ساتھ
ایک سیلفی لیں۔۔۔ محبوب خان زادہ نے بات بدلی

اور بالاج خان زادہ کو اپنے ساتھ کھڑا کر لیا
مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم دونوں نمونوں کے
ساتھ سیلفی لینے کا۔۔۔

بالاج خان زادہ نے دونوں کو غصے سے گھورا۔۔

جی جی ہمیں پتہ ہے آپ کو صرف خانی کے
ساتھ ہی شوق چڑھا ہوتا ہے سیلفی لینے کا۔۔۔

محبوب خان زادہ دانت پستے بر بڑایا
تبھی سیٹیج پر روپ آگئی اس نے بالاج خان زادہ
سے سیلفی لینے کی ضد کی۔۔۔

بالاج خان زادہ نے یوسف خان زادہ اور محبوب
خان زادہ کی طرف مسکرا کر دیکھا اور ایک
آنکھ و نک کر دی

وہ دونوں تو بالاج خان زادہ کی حرکت پر منہ

کھولے اسے دیکھتے رہ گئے جو بڑے مزے سے

روپ کے ساتھ سیلفیاں لے رہا تھا

بڑوں کی زبان میں ایسے مردوں کو پتہ ہے

کیا کہتے ہیں؟؟ محبوب خان زادہ نے یوسف

خان زادہ سے کہا تو یوسف خان زادہ نے سوالیہ

نظروں سے محبوب خان زادہ کی طرف دیکھا

"بڈھی دے تھلے لگیارن مرید"

محبوب خان صاحب نے آنکھیں گھما کر یوسف

خان زادہ سے کہا تو یوسف خان زادہ کی ہنسی

چھوٹ گئی

صبا نے غصے سے یوسف خان زادہ کی طرف دیکھا

جو بلا وجہ ہی ہنس رہا تھا صبا کی طرف

دیکھتے ہی یوسف خان زادہ کی ہنسی ایک دم

غائب ہو گئی اب قہقہہ لگانے کی باری محبوب
خان زادہ کی تھی

تھینک گڈ مجھے بہت ہی معصوم بیوی ملی ہے
محبوب خان زادہ نے سینے پر ہاتھ رکھ کر
اللہ کا شکر ادا کیا تو یوسف خان زادہ نے دل ہی
دل میں اسے صلواتیں سنائی

اور اسی طرح ہنسی خوشی ایک اچھا سا ولیمہ
اپنے اختتام کو پہنچا۔۔۔۔۔

آج سب ہی خوش تھے پر کل دو محبت
کرنے والوں کی آزمائش ہونی تھی روپ اور
بالاج خان زادہ کے لیے کل کا دن آزمائش بھرا تھا

یوسف خان زادہ کمرے میں آیا تو صبا صوفے

پر منہ پھلائے بیٹھی تھی وہ ابھی تک ویسے
کے لہنگے میں ہی ملبوس تھی
یوسف خان زادہ مسکرا کر صبا کی طرف بڑھا
میرالڈو ناراض ہے؟؟ یوسف خان زادہ نے صبا
کے پھولے گال پر چٹکی کاٹتے پیار سے کہا تو
صبا غصے سے رخ موڑ گئی
صبح غصہ کر لینا بھی مجھے رو مینس کرنے دو۔۔
یوسف خان زادہ نے صبا کا بازو پکڑ کر اسے
اپنی طرف کھینچا
ہاتھ مت لگائیں مجھے۔۔ جائیں انہی لڑکیوں
سے ہاتھ بھی ملائیں اور دانت نکال نکال کر
باتیں بھی کریں۔۔ صبا نے یوسف خان زادہ کے
سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرنا چاہا

پر یوسف خان زادہ کی صبا کی کمر پر گرفت
مضبوط تھی۔۔۔

پکا؟؟ جاؤں ان کے پاس؟؟
یوسف خان زادہ نے شرارت سے کہا
فور آچلے جائیں۔۔

صبا نے لاپرواہی ظاہر کی۔۔
اوکے۔۔۔

یوسف خان زادہ نے صبا کو چھوڑا اور اٹھ
کردروازے کی طرف بڑھا
لک۔۔۔ کہاں جا رہے ہیں؟؟؟

صبا نے فور آکھنگا اٹھا کر یوسف خان زادہ
کے پیچھے جاتے پوچھا
جہاں تم بھیج رہی ہو۔۔

یوسف خان زادہ نے دروازے کے ہینڈل پر
ہاتھ رکھتے سنجیدگی سے کہا
خبردار جو میرے علاوہ کسی کے لڑکی
کے پاس سے بھی گزرے تو۔۔ میں آپ کو
کچا چبا جاؤں گی

صبانے یوسف خان زادہ کو بازو سے پکڑ کر

اس کا رخ اپنی طرف موڑا

اچھا ااااا۔۔۔

پہلے چبا کے دکھاؤ میں تیار کھڑا ہوں

یوسف خان زادہ نے صبا کی بات پر لطف

اندوز ہوتے اپنی بائیں وا کر کے اسے آفر کی

یوسف۔۔۔ آپ باز آجائیں۔۔

صبانے یوسف خان زادہ کے سینے پر مکامارا

اور روٹھ کر بیڈ پر بیٹھ گئی
میں نے تو ابھی کچھ کیا ہی نہیں جو باز
آ جاؤں۔۔۔

یوسف خان زادہ نے کمرے کی لائٹ آف
کی اور بیڈ پر صبا کے پاس بیٹھ کر اسے
اپنی طرف کھینچا

صبا یوسف خان زادہ کے اوپر گرمی
آج تم بہت خوبصورت لگ رہی ہوں دل
کر رہا ہے تم پر اتنی بوسوں کی بو چھاڑ
کروں کہ تمہیں سانس لینا مشکل ہو جائے
یوسف خان زادہ نے صبا کے کان کی لو کو
دانتوں میں دبایا تو صبا کے منہ سے سسکی
نکلی۔۔۔

میں تو چاہتی ہوں آپ میری سانسیں اپنی
سانسوں سے منسلک کریں آپ کی سانسوں
کی خوشبو سے میرا پورا جسم مہکے۔۔
اور میرے جسم سے آپ کی خوشبو آئے۔۔
صبحانے ہونٹ یوسف خان زادہ کے ہونٹوں
کے قریب لے جاتے مدہوش ہوتے کہا تو
یوسف خان زادہ کھلے دل سے مسکرا کر
صبحا کی سانسیں قید کرنے لگا
صبحانے سکون سے آنکھیں موندتے خود
کو یوسف خان زادہ کے رحم و کرم پر
چھوڑ دیا

بالاج خان زادہ کمرے میں آیا تو نتاشہ بڑے

حق سے اس کے بیڈ پر نیم دراز تھی بالاج
خانزادہ نے ناگواری سے اسے دیکھا پھر انہی
کپڑوں میں صوفے پر بیٹھ گیا اور نتاشہ کے
متعلق سوچنے لگا کل راحم شاہ کو اس کے
آدمیوں نے گاؤں لے کر آ جانا تھا پھر بالاج
خانزادہ نے نتاشہ اور راحم شاہ کا فیصلہ کرنا تھا
نتاشہ بالاج خانزادہ کو صوفے پر بیٹھے دیکھ
چکی تھی وہ اٹھی اور چھوٹے چھوٹے قدم
لیتی ڈریسنگ روم چلی گئی بالاج خانزادہ
اپنی سوچوں میں اس قدر گم تھا کہ اسے
محسوس ہی نہ ہوا کہ نتاشہ اٹھ کر اس
کے قریب سے گزری ہے
پانچ منٹ بعد نتاشہ ڈریسنگ روم سے باہر

نگلی اور قدم قدم چلتی بالاج خانزادہ کے
ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی
بالاج۔۔ کیا سوچ رہے ہیں؟؟ نیند نہیں
آ رہی؟؟ نتاشہ نے بالاج خانزادہ کے کندھے
پر ہاتھ رکھا تو بالاج خانزادہ نے چونک کر
نتاشہ کی طرف دیکھا
جس کے بدن پر صرف بالاج خانزادہ کی
ٹی شرٹ تھی اوپری تین بٹن کھلے تھے
گہرا گلا کمرے میں جلنے والے نائٹ
بلب کی روشنی میں بھی صاف نظر آ رہا تھا
بالاج خانزادہ نے ایک سیکنڈ سے پہلے
نظروں کا زاویہ بدلا وہ اس کے نکاح میں
تھی اس کی محرم تھی پر بالاج خانزادہ

اس پر ایک کے بعد دوسری نظر ڈالنا گوارا
نہیں کر رہا تھا

تم سو جاؤ۔۔ مجھے ابھی نیند نہیں آرہی۔۔

بالاج خانزادہ نے نتاشہ کا ہاتھ اپنے کندھے

سے پیچھے کرتے سنجیدگی سے کہا

بالاج خانزادہ نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں

وہ سمجھ چکا تھا نتاشہ جان بوجھ کر

اس کی شرٹ پہن کر آئی ہے کیونکہ نکاح

کے بعد بالاج خانزادہ اسے ضد کر کے

اپنی شرٹ پہنواتا تھا پھر ساری رات اس

پر شدتیں نچھاور کرتا تھا

جب آپ کو نیند نہیں آرہی تو مجھے کہاں

آئے گی۔۔ یاد ہے نا۔۔ مجھے ساری ساری رات

آپ سونے نہیں دیتے تھے
نتاشہ نے بالاج خانزادہ کے کندھے پر سر
رکھتے ماضی کو دہرایا
بالاج خانزادہ نتاشہ کی بات پر چپ رہا۔
اگر آپ چاہیں تو آج بھی میں آپ کے لیے
ساری رات جاگ سکتی ہوں۔
نتاشہ بالاج خانزادہ کی خاموشی سے شیر
ہوئی اس نے بالاج خانزادہ کو گریبان سے
پکڑا اور اس کا رخ اپنی طرف کیا
بالاج خانزادہ نے غصے سے پہلے اپنے گریبان
کی طرف دیکھا پھر نتاشہ کی طرف۔۔
یہ کیا کر رہی ہو؟؟ چھوڑو مجھے۔۔
بالاج خانزادہ نے نتاشہ کے ہاتھ جھٹکنے

چاہے پرنتاشہ بالاج خانزادہ کی سینے سے
لگ گئی۔۔

بالاج۔۔ مجھے معاف کر دیں میں اب آپ
کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی میں
آپ کا بچہ بھی پیدا کروں گی۔۔ بس ایک بار
مجھے معاف کر کے مجھے اپنالیں۔۔

نتاشہ کی گرفت بالاج خانزادہ کی کمر پر
مضبوط تھی۔۔

بکواس بند رکھو اور پیچھے ہٹو۔۔

بالاج خانزادہ نے دبی آواز میں غراتے نتاشہ
کو پیچھے کرنا چاہا۔۔

پر وہ اب حد پار کرنے لگی وہ بالاج خانزادہ
کی گردن پر جگہ جگہ اپنے ہونٹ رکھنے

لگی۔۔

بالاج خانزادہ کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا

بالاج کیوں مجھے اور خود کو تڑپا رہے

ہیں روپ کو کچھ پتا نہیں چلے گا آپ

اے شک روپ کو مت چھوڑیں مجھے بھی

میرے حقوق دیں اور روپ کو بھی۔۔ مجھے

روپ سے کوئی مسئلہ نہیں ہے

نتاشہ نے بالاج خانزادہ کی شرٹ کو گریبان

سے دائیں بائیں مٹھیوں سے پکڑ کر

دائیں بائیں کھینچا تو بالاج خانزادہ کی

شرٹ کے بٹنز کھل گئے

نتاشہ دیوانہ وار بالاج خانزادہ کے برہنہ

سینے پر ہونٹ رکھنے لگی

نتاشہ مجھے سختی کرنے پر مجبور
 مت کرنا۔۔ پیچھے ہٹو چھوڑو مجھے۔۔
 بالاج خانزادہ نے نتاشہ کو بازوؤں سے
 پکڑ کر پوری طاقت سے پیچھے دھکا دیا
 نتاشہ پیچھے صوفے پر گری
 بالاج خانزادہ ایک سیکنڈ کی دیر کیے بغیر
 صوفے سے اٹھا اور کمرے سے جانے لگا
 بالاج۔۔

کیوں ڈر رہے ہیں میں بیوی ہوں آپ کی۔۔
 آپ جیسے چاہے مجھ پر اپنا حق جتائیں۔۔
 نتاشہ اٹھ کر بھاگی اور دروازے کے آگے
 کھڑی ہو گئی

دروازے سے ہٹو۔۔

بالاج خانزادہ نے غصے سے لب بھینچتے کہا
کیا ہم پہلے کی طرح نہیں رہ سکتے؟؟
نتاشہ نے بالاج خانزادہ کے گلے میں بانہیں
ڈال کر کہا
بیوقوف عورت۔۔۔

جب میں ہی پہلے والا بالاج خانزادہ نہیں
رہا تو ہمارا رشتہ پہلے جیسا کیسے بن سکتا
ہے۔۔۔ رات کے اندھیرے میں تم مجھے چھوڑ
کر چلی گئی میرے بچے کو مار دیا اور اب
دو سال بعد واپس لوٹ کر مجھ سے امیدیں
لگا رہی ہو کہ میں تمہیں پہلے جیسی عزت
..... مقام اور محبت دوں
بھول ہے تمہاری۔۔۔ اور یہ جو تم کر رہی ہونا۔۔۔

بالاج خانزادہ نفس کا اتنا ہلکا نہیں ہے جو
تمہارے بہکانے پر بہک جائے۔۔ تم میرے
سامنے بنا کپڑوں کے بھی آ جاؤ گی ناتب
بھی بالاج خانزادہ تم پر ایک نظر ڈالنا
اپنی توہین سمجھے۔۔۔

بالاج خانزادہ نے نتاشہ کے بالوں کو پیچھے
سے ہاتھ کی مٹھی میں دبوچ رکھا تھا
اس کی گرفت مضبوط تھی نتاشہ سے
ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا

اور ایک آخری بات۔۔ میری قربتوں اور میری
شدتوں پر اب روپ کا ہی حق ہے اگر
ابھی تمہاری جگہ وہ مجھے بہکاتی تو
میں، بالاج خانزادہ ایک سیکنڈ سے پہلے

بہکتا۔۔ پر تم میری نظروں سے میرے
دل سے اتر چکی ہو۔۔

بالاج خانزادہ نے جھٹکے سے نتاشہ کے
بال چھوڑے اور کمرے سے نکل گیا
احساس توہین سے نتاشہ کے آنسو نکل
پڑے وہ غصے سے پاگل ہو گئی

بہت مان ہے نا تمہیں اپنی روپ پر۔۔ تمہارا
یہ مان میں نے خاک نہ کیا تو میرا نام بھی
نتاشہ نہیں۔۔۔۔

نتاشہ نے آنسو صاف کیے اور بیڈ کی سائیڈ
ٹیبیل سے موبائل اٹھا کر کسی کو فون
کرنے لگی

یقیناً اس کے شیطانی دماغ میں روپ کے

لیے کچھ براہی چل رہا تھا
بالاج خانزادہ اپنے کمرے سے نکل کر سیدھا
روپ کے کمرے میں آیا روپ آج اکیلے ہی
سورہی تھی مصطفیٰ اس کے ساتھ نہیں
تھا بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیا اور
دروازہ بند کر کے صوفے پر بیٹھ کر اس نے
سر صوفے کی پشت پر ٹکایا اور آنکھیں
موند لیں۔۔۔۔

روپ بے خبر بیڈ پر سورہی تھی بالاج
خانزادہ کے دماغ میں ٹیسس اٹھ رہی
تھیں اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ
نتاشہ کو حویلی سے باہر نکال دے پر
جیسے تیسے اسے آج کی رات گزارنی تھی

آج تو نتاشہ نے حد ہی پار کر دی تھی
بالاج خانزادہ اب مزید نتاشہ کو اپنے ساتھ
نہیں رکھ سکتا تھا
کل حشمت علی نے راحم شاہ کو
بالاج خانزادہ کے سامنے پیش کرنا تھا
اور بالاج خانزادہ نے سوچ لیا تھا اسے
کیا کرنا ہے۔۔

انہی سوچوں میں صوفے پر بیٹھے بیٹھے
بالاج خانزادہ کی آنکھ لگ گئی

محبوب دوست۔۔ میں آج آپ کے ساتھ
سو جاؤں؟؟

محبوب خان زادہ نے کمرے میں قدم رکھا

تو مصطفیٰ اچھل کر اس کی گود میں

چڑھ کر پیار سے پوچھنے لگا

الفت ڈریسنگ ٹیبل پر اپنی جیولری اتار

کر رکھ رہی تھی

کیوں نہیں میری جان۔۔ لیکن ایک شرط پر۔۔

محبوب خان زادہ نے اس کے دونوں گال

چومتے کہا

کیسی شرط؟؟

مصطفیٰ نے معصومیت سے پوچھا

آپ مجھے محبوب دوست نہیں پایا کہو گے

محبوب خان زادہ کی بات پر الفت نے

نظریں اٹھا کر شیشے میں محبوب خان زادہ

کے عکس کو دیکھا

ہمممممم۔۔۔ اگر میں آپ کو بابا کہوں تو چلے گا؟؟
مصطفیٰ نے گال ہر انگلی رکھتے سوچ کر کہا
دوڑے کا میری جان۔۔۔

محبوب خان زادہ نے مصطفیٰ کے بالوں
کو چھیڑتے کہا

اوکے۔۔ مصطفیٰ نے ہنس کر محبوب خان زادہ نے

کے گال چومے اور سونے کے لیے لیٹ گیا

الفت خاموشی سے ان دونوں کی باتیں

سن رہی تھی محبوب خان زادہ چلتا ہوا

الفت کے قریب آکر کھڑا ہو گیا

میں ہیلپ کر دوں؟؟

محبوب خان زادہ نے مسکرا کر پوچھا تو

الفت بھی دھیرے سے مسکرا دی

محبوب خان زادہ نے الفت دوپٹے پر لگی
پنز اتاریں اور دوپٹہ اتار کر الفت کو
پکڑا دیا

آہستہ آہستہ اس نے الفت کی ساری جیولری
اتار دی الفت خاموشی سے محبوب
خان زادہ کی انگلیوں کا لمس کبھی اپنے
کانوں کبھی گردن تو کبھی کلائیوں پر
محسوس کر رہی تھی

دل اپنی ہی لے میں دھڑک رہا تھا۔۔۔
کہو تو چیخ بھی کروادوں؟؟؟ محبوب
خان زادہ نے معصومیت سے کہا تو الفت
نے فوراً سر نفی میں ہلا دیا۔۔۔
اوکے اوکے۔۔۔

تم چیلنج کر کے نیچے آ جاؤ مجھے تمہیں
کہیں لے کر جانا ہے۔۔

محبوب خان زادہ نے الفت کے بال کھولتے کہا
تو الفت نے سوالیہ نظروں سے محبوب
خان زادہ کی طرف دیکھا جو رات کے
بارہ بجے اسے اب کہاں لے جانے کی بات
کر رہا تھا

تم آؤ تو۔۔ میں بتاتا ہوں۔۔
محبوب خان زادہ نے الفت کے گال پر تھکی
دی اور اپنی شرٹ کے کف فولڈ کرنے لگا
افت ایک آرام دہ سوٹ لے کر ڈریسنگ
روم چلی گئی

دس منٹ میں الفت محبوب خان زادہ

کے ساتھ روڈ پر چلتی گاڑی میں بیٹھی تھی

ہم کہاں جا رہے ہیں؟؟

الفت نے کب سے دل میں مچلتا سوال پوچھا

میری باری ڈول بس تھوڑی دیر اور

صبر کر لو۔۔ تمہیں تمہارے سوال کا جواب

مل جائے گا۔

محبوب خان زادہ نے ڈرائیونگ کرتے کہا

تو الفت خاموش ہو گئی

تھوڑی دیر بعد محبوب خان زادہ نے

گاڑی ایک ویران بنجر جگہ پر روکی جہاں

ایک ٹوٹی پھوٹی عمارت کے باہر دو آدمی

اسلحہ سمیت کھڑے تھے

الفت کو اس جگہ سے عجیب سا خوف آیا

سنیں۔۔۔ ہم کہاں آئے ہیں؟؟
الفت نے گاڑی سے اتر کر محبوب خان زادہ کا
ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا
ان دو آدمیوں نے محبوب خان زادہ کو دیکھ
کو دیکھا اور چو کننا ہو گئے
آؤ۔۔ بتاتا ہوں۔۔

محبوب خان زادہ الفت کا ہاتھ تھامے اسے
عمارت کے اندر لے گیا جہاں سامنے ہی ایک
آدمی کر سی پر بندھا تھا
اس کا سر نیچے کی طرف ڈھلکا ہوا تھا
پیلے بلب کی روشنی میں وہ عمارت اور
بھی عجیب لگ رہی تھی
محبوب خان زادہ نے پاس پڑا پانی کا جگ

اس پر انڈیلا تو وہ ہڑ بڑا کر اٹھا جیسے ہی
اس نے سر اٹھایا الفت کی آنکھیں پھٹی
کی پھٹی رہ گئیں
شہر وز۔۔۔

الفت نے کانپتی آواز میں کہا تو جانی پہچانی
اواش سن کر شہر وز نے آنکھیں کھول کر
سامنے دیکھا جہاں اس آدمی کے ساتھ
الفت کھڑی تھی جس نے اسے بچا راستے
اٹھوایا تھا
الفت۔۔۔

شہر وز نے بھی حیرت اور بے یقینی سے
الفت کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کہا
اسی پل محبوب خان زادہ الفت کا ہاتھ

چھوڑ کر جنوبی انداز میں شہر وز کی طرف
بڑھا اور اس کے بالوں کو نوچا
درد کی شدت سے شہر وز کے چیخ نکلی
بیوی ہے یہ میری۔۔ اور میری بیوی میری عزت
پر کسی نے گندی نظر سے بھی دیکھا تو
میں اس جینے لائق نہیں چھوڑوں گا۔۔۔
محبوب خان زادہ شہر وز کے منہ پر پھنکارا
تو اس کے منہ سے بیوی لفظ سن کر شہر وز
جیسے سکتے میں چلا گیا
اسے تو لگا تھا الفت ساری زندگی روتی رہے
گی اس نے اسے ہنسنے لائق چھوڑا ہی کب
تھا پر محبوب خان زادہ نے اسے اپنے رنگ
میں رنگ کر نئی زندگی دی تھی

کیا سوچ رہے ہو شہر و ز۔۔۔

یہی ناکہ میں اب تک زندہ بھی کیسے ہوں؟؟

مجھے تو اب تک مر جانا چاہیے تھا کیونکہ

تم نے میرے جسم سے روح تو کھینچ لی

تھی مجھے مردہ بنادیا تھا مجھے تو اب

تک قبر میں ہونا چاہیے تھا

پر دیکھ لو اللہ نے مجھے نئی زندگی دی

میری زندگی میں محبوب خان زادہ کو

بھیج کر میرے جسم میں پھر سے روح

بھری۔۔۔ ورنہ تم جیسے لوگ تو خود کو

زمینی خدا سمجھتے ہیں تم جیسے لوگ

سمجھتے ہیں کہ ان کا کبھی آخری وقت

آئے گا ہی نہیں۔۔۔ پر تم جیسے یہ بھول

جاتے ہیں کہ اللہ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔۔۔۔
الفت روتے ہوئے بول رہی تھی محبوب
خانزادہ کو اس کے آنسوؤں سے تکلیف
اٹھ رہی تھی پر آج وہ الفت کو رونے دینا
چاہتا تھا تا کہ اس کے بعد وہ کبھی نہ روئے
شہروز کے بال ابھی بھی محبوب خان زادہ
کی مٹھی میں تھے جو ساکت بیٹھا الفت
کی باتیں سن رہا تھا
تم نے مجھ پر ہر ظلم کیا اور میں صبر کرتی
رہی میں نے اپنا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا اور
دیکھو مجھے میرے صبر کا کتنا خوبصورت
انعام ملا ہے۔۔

الفت نے محبوب خان زادہ کی طرف اشارہ

کرتے بھیگی آنکھوں سے مسکرا کر کہا جو
خود بھی نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا
میرے اللہ نے مجھے آزمائش سے نکال کر
میرے حق میں کتنا اچھا فیصلہ کیا ہے۔۔
تم نے ایک بار بھی اپنے بیٹے تک کانہ سوچا۔۔
پر میرے اللہ نے اسے باپ سے بڑھ کر چاہنے
والا اور محبت کرنے والا محبوب دوست دیا
تم جیسے انسان عورتوں کو کھونا سمجھتے
ہو پر ہم کھیلنے کے لیے نہیں بنیں۔۔ ہم عورتیں
پیار، محبت اور عزت دینے والے شوہر پر
اپنا آپ نچھاور کر دیتی ہیں
پر تم نے کبھی نہ مجھے محبت دی نہ عزت۔۔
میرے وجود سے تم اپنی ہوس پوری کرتے رہے۔۔

الفت چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر ہچکیوں سے
رونے لگی محبوب خان زادہ جلدی سے
الفت کی طرف بڑھا اور اسے اپنے سینے
سے لگالیا

اس انجان شخص کو جواب الفت کا شوہر
تھا اسے الفت کے آنسوؤں پر تڑپتا دیکھ
شہر وز کا سر شرم سے جھک گیا جس نے
ہمیشہ الفت کو آنسو دیے آج اسی الفت کا
شوہر اس کے آنسوؤں پر تڑپ رہا تھا
شہر وز کو احساسِ شرمندگی سے گھیر لیا
اس ویرانے میں الفت کی ہچکیوں کے ساتھ
شہر وز کی آواز گونجی
الفت مجھے معاف کر دو۔۔۔

شہر ورنے سر جھکائے بھیگی آواز میں کہا
تو الفت کے ساتھ محبوب خان زادہ نے بھی
اس کی طرف دیکھا
کس کس ظلم کی معافی مانگو گے؟؟ تم
اچھے شوہر تو کیا اچھے باپ تک نہ بن سکے
لیکن میں آج اپنے اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں
جس نے میری زندگی میں محبوب خان زادہ
جیسے محبت کرنے والے اور قدردان شخص
کو بھیجا۔۔

اور میں اپنے محبوب شوہر کے صدقے تمہیں
معاف کرتی ہوں۔۔
افت نے آنسو صاف کرتے کہا اور اس عمارت
سے باہر چلی گئی محبوب خان زادہ نے شہر ورنے

کی طرف دیکھا جو بے آواز رو رہا تھا
ازل سے ہے مکافات عمل کا سلسلہ قائم
"رلایا جس نے اوروں کو وہ خود بھی چشم تر ہوگا
محبوب خان زادہ کی بات پر شہر و زمرد
شرمندگی سے زمین میں دھنس گیا
آج ایک آدمی کو اپنی بیوی کے لیے اس قدر
محبت شدت اور اس کا خیال کرتا دیکھ
شہر و ز کو احساس ہو رہا تھا اس نے تو کبھی
الفت سے پیار سے بات تک نہ کی تھی
کیا کمی تھی اس لڑکی میں۔۔
بلا کی حسین پڑھی لکھی گھرداری سنبھالنے
والی۔۔ رشتوں کو محبت اور پیار سے
رکھنے والی۔۔ رشتوں کی نزاکتوں کو

سمجھنے والی۔۔۔

پر شہر و ز نے اس کی قدر نہیں کی آج اسے
کسی اور کے ساتھ دیکھ شہر و ز کو الفت
میں خوبیاں نظر آرہی تھیں آج اسے احساس
ہو رہا تھا کہ اس نے الفت کو کھو کر اپنی
زندگی کا سب سے بڑا نقصان کیا ہے
افت کے ہاتھوں پر لگی مہندی اس کے
شوہر کی اس کے لیے جنونیت شہر و ز پر
صاف واضح ہو چکی تھی
افت اور مصطفیٰ یقیناً اب خوش رہنے والے
تھے پر شہر و ز کے پاس کیا بچا تھا اس کے
ہاتھ خالی تھے سوائے پچھتاؤں اور آنسوؤں
کے اس کے پاس کچھ نہیں تھا

محبوب خان زادہ باہر آیا تو الفت گاڑی کے

محبوب خان زادہ نے اسے خود میں بھینچ لیا
بشیششششش

متروالفت۔۔ تمہارے آنسو میرے دل پر

گر کر مجھے درد دیتے ہیں

محبوب خان زادہ نے الفت کے بال سہلاتے کہا

تو محبوب خان زادہ کے لیے الفت نے جلدی

سے اپنے آنسو صاف کیے اور رونابند کر دیا

پر ہچکیاں اب بھی جاری تھیں

گھر چلیں؟؟

محبوب خان زادہ نے پیار سے کہا تو الفت

نے سرہلادیا پر راستے میں الفت فیصلہ کر

چکی تھی وہ محبوب خانزادہ کی ہمیشہ قدر
کرے گی اسے محبتیں دے گی ایک پل کے لیے
بھی اپنی آنکھ نم نہیں ہونے دے گی
کیونکہ اس کے رونے سے اس کا شوہر تڑپتا
تھا اور وہ اپنے شوہر کو تڑپانا نہیں چاہتی تھی
آپ اسے چھوڑ دیں۔۔ میں نے اسے معاف
کر دیا ہے۔۔ الفت نے سامنے دیکھتے کہا
وہ اب کسی اور لڑکی سے شادی کرنے جا رہا
تھا اس نے صرف تمہاری ہی زندگی خراب
نہیں کی۔۔ بہت سی لڑکیوں کی زندگیوں
سے وہ کھیل چکا ہے ایک لڑکی نے تو اس
کی وجہ سے سوسائٹیڈ کر لی۔۔ نا جانے کتنی
ہی لڑکیوں نے ابارشن کروائے۔۔ اور اب یہ ایک

اور کی زندگی برباد کرنے والا تھا میں نے
اس لیے اسے قید کر لیا کیونکہ میں نہیں چاہتا
تھا ایک اور الفت۔۔۔۔

محبوب خان زادہ بات کرتے خاموش ہو گیا
ٹھیک کہا آپ نے۔۔ ایک اور الفت نہ ہی پیدا
ہو تو اچھا ہے کیونکہ ضروری نہیں ہر الفت
کی زندگی میں محبوب خان زادہ جیسا فرشتہ
آئے جو اسے موت سے نکال کر زندگی کی طرف
لے جائے۔۔ الفت نے محبوب خان زادہ کی
طرف دیکھتے آنکھوں میں محبت سموئے کہا
تو محبوب خان زادہ کا دل زور سے دھڑکا
اس نے بیچ راستے میں گاڑی جھٹکے سے روکی
اور الفت کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس

کے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیا

صبح کا سورج اپنے وقت پر طلوع ہو
چکا تھا حویلی کے ملازم حویلی کی صفائی
کرنے میں مصروف تھے
روپ نے کروٹ لی تو اس کی آنکھ کھل گئی
اس نے مندی مندی آنکھوں سے صوفے کی
طرف دیکھا تو بالاج خانزادہ صوفے پر بیٹھا
سورہا تھا روپ کو لگا وہ کوئی خواب دیکھ
رہی ہے۔۔ کمرے میں نائٹ بلب کی روشنی میں
وہ بالاج خانزادہ کو صاف دیکھ سکتی تھی
اس نے اپنی آنکھیں جھپک کر غور سے دیکھا وہ
خواب نہیں حقیقت تھا بالاج خانزادہ اس

کے کمرے میں صوفے پر بیٹھا سو رہا تھا
روپ بیڈ سے اٹھی اور بالاج خانزادہ کے
پاس کھڑی ہو کر اسے پیار سے دیکھنے لگی
سوتے ہوئے تو بہت معصوم لگتے ہیں پر اصل
میں یہ معصوم ہیں نہیں۔۔۔۔

روپ نے شرارت سے سوچا اور مسکرا کر بنا
آہٹ کیے آہستہ سے بالاج خانزادہ کے پاس
بیٹھ گئی اور بڑی محویت سے اسے دیکھنے لگی
ہائے۔۔ میں قربان نہ جاؤں اس معصومیت پر
تو اور کیا کروں۔۔۔۔

روپ بالاج خانزادہ کے چہرے کے ایک ایک نقوش
کو حفظ کرنے لگی۔۔

بالاج خانزادہ کا سر صوفے کی پشت پر تھا روپ

نے اپنی شہادت کی انگلی اس کی شہ رگ پر
پھیری۔۔۔

پر بالاج خانزادہ کافی گہری نیند سو رہا تھا
وہ ٹس سے مس نہ ہوا

روپ آہستہ سے اٹھی اور صوفے کے پیچھے جا کر
کھڑی ہو گئی اس نے اپنے کھلے بالوں کو باندھا
تاکہ وہ بالاج خانزادہ کے چہرے پر نہ گریں
اور زرا سا جھک کر بالاج خانزادہ کے چہرے
کے قریب اپنا چہرہ لے گئی

کیا کروں؟؟؟ دل تو چاہ رہا ہوں گستاخیاں
کردوں۔۔۔ پر ان کا کوئی بھروسہ نہیں میری
گستاخیاں مجھے ہی نہ مہنگی پڑ جائیں۔۔۔
روپ نے گہرا سانس لیتے سوچا اور مسکرا

کر بالاج خانزادہ کے قریب سے گزرنے لگی
اس سے پہلے وہ دور جاتی بالاج خانزادہ نے
اس کا ہاتھ کھینچ کر اسے اپنے اوپر گرایا یہ
سب اتنی اچانک ہوا کہ روپ گھبرا گئی
بب۔۔ بالاج۔۔ آپ سوئے نہیں تھے۔۔
روپ اس وقت بالاج کی گود میں بیٹھی تھی
میری جان میں اسی پل اٹھ گیا تھا جب تم
بیڈ سے اٹھ کر میرے قریب آئی تھی
تمہاری خوشبو نے میرے حواس بیدار کر دیے تھے
بالاج خانزادہ نے روپ کی شہ رگ پر ہونٹ
رکھتے کہا
ناٹ فیئر۔۔ اگر اٹھ گئے تھے تو ڈرامے کرنے کی
کیا ضرورت تھی

روپ نے منہ بصور کر کہا
ہاہاہاہا۔۔۔ اگر ڈرامے نہ کرتا تو مجھے کیسے
پتا چلتا میری بیوی مجھے چومنے کے لیے
ترس رہی ہے۔۔۔

وہ کرو۔۔ بالاج خانزادہ نے شرارت سے کہا
مم۔۔۔ میں تو بس دیکھ رہی تھی کہ آپ
سورہے ہیں نا۔۔ روپ نے بہانہ بنایا
دیکھ لیا۔۔ اب شروع ہو جاؤ۔۔ بالاج خانزادہ
نے ہنسی دباتے کہا

پہلے آپ بتائیں آپ رات کو کب آئے؟؟ روپ
نے بات بدلی تو بالاج خانزادہ کے دماغ
میں رات کے مناظر فلم کی طرح چلنے لگے
اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا ابھی چہرے
پر جو نرمی اور محبت تھی اس کی جگہ
سختی نے لے لی جسے روپ نے غور سے دیکھا
بتائیں نا۔۔ روپ نے اسے چپ دیکھ کر کہا
تو بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیا

کچھ نہیں۔۔ نیند نہیں آرہی تھی تو میں
تمہارے پاس آگیا تم بھی سو رہی تھی تو
میں صوفے پر بیٹھ گیا اور میری آنکھ لگ گئی
بالاج خانزادہ نے روپ کو قائل کرنا چاہا
آپ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں نا؟؟؟
روپ نے بالاج خانزادہ کا چہرہ بغور دیکھتے کہا
میں تم سے کیوں کچھ چھپاؤں گا۔۔
بالاج خانزادہ نے ہار نہیں مانی وہ روپ کو
پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا
بالاج۔۔۔ اگر وہ لڑکی ہمارے بیچ آئی نا تو
میں۔۔
روپ بات کرتے خاموش ہو گئی
تو میں کیا؟؟؟

بالاج خانزادہ نے روپ کی ناک کھینچتے کہا
تو میں۔۔۔

تو میں پہلے آپ کو گولی ماروں گی پھر
خود کو۔۔ روپ نے انگلی اٹھا کر کہا پر
بالاج خانزادہ نے کچھ نہیں کہا سنجیدگی
سے اسے دیکھتا رہا

کیا ہوا؟؟ ڈائلاگ پسند نہیں آیا؟؟
روپ نے منمننا کر پوچھا
زرا بھی نہیں۔۔ بالاج خانزادہ نے گھور کر کہا

کیوں؟؟ روپ نے حیرت سے پوچھا
کیونکہ میں تمہارے ساتھ جینا چاہتا ہوں
بالاج خانزادہ کے لہجے سے محبت ٹپک
رہی تھی روپ اس کے الفاظوں پر خاموشی

سے اسے دیکھنے لگی

سچ؟؟ روپ نے بالاج خانزادہ کو کالر سے

پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا

جی میری جان۔۔ بالاج خانزادہ نے مسکرا

کر کہا تو روپ بھی مسکرا دی پر ایک منٹ

سے پہلے روپ کی ہنسی غائب ہوئی اور

وہ بالاج خانزادہ سے کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی

بالاج خانزادہ نے نا سمجھی سے روپ کی طرف

دیکھا جو حیرت اور بے یقینی سے اسے

ہی دیکھ رہی تھی

کیا ہوا روپ؟؟ بالاج خانزادہ پریشانی سے

کھڑا ہو گیا

روپ جلدی سے سوئچ بورڈ کی طرف بھاگی

اور لائٹ آن کر کے بالاج خانزادہ کے روبرو
کھڑی ہوئی

بالاج خانزادہ نے اسے نا سمجھی سے دیکھا
روپ نے بالاج خانزادہ کا بائیں جانب سے
کالر پکڑ کر نیچے کی طرف کھینچتا تو
بالاج خانزادہ کے سینے پر سرخ ہونٹوں کے
واضح نشان تھے

بالاج خانزادہ نے سر نیچے کر کے دیکھا تو
اس کا سینہ نتاشہ کے سرخ لپ اسٹک لگے
ہونٹوں سے بھرا پڑا تھا

بالاج خانزادہ گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی
اس نے گھبراہٹ سے سراٹھا کر روپ
کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں سے

شعلے نکل رہے تھے

بالاج خانزادہ کا کالراب بھی روپ کے

ہاتھ میں تھا بالاج خانزادہ کا آج صبح

معنوں میں دل کانپا تھا اسے روپ کے

سوالوں سے ڈر لگا تھا کل اس نے صرف

نتاشہ کا ہاتھ پکڑا تھا تو روپ کس حد

تک جنونی ہوئی تھی اور کل رات کے متعلق

اگر بالاج خانزادہ اسے ایک حرف ہی

بتادے تو پتا نہیں روپ کیا کرے گی۔۔

زندگی میں پہلی بار بے قصور ہوتے ہوئے

بھی بالاج خانزادہ کو اپنا آپ قصور وار

لگا اسے ڈر لگ رہا تھا تو صرف روپ

کی بے اعتباری سے۔۔

اگر روپ نے اس پر اعتبار نہ کیا تو۔۔۔۔۔

اسے نتاشہ کی کہی بات یاد آئی

"روپ کو کچھ پتا نہیں چلے گا"

پر روپ کو پتا چل چکا تھا وہ ہری نم

آنکھوں میں سو سوال لیے بالاج خانزادہ

کی طرف ہی دیکھ رہی تھی جس کی

زبان تالو سے چپک گئی تھی



بالاج خانزادہ کا گریبان روپ کے ہاتھوں میں تھا

وہ نم آنکھیں لیے بالاج خانزادہ کے گریبان کی

طرف دیکھ رہی تھی جہاں سرخ ہونٹوں کے

نشان واضح تھے

بالاج خانزادہ کو بے قصور ہوتے ہوئے بھی اپنا

آپ مجرم لگ رہا تھا اس کا دل انجانے خوف
سے دھڑک رہا تھا پتا نہیں روپ اس پر اعتبار
کرے بھی یا نہیں۔۔۔

روپ۔۔ میری بات سنو۔۔۔

اس لڑکی کے ساتھ رات گزار کر آرہے ہیں نا؟؟؟

روپ نے اپنی ہری آنکھیں بالاج خانزادہ
کی کرسٹل گرے آنکھوں میں دیکھتے کرب
سے کہا

بالاج خانزادہ اس کی بات پر تڑپ کر رہ گیا
تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو؟؟؟ کتنی
آسانی سے تم یہ الفاظ اپنی زبان پر لے آئی۔۔
بالاج خانزادہ نے تکلیف دہ لہجے میں کہا
ہنہ۔۔ میں سوچوں بھی نابولوں بھی نا۔۔

اور آپ سب کچھ کرتے جائیں؟؟
روپ کے آنسو اس کے گالوں پر پھسلے
نہیں روپ۔۔ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔۔
بالاج خانزادہ نے روپ کا چہرہ ہاتھوں میں
تھاما پر ایک سیکنڈ سے پہلے ہی روپ
نے غصے سے اس کے ہاتھ جھٹک دیے
سب کچھ آپ کا ہی کیا دھرا ہے۔۔ اس لڑکی
سے نکاح آپ نے کیا۔۔ جبکہ آپ مجھ سے
منسوب تھے میرے حصے کی محبتیں چاہتیں
اور قربتیں اس پر لٹاتے رہے، وہ آپ کو
چھوڑ کر چلی گئی
ہمارا نکاح ہوا میں نے آپ سے وعدہ لیا اور
آپ نے مجھ سے وعدہ کیا

وہ لڑکی لوٹ آئی آپ نے وعدہ خلافی کی
اسے اپنے کمرے میں رکھا مجھ پر ہاتھ
اٹھایا اور وہ اس حد تک بڑھ گئی کہ آپ
اس کے ساتھ راتیں گزارتے ہیں اور مجھ
سے کہتے ہیں میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔

نہیں سردار بالاج خانزادہ۔۔۔

سب کچھ آپ ہی کا کیا دھرا ہے۔۔۔ روپ

نے بالاج خانزادہ کے سینے پر ہاتھ رکھ
کر اسے دھکا دیا تو بالاج خانزادہ دو قدم لڑکھڑایا

روپ غصے سے ہانپ رہی تھی بالاج خانزادہ

کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ کیسے

روپ کو یقین دلائے۔۔۔

روپ مجھے کچھ بولنے کا موقع تو دو۔۔۔

بالاج خانزادہ نے التجاء کی۔۔

میری امانت میں خیانت کرتے شرم نہیں

آپ کو؟؟ روپ ہزیرانی انداز میں چیخی

بالاج خانزادہ کو اس کی جنونی کیفیت سے

خوف آنے لگا

نہیں۔۔ کوئی خیانت نہیں کی۔۔ جب دن سے

تم سے نکاح ہوا ہے میں نے اپنی سوچوں

تک کو تم تک محدود کر لیا ہے۔۔ بالاج

خانزادہ نے صاف گوئی کی

جھوٹ۔۔ وہ آپ کے ساتھ ایک ہی کمرے میں

ایک ہی بیڈ پر سوتی ہے اور آپ سوچوں

کی بات کرتے ہو۔۔ روپ دو قدم آگے بڑھی

اس نے پھر سے بالاج خانزادہ کا گریبان پکڑ لیا

تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے؟؟
بالاج خانزادہ نے بے یقینی سے پوچھا
اعتبار؟؟ ٹھیک ہے ایک پل کو کر لیا آپ پر
اعتبار۔۔۔ ان نشانوں کے بارے میں کیا کہیں
گے پھر؟؟

کہیں تیسری تو نہیں رکھ لی جس کے ساتھ
وقت گزار کر آتے ہیں آپ۔۔
روپ نے روتے ہوئے چلا کر کہا تو بالاج خانزادہ
اس کی بات ہر دم بخود رہ گیا
کتنا غلط سوچتی ہو میرے متعلق۔۔ بالاج
خانزادہ کی آواز میں دکھ تھا
میری سوچ غلط اور آپ تو خود غلط ہو۔۔
میری امانت میں خیانت کر کے آئے ہو۔۔۔

اس لڑکی نے آپ کو چھوا بھی کیسے؟؟
روپ روتے ہوئے پاگل ہو رہی تھی بالاج خانزادہ
ضبط سے مٹھیاں بھینچے روپ کو دیکھنے لگا
روپ نے روتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا بیڈ
کی سائیڈ ٹیبل پر ٹشو باکس پڑا تھا روپ
آنسو صاف کرتے بیڈ کی طرف بڑھی
بالاج خانزادہ اسے خاموشی سے دیکھنے لگا
روپ نے ٹشو باکس سے ایک سا تھوڑھروں
ٹشو نکالے اور بالاج خانزادہ کی طرف بڑھی
اس نے بالاج خانزادہ کا گریبان دونوں ہاتھوں
سے پکڑ کر نیچے کی طرف کھینچا جو
پھٹ گیا دو تین بٹن ٹوٹ کر زمین پر گرے
روپ بالاج خانزادہ کے سینے پر لگے ہونٹوں

کے نشان ٹشو سے صاف کرنے لگی
بالاج خانزادہ خاموشی سے اس کے جزباتی
پن کو دیکھ رہا تھا
وہ رگڑ رگڑ کر بالاج خانزادہ کا سینہ ان نشانوں
سے صاف کرنا چاہ رہی تھی نشان ہلکے تو
ہو گئے تھے پر مٹے نہیں تھے
تھک کر روپ پھر سے رونے لگی
روپ۔۔ میری جان۔۔
نہیں ہوں میں آپ کی جان۔۔
روپ نے بالاج خانزادہ کی بات کاٹتے غصے
سے ٹشوز مین پر پھینکے اور بالاج خانزادہ
کا برہنہ سینہ دیکھنے لگی
اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ نتاشہ نے

کل کی رات اس کے ساتھ گزاری۔۔۔ وہ رات
میں کیسے۔۔۔ آپ کی زندگی سے ختم۔۔۔
روپ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔
بالاج خانزادہ نے روپ کے دونوں بازو پکڑ
کر اسے جھنجھوڑا۔۔۔

خود کے قریب تو آنے دینا اسے۔۔۔ اس کی
اتنی ہمت ہو گئی کہ وہ آپ کے سینے پر
ہونٹ رکھنے لگی اور آپ۔۔۔ آپ بہکتے رہے۔۔۔
ہمت بھی کیسے ہوئی آپ کی؟؟ زرا شرم
نہیں آئی آپ کو؟؟ میری جگہ کسی اور
کو دیتے ہوئے؟؟

روپ پھر سے بالاج کا گریبان پکڑے اس
سے سوال کرنے لگی

تمہاری قسم میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ کل رات
میرے اور نتاشہ کے بیچ کچھ نہیں ہوا، جب
سے وہ واپس آئی یہ ہمارے بیچ کچھ بھی
نہیں ہوا۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے سر پر ہاتھ رکھ
کر قسم کھائی تو روپ نے روتے ہوئے غصے
سے اس کا ہاتھ جھٹکا اور صوفے پر بیٹھ
کر ہچکیوں سے رونے لگی
بالاج خانزادہ نے اسے بے بسی سے دیکھا
اتنا ہلکا اعتبار ہے تمہارا مجھ پر جو ان
نشانوں سے ٹوٹ گیا؟؟

بالاج خانزادہ کی آنکھ کا گوشہ نم ہوا۔
روپ کہاں برداشت کر سکتی تھی بالاج

خانزادہ کی بے رخی۔۔
وہ اٹھی اور بھاگ کر بالاج خانزادہ کے گلے
لگے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی
پر آج بالاج خانزادہ نے اس کی کمر میں
بازو حائل نہیں کیے اسے روپ کی لے اعتباری
سے ہول اٹھ رہے تھے
محبت تو کرتی ہو پر افسوس۔۔ اعتبار تمہیں
مجھ پر زرا بھی نہیں ہے اور یہ بات آج
تم ثابت کر چکی ہو۔۔
بالاج خانزادہ کی آواز میں کرب تھا روپ
اس کی بات پر تڑپ اٹھی
وہ بالاج خانزادہ کے سینے پر بے اختیار ہو کر
دیوانگی سے چومنے لگی

بالاج خانزادہ نے اسے کندھوں سے پکڑ کر
پیچھے کیا۔۔

تمہیں تکلیف ہے نہ نتاشہ سے؟؟ میں آج اس
کافیصلہ کر دوں گا۔۔ پر ایک بات یاد رکھنا
روپ۔۔ آج تم نے بالاج خانزادہ کا بہت دل دکھایا ہے
بالاج خانزادہ نے بھرائی آواز میں کہا
نہیں بالاج۔۔۔ سوری۔۔ آپ مجھے بھی تو
سمجھے نا۔۔ روپ نے پھر سے بالاج خانزادہ
کے گلے لگنا چاہا پر بالاج خانزادہ نے اسے
آہستہ سے پیچھے کر دیا
میں تمہیں سمجھوں۔۔ اور تم مجھے سمجھو
ہی نا۔۔ ایم سوری روپ۔۔۔ پر تم نے آج مجھے
میری ہی نظروں میں گرایا ہے۔۔۔

بالاج خانزادہ کی آنکھوں میں روپ کے لیے
شکوے تھے۔۔

بالاج۔۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔۔

روپ نے بے بسی سے کہا تو بالاج خانزادہ

نے گہرا سانس لیتے خود کو کمپوز کیا اور

کمرے سے جانے لگا

روپ نے اسے پیچھے سے ہگ کر لیا

ایم سوری۔۔ روپ نے بالاج خانزادہ کی کمر

پر سرٹکا کر روتے ہوئے کہا

پر بالاج خانزادہ اس وقت روپ سے نرمی

نہیں برتنا چاہتا تھا اس نے روپ کے

ہاتھ اپنے سینے سے ہٹائے اور بنا روپ کی

طرف دیکھے تیز قدموں سے چلتا کمرے

سے نکل گیا

روپ فرش پر بیٹھ کر بے آواز رونے لگی
بالاج خانزادہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا نتاشہ
بیڈ پر سو رہی تھی اس نے ایک نظر ڈالنا بھی
گوارا نہیں کیا اور وارڈروب سے کپڑے نکال
کر ہاتھ لینے چلا گیا

بالاج خانزادہ ہاتھ لے کر نکلا اس نے گیلے بالوں
میں برش کیا ہاتھ میں گھڑی پہنی یہ سب
وہ بہت سنجیدگی سے کر رہا تھا اس کے چہرے
پر بلا کی سختی تھی

تبھی بالاج خانزادہ کا موبائل وا بھریٹ ہوا حشمت
علی کا فون تھا بالاج خانزادہ نے ایک نظر
سوئی ہوئی نتاشہ پر ڈالی اور چلتا ہوا

اس کے قریب آیا بالاج خانزادہ نے ایک ہاتھ
تکیے پر رکھا اور زرا سا جھکا
تم مجھے چھوڑ کر گئی میرے بچے کو مار دیا
اگر اس کے علاوہ تمہارا ایک بھی گناہ نکلا تو
تمہیں سزا بالاج خانزادہ نہیں بلکہ سفاک سردار
بالاج خانزادہ دے گا۔۔۔

بالاج خانزادہ نے اپنی کرسٹل گرے آنکھیں
نتاشہ کے خوبصورت چہرے پر گاڑتے دل
ہی دل میں سوچا

موبائل پھر بسے وائبریٹ ہوا تو بالاج خانزادہ
اپنی اجرک پکڑے کمرے سے نکل گیا
وہ سیدھا حویلی کے لان میں ایذ جہاں حشمت
علی اسی کے انتظار میں کھڑا تھا

سلام سردار سائیں۔۔۔

حشمت علی نے فوراً سلام کیا تو بالاج خانزادہ

نے سنجیدگی سے سر ہلادیا

سردار سائیں۔۔۔ راحم شاہ کو ڈیرے پر حاضر

کرنا ہے یا؟؟؟

حشمت علی نے بات ادھوری چھوڑی

ڈیرے پر۔۔۔

بالاج خانزادہ نے مختصر جواب دیا

جو حکم سائیں۔۔۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو

ڈیرے کے لئے نکلیں؟؟؟

حشمت علی اجازت ہی اجازت میں بالاج خانزادہ

کو بتا چکا تھا کہ راحم شاہ ڈیرے پر ہی ہے

بالاج خانزادہ نے سر ہلایا اور اپنی جیب کی

طرف بڑھا

دو منٹوں میں بالاج خانزادہ کی جیب کے پیچھے
حویلی کے مین گیٹ سے گارڈز کی گاڑیاں
نکلیں

بالاج خانزادہ کے کمرے سے جاتے ہی نتاشہ نے
پٹ سے آنکھیں کھولیں وہ جاگ رہی تھی پر
بالاج خانزادہ کو دیکھ سوتا بن گئی
مجھے جلدی یہاں سے نکلنا ہو گا۔۔ ورنہ مجھے
یہ پاگل انسان جان سے مار دے گا۔

نتاشہ نے پریشانی سے سوچا اسے تھوڑی دیر
پہلے ہی پتا چلا تھا کہ بالاج خانزادہ کے
آدمیوں نے راحم شاہ کو پکڑ لیا ہے
وہ کل رات سے راحم شاہ کو فون کر رہی تھی

پر اس کا نمبر بند جا رہا تھا ابھی تھوڑی دیر
پہلے نتاشہ کی بات راحم شاہ کے چوکیدار
سے ہوئی جس نے اسے بتایا کہ کچھ آدمی
اسلحہ سمیت آئے اور راحم شاہ کو لے گئے
نتاشہ فوراً سمجھ گئی وہ آدمی بالاج خانزادہ
کے ہوں گے۔۔۔

وہ تو روپ کو ٹھکانے لگانے کا سوچ رہی تھی
پر یہاں اس کی سوچ کے برعکس بالاج خانزادہ
راحم شاہ کو قید کر چکا تھا

اس کا دل خوف سے کانپنے لگا وہ اسی وقت
حویلی سے نکلنے لگی پر عین وقت پر بالاج
خانزادہ کمرے میں آگیا

نتاشہ اسے دیکھ فوراً بیڈ پر لیٹ کر سوتی

بن گئی۔۔ اب بالاج خانزادہ کے جانے کے بعد
وہ پریشان ہو گئی کیونکہ اس وقت آٹھ بج
رہے تھے اور حویلی میں سب جاگ گئے تھے
نتاشہ کو نکلنا مشکل لگ رہا تھا پر کیسے بھی
کر کے اسے یہاں سے نکلنا تھا

بالاج خانزادہ ڈیرے پر پہنچا تو اس نے آدمیوں
نے راحم کو کرسی پر بیٹھا کر رسیوں سے
باندھا تھا اپنے سامنے بالاج خانزادہ کو دیکھ
کر راحم شاہ کی آنکھیں خوف سے پھیلیں
اس کے منہ پر پٹی بندھی تھی

بالاج خانزادہ مغرورانہ انداز میں چلتا راحم شاہ
کے پاس آیا اور اسے بالوں سے پکڑ کر اس کا
چہرہ اوپر کیا۔۔۔

اگر اپنی لمبی عمر چاہتے ہو تو سب سچ
بتانا ورنہ میری سفاکی کے قصے تمہیں پورے
گاؤں میں سننے کو ملیں گے
بالاج خانزادہ نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو
راحم شاہ نے خوف سے تھوک نگلا
بالاج خانزادہ نے جھٹکے سے اس کے منہ سے
کپڑا اتارا

خوف سے راحم شاہ کے پسینے چھوٹنے لگے۔۔
جلدی بول۔۔۔۔۔ ورنہ بولنے لائق نہیں رہو گے۔۔
بالاج خانزادہ نے اس کی گردن دبوچ لی۔۔
نن۔۔ نتاشہ۔۔ تمہیں خود۔۔ چھوڑ کر۔۔ گئی تھی۔۔
میں نے۔۔ اسے نہیں۔۔ بھگایا تھا۔۔
راحم شاہ نے تھر تھر کانپتے کہا

ہم۔۔۔ کوئی نئی بات بتاؤ جو مجھے نہیں پتا۔۔

بالاج خانزادہ نے اس کی گردن پر ہاتھ کی

گرفت مضبوط کی۔۔۔

نن۔۔۔ نتاشہ۔۔۔ نے تمہارے بچے۔۔۔ کو مارا۔۔۔ میں نے

کچھ نہیں کیا۔۔۔ راحم شاہ کے منہ سے خوف

سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے کیونکہ بالاج خانزادہ

نے حشمت علی سے گن پکڑ کر لوڈ کر لی تھی

بتاتا ہوں۔۔۔ بتاتا ہوں۔۔۔

راحم شاہ خوف کے زیر اثر کہا بالاج خانزادہ

نے گن کی نوک اس کی گردن پر رکھ دی

نتاشہ۔۔۔ تم سے نکاح سے پہلے ہی میرے نکاح

میں تھی۔۔۔ راحم شاہ نے آنکھیں زور سے میچ

کر جلدی سے بولا تو بالاج خانزادہ کے سر پر

ساتوں آسمان گرے
اس کے چہرے کا رنگ ایک دم بدلا گن پر گرفت
ڈھیلی ہوئی

کیا بکواس کر رہے ہو تم؟؟ وہ آج بھی میرے
نکاح میں ہے۔۔ ہم نے نکاح کیا تھا۔۔

بالاج خانزادہ نے غصے سے راحم شاہ کے بالوں
کو مٹھی میں دبوچ لیا

مم۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔ وہ پہلے سے ہی
میرے نکاح میں تھی اس دن جب میں اس
کے ساتھ چھیڑ خانی کر رہا تھا تو وہ اس وقت

میرے نکاح میں تھی

اور تم سمجھے میں لڑکی کو چھیڑ رہا ہوں
جبکہ وہ لڑکی میری بیوی تھی۔۔

تمہارے جانے کے بعد نتاشہ نے مجھ سے
معافی مانگی کیونکہ اس کی وجہ سے تم
نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تھا
مجھے تم سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا تھا
اس لیے میں نے نتاشہ سے کہا کہ وہ تمہیں
اپنی محبت کے جال میں پھنسائے
نتاشہ فوراً ہی مان گئی اور تمہارے پیچھے
لگ گئی اور اس دوران نتاشہ تمہاری پرسنلٹی
سے کافی متاثر ہو چکی تھی اس لیے اس نے
مجھے بنا بتائے تم سے نکاح کر لیا اور تم لوگ
گاؤں شفٹ ہو گئے جبکہ نتاشہ پہلے سے ہی
میرے نکاح میں موجود تھی میں شوہر تھا اس
کا لیکن اس کے باوجود اس نے تم سے نکاح

کر لیا میں نے نتاشا کو کافی بلیک میل کیا
لیکن وہ مجھے یہی کہتی رہی کہ وہ میرا بدلہ
لے رہی ہے اور اس نے میرا بدلہ لینے کے لیے ہی
بالاج خانزادہ سے نکاح کیا ہے پر اصل میں وہ
تمہاری حویلی اور تمہارے ساتھ اس پورے
گاؤں پر راج کرنا چاہتی تھی۔۔
لیکن ایک دن میری برداشت جواب دے گئی اور میں
نے نتاشہ سے صاف کہہ دیا کہ میں بالاج خانزادہ
کو سب سچ بتانے والا ہوں
نتاشہ کافی ڈر گئی اس لیے اس رات وہ حویلی
سے چپ چاپ نکل گئی لیکن جیسے ہی وہ میرے
پاس آئی وہ ماں بننے والی تھی۔۔
تمہارے بچے کی ماں۔۔

میں نے جیسے ہی سنا نتاشہ پر کافی تشدد کیا

مارپیٹ کی لیکن اس

دوران بھی تمہارے بچے کو کچھ نہیں ہوا

جب نتاشا کی طبیعت تھوڑی سنبھلی تو وہ خود

ہی ہاسپٹل جا کر ابارشن کروا آئی

میں اور نتاشہ دو سال ایک دوسرے کے ساتھ رہے

لیکن اب نتاشا کا دل مجھ سے بھی بھڑچکا تھا

اس لیے وہ مجھے بھی چکمہ دے کر بھاگ گئی

میں تمہارے پاس خود آنا چاہتا تھا تمہیں سب

سچ بتانا چاہتا تھا کہ نتاشا تمہارے پاس پھر کسی

مقصد سے آئی ہے لیکن میں ڈر گیا تھا کہ تم

مجھے جان سے مار دو گے۔۔

بالاج خانزادہ جیسے جیسے سن رہا تھا اس

سے کھڑے رہنا مشکل ہو رہا تھا
پر سچ یہی ہے نتاشہ نے نکاح پر نکاح کیا ہے اور
اسی نے تمہارے بچے کو مارا ہے وہ تو میری
بھی نہ بن سکی۔۔

کبھی مجھے چھوڑ کر تمہارے پاس تو کبھی
تمہیں چھوڑ کر میرے پاس۔۔ اور اب پھر
مجھے چھوڑ کر وہ تمہارے پاس آگئی ہے۔۔
راحم شاہ بات کرتے خود بھی رو پڑا۔۔۔
میں مانتا ہوں بالاج۔۔ میں تمہارا گنہگار ہوں

میں بس تم سے اپنی بے عزتی کا بدلہ
لینا چاہتا تھا اس لیے میں نے نتاشہ کو
تمہارے پیچھے لگایا پر میں قسم کھاتا ہوں
مجھے تم دونوں کے نکاح کا تب پتا چلا

جب دیر ہو چکی تھی

میں نے نتاشہ سے رابطہ کیا اور وہ مجھے
جھوٹے لارے دیتی رہی کہ وہ میرا تم سے
بدلہ لے رہی ہے اور میں بدلہ لینے کے نشے
میں یہ تک نہ سمجھ پایا کہ وہ میری بیوی ہے
اور اب نکاح پر نکاح کر چکی ہے
جب نتاشہ مجھے چھوڑ کر تمہارے پاس آئی
تو میں ڈر گیا تھا کہ پتا نہیں اس نے تم سے
کیا کہا ہو گا اور تم مجھے مار ڈالو گے۔
بس اسی وجہ سے میں دبئی بھاگ گیا۔
راحم شاہ بات پوری کر کے خود تو خاموش
ہو گیا پر بالاج خانزادہ کے اندر طوفان اٹھ
رہے تھے

وہ اتنے مہینوں تک حرام رشتے میں تھا اور

اسے خبر تک نہ ہو سکی

بالاج خانزادہ کے دماغ میں ٹیسس اٹھنے لگیں

اس کا چہرہ ضبط سے اتنا سرخ پڑ گیا کہ

راحم شاہ کا دل بھی خوف سے کانپا

بالاج خانزادہ کے اندر بھانپھڑ چلنے لگے اس

کا سر بری طرح گھومنے لگا اس نے دونوں

ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا

حشمت علی نے آگے ہو کر بالاج خانزادہ کو

سنجھالا وہ لڑکھڑا کر گرنے ہی والا تھا

سردار سائیں۔۔ سنجھالیں خود کو۔۔

حشمت علی کی آواز پر بالاج خانزادہ نے

غصے سے سرخ آنکھیں کھولیں اور ایک

نظر راحم شاہ کے خوف زدہ چہرے پر ڈال
کر جھٹکے سے مڑا

وہ اپنی جیپ میں بیٹھا اور گاڑی حویلی کے
راستے پر ڈال دی۔۔۔ گاؤں کے اونچے نیچے
راستوں پر وہ بہت رش ڈرائیونگ کر رہا تھا
حشمت علی گارڈز کے ساتھ بالاج خانزادہ
کے پیچھے گیا

پندرہ منٹ کا راستہ بالاج خانزادہ نے پانچ
منٹ میں طے کیا

جیپ اس نے گیٹ کے باہر روکی اور تیز
قدموں سے چلتا حویلی کے اندر آیا
گیٹ پر بیٹھا چوکیدار بھی بالاج خانزادہ کو
غصے میں دیکھ کر کانپنے لگا

بالاج خانزادہ سید ھالاونج میں آیا جہاں
نتاشہ پہلے سے ہی موجود تھی وہ حویلی
سے نکلنے کے لیے پر تول رہی تھی
کیونکہ جس رات روپ کو بالاج خانزادہ نے
تھپڑ مارا تھا اس رات اس نے حشمت علی
سے کہہ کر سکیورٹی سخت کروادی کہ حویلی
کی کوئی بھی عورت اس سے اجازت لیے
بغیر حویلی سے نہ نکلے
لاونج میں خانم بی بی چائے پی رہی تھیں
رباب اور علینا خانم بی بی کے پاس بیٹھیں
باتیں کر رہی تھیں جبکہ نتاشہ ابھی وہاں آکر
کھڑی ہی ہوئی تھی اور سوچ رہی تھی وہ
کیا بہانہ بنا کر حویلی سے نکلے

بالاج خانزادہ پھرے ہوئے شیر کی طرح نتاشہ
کی طرف لپکا اور اٹے ہاتھ کا تھپڑ اس کے
گال پر پوری قوت سے مار دیا
نتاشہ منہ کے بل زمین پر گری خانم بی بی
ر باب اور علینا بالاج خانزادہ کو اس قدر غصے
میں دیکھ کر چپ کی چپ رہ گئیں
تھپڑ اتنا شدید تھا نتاشہ کا سر ایک دم
چکرا یا ہونٹ سے خون نکلنے لگا اور بالاج
خانزادہ کی انگلیوں کے نشان اس کے گال
پر چھپ گئے

اس نے گال پر ہاتھ رکھ کر خوف سے
بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا جس کی
آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے

گھٹیا عورت۔۔۔

میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا تم اس
قدر بے شرم اور گھٹیا نکلو گی۔۔

بالاج خانزادہ بولا نہیں دھاڑا تھا۔۔

اس کی دھاڑ پر سب اپنے کمروں سے نکل
کر لاونج میں آگئے روپ جو بیڈ پر بیٹھی

رورہی تھی بالاج خانزادہ کی آواز پر آنسو

صاف کرتی کمرے سے باہر نکلی اور رینگ

پر جھک کر نیچے دیکھنے لگی

جہاں نتاشہ فرش پر بیٹھی تھی اور بالاج

خانزادہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا

روپ کے دیکھتے ہی دیکھتے بالاج خانزادہ

نے نتاشہ کو بالوں سے پکڑ کر کھڑا کیا اس

کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ نتاشہ کو
لگا اس کے بال جڑ سے اکھڑ جائیں گے۔۔۔
بالاج کیا ہوا ہے؟؟ کیوں مار پیٹ کر رہے ہو؟؟
عورتوں پر ہاتھ کب سے اٹھانے لگ گئے تم؟؟
شارق خانزادہ نے غصے سے کہا کیونکہ بالاج
خانزادہ نے اس رات روپ پر بھی ہاتھ اٹھایا تھا
عورت؟؟؟

نہیں بابا سائیں۔۔۔

یہ عورت نہیں گھٹیا عورت ہے اس نے مجھے
دھوکا دیا ابھی تو اسے ایک تھپڑ پڑا ہے میں
تو اسے دردناک موت دینے والا ہوں۔۔۔
بالاج خانزادہ نے ابھی بھی نتاشہ کو بالوں
سے پکڑا ہوا تھا درد سے اس کے آنسو نکل پڑے

جبکہ بالاج خانزادہ کی بات پر سب کے دل
خوف سے لرزے اوپر کھڑی اوپر بھی خوف
سے کانپ اٹھی۔۔

بب۔۔۔ بالاج۔۔ مجھے معاف۔۔ کر دیں۔۔

نتاشہ نے روتے ہوئے کہا تو بالاج خانزادہ

استہزائیہ انداز میں ہنسا

بے وقوف عورت۔۔ تم مجھ سے گناہ کرواتی رہی

مجھ سے زنا کرواتی رہی مجھے تم نے گنہگار

کر دیا مجھے ناپاک کر دیا اور چاہتی ہو میں

تمہیں معاف کر دوں؟؟؟

بالاج خانزادہ نتاشہ کے منہ پر پھنکارا تو سب

اس کے الفاظوں پر حیرت سے اسے دیکھنے لگے

کیا کہہ رہے ہو بالاج پتر؟؟ کس گناہ کی بات

کر رہے ہو؟؟

خانم بی بی کا دل انجانے خوف سے کانپ رہا تھا

خانم بی بی کے پوچھنے پر بالاج خانزادہ

نے نتاشہ کو جھٹکے سے دھکا دیا تو وہ پھر

سے زمین پر گری

یہ مجھ سے پہلے بھی کسی کے نکاح میں تھی

اس نے میرے ساتھ نکاح پر نکاح کیا۔۔۔

بالاج خانزادہ کے الفاظوں پر سب کے سروں پر

دھماکہ ہوا سب ایک دم سکتے میں چلے گئے۔۔

روپ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہ

اپنی جگہ ساکت کھڑی رہ گئی۔۔۔

جبکہ نتاشہ سر جھکائے آنسو بہانے لگی

یہ تم کیا کہہ رہے ہو بالاج خان؟؟ شارق خانزادہ

نے سکتے کی کیفیت میں کہا
بابا سائیں۔۔ مجھ سے گناہ ہو گیا یہ مجھ پر
حرام تھی میں اتنے مہینے۔۔۔ حرام کرتا رہا۔۔
اس نے میرے بچے کو بھی مار ڈالا۔۔
بالاج خانزادہ کا ضبط جواب دے گیا وہ
اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ کر بے قابو ہو گیا
یوسف خان زادہ اور محبوب خان زادہ نے
آگے ہو کر اسے سنبھالا
روپ خود ابھی بھی سکتے میں تھی اس
کا دل چاہا وہ بھاگ کر بالاج خانزادہ کے
سینے سے لگ جائے اور اس کے آنسو پی جائے
بالاج خانزادہ غصے سے لب بھینچے پھر
سے نتاشہ کی طرف بڑھا

کیوں کیا تم نے میرے ساتھ یہ سب؟؟ کیوں
مجھے ناپاک کیا؟؟ کیوں مجھ سے گناہ کرواتی
رہی۔۔ بولو؟؟

بالاج خانزادہ نے نتاشہ کو جبرے سے پکڑ کر
کھڑا کیا اور ایک اور تھپڑ اس کے گال پر مارا
روپ نے چیخ رو کتے منہ پر ہاتھ رکھ لیا
سب حویلی والوں نے افسوس سے نتاشہ کی
طرف دیکھا جو بالاج خانزادہ کی سفاکی
کا نشانہ بنی۔۔

بالاج۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔ میں جانتی ہوں
میں نے غلط کیا۔۔ پر وہ راحم شاہ۔۔ وہ
مجھ پر۔۔ ظلم کرتا تھا۔۔ اسے تو عورتوں
کی عزت ہی نہیں کرنی آتی۔۔ جس دن

آپ نے مجھے اس سے بچایا تھا مجھے آپ
کی عورتوں کے متعلق سوچ اچھی لگی تھی
میں راحم شاہ سے طلاق چاہتی تھی پر
وہ مان ہی نہیں رہا تھا اس لیے میں نے
آپ سے نکاح کر لیا۔۔

لیکن میں آپ سے بہت محبت۔۔۔

چپ۔۔ ایک دم چپ۔۔۔
ورنہ گدی سے زبان کھینچ لوں گا۔۔ بالاج خانزادہ
نے نتاشہ کی گردن دبوچ لی

بب۔۔ بالاج۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔

نتاشہ نے ضبط کرتے کہا اس کے دونوں گالوں

پر نیل پڑ گئے تھے ہونٹ پھٹ کر خون

نکلنے لگا تھا

معافی۔۔۔ نہیں۔۔ تمہیں میں خود سزا دوں
گا۔۔ تم نے مجھ سے گناہ کر وایا۔۔ مجھے
گنہگار کیا۔۔ اب میں تمہیں روز قطرہ قطرہ
ماروں گا۔۔ تم ترسوں گی تڑپو گی۔۔ پر تمہیں
موت نہیں ملے گی۔۔۔

بالاج خانزادہ نتاشہ کو بازو سے کھینچ کر
حویلی کے تہ خانے میں لے گیا جو پچھلے بیس
پچیس سالوں سے بند پڑا تھا روپ خوف
سے کانپ رہی تھی کیونکہ جب وہ حویلی
آئی تھی تو محبوب خان زادہ نے تہ خانے کے
متعلق روپ کو کافی ڈرایا تھا کہ وہاں بالاج
لالہ نے سانپ اور بچھوپال رکھے ہیں اور
جس کا گناہ یا غلطی قابل معافی نہ ہو بالاج

لالہ اسے حویلی کے تہ خانے میں پھینک دیتے ہیں
روپ کو محبوب خان زادہ کی کہی باتیں
یاد آئیں وہ خوف سے لرزنے لگی
اس نے سنا تھا بالاج خان زادہ سفاک سردار ہے
آج اس نے دیکھ بھی لیا تھا وہ کہیں سے
بھی روپ کا بالاج خان زادہ نہیں لگ رہا تھا
جو اس کے آگے پیچھے گھومتا تھا اس کے
ناز نخرے اور چونچلے کرتا تھا
جو روپ کے پیچھے گھوم کر اس سے معافیاں
مانگتا تھا اس گاؤں کا سفاک سردار بالاج خان زادہ
تھا جو نتاشہ کو اس کے گناہ کی سزا دے
رہا تھا وہ گناہ جو نتاشہ بالاج خان زادہ سے
بھی کرواتی رہی۔۔۔

بب۔۔ بالاج۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔ میں نے سب آپ
کی محبت میں کیا۔۔ میں آج بھی آپ سے بے حد
محبت کرتی ہوں۔۔ اور۔۔ میں جانتی ہوں۔۔ آپ بھی
مجھے یاد کرتے تھے۔۔

پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔ بالاج خانزادہ نتاشہ کا
ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچتے تہ خانے میں لے جا رہا تھا
اور نتاشہ اس کی منتیں کر رہی تھی

بالاج۔۔ مجھے ایسی سزا مت دیں۔۔ آپ کو اسکا
واسطہ۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔

نتاشہ نے تہ خانے کے دروازے پر پہنچتے بالاج
خانزادہ کے آگے ہاتھ جوڑے وہ سوچ بھی نہیں

سکتی تھی کہ بالاج خانزادہ اس کے معاملے
میں اس قدر سفاکی برتے گا
تم معافی کے نہیں۔۔ سزا کے قابل ہو۔۔ آج کی
رات اس تہ خانے میں گزارو۔۔ کل کا دن تمہارے
لیے اس آنے والی رات سے بھی زیادہ خطرناک ہوگا
بالاج خانزادہ نتاشہ کو بالوں سے پکڑ کر
تہ خانے میں لایا۔۔

نہیں بالاج۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔ میں آپ کی
اور روپ کی زندگی سے دور چلی جاؤں گی
مجھے معاف کر دیں۔۔

نتاشہ نے بالاج خانزادہ کے پاؤں پکڑ لیے
مجھ سے تم گناہ کرواتی رہی۔۔ مجھے تم ناپاک
کرتی رہی۔۔ اور اب مجھ سے معافی کی

امید لگا رہی ہو؟؟؟

اگر تم عورت نہیں ہوتی تو جو تم نے میرے
ساتھ کیا ہے خدا کی قسم۔۔ پورے گاؤں کی
گلیوں میں، میں تمہیں سنگسار کرتا۔
بالاج خانزادہ کی بات پر روپ کے رونگٹے
کھڑے ہو گئے۔۔

نن۔۔ نہیں۔۔ آپ تو ایسے۔۔ نہیں تھے۔۔ مجھ۔۔
سے محبت۔۔ کرتے تھے۔۔

نتاشہ کوتہ خانے سے خوف آرہا تھا گھپ اندھیرا
تھاروشنی کھلے دروازے سے اندر آرہی تھی

ابھی دروازہ بند ہو جانا تھا تو روشنی کی
کہیں سے بھی کوئی کرن نہیں ملنی تھی
مجھے تم نے عورت ذات سے نفرت کروادی

ہے کیا بگاڑا تھا میں نے تمہارا؟؟ کس گناہ
کی سزا بن کر تم میری زندگی میں آئی۔۔۔
جی تو چاہ رہا ہے تمہاری بوٹیاں کر دوں۔۔

بالاج خانزادہ نے نتاشہ کا گلاد بوچ لیا
سچ تو یہ ہے آپ نے کبھی مجھ سے محبت
کی ہی نہیں۔۔ مجھ سے نکاح کے بعد مجھے
حویلی میں بات بات پر ٹوکتے تھے

سر پر دوپٹہ رکھواتے تھے نوکروں کے سامنے
جانے نہیں دیتے تھے میری اپنے آگے اونچی
آواز تک برداشت نہیں کرتے تھے

میں ناراض ہوتی تو مجھے مناتے نہیں تھے
الٹا مجھے ہی منانا پڑتا تھا

اور اس روپ پر ایک بھی پابندی نہیں لگائی

بنادو پٹے کے پوری حویلی میں گھومتی
ہے آپ پر رعب ڈالتی ہے اونچی آواز میں بات
کرتی ہے وہ ناراض ہو تو آپ اس کے آگے
بچھ جاتے ہو۔۔

کوئی محبت نہیں کرتے تھے آپ مجھ سے۔۔۔
نتاشہ حلق کے بل چیخ رہی تھی بالاج خانزادہ
نے اس کے اندر کا زہر اسے اگلنے دیا
نفرت ہے مجھے عورت ذات سے۔۔۔ سمجھی تم۔۔۔
بالاج خانزادہ نے نتاشہ کا سر غصے سے
تہ خانے کی دیوار سے مارا۔۔

آاااا۔۔۔

ایک ہولناک چیخنی تہ خانے میں گونجی خون
نکل کر نتاشہ کے چہرے پر پھیلا اور وہ

درد سے کراہتی زمین پر گر کر بے ہوش
ہو گئی۔۔

بالاج خانزادہ نے نفرت بھری نگاہ نتاشہ کے
بے ہوش وجود پر ڈالی اور تہ خانے سے نکل گیا
تہ خانے کا دروازہ بند ہوتے ہی پورا تہ خانہ

اندھیرے میں ڈوب گیا

بالاج خانزادہ اپنی جیب میں بیٹھا تو حشمت

علی اس کے پیچھے آنے لگا

بالاج خانزادہ نے ایک غصیلی نگاہ اس

پر ڈالی تو اس کے قدم تھم گئے

بالاج خانزادہ اپنی جیب تیزی سے بھگالے گیا

روپا بھی بھی رینگ پر ہاتھ رکھے ساکت

کھڑی تھی۔۔۔

تھوڑی دیر پہلے اس نے بالاج خانزادہ پر
بے اعتباری دکھا کر اسے ناراض کر دیا تھا
اب روپ کو احساس ہو رہا تھا کہ اس نے
جذبات میں آکر بالاج خانزادہ کے ساتھ
غلط برتاؤ کیا

کتنا کچھ کہہ دیتی تھی وہ بالاج خانزادہ کو۔
اور وہ ہمیشہ روپ کے آگے ہار مانتا۔
پر آج جیسے اس نے نتاشہ کو تھپڑ مارے
اسے بالوں سے پکڑا۔

روپ کو دل ہی دل میں بالاج خانزادہ کے
غصے سے خوف آ رہا تھا وہ بھاری قدموں
سے چلتی اپنے کمرے میں آگئی
حشمت علی نے آکر محبوب خانزادہ

اور یوسف خان زادہ کو اطلاع دے دی تھی
کہ بالاج خان زادہ کافی غصے سے حویلی
سے نکلا ہے

وہ دونوں اس کے پیچھے جانے لگے پر خانم
بی بی نے انہیں یہ کہہ کر روک دیا کہ اسے
کچھ وقت اکیلے رہنے دو۔۔

صبح سے دوپہر اور دوپہر سے رات ہو گئی
پر کسی نے پانی کا گھونٹ تک نہ پیا
روپ خانم بی بی کے کمرے میں ان کی گود
میں سر رکھے سسک رہی تھی اور خانم بی بی
اسے تسلیاں دے رہی تھیں
روپ میرے بچے۔۔۔ اب تمہیں بالاج پتر کو
سنجھالنا ہو گا۔۔

خانم بی بی نے روپ کے بالوں میں انگلیاں
چلاتے کہا

خانم بی بی۔۔ مجھے ان سے بہت ڈر لگ
رہا ہے وہ بہت غصے میں ہیں۔۔ آپ نے
دیکھا نہیں۔۔ وہ کس قدر سفاکیت سے
نتاشہ کو مار رہے تھے۔۔

روپ کے دماغ میں پھر سے وہی سین
فلم کی طرح چلے۔۔

نتاشہ نے اس کے ساتھ غلط کیا۔۔ بالاج
پتر نے اسے سزا دی ہے۔ تم نے کچھ غلط
نہیں کیا۔۔ تم کیوں ڈر رہی ہو؟؟ خانم بی بی
نے اسے پیار سے سمجھانا چاہا

نہیں۔۔ خانم بی بی۔۔ مجھے ان سے ڈر لگ

رہا ہے۔۔ روپ اپنی بات پر قائم تھی
اچھا ٹھیک ہے تم آرام کرو۔۔ رو رو کر آنکھیں
سو ج گئی ہیں تمہاری۔۔

خانم بی بی نے اسے ٹال دیا تو روپ خاموشی
سے آنکھیں موند گئی

صفور نے خانم بی بی کے کہنے پر ڈنر سب

کے کمروں میں پہنچا دیا تھا سب نے تھوڑا

تھوڑا کھانا کھا لیا تھا خانم بی بی نے روپ

کو بھی زبردستی دونوں لے کھلا دیے تھے

محبوب خان زادہ شاور لے کر نکلا تو

الفت بیڈ پر گم سم بیٹھی تھی محبوب

خان زادہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو کر

بال بنانے لگا پرفٹ ٹس سے مس نہ ہوئی
الفت۔۔

طبیعت ٹھیک ہے؟؟

محبوب خان زادہ نے پاس بیٹھ کر اس کا
ہاتھ تھامے کہا تو الفت نے چونک کر محبوب
خان زادہ کی طرف دیکھا

جج۔۔ جی۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔

الفت نے فوراً خود کو کمپوز کیا۔۔

جوابات پریشان کر رہی ہے بول دو۔۔ محبوب خان زادہ

بیڈ پر لیٹ گیا اس نے الفت کو اپنے ساتھ

لیٹا لیا الفت اس کے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گئی

میرادل بہت گھبرا رہا ہے۔۔

الفت نے سنجیدگی سے کہا

کس بات پر؟؟

محبوب خان زادہ نے گہرا سانس لیتے کہا
بالاج لالہ۔۔۔ بہت غصے میں تھے وہ صبح سے
حویلی نہیں آئے۔۔ آپ انہیں جا کر دیکھتے تو
سہی۔۔

الفت کو بالاج خان زادہ کی فکر ہو رہی تھی
لالہ ڈیرے پر ہیں۔۔ اور تم خود کہہ رہی ہو
وہ کافی غصے میں ہیں تو اگر میں ان کے سامنے
گیا تو وہ مجھے شوٹ کر دیں گے۔۔

محبوب خان زادہ نے حقیقت بیان کی
السلنہ کرے۔۔

الفت نے فوراً ٹپ کر کہا
ہمم۔۔ تو پھر مجھے کیوں الٹے مشورے دے

رہی ہو۔۔ میں تو کہوں گا خانی بھی ان کے
سامنے نہ جائے۔۔

کیونکہ میں نے پہلی بار لالہ کو اس قدر
غصے میں دیکھا ہے۔۔ اور اگر روپ خانی
ان کے سامنے گئی تو مجھے ڈر ہے وہ ان
کے ساتھ کچھ غلط نہ کر دیں۔۔۔

محبوب خان زادہ سنجیدگی سے کہا
مطلب؟؟

الفت نے زرا سا اٹھ کر محبوب خان زادہ
کی طرف دیکھتے پوچھا

مطلب یہ کہ۔۔ وہ نتاشہ کا غصہ خانی پر نہ
نکال دیں۔۔ بس اس وجہ سے۔۔

محبوب خان زادہ نے جتنا آج تک بالاج خان زادہ

کو دیکھا اور پرکھا اس حساب سے بول دیا
الفت محبوب خان زادہ کی بات پر خاموشی
سے پھر سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی
اسے محبوب خان زادہ کی بات سہی لگ رہی
تھی بالاج خان زادہ جس قدر غصے میں تھا
روپ ان سے فلحال دور ہی رہے تو اچھا ہے۔۔

روپ کو کہیں بھی سکون نہیں مل رہا تھا اس
کابس نہیں چل رہا تھا وہ بالاج خان زادہ
کے پاس چلی جائے

خانم بی بی کی آنکھ لگ گئی روپ نے ایک
نظر انہیں دیکھا اور سر پر دوپٹہ اوڑھ کر
کمرے سے نکل کر حویلی کے مین گیٹ کی

طرف آگئی

حشمت علی گیٹ پر ہی موجود تھا روپ کو

آتا دیکھ وہ فوراً سیدھا ہو کر سر جھکا لیا

حشمت چچا۔۔ بالاج کہاں ہیں؟؟

روپ کی گھبراہٹ جاری تھی

بی بی جی۔۔ سردار سائیں ڈیرے پر ہیں۔۔

حشمت علی نے سر جھکائے جواب دیا

آپ مجھے ڈیرے پر لے جائیں گے؟ مجھے

بالاج کے پاس جانا ہے۔۔

روپ نے ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑتے کہا۔۔

تو حشمت علی نے حیرت سے سراٹھا کر

روپ کی طرف دیکھا پھر ایک سیکنڈ سے

پہلے نظریں جھکا لیں

بی بی جی۔۔ سردار سائیں خفا ہوں گے۔۔

حشمت علی اب روپ کو کیسے سمجھاتا کہ

بالاج خانزادہ نے تو اسے بھی پیچھے آنے

سے منع کر دیا تھا۔۔

نہیں ہوں گے۔۔ آپ پلیز مجھے ان کے پاس

لے جائیں۔۔ روپ بضد تھی

گستاخی معاف بی بی جی۔۔ پر سردار سائیں

کا حکم نہیں ٹال سکتا۔۔

حشمت علی نے صاف گوئی کی۔۔

میں بھی تو سردار نی ہوں اور میں آپ کو

حکم دے رہی ہوں مجھے ڈیرے پر لے چلیں۔۔

روپ نے منمنا کر کہا اس کی باتوں سے ابھی

بھی سردار نی والا اٹیٹیوڈ نہیں دکھاتا تھا

حشمت علی بے چارہ برا پھنس گیا۔۔۔
گستاخی معاف بی بی جی۔۔۔۔۔
حشمت چچا۔۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں
پلیز مجھے بالاج کے پاس لے جائیں۔۔
روپ نے بھرائی آواز میں کہا
ارے نہیں روپ بی بی۔۔ ایسا مت کریں
سردار سائیں نے دیکھ لیا تو میری موت پکی
ہے۔۔۔ آپ آئیں۔۔ میں لے چلتا ہوں۔۔۔
حشمت علی نے بے بسی سے کہا کیونکہ روپ
بضد تھی اسے ڈر بھی لگ رہا تھا کہ بالاج
خانزادہ آج جس قدر غصے میں ہے کہیں
کچھ غلط نہ ہو جائے۔۔

روپ بھی سارے راستے خوفزدہ ہی رہی وہ

حویلی سے نکل تو آئی پر اب اسے ڈر بھی
لگ رہا تھا۔

پر وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھی جو بالاج
خانزادہ کی ایک جھلک کے لیے صبح سے
تڑپ رہا تھا

رات کے بارہ بجے کا وقت تھا پوری حویلی
میں سناتا تھا سب اپنے اپنے کمروں میں آرام
کر رہے تھے

ایک بڑی سی چادر میں چھپا وجود تہ خانے
کی طرف بڑھا اس نے تہ خانے کا دروازہ کھولا
تواندھیرے نے اس کا استقبال کیا
تہ خانے میں کچھ بھی دکھائی نہیں دے

رہا تھا چادر میں چھپے وجود نے ہاتھ میں
پکڑی ٹارچ آن کر کے زمین پر ماری تو نناشہ
زمین پر بے ہوش پڑی تھی
وہ وجود دھیرے سے چلتا نناشہ کے قریب آیا
اور اس کے چہرے سے بال ہٹائے
نناشہ کا چہرہ خون سے بھرا تھا اس وجود
نے ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوتل سے پانی نکال
کر نناشہ کے چہرے پر چھینٹے مارے تو اس
کے وجود میں ہلکی سی حرکت ہوئی
وہ وجود ٹارچ، پانی کی بوتل رکھ کر تہ خانے
سے نکل گیا پر جاتے ہوئے اس نے تہ خانے
کا دروازہ جان بوجھ کر کھلا چھوڑ دیا
چادر میں چھپا وجود تہ خانے سے نکلا اور

حویلی میں ہی کہیں گم ہو گیا
نتاشہ کی آنکھوں میں زمین پر ہلتی ٹارچ کی
روشنی پڑی تو اس نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں
سامنے دیکھا تو تہ خانے کا دروازہ کھلا تھا
نتاشہ حیرت سے اٹھ بیٹھی پاس پانی کی
بوتل پڑی تھی

اس نے جلدی سے پانی پکڑا اور گھٹا گھٹ
پی گئی۔۔۔ نتاشہ ایک ہی پل میں سمجھ گئی
کہ کوئی اس کی مدد کر کے گیا ہے
پر کون؟؟

فلحال نتاشہ نے یہ سوچ کر وقت برباد نہیں
کیا وہ ٹارچ پکڑ کر اٹھی تو اس کے وجود
میں ٹیسس اٹھنے لگیں

نتاشہ نے ہمت کر کے قدم بڑھایا اور تہ خانے
سے نکل گئی چوکیدار سوراہا تھا حشمت علی
بھی گیٹ پر نہیں تھا
نتاشہ نے اس بات کا فائدہ اٹھایا اور خاموشی
سے جیسے پہلے راتوں رات حویلی سے نکلی
تھی آج بھی نکل گئی

حشمت علی نے گاڑی ڈیرے کے باہر روکی
اور اتر کر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا
روپ آہستہ سے گاڑی سے نکل گئی۔۔۔
روپ بی بی۔۔۔ سردار سائیں اندر ہیں آپ اندر
چلی جائیں۔۔۔

حشمت علی نے سر جھکا کر کہا تو روپ

کادل خوف سے لرزا
کہیں میں نے یہاں آ کر غلطی تو نہیں کی؟؟
روپ نے دل ہی دل میں سوچا پھر خود کو
تسلی بھی دی۔۔۔

حشمت علی اس کے اندر جانے کا انتظار کرنے لگا
روپ نے ہمت کر کے قدم اندر کی طرف بڑھائے
بالاج خانزادہ کرسی پر سر ٹکائے سگریٹ
نوشی کر رہا تھا

صبح سے اب تک نا جانے وہ کتنے سگریٹ
پھونک چکا تھا کرسٹل گرے آنکھیں غصے
اور آنسوؤں سے سرخ انگار ہو گئی تھیں
اس کے دل میں سو سوال اٹھ رہے تھے پر
جواب ایک بھی نہیں تھا

نتاشہ نے کیوں اس سے نکاح پر نکاح کیا؟؟؟

اسے کس گناہ کی سزا ملی؟؟؟

نتاشہ اس کے ساتھ گناہ کرتی رہی۔۔

اس کے وجود کو حرام سے ناپاک کرتی رہی۔۔

اور بالاج خانزادہ کو کبھی بھی محسوس

تک نہ ہوا کہ وہ حرام کی لذت حاصل کر رہا ہے

وہ تو نتاشہ کی محبت میں اس سے نکاح

کر کے ہر مرد کی طرح اپنے حقوق وصول

کرتا رہا۔۔۔

پر وہ تو زنا کرتا رہا۔۔

بالاج خانزادہ کا بس نہیں چل رہا تھا وہ

خود کے وجود کو ناپاکی سے صاف کر دے۔۔

آج اس نے عورت کا ایک الگ اور گھناؤنا روپ

دیکھ لیا تھا

وہ جو پہلے عورت ذات سے نفرت کرتا تھا
روپ سے محبت کے بعد اس کی سوچ بدل
گئی تھی

پر آج۔۔ وہ پھر سے اپنی پہلے والی سوچ پر
آچکا تھا اسے ہر عورت دھوکے باز اور بد کردار
لگ رہی تھی

بالاج خانزادہ کو قریب ہی آہٹ کا احساس ہوا
اس نے سرخ آنکھیں کھول کر دیکھا تو روپ
اس کے سامنے کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی
روپ کے چہرے پر دکھ کی لکیریں تھیں
وہ بالاج خانزادہ کو اس حالت میں دیکھ
کر تکلیف میں مبتلا ہوئی تھی

فرش پر اور زمین پر ڈھیروں ادھ جلے سگریٹ

پڑے تھے کتنی ہی سگریٹ کی ڈبیاں فرش

پر اور ٹیبل پر پڑی تھیں

ایک جلا سگریٹ بالاج خانزادہ کے ہاتھ میں تھا

بالاج خانزادہ روپ کو دیکھ کر فوراً گرسی

سے کھڑا ہوا۔۔۔۔

تم۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی؟؟

بالاج خانزادہ غصے سے روپ کی طرف بڑھا

اور اس کا بازو دبوچ لیا

بب۔۔ بالاج۔۔ آپ کی یاد۔۔ آرہی تھی۔۔

روپ نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا۔۔ کیونکہ

بالاج خانزادہ کی سرخ آنکھوں سے اسے

ایک دم خوف محسوس ہوا

بکواس بند کرواپنی۔۔۔ محبت کے جھوٹے
جال میں پھنسانے آئی ہو مجھے؟؟
بالاج خانزادہ نے روپ کے بازو پر گرفت مضبوط کی
نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہم ایک دوسرے۔۔۔ سے محبت
کرتے ہیں۔۔۔ روپ کے بازو پر بالاج خانزادہ کی
انگلیاں دھنس رہی تھیں
جھوٹ۔۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کو پوری قوت سے
دھکا دیا تو وہ پیچھے زمین پر گری اس نے
حیرت اور بے یقینی سے مڑ کر بالاج خانزادہ
کی طرف دیکھا۔۔۔

کس محبت کی بات کر رہی ہو تم؟؟ وہی
جو تم بہرام شاہ سے کرتی تھی؟؟

بالاج خانزادہ نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا
روپ اس کے منہ سے بہرام شاہ کا نام سن
کر ساکت رہ گئی
نن۔۔۔ نہیں بالاج۔۔

میں آپ۔۔ کی منکوحہ ہوں۔۔۔

روپ نے کھڑے ہو کر لہجہ مضبوط رکھا

آنسو ٹوٹ کر گالوں پر پھسلے

منکوحہ؟؟

نتاشہ سے بھی تو میں نے نکاح کیا تھا پر

وہ تو ناجائز تھا

تم بتاؤ۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کو بالوں سے پکڑ لیا

بتاؤ۔۔ بہرام شاہ سے نکاح کیا تھا تم نے؟؟

بولو؟؟؟

بالاج خانزادہ اتنے غصے سے دھاڑا کہ اس کی
آواز سے باہر کھڑا حشمت علی کانپ گیا
آپ کی ہمت کیسے ہوئی اتنی گندی بات میرے
متعلق سوچنے کی؟؟

روپ کا ضبط ٹوٹا وہ بھی غصے سے روتے
ہوئے پھٹ پڑی۔۔

کیونکہ تم مجھ سے پہلے اس بہرام شاہ
سے محبت کرتی تھی جیسے وہ نتاشہ راحم
شاہ سے کرتی تھی۔۔

بالاج خانزادہ کی آواز میں کرب تھا
میرا موازنہ اس گھٹیا عورت سے نہ کریں
میں نے آپ سے سچی محبت کی ہے۔۔۔

روپ نے بالاج خانزادہ کے سینے پر ہاتھ رکھ
کر اسے پوری قوت سے دھکادیا تو وہ دو
قدم لڑکھڑایا۔۔

روپ غصے سے ہانپنے لگی۔۔

تمہاری اتنی جرات۔۔ تم نے مجھے دھکادیا۔۔

بالاج خانزادہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا

روپ نے اس کا یہ روپ آج پہلی بار دیکھا تھا

بالاج خانزادہ دو قدم بڑھا اس نے روپ کا

ہاتھ پکڑا اور جلا ہوا سگریٹ اس کے ہاتھ

کی پشت پر رکھ دیا

آااا۔۔۔

روپ کی ہلکی سی چیخ نکلی۔۔۔

بالاج چھوڑیں۔۔ پلیز۔۔۔

آپ ہوش کریں۔۔ میں آپ کی روپ ہوں۔۔۔

بالاج خانزادہ غصے سے سگریٹ پر دباؤ بڑھا

رہا تھا روپ جلن سے تڑپ رہی تھی

تم صرف ایک عورت ہو۔۔۔ بالاج خانزادہ

نے روپ کو پھر سے دھکا دیا

میں آپ کی محبت آپ کی منکوحہ ہوں۔۔

روپ نے روتے ہوئے چلا کر کہا

محبت؟؟

نفرت ہے مجھے تم سے۔۔ اور رہی بات منکوحہ

کی تو میں آج ابھی اور اسی وقت تمہیں

تین لفظ بول کر اس رشتے سے آزاد کر

دیتا ہوں۔۔۔

بالاج خانزادہ کے الفاظوں پر روپ کے آنسو

اس کی آنکھوں میں ٹھہر گئے دل ایک دم سے
چلنا بند ہو گیا اسے لگا اس کے سر پر ساتوں
آسمان گر پڑے ہیں

روپ کا دل خوف سے دھڑکا۔۔

روپ کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا وہ
جھٹکے سے مڑی اور ڈیرے سے نکلنے لگی۔۔

پر بالاج خانزادہ نے اس کا بازو تھام لیا۔۔
بالاج چھوڑیں مجھے۔۔۔

روپ نے پوری ہمت سے اپنا بازو چھڑانا چاہا
پر بالاج خانزادہ کی گرفت مضبوط تھی
مجھے اپنی زندگی میں کوئی عورت نہیں
چاہیئے۔۔ دفع ہو جاؤ تم بھی میری زندگی سے۔۔
میں تم سے اپنا رشتہ۔۔۔۔

بالاج خاموش ہو جائیں۔۔۔ آپ کو میری قسم
کچھ مت کہیے گا۔۔ میں چلی جاتی ہوں
یہاں سے۔۔

روپ نے بالاج خانزادہ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا
بالاج خانزادہ نے اس کا ہاتھ جھٹکا اور وہی
ہاتھ مضبوطی سے اپنی گرفت میں لیا روپ
کا ایک بازو اور ایک ہاتھ بالاج خانزادہ کی
گرفت میں تھے

میں بالاج خانزادہ اپنے پورے ہوش میں حواس
میں۔۔۔

نہیں۔۔۔ بالاج۔۔۔

روپ خانزادی کو۔۔۔

اس سے پہلے بالاج خانزادہ اپنے لفظ پورے

کرتاروپ نے اس کے ہاتھ پر پوری قوت سے
دانت گاڑھے

بالاج خانزادہ کے لفظ ادھورے ہوئے اور اس
کے منہ سے سسکی نکلی روپ نے موقع دیکھا
بالاج خانزادہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے

دھکا دیا بالاج خانزادہ گرتے گرتے بچا

روپ ایک سیکنڈ سے پہلے روتے ہوئے اندھا
دھند ڈیرے سے نکلی۔۔

حشمت علی ڈیرے کے باہر ہی گاڑی کے پاس
کھڑا تھا پر روپ اس کے ساتھ جانے کی

بجائے ڈیرے سے نکل کر دیوانہ وار تیزی
سے بھاگنے لگی۔۔۔

روپ بی بی۔۔ رکیں۔۔

حشمت علی نے اسے پیچھے سے آوازیں دیں
پر روپ بالاج خانزادہ کے کہے الفاظوں سے
بچنے کے لیے رات کے ایک بجے اندھا دھند گاؤں
کی سنسان سڑکوں پر بھاگ رہی تھی

روپ بالاج خانزادہ کے الفاظوں سے بچنے کے
لیے ایک سیکنڈ سے پہلے ڈیرے سے نکلی۔۔
روپ۔۔۔ تم جتنا مرضی بھاگ لو۔۔ جب بھی
سامنے آؤ گی میں تمہیں اس رشتے سے
آزاد کر دوں گا

بالاج خانزادہ کے دھاڑنے کی آواز روپ نے
بھاگتے ہوئے سنی

حشمت علی ڈیرے کے باہر گاڑی کے پاس کھڑا
تھاروپ روتے ہوئے بھاگتے اس کے قریب سے
گزر گئی

روپ بی بی۔۔۔ رکیں۔۔۔

حشمت علی نے پیچھے سے آواز لگائی پر روپ
اندھا دھندرات کے ایک بجے گاؤں کی سنسان
سڑکوں پر دیوانہ وار بھاگ رہی تھی
آاااا۔۔۔

بالاج خانزادہ نے پاگلوں کی طرح چیختے کرسی
اٹھا کر زمین پر ماردی
نفرت کرتا ہوں میں تم عورتوں سے۔۔۔ تم عورتیں
دھوکے باز ہوتی ہو۔۔۔

بالاج خانزادہ کے چیخنے چلانے کی آوازیں باہر

تک آرہی تھیں

حشمت علی جو روپ کے پیچھے جانے لگا تھا
بالاج خانزادہ کی آوازوں پر اس کے قدم ر کے
اس نے پریشانی سے پہلے اس رستے کی طرف
دیکھا جہاں سے ابھی روپ گئی تھی

پھر ڈیرے کی طرف دیکھا۔۔ اس بالاج خانزادہ
کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی

پر اس وقت بالاج خانزادہ سے زیادہ اس
کارو پ کے پیچھے جانا زیادہ ضروری تھا
حشمت علی نے گاڑی سٹارٹ کی اور روپ کو
ڈھونڈنے نکل پڑا

بالاج خانزادہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا اس
کابس نہیں چل رہا تھا وہ ساری دنیا تہہ و بالا

کردے۔۔

آج ایک مضبوط مرد اٹھارہ قبیلوں کا سردار

خود کو ہارا ہوا محسوس کر رہا تھا وہ رو رہا

تھا بے تحاشہ رو رہا تھا

غصے سے خود کے بال نوچ رہا تھا ناشہ اس

سے نکاح سے پہلے کسی کے نکاح میں تھی

یہ سوچ اسے پاگل کر رہی تھی

حشمت علی گاؤں کی سنسان سڑکوں پر گاڑی

گھمار رہا تھا پر روپ ایسے غائب ہوئی جیسے

وہ یہاں تھی ہی نہیں۔۔۔

گاؤں کی ہر گلی، نگر اور چوراہا حشمت علی

نے تسلی دی دیکھا پر روپ کا نام و نشان تک

نہ ملا۔۔

حشمت علی کی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا
تھا وہ کیا کرے کس طرف جائے۔۔
کہیں روپ بی بی حویلی تو نہیں چلی گئیں
حشمت علی نے اندازہ لگایا اور گاڑی حویلی
کے راستے پر ڈال دی
سارے راستے حشمت علی دعائیں مانگتا رہا
کہ روپ حویلی ہی ہو اور صحیح سلامت ہو
پر شاید ابھی قبولیت کا وقت نہیں تھا۔۔
حشمت علی گیٹ پر پہنچا تو چوکیدار مزے
سے سو رہا تھا

اس نے چوکیدار کو اٹھا کر اس سے روپ کے
متعلق ہو چھا تو چوکیدار سر کھجانے لگا
حشمت علی کا دل کیا اسے دو لگا دے۔۔

اس نے جیب سے موبائل نکالا اور محبوب خان زادہ
کو فون ملا دیا

محبوب خان زادہ کی آنکھ ابھی لگی ہی تھی
جبکہ الفت جاگ رہی تھی

بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر محبوب خان زادہ کا

موبائل واٹر ہو الفت نے پکڑ کر دیکھا تو

حشمت علی کی کال تھی

سنیں۔۔۔ حشمت چچا کا فون ہے۔۔۔ کوئی ضروری

بات ہوگی۔۔

افت نے محبوب خان زادہ کا بازو ہلا کر

اسے اٹھایا محبوب خان زادہ کو بھی لگا

شاید بالاج خان زادہ کے متعلق بات ہو اس

لیے اس نے فوراً اٹھ کر فون ریسیو کر کے

کان سے لگالیا

بولیں حشمت چچا۔۔

محبوب خان زادہ نے سنجیدگی سے پوچھا

محبوب سائیں۔۔ وہ۔۔ دراصل۔۔۔

حشمت علی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ

کیسے بات شروع کرے۔۔

لالہ ٹھیک ہیں؟؟

محبوب خان زادہ نے بالاج خان زادہ کے

متعلق پوچھا۔۔

نہیں محبوب سائیں۔۔ کچھ ٹھیک نہیں ہے

حشمت علی نے پریشانی سے کہا

آپ کہاں ہیں اس وقت؟؟

محبوب خان زادہ بیڈ سے کھڑا ہوا تو الفت

بھی کھڑی ہو گئی

میں نیچے گیٹ پر ہوں۔۔

حشمت علی نے کہا تو محبوب خان زادہ
نے فون بند کیا اور صوفے پر پڑی ٹی شرٹ
اٹھا کر پہنی

کہاں جا رہے ہیں؟؟ بتا کر تو جائیں۔۔

الفت نے گھبراہٹ سے پوچھا

نیچے جا رہا ہوں حشمت چچا سے ملنے۔۔ تم

سو جاؤ میں تھوڑی دیر تک آجاتا ہوں

محبوب خان زادہ نے الفت کے ماتھے پر بوسہ

دیا اور کمرے سے نکل گیا

حشمت علی گیٹ پر کھڑا پریشانی سے ماتھا

مسل رہا تھا۔۔

چچا کیا ہوا؟؟ کیوں پریشان ہیں آپ؟؟
محبوب خان زادہ نے آتے ہی فوراً پوچھا
تو حشمت علی نے گہرا سانس لیتے اسے
ساری بات بتادی جسے سن کر محبوب
خان زادہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں
یہ کیا کیا آپ نے چچا؟؟ آپ خانی کو ڈیرے
پر لے کر ہی کیوں گئے؟؟
محبوب خان زادہ خود پریشان ہو گیا
سائیں۔۔ روپ بی بی بضد تھیں آپ ایک
بار حویلی دیکھ لیں شاید وہ آگئی ہوں۔۔
حشمت علی کو تھوڑی سی امید تھی محبوب
خان زادہ نے سر ہلایا اور فوراً تیز قدم لیتا
اندر کی طرف گیا

پہلے اس نے روپ کا کمرہ دیکھا جو خالی تھا
پھر بالاج خان زادہ کا کمرہ چیک کیا وہ
بھی خالی تھا آہستہ آہستہ محبوب خان زادہ
نے خانم بی بی اور حویلی کا ہر کمرہ
یہاں تک کہ پوری حویلی دیکھ لی پر ہوتی
تو ملتی نا۔۔۔

حشمت چچا۔۔ خانی پوری حویلی میں نہیں ہے
آپ ایک کام کریں گارڈز کے ساتھ خانی کو
ڈھونڈنے نکلیں

میں تب تک سب کو انفارم کر کے لالہ کو بھی
باخبر کر دیتا ہوں۔۔

محبوب خان زادہ نے حکمیہ لہجے میں کہا
تو حشمت علی سر ہلا کر پانچ منٹ میں

پچاس گارڈز اور دس گاڑیوں سمیت گاؤں
کا چپہ چپہ چھان مار رہا تھا
محبوب خان زادہ نے حویلی میں سب کو جگا
کر ساری بات بتادی تھی فجر کا وقت
ہو رہا تھا سب لوگ نیچے ڈائننگ ہال میں جمع
تھے اور روپ کے لیے پریشان تھے
یوسف خان زادہ اور محبوب خان زادہ بھی
گاڑی لے کر روپ کو ڈھونڈنے نکل پڑے۔۔
خانم بی بی نے فجر کی نماز ادا کر کے روپ
کے لیے ڈھیروں دعائیں کیں
ہلکا ہلکا دن چڑھ گیا تھا بالاج خان زادہ ڈیرے
پر ساری رات سگریٹ نوشی کر کے اب
کرسی پر ڈرٹکائے آنکھیں موند گیا تھا

اس بات سے انجان کہ ایک کل رات اس
کے سفاک رویے کی وجہ سے روپ لاپتہ
ہو چکی ہے۔۔

نتاشہ حویلی سے نکل کر گاؤں کے کچے
راستوں پر چل رہی تھی چلتے چلتے اس
کے پاؤں درد ہونے لگے
تبھی اسے دور سے گاڑی کے چلنے کی آواز
آئی نتاشہ فوراً ڈر کر بھاگتے درخت کی اوٹ
میں چھپ گئی
حویلی کی گاڑی تھی جس میں حشمت علی
تھا جو روپ کو ڈھونڈ رہا تھا پر نتاشہ
سمجھی وہ اسے ڈھونڈ رہا ہے اس لیے

وہ مزید خود کے بچاؤ کے لیے خود کے
منہ پر ہاتھ رکھ گئی تاکہ اس کے سانس کی
آواز بھی حشمت علی نہ سنے
جب حشمت علی کی گاڑی آگے بڑھی تو
نتاشہ وہیں زمین پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ
کر رونے لگی۔

حویلی سے تو وہ بھاگ نکلی پر اب اس
نے جانا کہاں تھا یہ تو اسے معلوم ہی نہیں
تھا کیونکہ راحم شاہ اب بھی بالاج خانزادہ
کی قید میں تھا

اور نتاشہ کا راحم شاہ کے علاوہ کوئی نہیں
تھا بالاج خانزادہ کی سفاکیت وہ آج دیکھ
چکی تھی

پر اس نے جو بالاج خانزادہ کے ساتھ کیا اس
کے مقابلے میں یہ سزا بہت کم تھی
بالاج خانزادہ تو اس کی جان بھی لے لیتا تو
کم تھا۔

نتاشہ کو آج پچھتاؤں نے گھیر رکھا تھا وہ
درخت کے ساتھ لگی بے آواز رو رہی تھی
کاش میں گناہ کے راستے پر نہ چلتی تو آج
میں بھی اپنی زندگی میں خوش ہوتی۔۔
نتاشہ نے انگلی کی پوروں سے چہرے پر لگا
خون چیک کیا جواب سوکھ چکا تھا
روپ کتنی باحیا اور محبت کرنے والی لڑکی ہے
جو صرف اپنے شوہر اپنے محرم سے محبت
کرتی ہے اور میں؟؟

میں کتنی بے شرم اور گناہگار ہوں جو راحم
شاہ کے نکاح میں رہتے ہوئے بھی بالاج خانزادہ
کی پرسنیلٹی سے متاثر ہو کر نکاح پر نکاح
کر بیٹھی۔۔

ایک عزت دار اور باوفا مرد سے نکاح کر کے
میں زنا کرتی رہی۔۔

پتا نہیں میرا اللہ بھی مجھے معاف کرے گا
یا نہیں۔۔

اے اللہ۔۔ تو بڑا رحیم و کریم ہے تو واحد ہے
لا شریک ہے۔۔ میں تیری گناہگار بندی ہوں
مجھے معاف۔۔۔

آاااا۔۔۔۔۔

نتاشہ سے ابھی معافی بھی نہیں مانگی گئی

اس کے ابھی الفاظ ہی پورے نہیں ہوئے کہ
اس کے سینے میں درد اٹھا
نتاشہ درد سے کراہنے لگی۔۔۔ اچانک موت
کا خوف اسے مزید خوفزدہ کر گیا۔۔
اللہ مجھے معاف۔۔۔

ااا آاا۔۔۔

نتاشہ کو پھر سے درد اٹھا اور وہ زمین پر
لیٹ گئی وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی
درد بڑھتا جا رہا تھا وہ توبہ کرنا چاہ رہی تھی
پر شاید توبہ کا در بند ہو چکا تھا
کیونکہ نتاشہ کا بے جان جسم درخت کے نیچے
زمین پر پڑا تھا اس کی آنکھوں کھلی تھیں
پر وجود حرکت میں نہیں تھا

اس کی توبہ قبول نہیں ہوئی تھی اللہ نے اسے
توبہ کی مہلت ہی نہیں دی تھی

حشمت علی گارڈز سمیت گاؤں کی گلی گلی
پھر رہا تھا کچھ گارڈز پیدل چل رہے تھے
صبح کی روشنی ہر سو پھیل چکی تھی پر
روپا انہیں کہیں نہیں ملی تھی
اچانک حشمت علی کی نظر ایک درخت کے
اوپر ڈھیر سارے منڈلاتے کوؤں پر پڑی حشمت
علی کو جاننے کا تجسس ہوا کہ ایسا کیا ہے
اس درخت کے نیچے جو کوئے منڈلا رہے ہیں
جیسے ہی حشمت علی آگے بڑھا تو اس کی
آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

نتاشہ زمین پر بے جان وجود لیے پڑی تھی
حشمت علی سے تو کتنی ہی دیر ہلا بھی
نہیں گیا اس کے ہاتھ پیر کانپنے لگے
اس نے جلدی سے فون نکالا اور محبوب خان زادہ
کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا
یوسف خان زادہ اور محبوب خان زادہ جو
ڈیرے کی طرف جارہے تھے انہوں نے
گاڑی واپس موڑی اور حشمت علی کے
بتائے ہوئے راستے پر گاڑی ڈال دی۔
تب تک حشمت علی نے محبوب خان زادہ
کے کہنے پر پولیس کو بھی انفارم کر دیا تھا
محبوب خان زادہ اور یوسف خان زادہ
تو نتاشہ کی لاش دیکھ کر سکتے میں چلے گئے

یہ یہاں کیسے آئی؟؟ اسے تو لالہ نے نظر
بند کر دیا تھا۔

یوسف خان زادہ نے گھبرائی ہوئی کیفیت
سے کہا اور محبوب خان زادہ بھی تو یہی
سوچ رہا تھا کہ نتاشہ تہ خانے سے باہر کیسے نکلی
تھوڑی دیر میں پورا گاؤں وہاں جمع ہو چکا
تھا حویلی میں یہ بات پتا چلی تو سب
کے سروں پر دھماکہ ہوا
سوائے ایک وجود کے۔ جس نے نتاشہ کو
تہ خانے سے باہر نکالا تھا پر وہ وجود یہ سن
کر خود بھی پریشان ہوا کہ نتاشہ کی لاش
گاؤں کے ایک درخت کے نیچے پڑی ملی ہے۔
پولیس نے لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج

دیا تھا۔

پر روپ اب بھی لاپتہ تھی محبوب خان زادہ

اور یوسف خان زادہ نے فیصلہ کیا کہ وہ

بالاج خان زادہ کو سب بتادیں

وہ دونوں فوراً ڈیرے پر پہنچے تو بالاج خان زادہ

کرسی پر سر ٹکائے سو رہا تھا

لالہ اٹھیں۔

محبوب خان زادہ کا تو ڈیرے کی حالت دیکھ

دماغ ہی گھوم گیا

جگہ جگہ سگریٹوں کی ڈبیا اور سگریٹ گرے

تھے ایک کرسی ٹوٹی پڑی تھی اور بالاج خان زادہ

مزے سے سو رہا تھا

لالہ اٹھیں۔

محبوب خان زادہ اسے پھر سے ہلایا وہ پھر

بھی نہ اٹھا

یوسف خان زادہ نے گہرا سانس لیا اور ادھر

ادھر دیکھا پانی کا جگ پڑا تھا اس نے

جگ اٹھایا اور پانی کے چھینٹے بالاج خان زادہ

کے چہرے پر مارے

بالاج خان زادہ نے ہلکی سی آنکھیں کھول کر

اپنے سامنے کھڑے ان دونوں کو دیکھا

تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو؟؟ میں چھوٹا بچہ

ہوں جو میرے پیچھے آگئے؟؟

بالاج خان زادہ نے سیدھے ہوتے غصے سے کہا

لالہ۔۔ بات ہی ایسی ہے ہمیں آنا پڑا۔۔

محبوب خان زادہ نے سنجیدگی سے کہا

میں اس وقت کوئی بھی دکھڑا سننے کے
موڈ میں نہیں ہوں چلے جاؤ یہاں سے۔۔
بالاج خانزادہ نے پھر سے سگریٹ جلائی
رات کو روپ آپ سے ملنے آئی تھی نا۔۔ ابھی
وہ کہاں ہے؟؟

یوسف خان زادہ نے ضبط کرتے پوچھا تو
روپ کے نام سے بالاج خانزادہ کا ہاتھ منہ
کی طرف جاتا سٹل ہوا جس میں اس نے
سگریٹ پکڑا تھا
روپ۔۔۔

اچانک بالاج خانزادہ کے ذہن میں دھماکے ہوئے
کل رات کی ساری باتیں اس کے ذہن میں
چلنے لگی وہ جیسے جیسے سوچ رہا تھا

اس کا وجود زلزلوں کی زد میں آ رہا تھا
وہ کل رات غصے میں کیا کرنے جا رہا تھا روپ
کو طلاق۔۔۔ اگر روپ اسے دھکا دے کر
ڈیرے سے نہ نکلتی تو آج وہ اور روپ۔۔۔
نہیں۔۔

محبوب خان روپ کہاں ہے؟؟
بالاج خان زادہ جھٹکے سے کھڑا ہوا اس نے
سگریٹ زمین پر پھینکی اس کے چہرے کا
رنگ پل میں فق ہوا تھا
یہی تو ہم آپ سے پوچھ رہے ہیں لالہ۔۔ رات
کو خانی آپ سے ملنے آئی تھی ابھی وہ
کہاں ہیں؟؟

محبوب خان زادہ نے الٹا بالاج خان زادہ سے

سوال کیا۔۔

کیا بکو اس کر رہے ہو؟؟ وہ مجھ سے ملنے
آئی تھی پر چلی گئی تھی۔۔ حویلی ہو گی وہ۔۔

بالاج خانزادہ کہتے ہی آگے کی طرف بڑھا

اس کا ارادہ حویلی جا کر روپ سے معافی

مانگنے کا تھا پر یوسف خانزادہ کی آواز پر

اس کے قدم تھم گئے

لالہ۔۔ روپ حویلی میں نہیں ہے۔۔

یوسف خانزادہ کے کہنے پر بالاج خانزادہ

جھٹکے سے مڑا

حویلی نہیں ہے تو کہاں گئی؟؟

بالاج خانزادہ نے نا سمجھی سے دونوں کی

طرف دیکھا

آپ نے رات میں انہیں ایسا کیا کہا کہ وہ
روتے ہوئے ڈیرے سے نکلیں؟؟
محبوب خان زادہ کو اندر ہی اندر بالاج
خان زادہ پر تپ چڑھ رہی تھی
محبوب خان زادہ کے سوال پر بالاج خان زادہ
کے دماغ میں پھر سے رات والے مناظر گھومے۔۔
لک۔۔۔ کچھ نہیں۔۔
بالاج خان زادہ نے ان دونوں سے نظریں چرائیں
جو وہ دونوں ہی محسوس کر چکے تھے
لالہ۔۔ خانی کل رات سے لاپتہ ہے۔۔ پورا گاؤں
دیکھ لیا خانی کہیں نہیں ہے۔۔
محبوب خان زادہ نے بالاج خان زادہ کے سر
پر بم پھوڑا وہ فق چہرہ لیے محبوب خان زادہ

کی طرف دیکھنے لگا

کیا بکواس کر رہے تم۔۔ کہاں ہے روپ؟؟
بالاج خانزادہ نے آپ سے باہر ہوتے محبوب
خانزادہ کا گریبان پکڑ لیا
لالہ چھوڑیں۔۔

آپ کی وجہ سے روپ لاپتہ ہے آپ نے کچھ تو
ایسا کہا جو وہ ڈیرے سے روتے ہوئے نکلی اور
لاپتہ ہو گئی۔۔

یوسف خان زادہ نے محبوب خان زادہ کا گریبان
چھڑواتے بالاج خانزادہ کو اس کی غلطی کا
احساس دلایا
بالاج خانزادہ دو قدم لڑکھڑایا۔۔

روپ۔۔

بالاج خانزادہ کے ہونٹ پھڑپھڑائے آنکھوں میں
انجانے خوف سے نمکین پانی جمع ہوا اور
دل زور سے دھڑکا۔

وہ جھٹکے سے مڑا اور جیپ میں بیٹھ سیدھا
حویلی پہنچا۔۔۔

حویلی کے گیٹ پر پولیس کھڑی تھی بالاج خانزادہ
کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا
وہ لڑکھڑاتے قدموں سے جیپ سے نکلا۔۔۔
تو پولیس آفیسر اس کی طرف بڑھا
اسلام علیکم سردار سائیں۔۔۔

وقت لینے کے لیے معذرت چاہتا ہوں پر آپ
کی بیوی کی لاش کے متعلق ہمیں آپ سے
کچھ سوالات پوچھنے ہیں۔۔۔

پولیس آفیسر کے الفاظوں پر بالاج خانزادہ

کے چہرے کا رنگ پیلا پڑ گیا اس کا پورا

جسم کانپنے لگا

آفیسر۔۔ سوچ سمجھ کر بکواس کرو۔۔ میری

بیوی زندہ ہے۔۔

بالاج خانزادہ نے اس آفیسر کا گریبان پکڑ لیا

جس بے چارے کے بالاج خانزادہ کو غصے میں

دیکھ پسینے چھوٹ گئے

تبھی وہاں یوسف خان زادہ اور محبوب خان زادہ

آئے اور ان دونوں نے پولیس آفیسر کی

جان بخشوائی۔۔

لالہ۔۔ یہ نتاشہ کی بات کر رہے ہیں۔۔

محبوب خان زادہ نے ایک اور دھماکہ کیا تو

بالاج خانزادہ کا سر گھومنے لگا
محبوب خان زادہ نے اسے ساری بات بتادی
بالاج خانزادہ کا سر بری طرح چکرانے لگا
نتاشہ تو نظر بند تھی۔۔ پھر وہ باہر کیسے نکلی؟؟
بالاج خانزادہ منہ میں بڑبڑایا
اس نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں اور حویلی
کے اندر قدم بڑھائے
محبوب خان زادہ نے پولیس آفیسر سے معذرت
کر کے اسے واپس بھیج دیا
کس نے نتاشہ کو تہ خانے سے نکالا؟؟
حویلی کے لاونج میں سب موجود تھے یہاں
تک کہ حویلی کے نوکر بھی موجود تھے
بالاج خانزادہ کی آنکھوں سے خون چھلک رہا تھا

سب ملازموں کی ٹانگیں خوف سے کانپ

رہی تھیں

بولو۔۔۔

بالاج خانزادہ اتنی اونچی آواز میں دھاڑا کہ

سب کے دل دہل گئے۔۔

سردار سائیں۔۔ ہمیں کچھ نہیں پتا۔

صفورا نے ہمت کر کے کہا

تو کسے پتا ہے جلدی بولو۔۔ ایک منٹ ہے تم

سب کے پاس۔۔ اگر ایک منٹ میں گنہگار خود

سامنے نہیں آیا تو ایک کی سزا سب کو ملے گی

بالاج خانزادہ نے سرد لہجے میں کہا تو سب

ملازموں نے خوف سے تھوک نگلا

لاونج میں ایک دم خاموشی چھا گئی۔۔

دس سیکنڈ ہیں تم سب کے پاس۔۔
خاموشی میں بالاج خانزادہ کی آواز گونجی
بتاؤ کس نے مدد کی نتاشہ کی؟؟
بالاج خانزادہ حشمت علی کی طرف ہاتھ بڑھایا
تو اس نے پسٹل بالاج خانزادہ کے ہاتھ پر
رکھ دی۔۔

میں نے۔۔
ایک نسوانی آواز پر بالاج خانزادہ نے پیچھے
مڑ کر دیکھا تو خانم بی بی کی طرف سب
کی نظریں اٹھیں
خانم بی بی؟؟ آپ نے۔۔

بالاج خانزادہ نے بے یقینی سے کہا
ہاں۔۔ میں نے کل رات نتاشہ کی مدد کی۔۔

خانم بی بی نے گہرا سانس لیتے کہا

لیکن کیوں؟؟

آپ نہیں جانتی تھیں اس نے میرے ساتھ
کیا کیا ہے۔۔

بالاج خانزادہ کو خانم بی بی سے ایسی
توقع نہیں تھی

اس نے جو کیا اس کی سزا سے مل چکی ہے۔۔

خانم بی بی نے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھتے
کہا ان کا اشارہ نتاشہ کی موت کی طرف تھا

لیکن آپ نے اس کی مدد کیوں کی؟؟

بالاج خانزادہ اپنے سوال پر قائم رہا۔۔

کیونکہ میں چاہتی تھی وہ تمہاری اور روپ

کی زندگی سے دور چلی جائے وہ اس

حویلی سے دور چلی جائے۔۔ اس لیے میں
نے اسے بھگا دیا۔۔ کیونکہ میں جانتی تھی
وہ دوبارہ واپس نہیں آئے گی کیونکہ تمہارا
سفاک رویہ اسے تمہارے پاس واپس نہیں
آنے دے گا اور اگر وہ حویلی میں رہی تو
تمہارا دھیان اس گناہ میں بھٹکا رہے گا جس
سے تم خود انجان تھے۔۔
خانم بی بی نے اسے ہر بات کھلے طریقے سے
بتادی تو بالاج خانزادہ چپ سا کر گیا
لیکن میں نہیں جانتی تھی وہ مر جائے گی۔۔
خانم بی بی نے افسوس سے کہا
روپ۔۔

بالاج خانزادہ صوفے پر گرنے کے انداز میں

بیٹھا اور سر ہاتھوں میں تھام لیا
اب تم بتاؤ کل رات تمہارے اور روپ کے
بیچ میں کیا ہوا تھا۔۔

براق خانزادہ کو روپ کی گمشدگی سے ہول
اٹھ رہے تھے اس نے بالاج خانزادہ سے سنجیدگی
سے سوال کیا تو بالاج خانزادہ نے سختی
سے ہونٹ بھینچے

چچا سائیں۔۔ وہ۔۔

بالاج خانزادہ نے گہرا سانس لیا اور ساری بات
بتادی خانم بی بی نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا
براق خانزادہ دو قدم لڑکھڑائے تو یوسف خانزادہ
نے انہیں فوراً تھام لیا
چٹاخ۔۔۔

شارق خانزادہ غصے سے آگے بڑھے اور بالاج
خانزادہ کے گال پر تھپڑ رسید کر دیا
سب نے چونک کر شارق خانزادہ کی طرف دیکھا
پھر بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا
جو سر جھکائے مجرم بنا کھڑا تھا اٹھارہ قبیلوں
کا سفاک سردار بالاج خانزادہ آج اپنی ہی
حویلی میں مجرم بنا کھڑا تھا
مجھ سے غلطی ہو گئی میں نے روپ کا
نکاح تم سے پڑھوا دیا تم تو اس کے لائق
ہی نہیں ہو۔۔

شارق خانزادہ غصے سے ہانپنے لگے۔۔
بابا سائیں۔۔ میں ہوش میں نہیں۔۔۔
بکو اس بندر کھوا اپنی۔۔ ایک بات کان کھول

کر سن لو۔۔ اگر اسے کچھ ہوا تو۔۔۔
نہیں بابا سائیں۔۔ ایسا مت بولیں۔۔ روپ
میری زندگی ہے۔۔ میں اپنے الفاظوں پر
شر مندہ ہوں۔۔

بالاج خانزادہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا
اور رونے لگا

سب حویلی والوں نے حیرت اور بے یقینی
سے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا
جو کل نتاشہ کے معاملے میں سفاک ہوا تھا
اور آج اپنی محبت اپنی محرم بیوی روپ کے
لیے گھٹنوں کے بل جھک کر رو رہا تھا
لالہ۔۔ سنبھالیں خود کو۔

محبوب خان زادہ اپنے لالہ کو روتے دیکھ تڑپ

کر آگے بڑھا۔

لالہ۔۔ ہمارے آدمی ہر طرف خانی کوڈھونڈ مل رہے ہیں انشاء اللہ وہ مل جائے گی۔۔

محبوب خان زادہ نے بالاج خان زادہ کو تسلی دی نہیں۔۔ میں خود روپ کوڈھونڈنے جاؤں گا

میں جانتا ہوں وہ مجھ سے ناراض ہو کر

چھپ گئی ہے میرے الفاظوں سے بچنے کے لیے اس نے خود کو چھپا لیا ہے۔۔

بالاج خان زادہ کھڑا ہوا اور بنا کسی کی طرف

دیکھے حویلی کے گیٹ کی طرف بڑھا

حشمت علی بھی بالاج خان زادہ کے پیچھے لپکا

صبح سے دوپہر اور دوپہر سے رات ہو گئی

پر روپ اب بھی لاپتہ تھی

روپ بالاج خانزادہ کے الفاظوں سے بچنے کے لیے
اندھا دھند گاؤں کے کچے راستوں پر بھاگ رہی
تھی اسے خوف تھا کہ کہیں بالاج خانزادہ
اس کے پیچھے نہ آجائے اور اس کا اور روپ
کارشتہ نہ ختم کر دے

وہ بار بار بھاگتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھ رہی
تھی بالاج خانزادہ کے الفاظوں کا خوف اس
پر اتنا سوار ہو گیا تھا کہ اسے ہوش ہی نہیں
رہا تھا وہ آدھی رات کو اکیلی گاؤں میں
بھاگ رہی ہے

بھاگتے بھاگتے اچانک روپ کا پاؤں مڑا اور
وہ بری طرح اونڈھے منہ گری

آآآآآہ۔۔

روپ پاؤں پکڑے زمین پر تڑپنے لگی پاؤں
مڑنے کی وجہ سے بری طرح درد ہونے لگا
تبھی اسے گاڑی کی آواز سنائی دی

بب۔۔ بالاج۔۔

روپ نے کانپتے ہونٹوں سے کہا بالاج کے
ابھی تھوڑی دیر پہلے کہے الفاظ یاد آئے
تم جب بھی میرے سامنے آؤ گی میں تمہیں
اس رشتے سے آزاد کر دوں گا۔

روپ نے سر نفی میں ہلایا اور ہمت کر کے اٹھتے
کھیتوں میں جا کر چھپ گئی۔

حشمت علی کی گاڑی روپ کے پاس سے
گزر گئی پر روپ نے خود کو چھپائے رکھا

پاؤں کا درد بڑھنے لگا ساتھ روپ کے آنسو
بھی زار و قطار بہنے لگے
میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔
آپ نے ہر بار میرا دل دکھایا میرے ساتھ
نا انصافیاں کیں۔۔ میں نے ہر بار آپ سے محبت
میں آپ کو معاف کیا۔۔

پر اس بار نہیں بالاج خانزادہ۔۔
اس بار آپ نے نتاشہ کے کیے کی سزا مجھے
دینی چاہی۔۔

پر اب آپ کو معافی نہیں ملے گی۔۔ آپ کو
سزا ملے گی۔۔ اور سزایہ ہوگی۔۔
آپ کو روپ کبھی میسر نہیں ہوگی نہ روپ
کی محبت نہ خود روپ۔۔

روپ نے بے دردی سے آنسو صاف کیے اور کھیتوں
سے نکل کر چاروں طرف نظریں دوڑائیں
نہ بندہ نہ بندے کی ذات۔۔

روپ نے خوف سے تھوک نگلا اسے صحیح
معنوں میں اب احساس ہوا کہ وہ سنسان
جگہ پر اکیلی کھڑی ہے اور جگہ بھی وہ
جس کے راستوں سے وہ لاعلم تھی
بابا۔۔

روپ اب خوف سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی
یوسف لالہ۔۔

روپ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ کس
طرف جائے۔۔ وہ لڑکھڑاتے پاؤں سے آہستہ
آہستہ چلنے لگی۔۔

پر راستوں کی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی
اچانک روپ کو پھر سے گاڑی کی آواز سنائی
دی وہ خوف سے پھر سے دوسری طرف
بھاگنے لگی

اسے لگا بالاج خانزادہ ہے وہ پھر سے اندھا
دھند بھاگنے لگی پاؤں کا درد اسے بھاگنے
سے روک رہا تھا پر روپ کو اس وقت پاؤں
کے درد سے زیادہ بالاج خانزادہ کے کہے ہوئے
الفاظوں سے تکلیف اٹھ رہی تھی
اچانک روپ کے سامنے گاڑی آئی اور وہ اس
گاڑی سے ٹکرا کر دور جا گری
آااا۔۔

روپ کی ہلکی سی چیخ نکلی اس کا سر ایک

چھوٹے سے پتھر سے ٹکرایا صبح کی بھوکی
پیاسی بھاگتے بھاگتے اور بھی تھک گئی تھی
سر پر لگی چوٹ اور خوف سے وہ بے ہوش
ہو گئی۔۔۔۔

گاڑی سے تین چار لڑکے نکلے ڈرائیونگ سیٹ
پر چوہدری حسین تھا وہ بھی فوراً باہر نکلا
اور بے ہوش روپ کی طرف بڑھے
ارے یار۔۔۔ یہ کیا کر دیا تو نے؟؟ ایکسیڈنٹ
کر دیا؟؟

چوہدری حسین کے دوست نے پریشانی سے کہا
روپ کا چہرہ اس کے بالوں کی وجہ سے ٹھیک
طرح دکھائی نہیں دے رہا تھا
اس وقت گاؤں میں سناٹا ہوتا ہے تبھی میں

ایزلی ڈرائیونگ کر رہا تھا مجھے کیا پتا تھا
اتنی رات کو ایک خوبصورت دوشیزہ مل جائے گی
چوہدری حسین نے آنکھ مارتے کمینگی سے کہا
تو اس کے دوسرے دوست بھی شیطانیت
سے مسکرائے

مجھے تو کوئی بھوتنی لگ رہی ہے ورنہ
اتنی رات کو کون لڑکی باہر نکلے گی۔۔
پہلے والے نے خوفزدہ ہوتے کہا
تم بھی نایار۔۔

چوہدری حسین نے اسے تاسف سے دیکھا
اور روپ کی طرف بڑھا
کدھر جا رہے ہو؟؟ پہلے والے نے چوہدری حسین
کو بازو سے پکڑ کر روکا

تو اب کیا اسے یہیں پر چھوڑ کر بھاگ جائیں
جب کنواں خود چل کر پیاس کے پاس آیا
ہے تو جی بھی پیاس بجھانے دو۔۔
چوہدری حسین نے اپنا سینا مسلتے کہا اور
زمین پر دو زنانوں بیٹھ کر روپ کے چہرے سے
بال ہٹائے

جیسے ہی چوہدری حسین کی نظر روپ کے
چہرے پر پڑی اس کی آنکھیں پھٹی کی طرف
رہ گئیں۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکا۔
اب کیا اسے دیکھ دیکھ کر ہی پیاس بجھانے
کا ارادہ ہے؟؟

دوسرے والے آگے بڑھ کر کوفت سے کہا

یہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے اس گاؤں کی
سردارنی ہے سردار بالاج خانزادہ کی منکوحہ ہے
چوہدری حسین نے اپنے دوستوں کے سروں
پر بم پھوڑے

یار۔۔ پھر تو اسے یہیں پر چھوڑ دے۔۔ تیرے
گاؤں کے سردار کی سفاکی کے قصے ہم نے
اخباروں میں پڑھے ہیں اور ہم اس کی سفاکی
کا نشانہ نہیں بننا چاہتے۔۔
پہلے والے دوست نے انہیں ڈرانے کی کوشش کی
پر چوہدری حسین کچھ اور ہی سوچ رہا تھا
اس نے روپ کو بازوؤں میں اٹھایا اور گاڑی
کی پچھلی سیٹ پر لیٹا دیا
یار۔۔ میں تو کہتا ہوں اسے چھوڑ دے ورنہ ہم

بے موت مارے جائیں گے۔۔

چوہدری حسین کا تیسرا دوست جو کب سے
خاموش تھا اس نے سمجھداری سے کام لیتے کہا
ایسے کیسے چھوڑ دوں۔۔ بہت پرانے حساب
نکلتے ہیں اس کے شوہر کی طرف۔۔

چوہدری حسین کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا
تھا اس کے دماغ میں وہ مناظر گھومنے لگے
جب بھڑی پنچائیت میں بالاج خانزادہ نے اس
کی بے عزتی کر کے اس سے اس کی زمینیں
چھینی تھیں

تیرا دماغ تو ٹھیک ہے۔۔ شاید تو بھول رہا ہے
اب وہ تیری بہن کا سسرال بھی ہے۔۔
پہلے والے دوست نے اسے حالات کی سنگینی

کا احساس دلایا

ہاں یاد ہے مجھے۔۔ تم سب بیٹھو گاڑی میں۔۔

چوہدری حسین نے غصے سے اپنے دوستوں

کی طرف دیکھتے انہیں حکم دیا اور روپ

کے پاس پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا

اس کے ایک دوست نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی

اور چوہدری حسین کی حویلی کے راستے پر

ڈال دی۔۔

دس منٹ میں وہ سب چوہدری حسین کی

حویلی کے باہر موجود تھے چوکیدار سو رہا

تھا چوہدری حسین نے روپ کو بازوؤں میں

اٹھایا اور اپنے دوستوں کو واپس جانے کا

اشارہ کیا۔۔

ایک بار پھر سوچ لے یار۔۔ تیری بہن کا گھر
خراب نہ ہو جائے۔۔

اس کے تیسرے دوست نے اسے پھر سے
سمجھانا چاہا۔۔ پر چوہدری حسین یہ موقع

ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتا تھا

فکر مت کرو۔۔ اسے استعمال کروں گا اور
واپس بھیج دوں گا۔۔

چوہدری حسین نے روپ کے خوبصورت چہرے
کی طرف دیکھتے ہلکا سا مسکرا کر کہا اور

حویلی کے اندر کی طرف بڑھا

جبکہ اس کے دوستوں نے اسے نا سمجھی سے

دیکھا چوہدری حسین کی بات ان کے پلے

نہیں پڑی تھی

پوری حویلی اندھیرے میں ڈوبی تھی چوہدری
نثار علی گاؤں میں نہیں تھے چوہدری حسین
اس بات سے مزید شیر ہوا

اس نے روپ کو اپنے کمرے میں لا کر بیڈ پر
لیٹا دیا اور اس کے سرہانے بیٹھ گیا

بہت خوبصورت ہو تم۔۔ ماننا پڑے گا بالاج

خانزادہ کی قسمت بہت تیز ہے جو اسے تم

جیسی کم عمران چھوٹی اور خوبصورت

لڑکی مل گئی۔۔۔

چوہدری حسین نے روپ کے ہونٹوں کو انگلی

کی پوروں سے چھوا

لیکن اس وقت مجھے تمہارے شوہر سے بدلا

لینا ہے اگر کوئی اور وقت ہوتا تو تم آج کی

رات چوہدری حسین کے بستر کی زینت بنی
ہوتی پر میں تمہاری عزت اپنی بہن کی وجہ
سے بخش رہا ہوں۔۔

اس بالاج خانزادہ سے بدلا لینے کے لیے میں
دن رات تڑپا ہوں۔۔ اور آج جب مجھے موقع
مل رہا ہے تو میں اس موقع سے فائدہ اٹھاؤں گا
چوہدری حسین نے کمینگی سے سوچا اور کمرے
سے نکل کر اس نے کمرہ باہر سے لوک کر دیا
صبح جب روپ کو ہوش آیا تو اس سب سے
پہلے اس کے پیر اور سر پر لگنے والی چوٹ پر
درد اٹھی

ہلکی سی سسکی روپ کے منہ سے نکلی اور
وہ اٹھ بیٹھی پر جیسے ہی اس کا زہن بیدار

ہوا اس نے نظریں پورے کمرے میں دوڑائیں۔۔

یہ میں کہاں آگئی؟؟

روپ خوف میں مبتلا ہو گئی انجانا کمرہ اسے

خوف میں مبتلا کر گیا

وہ بیڈ سے اترنے لگی پر پیر میں شدید درد

کے باعث وہ کراہتے پھر سے ڈھے گئی۔۔

پر اس نے ہمت نہیں ہاری وہ آہستہ سے بیڈ

سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی

کوئی ہے؟؟ پلیز دروازہ کھولو۔۔

روپ نے زور زور سے دروازہ بجایا۔۔

کمرے کے باہر ہی چوہدری حسین بیٹھامزے

سے سیب کھا رہا تھا روپ کی آواز پر وہ مسکرا

کر پھر سے اپنے کام میں مشغول ہو گیا

روپ کتنی ہی دیر دروازہ بجاتی رہی پر
چوہدری حسین نے کان نہیں دھرے۔۔۔
دروازہ کھولو۔۔ بابا۔۔ لالہ۔۔
پلیز کوئی تو دروازہ کھولو۔۔۔

روپ دروازے کے پاس ہی فرش پر بیٹھ
کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

پیار کی شدت سے اس کا برا حال ہو رہا تھا
پانی۔۔۔

روپ کے سوکھے ہونٹ ہلکے سے پھڑپھڑائے

وہ آہستہ آہستہ زمین پر لیٹی چلی گئی اور

پھر سے بے ہوش ہو گئی

اندر سے خاموش محسوس کر کے چوہدری حسین

سمجھ گیا کہ روپ پھر سے بے ہوش ہو

چکی ہے۔۔۔

چوہدری حسین گاؤں میں ہونے والا واقعہ
سن چکا تھا کہ کل رات سردار بالاج خانزادہ
کی پہلی بیوی مر گئی ہے اور دوسری لاپتہ ہے
اور گاؤں کا سردار بالاج خانزادہ اسے پاگلوں
کی طرح ڈھونڈ رہا ہے

تڑپو۔۔ اور تڑپو بالاج خانزادہ۔۔

ایسے ہی تم نے مجھے تڑپایا تھا پہلے مجھے
صبا کا رشتہ نہ دے کر۔۔ اور پھر میری زمینیں
مجھ سے چھین کر۔۔

جب تم تھک کر بیٹھ جاؤ گے تب میں تمہارے
سر پر بم پھوڑوں گا۔۔

چوہدری حسین کا قہقہہ پوری حویلی میں

گونجا اس نے ٹیبل سے گاڑی کی چابیاں اٹھائیں
اور سیٹی بجاتا حویلی سے نکل گیا

صبح سے دوپہر اور دوپہر سے رات ہو گئی
پر روپ کہیں نہیں ملی۔۔۔

حویلی کا ہر فرد روپ کی خیر و عافیت کے
لیے دعا گو تھا علینا کا تو رورو کر برا حال تھا
اور براق خانزادہ نے تو خود کو چپ لگالی تھی
خانم بی بی خود پریشان سی سب کو
تسلیاں دے رہی تھیں

بالاج خانزادہ نے گاؤں میں کیا لاہور تک پتا
کروالیا پر روپ نہ تھی نہ ملی۔۔۔

بالاج خانزادہ کے دل میں خوف اٹھ رہے تھے

اس کا بس نہیں چل رہا تھا روپ اس
کے سامنے آئے اور وہ اسے خود میں چھپالے
روپ ایک بار واپس آ جاؤ۔۔ میں سب ٹھیک
کر دوں گا۔ تمہیں تمہارے حقوق دوں گا تم
جیسا بولو گی جیسا چاہو گی ویسا ہی کروں
گا۔ تمہارے پیروں میں گر کر تم سے معافی
مانگوں گا۔

بالاج خانزادہ صبح سے بھوکا پیاسا روپ کو
ہر جگہ تلاش کر رہا تھا اس وقت بھی وہ
لاہور میں تھا اور روپ کو ڈھونڈ رہا تھا اس
نے جیپ ایک سائیڈ پر روکی اور دل ہی دل
میں روپ سے مخاطب ہوا پر اس کا ضمیر
اسے ملامت کر رہا تھا

وہ ہر بار روپ سے وعدہ کرتا تھا اور ہر بار

توڑ دیتا تھا

وہ ہر بار روپ سے کہتا تھا وہ اس کی ہر

بات مانے گا پر ہر بار وہ اپنی ہی بات سے

پھر جاتا تھا

وہ ہر بار روپ سے معافی مانگتا تھا یہ کہہ

کر کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا

پر اگلی دفع وہ پھر اس کا دل دکھا دیتا تھا

اور روپ اسے ہر بار معاف کر دیتی تھی کیونکہ

وہ اعتراف کرتی تھی کہ اسے بالاج سے محبت

نہیں عشق ہے

ایسا عشق جس میں روپ نے اپنی عزت نفس

گنوا دی، ایسا عشق جو بالاج خانزادہ کو

سامنے دیکھ کر اس کی طرف روپ کو کھینچتا
تھا اور وہ بے بس سی بالاج خانزادہ کے
پیچھے پاگل ہو جاتی تھی
ایسا عشق جس میں روپ پہلے ضد کرتی کہ
بالاج خانزادہ اس کی بات مانے پر اگلے ہی پل
وہ خود بالاج خانزادہ کی ہر بات پر آمین کہتی۔۔
ایسا عشق کہ روپ نے یہ تک نہ سوچا کہ
بالاج خانزادہ نے اسے ٹھکرا کر اس پر کسی
اور کو فوقیت دی اور نکاح کیا
بالاج خانزادہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے
بال نوچے۔۔ اسے آج روپ کے ساتھ ہوئی ہر
زیادتی کا احساس ہو رہا تھا
پر افسوس۔۔ آج روپ اس کے سامنے نہیں تھی

کہ وہ معافی مانگتا اور روپ معاف کر دیتی
بلکہ اب تو اس کی غلطی معافی کے قابل نہیں تھی
جو وہ کل رات کرنے جا رہا تھا اس سب کے
بعد اب پتا نہیں روپ نے اسے معاف بھی
کرنا تھا یا نہیں۔

اس وقت رات کے دس بج رہے تھے بالاج
خانزادہ ہارے ہوئے قدموں سے حویلی لوٹا
سب لاونج میں ہی بیٹھے اس امید سے بالاج
خانزادہ کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ روپ کو
لے آئے گا

پر اسے اکیلا آتا دیکھ سب کی امیدیں پھر
سے دم توڑ گئیں۔۔ بالاج خانزادہ نے سب کی

طرف دیکھتے سر نفی میں ہلادیا

علینا، یوسف خان۔۔

سامان پیک کرو ہم ابھی لاہور کے لیے نکلیں گے

براق خانزادہ نے علینا اور یوسف خانزادہ

کو حمکیہ لہجے میں کہا تو سب نے براق خانزادہ

کی طرف حیرت سے دیکھا

براق پتر۔۔

لاہور کیوں جارہے ہو؟؟

خانم بی بی نے بھرائی آواز میں پوچھا

تو اور کیا کروں اماں سائیں۔۔

آپ کے پوتے نے میری بیٹی کے ساتھ ہر موڑ

پر زیادتی کی ہے

براق خانزادہ کے الفاظوں پر بالاج خانزادہ

کاسر جھک گیا

اس نے میری روپ کوہر موڑ پر آزمائش
سے گزارا ہے، میں گاؤں آنے سے پہلے سوچتا
تھا مجھے بالاج خانزادہ کے لیے روپ کو
مناتے سال لگ جائیں گے پر میری بیٹی کا
ننھا سادل اس سفاک انسان سے محبت
کر بیٹھا۔

اور آج وہ اسی محبت کی سزا بھگت رہی ہے
براق خانزادہ بات کرتے رو پڑے۔
شارق خانزادہ نے جلدی سے انہیں آگے
ہو کر سنبھالا۔

مجھے معاف کر دو براق خان۔ میں تمہاری بیٹی
کا خیال نہیں رکھ سکا مجھے لگا تھا بالاج

خان اس کی قدر کرے گا پر میں غلط تھا
اس نے روپ کی قدر کرنی ہوتی تو اسے چھوڑ
کر کسی اور سے نکاح ہی نہ کرتا۔۔
شارق خانزادہ نے غصیلی نگاہوں سے بالاج
خانزادہ کی طرف دیکھا جو سر جھکائے
مجرم بنا کھڑا تھا
سب اسے کوس رہے تھے پر کوئی اس کے دل
کی حالت بھی تو سمجھتا وہ خود روپ کی
ایک جھلک کے لیے کتنا ٹڑپ رہا ہے
نہیں لالہ۔۔ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں
ہے بس ہمیں اجازت دیں ہم خود روپ کو
ڈھونڈ لیں گے آپ سب بے فکر ہو جائیں۔۔
براق خانزادہ نے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف

کیے اور لہجہ زرا سخت رکھا
شارق خان زادہ چپ سے ہو گئے۔۔
جاؤ سامان پیک کرو۔۔ براق خان زادہ نے
پھر سے علینا اور یوسف خان زادہ کو حکم
دیا تو وہ دونوں اپنے کمروں میں چلے گئے
صبا بھی یوسف خان زادہ کے پیچھے کمرے
میں آئی اور سامان پیک کرنے لگی
تم کہاں جا رہی ہو؟؟
یوسف خان زادہ نے اسے اپنے کپڑے پیک کرتے
دیکھ غصے سے پوچھا
آپ۔۔ کے ساتھ۔۔
صبانے کپکپاتے لبوں سے کہا
کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں میرے ساتھ

جانے کی۔۔

یوسف خان زادہ نے غصے سے دانت پیستے

کہا اور بیگ میں کپڑے بٹکنے لگا

لک۔۔۔ کیوں؟؟

صبا اس کی بات پر دم بخود ہوئی۔۔

جب تک میری بہن نہیں مل جاتی تم بھی اسی

حویلی میں رہو گی۔۔

یوسف خان زادہ نے انگلی اٹھا کر ایک ایک لفظ

چبا کر کہا تو صبا کا سر گھوم گیا۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں یوسف۔۔ میں آپ کی

بیوی ہوں جہاں جائیں گے آپ کے ساتھ

جاؤں گی۔۔

صبا نے یوسف خان زادہ کا ہاتھ پکڑتے بھرائی

آواز میں کہا

ہاتھ چھوڑو میرا۔۔ میں آج تک روپ کی وجہ سے چپ تھا کیونکہ وہ خوش تھی لالہ کے ساتھ۔۔

پر کل رات تمہارے لالہ نے میری بہن کو

اس قدر تکلیف پہنچائی ہے کہ وہ ہم سب

سے روٹھ کر پتا نہیں کہاں چلی گئی ہے۔۔

یوسف خان زادہ روپ کو یاد کرتے رو پڑا۔۔

ان سب میں میرا کیا قصور ہے؟؟

صبا کے آنسو اس کے گال بھگونے لگے

تمہارے لالہ کا تو قصور ہے نا۔۔ جب تک

میری بہن صحیح سلامت مل نہیں جاتی

تم بھی یہیں رہو گی۔۔

یوسف خان زادہ بیگ اٹھایا اور کمرے سے

نکل گیا صبا اس کے پیچھے بھاگنے لگی
یوسف میری بات سنیں۔۔ میں کیسے رہوں
گی آپ کے بغیر۔۔

صبا نے یوسف خانزادہ نے کا بازو پکڑتے کہا
جیسے میری بہن ازیت میں ہے تم بھی رہو
ازیت میں۔۔ تاکہ تمہارے لالہ کو احساس ہو
کسی کو ازیت دینے سے خود بھی انسان
خوش نہیں رہتا۔۔

یوسف خانزادہ جھٹکے سے بازو چھڑایا
اور نیچے آگیا صبا تو اس کے الفاظوں پر
سکتے میں چلی گئی

علینا بھی سامان لے کر آچکی تھی براق
خانزادہ خانم بی بی کی طرف بڑھے اور

ان کے قدموں میں بیٹھ گئے
مجھے معاف کر دیں اماں سائیں۔۔ میں نے
آپ سے وعدہ کیا تھا اب آپ کو چھوڑ کر
نہیں جاؤں گا پر آج جا رہا ہوں
براق خانزادہ نے زار و قطار روتے خانم بی بی
کے پاؤں پکڑ لیے
خانم بی بی نے تڑپ کر براق خانزادہ کو
سینے سے لگالیا
بالاج خانزادہ سے یہ سب برداشت نہیں
ہو رہا تھا اتنے سالوں بعد دوبھائی ایک
ہوئے تھے اور آج اس کی وجہ سے وہ
دونوں پھر سے الگ ہو رہے تھے بالاج خانزادہ
نے صوفے پر بیٹھتے سر ہاتھوں میں گرا لیا

کتنی ہی دیر خانم بی بی نے انہیں سینے
سے لگائے رکھا پھر وہ شارق خانزادہ
سے مل کر باہر کی طرف بڑھے
صبا کہاں ہے؟؟

علینا نے یوسف خانزادہ سے پوچھا۔

جب میری بہن مل جائے گی تو صبا کو

بھی یوسف خانزادہ مل جائے گا۔

یوسف خانزادہ نے دو ٹوک انداز میں کہا

اور لاونج سے نکل گیا

جبکہ اس کے الفاظوں پر بالاج خانزادہ

نے بے یقینی سے سر اٹھا کر یوسف خانزادہ

کی پشت کو دیکھا

محبوب خانزادہ بھی کھڑے کا کھڑا رہ گیا

صبا بے آواز آنسو بہاتی سیڑھیوں میں
کھڑی آنکھوں میں سوال لیے سب کی طرف
دیکھنے لگی

اس کا کیا قصور تھا جو یوسف خان زادہ
اسے سزا سنا کر چلا گیا

بالاج خان زادہ کے دل میں درد اٹھنے لگا

صبا کی شکوہ کناں آنکھیں اسے مزید

تکلیف سے دوچار کرنے لگیں

یوسف خان زادہ نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی

اور وہ سب رات کے بارہ بجے خان حویلی

سے نکل گئے۔۔

لاونج میں خاموشی تھی محبوب خان زادہ

صبا کی طرف دیکھ رہا تھا جو سیڑھیوں

میں ساکت کھڑی بے آواز رہی تھی
الفت اسے چپ کرانے میں لگی تھی
بالاج خانزادہ صوفے پر سر جھکائے اپنے
گناہ سوچ رہا تھا اس نے زندگی میں کون
سے گناہ کیے جو پہلے نتاشہ اس کی زندگی
بر باد کر گئی اور جب روپ اس کی زندگی
میں خوشیاں لے کر آئی تو آج بالاج خانزادہ
کے غصے کی وجہ سے وہ اس سے دور
ہو گئی تھی اور اس کی وجہ سے صبا کا
گھر خراب ہو گیا تھا۔

بالاج خانزادہ کے دماغ میں ٹیسس اٹھنے لگیں
خانم بی بی چپ کی چادر اوڑھے پتا
نہیں کن سوچوں میں گم تھیں شارق خانزادہ

اور رباب صوفے پر بیٹھے آنے والے وقت
کا سوچ رہے تھے

بالاج خانزادہ کے غصے کی وجہ سے آج ان
کی حویلی میں سب بکھر گیا تھا ان کا
چھوٹا بھائی انہیں چھوڑ کر واپس چلا گیا

تھا یوسف خان زادہ نے صبا سے منہ موڑ

لیا تھا اور سب سے بڑی بات۔۔

روپ سب سے روٹھ گئی تھی۔۔

لاونج کی خاموشی کو موبائل رنگ کی بجتی
ٹون نے توڑا۔۔

بالاج خانزادہ کے موبائل پر انجانے نمبر سے

فون آرہا تھا بالاج خانزادہ نے فوراً سے پہلے

فون اٹھا لیا یہ سوچ کر کہ روپ ہوگی

ہیلو۔۔ روپ۔۔

بالاج خانزادہ کی آواز میں تڑپ تھی سب
لوگ بالاج خانزادہ کی طرف متوجہ ہوئے

ہاہاہاہا۔۔۔

بیوی کی یاد آرہی ہے؟؟

چوہدری حسین نے بالاج خانزادہ کی کیفیت

سے لطف اندوز ہوتے کہا

کون؟؟

بالاج خانزادہ کا ماتھا ٹھنکا۔۔ اسے کچھ غلط

ہونے کا احساس ہوا

اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔ ابھی تو تعارف

کروانے میں ساری رات پڑی ہے۔۔

چوہدری حسین چلتا ہوا روپ کے قریب

بیٹھ گیا اور اس کے چہرے کے نقوش ہاتھ
سے چھونے لگا
سیدھی طرح بتاؤ کون ہو تم؟؟ اور فون کیوں
کیا ہے؟؟۔۔۔

بالاج خانزادہ کو لگا وہ یہ آواز پہلے بھی سن
چکا ہے وہ اپنے دماغ پر زور دینے لگا پر
اسے یاد نہیں آرہا تھا

بتادوں گا بتادوں گا۔۔۔ ویسے تمہاری بیوی
بہت خوبصورت ہے کم سن قیامت ہے۔۔۔
چوہدری حسین کے الفاظوں پر بالاج خانزادہ
کا دماغ گھوم گیا اس نے غصے سے اپنی
مٹھیاں جھینچی۔۔۔

کون ہو تم؟؟ روپ تمہارے پاس ہے؟؟

بالاج خانزادہ صوفے سے کھڑا ہوتے غصے
سے دھاڑا تو سب بالاج خانزادہ کو دیکھنے لگے
محبوب خان زادہ بھی جلدی سے بالاج خانزادہ
کے پاس آکر کھڑا ہوا اور موبائل کے ساتھ
کان لگا کر سننے لگا

ہاں تمہاری بیوی میرے پاس ہے۔۔ اور اس
وقت میرے بیڈ پر مزے سے سو رہی ہے۔۔
چوہدری حسین نے بالاج خانزادہ کو اندر
تک سلگا کر رکھ دیا
حرامز۔۔۔ دے۔۔

خبردار جو تو نے میری بیوی کو ہاتھ بھی
لگایا میں تجھے زندہ آگ لگا دوں گا۔
بالاج خانزادہ نے پاس پڑا اس غصے سے

زمین پر مارا۔۔

غصے سے اس کی رگیں پھول گئی تھیں۔۔۔

ہا ہا ہا ہا۔۔۔۔

تڑپو۔۔ اور تڑپو۔۔

تمہیں تڑپتا ہی دیکھنا چاہتا ہوں میں، جیسے

تم نے مجھے تڑپایا تھا

کون ہو تم؟؟

بالاج خانزادہ نے لب بھینچتے پوچھا تو محبوب

خانزادہ نے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑ کر

سپیکر آن کیا

جاننا چاہتے ہو میں کون ہوں؟؟

چوہدری حسین نے مسکرا کر پوچھا تو الفت

کا دل خوف سے لرزا۔۔

لالہ۔۔

الفت کے دل سے آواز آئی۔۔

بتاؤ کون ہو تم؟؟ اور خانی تمہارے پاس

کیسے ہے؟؟

بالاج خان زادہ کی بجائے محبوب خان زادہ

نے سوال کیا تو چوہدری حسین فوراً سمجھ

گیا کہ موبائل محبوب خان زادہ کے ہاتھ میں

ہے ایک دم دل میں الفت کا خیال آیا تو اس

نے جھٹکے سے فون بند کر دیا

ہیلو۔۔ ہیلو۔۔

محبوب خان زادہ دو تین بار ہیلو کہا پر فون

بند ہو چکا تھا بالاج خان زادہ نے محبوب خان زادہ

کے ہاتھ سے موبائل پکڑا اور اسی نمبر پر

دوبارہ کال ملا دی جس نمبر سے فون آیا تھا

پر اب نمبر بند جا رہا تھا

الفت سیڑھیوں میں صبا کے پاس کھڑی

کانپ رہی تھی وہ جان چکی تھی کہ وہ آواز

چوہدری حسین کی ہے

اس نے نظریں اٹھا کر محبوب خانزادہ کی

طرف دیکھا جس کے چہرے پر روپ کو لے

کر پریشانی کے آثار تھے

پھر الفت نے نظریں گھما کر صبا کی طرف دیکھا

جو رو رہی تھی یوسف خان زادہ اس سے

ناراض ہو کر جا چکا تھا کیونکہ اس کی بہن

روپ اس کے لالہ کی وجہ سے لاپتہ تھی

جب محبوب خان زادہ کو پتا چلے گا تو کیا

وہ بھی مجھے سے خفا ہو جائیں گے کیونکہ
روپ کو اغواء کسی اور نے نہیں میرے لالہ نے
کیا ہے۔۔

الفت کا پورا وجود کانپنے لگا خوف سے
اس کے پسینے چھوٹنے لگے۔۔

لالہ نے ایسا کیوں کیا؟؟ ایک بار بھی میرا اور
مصطفیٰ کا نہیں سوچا۔۔

الفت دل ہی دل میں صرف سوچتی رہ گئی
لیکن وہ کوئی رسک نہیں لے سکتی تھی
وہ چوہدری حسین کی عیاش طبیعت سے
بخوبی واقف تھی

اس لیے الفت نے آنکھیں بند کرتے محبوب خان زادہ
کو بتانے کا فیصلہ کیا کہ فون پر آواز کسی

اور کی نہیں چوہدری حسین کی تھی وہ
روپ کی عزت اپنے عیاش بھائی سے محفوظ
رکھنا چاہتی تھی
سنیں۔۔۔

الفت نے محبوب خان زادہ کو پکارا تو
وہ سوالیہ نظروں سے الفت کی طرف دیکھنے لگا
وہ۔۔۔ مجھے آپ۔۔۔ سے کچھ۔۔۔ بات کرنی تھی۔۔۔
ناچاہتے ہوئے بھی الفت کا لہجہ لڑکھڑایا
جیسے قصور وار چوہدری حسین نہیں وہ ہے
ہمم۔۔۔ بولو۔۔۔

محبوب خان زادہ نے نرمی سے کہا تو الفت
آنسو پیتی محبوب خان زادہ کی طرف بڑھی
بالاج خان زادہ بھی اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا

وہ بار بار چوہدری حسین کا نمبر ملارہا تھا

جو بند جا رہا تھا

چوہدری حسین نے فوراً فون بند کرتے موبائل
آف کر دیا۔

دل میں خیال آیا کہ کہیں اس کی وجہ سے

ایک بار پھر الفت کا گھر خراب نہ ہو جائے

اس کا ضمیر اسے لعنت ملامت کرنے لگا۔۔۔

نہیں۔۔ محبوب خان الفت سے بہت محبت

کرتا ہے اور میں کونسا کچھ غلط کر رہا ہوں

بالاج خانزادہ کی بیوی کے ساتھ۔۔

میں نے کونسا اسے اغواء کیا ہے یہ خود

میری گاڑی کے آگے آئی تھی

میں بس اپنی زمینیں واپس چاہتا ہوں۔۔
چوہدری حسین کے اندر کا شیطان پھر سے
جاگ اٹھا۔۔۔۔

بب۔۔۔۔ بالاج۔۔۔۔
روپ کو ہوش آنے لگا اس کے ہونٹوں سے
پہلا نام بالاج خانزادہ کا نکلا

چوہدری حسین اس کے قریب سے اٹھ گیا
روپ آہستہ آہستہ آنکھیں کھولنے لگی اس
نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں تو اپنے سامنے
ایک انجان شخص کو دیکھ کر اس کی روح
فنا ہو گئی۔۔۔۔

وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور خوف سے
چوہدری حسین کی طرف دیکھنے لگی۔۔

کک۔۔۔ کون ہو تم؟؟

روپ نے اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے خوفزدہ

سی ہو کر پوچھا

ارے سردار نی جی۔۔۔ آپ ڈر کیوں رہی ہیں

فکر مت کریں آپ یہاں محفوظ رہیں گی

چوہدری حسین نے مسکرا کر کہا

مجھے میرے لالہ کے پاس جانا ہے اور تم

کون ہو؟؟ میں یہاں کیسے آئی؟؟

روپ نے بیڈ کی دوسری سائیڈ پر کھڑے

ہوتے پوچھا

آپ کے لالہ کے پاس تو نہیں۔۔۔ پر آپ کے

شوہر کے پاس ضرور بھیج دوں گا آپ کو۔۔

اور میں کون ہوں اس سے آپ کا کوئی لینا

دینا نہیں ہے۔۔ رہی بات یہاں آنے کی۔۔
 تو میں آپ کے نازک سراپے کو اپنے ان
 بازوؤں میں اٹھا کر یہاں لایا ہوں۔۔۔۔۔
 چوہدری حسین نے روپ کی طرف قدم بڑھائے
 وہیں رک جاؤ۔۔ ورنہ میں تمہارا منہ توڑ
 دوں گی۔۔۔



روپ نے ہمت کر کے کہا
 ہا ہا ہا ہا ہا ہا۔۔۔۔۔

چوہدری حسین کا قہقہہ پورے کمرے میں گونجا
 ایسی غلطی مت کرنا سردار فی جی۔۔
 ورنہ سزا بہت بھاری ملے گی۔۔

چوہدری حسین روپ کے خوفزدہ ہونے سے
 خوش ہو رہا تھا

مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟؟؟
روپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے وہ
کل رات بالاج خانزادہ کے الفاظوں سے
بچنے کے لیے بھاگی تھی
وہ اپنا رشتہ بچانے کے لیے اس سے بھاگی
تھی اور آج اپنی عزت اسے خطرے میں
لگ رہی تھی
تمہارے شوہر سے بہت پرانے حساب نکلتے
ہیں۔۔ چوہدری حسین نے غصے سے لب
بھینچتے کہا تو بالاج خانزادہ کے زکر پر
روپ نے کرب سے آنکھیں بند کیں
تو ان سے حساب کتاب مانگو مجھے
جانے دو۔۔

روپ کہتے ہی دروازے کی طرف بڑھی
تو چوہدری حسین نے تیزی سے دو قدم
بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا
روپ نے چوہدری حسین کے ہاتھ میں اپنا
ہاتھ دیکھا تو اس کا پارہ چڑھ گیا
چٹاخ۔۔۔

روپ نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑا کر چوہدری
حسین کو سوچنے سمجھنے کا موقع دیے
بغیر اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا
میں نے کہا تھانا میں تمہارا منہ توڑ دوں گی
روپ نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو چوہدری
حسین نے گال پر ہاتھ رکھے سر گھما کر
روپ کی طرف دیکھا جو غصے سے اسے

ہی دیکھ رہی تھی

تیری اتنی ہمت۔۔ تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا

چوہدری حسین پر۔۔۔

چوہدری حسین کی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا

غصے سے اس کی نسیں پھول گئیں

روپ کو ایک دم اس سے خوف محسوس ہوا

اگلے ہی پل روپ کے بال چوہدری حسین

کی مٹھی میں تھے۔۔

آہ۔۔۔

روپ کی ہلکی سی چیخ نکلی ساتھ آنکھوں

سے آنسو لڑھکے

جانتی ہے میں کون ہوں۔۔ چوہدری حسین نام

یے میرا۔۔ میرے شر سے آج تک کسی عورت

کی عزت محفوظ نہیں رہ سکی تو پہلی لڑکی
ہے جسے چوہدری حسین نے اپنی قربت نہیں
بلکہ عزت بخشی۔۔

اور تو نے کیا کیا۔۔ میرے منہ پر طمانچہ مار دیا
چوہدری حسین روپ کے بال مٹھی میں جکڑے
اس کے منہ پر پھنکار رہا تھا

اور روپ اس کے نام میں الجھ گئی اسے
لگا وہ یہ نام پہلے بھی سن چکی ہے پر کہاں؟؟
اچانک روپ کے دماغ میں کلک ہوا

یہ نام وہ بالاج خانزادہ کے منہ سے سن
چکی تھی جب الفت کے رشتے کے لیے چوہدری
نثار علی کی حویلی آنا تھا تو روپ نے

ضد کی کہ وہ بھی جائے گی تب بالاج خانزادہ

نے کہا کہ وہ نہیں چاہتا چوہدری حسین
کی نظر روپ پر پڑے۔۔

تت۔۔۔ تم الفت کے۔۔ لالہ ہونا،؟؟؟
روپ کا دل خوف سے دھڑک رہا تھا کیونکہ
اتنا تو وہ جانتی تھی الفت کا بھائی عیاش
طبیعت رکھتا ہے

ہاں۔۔ میں الفت کا بھائی ہوں اور اب تک
اپنی بہن کی وجہ سے تم میرے ہاتھوں
محفوظ تھی پر اب تم نے مجھے تھپڑ مار
کر میرے اندر کے جانور کو جگایا ہے اب
تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔۔
چوہدری حسین نے روپ کو بیڈ پر دھکا دیا
تو وہ اونڈھے منہ گری۔۔

چوہدری حسین نے اپنی اجرک اتار کر سائیڈ
پر پھینکی اور روپ پر سایہ فلگن ہوا

محبوب خان میں پولیس اسٹیشن جا رہا ہوں
نمبر ٹریس کروانا ہے۔۔ الفت نے ابھی بات کرنے
کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب بالاج خان زادہ
محبوب خان زادہ سے مخاطب ہوا
محبوب خان زادہ نے ہلکا سا سر ہلادیا اور
وہ دونوں پولیس اسٹیشن جانے کے لیے مڑنے
ہی لگے تھے جب الفت بول پڑی
بالاج لالہ۔۔ میں جانتی ہوں یہ نمبر کس کا ہے؟
افت کے الفاظوں پر محبوب خان زادہ اور بالاج
خان زادہ کے قدم ساکت ہوئے

وہاں پر موجود سب نے الفت کی طرف حیرت سے دیکھا جو آنسو پینے میں مصروف تھی الفت۔۔ تمہیں کیسے پتا یہ نمبر کس کا ہے تم نے تو نمبر دیکھا بھی نہیں؟؟

محبوب خان زادہ الفت کی طرف دو قدم بڑھا اس نے نا سمجھی سے الفت سے سوال کیا وہ۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ جانتی ہوں۔۔۔۔۔ فون پر۔۔۔۔۔ آواز۔۔۔۔۔ کس کی تھی۔۔۔۔۔

افت نے گھبرائی ہوئی کیفیت میں کہا ایک طرف اسے روپ کی فکر تھی تو دوسری طرف اسے محبوب خان زادہ سے ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں وہ سچ سن کر الفت سے خفا نہ ہو جائے جیسے یوسف خان زادہ صبا سے ہوا۔۔۔

کس کی؟؟ بالاج خانزادہ بھی الفت کی طرف

متوجہ ہوا جو محبوب خان زادہ کی طرف

سہمی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی

کس کی آواز تھی الفت۔۔ بتاؤ مجھے۔۔

محبوب خان زادہ نے نرمی سے پوچھا تو الفت

کی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر گرے

ح۔۔۔ حسین۔۔ لالہ۔۔ کی۔۔۔

افت کی آواز لاونج کی خاموشی میں گونجی

بالاج خانزادہ نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں

اس کے دماغ میں چوہدری حسین کا خیال

کیوں نہیں آیا۔۔

جبکہ محبوب خان زادہ الفت کی طرف شکوہ

کناں نظروں سے دیکھنے لگا

الفت کا سر شرمندگی سے جھکتا چلا گیا اسے
محبوب خان زادہ کی آنکھوں میں شکوہ برداشت
نہیں ہو رہا تھا

جلدی چلو محبوب خان۔۔ چوہدری حسین
روپ کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔ بالاج
خان زادہ نے عجلت میں کہا

لالہ میں بھی چلوں آپ کے ساتھ؟؟ الفت
نے بالاج خان زادہ کو مخاطب کرتے کہا تو اس
نے ہلکا سا سر ہلادیا

محبوب خان زادہ نے دوبارہ نہ الفت کی طرف
دیکھا نہ اس سے بات کی اس کی خاموشی
الفت کو اندر ہی اندر مار رہی تھی
بالاج خان زادہ کی جیب خان حویلی سے نکلی

حشمت علی گارڈز کے ساتھ بالاج خانزادہ
کے پیچھے حویلی سے نکلا

چوہدری حسین نے روپ کو بیڈ پر دھکا دیا
تو روپ اوندھے منہ بیڈ پر گری پیر میں درد
پھر سے ہونے لگا

چوہدری حسین نے اپنی اجرک اتاری اور روپ
کی طرف بڑھا اس سے پہلے وہ روپ پر
قابض ہوتا روپ سیدھی ہوئی اور اس نے
اپنا بایاں پاؤں چوہدری حسین کے سینے پر
رکھ کر پوری قوت سے مارا

یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ چوہدری حسین
اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور دور جا گرا۔

روپ نے موقع دیکھتے ہی کمرے کا دروازہ

کھولا اور باہر کی طرف دوڑ لگا دی

پاؤں کا درد بڑھتا جا رہا تھا پر روپ کو اس

وقت اپنی عزت کی فکر تھی

چوہدری حسین تیر کی تیزی سے روپ کے

پیچھے لپکا اس نے ایک ہی جست میں روپ

کو بالوں سے پکڑا

آااا۔۔

روپ کی چیخ نکلی۔۔ چوہدری حسین اسے

بالوں سے گھسیٹتا واپس کمرے میں لایا

اور بیڈ پر پٹھا

بہت طاقت ہے تم میں۔۔ اب میری بھی طاقت

دیکھو گی تم۔۔

چوہدری حسین کا خون کھول رہا تھا آج تک
کسی بھی لڑکی نے اس کے ساتھ اس طرح
کارویہ اختیار نہیں کیا تھا لڑکیاں اس کی
قربت کے لیے مچلتی تھیں پر روپ نے ثابت
کر دیا وہ ایک پاکباز اور عزت دار لڑکی ہے
دنیا کی ہر لڑکی ایک جیسی نہیں ہوتی۔۔۔
تمہیں کیا لگتا ہے میرے ساتھ غلط کر کے تم
بچ جاؤ گے؟؟ بھول ہے تمہاری۔۔۔
بالاج خانزادہ تمہیں کتے کی موت مارے گا۔
روپ حلق کے بل چلائی۔۔۔
اسی بالاج خانزادہ کا غرور خاک میں ملانا
یہ مجھے۔۔۔ اور یہ سب تب ممکن ہو گا جب
تم اپنی عزت سے جاؤ گی۔۔۔

چوہدری حسین نے زرا سا جھک کر روپ کا

جبرٹا دبوچ لیا

میں مرجاؤں گی پر اپنی عزت پر ایک داغ

بھی نہیں لگنے دوں گی۔۔

روپ نے چوہدری حسین کے پیٹ میں زور

سے لات ماری تو وہ پیچھے زمین پر جا گرا۔۔

روپ خانزادی نام ہے میرا۔۔ سردار بالاج خانزادہ

کی منکوحہ ہوں میں۔۔ اس گاؤں کے سردار

کی سردارنی ہوں میں۔۔ اپنے بالاج کی

عزت ہوں میں۔۔ مرجاؤں گی پر اپنے سردار

کی عزت خراب نہیں ہونے دوں گی۔۔

روپ پھری ہوئی شیرنی کی طرح اٹھی

اور بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر پڑا الیمپ اس

نے چوہدری حسین کے سر پر مار دیا
یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ چوہدری حسین
کو سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔۔۔
چوہدری حسین کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی
اس کے ماتھے پر خون کی لکیر واضح ہوئی
روپ اس کے پاس سے تیزی سے گزرنے لگی تو
چوہدری حسین نے اس کا سو جا ہوا پاؤں پکڑ
کرا اتنی زور سے مڑوڑا کہ روپ کی دل دہلا
دینے والی چیخ پوری حویلی میں گونجی
وہ دھڑام سے زمین پر گری اور درد سے تڑپنے لگی
چوہدری حسین اٹھا اور روپ کی طرف بڑھا
اس نے روپ کا دوپٹہ گلے سے اتار کر دور
اچھال دیا

گھٹیا انسان۔۔ میں تمہاری جان لے لوں گی۔۔

روپ نے چوہدری حسین کو دھکا دینا چاہا

پر چوہدری حسین نے روپ کے دونوں ہاتھ

اپنی گرفت میں لیے

گھٹیا میں نہیں تمہارا شوہر ہے۔۔ جس نے

مجھ سے میری ساری زمینیں چھین لیں اب

اسے پتا چلے گا کسی کی ذاتی پر اپنی چھیننے

سے کیا ہوتا ہے۔۔

چوہدری حسین کی گندی نظریں روپ کے

گریبان کی طرف اٹھیں تو روپ کے چہرے پر

خوف کے سائے منڈلائے

یا اللہ۔۔ میری عزت کی حفاظت کرنا۔۔ اے اللہ

میرے محرم کو بھیج دے۔۔

روپ نے روتے ہوئے دل ہی دل میں دعا کی۔۔
اس سے پہلے چوہدری حسین روپ کے ساتھ
کوئی غلط حرکت کرتا روپ نے ہمت کر کے
اس سے اپنا آپ چھڑوانے لگی۔۔
چھوڑو مجھے زلیل آدمی۔۔۔

روپ چوہدری حسین سے اپنے ہاتھ چھڑانے
لگی پر چوہدری حسین کی گرفت مضبوط تھی
کتنی مرضی کو شش کر لو پر مجھ سے بچ
نہیں پاؤ گی تم۔۔

چوہدری حسین کمینگی سے ہنسا اور روپ
کو کھینچ کر کھڑا کرتے اس کا ایک ہاتھ پکڑ
کر بیڈ کی طرف لے جانے لگا
اچانک روپ کی نظر ٹیبل پر پڑی فروٹ باسکٹ

میں رکھی چھڑی پر پڑی

روپ نے چوہدری حسین کے ہاتھ پر دانت گاڑھے

اور جلدی سے فروٹ باسکٹ سے چھڑی اٹھالی

اگر اب تم نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو میں

بہت برا کروں گی۔۔۔

روپ نے چھڑی چوہدری حسین کی طرف کرتے

اسے ڈرانا چاہا

اور تمہیں لگتا ہے اس چھوٹے سے چاقو سے

میں ڈر جاؤں گا۔۔

چوہدری حسین روپ کی بچکانہ حرکت پر

قہقہہ لگا کر ہنسا اور روپ کی طرف

قدم بڑھانے لگا

رک جاؤ۔۔ ورنہ میں سچ میں تمہاری جان

لے لوں گی۔۔ روپ نے روتے ہوئے کہا خوف سے

اس کا دل کانپ رہا تھا

پر چوہدری حسین شیطانی ہنسی ہنستے روپ

کی طرف بڑھ رہا تھا اور روپ ڈرتے ڈرتے

پیچھے کی طرف قدم بڑھا رہی تھی

مجھے مارو گی تم؟؟

چوہدری حسین نے اپنی طرف اشارہ کرتے کہا

تو روپ کے آنسو مزید بہنے لگے

نن۔۔۔ نہیں۔۔ خود کو۔۔۔

روپ نے ہچکی لیتے کہا اور ایک سیکنڈ کی

دیر کیے بغیر اپنی آنکھیں زور سے میچتے

اس کی سانسوں نے بالاج خانزادہ کا نام لیا

اور روپ نے اپنے بائیں ہاتھ کی نس کاٹ لی۔۔

خون کے قطرے زمین پر گرے تو چوہدری حسین

کے طوطے اڑ گئے

اے۔۔ یہ کیا کیا تم نے؟؟

چوہدری حسین ہکا بکاروپ کی طرف بڑھا

جواب زمین بوس ہو چکی تھی پر ہوش میں

ابھی بھی تھی

اے سردارنی۔۔ آنکھیں کھولو۔۔

چوہدری حسین نے اس کا گال تھپتھپایا

روپ کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو رہی تھیں

صحیح معنوں میں چوہدری حسین کو اب

بالاج خانزادہ سے خوف آیا تھا اس نے تھوک

نگلتے روپ کی طرف دیکھا

جواب بے ہوش ہو چکی تھی پھر اس کی

کلائی کی طرف۔۔

جہاں سے خون نکل کر فرش پر پھیل چکا تھا

پندرہ منٹ میں وہ سب چوہدری نثار علی
کی حویلی کے باہر موجود تھے رات کے سناٹے
میں گاڑیوں کی آوازیں صاف سنائی دی تھیں
چوہدری حسین جو گھبراہٹ کے مارے پسینے
سے شرابور ہو چکا تھا سوچنے میں لگا تھا اب
کیا کرے۔۔

تب ہی اسے حویلی کے باہر گاڑیوں کے رکنے
کی آواز آئی۔۔ چوہدری حسین جلدی سے کھڑکی
کی طرف ہوا اور تھوڑا سا پردہ ہٹا کر دیکھا
تو اس کی ٹانگیں کانپنے لگیں

بالاج خانزادہ اپنے گارڈز کے ساتھ اس کی حویلی
کے باہر کھڑا تھا چوہدری حسین کے پاس
سوچنے کا وقت نہیں تھا وہ جلدی سے اپنے
کمرے سے نکلا اور چھت کی طرف چلا گیا
الفت جلدی سے حویلی کے اندر آئی بالاج خانزادہ
اور محبوب خان زادہ اس کے پیچھے ہی تھے
بالاج خانزادہ نے اپنے ہاتھ میں پسٹل پکڑی
تھی وہ آج چوہدری حسین کو بخشنے کے
موڈ میں نہیں تھا

بابا۔۔ بابا۔۔ کہاں ہیں آپ؟؟؟
الفت نے حویلی داخل ہوتے ہی چوہدری ثار
علی کو آوازیں دینی شروع کر دیں پر حویلی
میں سنائے کا راج تھا

الفت جلدی سے چوہدری حسین کے کمرے
کی طرف بھاگی بالاج خانزادہ اور محبوب
خانزادہ بھی اس کے پیچھے بھاگی۔۔
خانی۔۔۔

الفت دروازے تک پہنچی تو روپ زمین پر
بے ہوش پڑی تھی اس کی کلائی سے خون
نکلتا جا رہا تھا

الفت کے پیچھے بالاج اور محبوب خانزادہ
بھی کمرے میں آئے تو ان دونوں کے رنگ یکدم
پیلے پڑ گئے۔۔۔

روپ۔۔

بالاج خانزادہ پاگلوں کی طرح روپ کی طرف
بڑھا اور اس کا سراٹھا کر اپنی گود میں رکھا

روپ۔۔ روپ اٹھو۔۔

بالاج خانزادہ کے ساتھ الفت اور محبوب خانزادہ

بھی روپ کو ہوش دلانے لگے

لالہ۔۔ خانی کا زخم گہرا ہے انہیں فوراً ہوسپٹل

لے چلتے ہیں۔۔

بالاج خانزادہ روپ کے بے ہوش وجود کو

ساکت نظروں سے دیکھ رہا تھا

محبوب خانزادہ نے اسے ہلتا نہ دیکھ روپ

کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور باہر کی طرف بھاگا

بالاج خانزادہ کی نظریں فرش پر گرے روپ

کے خون کی طرف اٹھیں جواب جم رہا تھا۔۔

لالہ۔۔ چلیں۔۔

افت نے بالاج خانزادہ کو کندھے سے ہلایا تو

وہ چونک کر الفت کی طرف ایک نظر دیکھ
کر جلدی سے محبوب خان زادہ کے پیچھے گیا
افت بھی ان کے پیچھے ہی تھی
حشمت علی نے محبوب خان زادہ کو آتے دیکھ
فوراً گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا تو محبوب
خان زادہ نے روپ کو پچھلی سیٹ پر لیٹا دیا
افت اس کے ساتھ پیچھے بیٹھ گئی اور روپ
کا سر اپنی گود میں رکھ لیا
محبوب خان زادہ نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی
تو بالاج خان زادہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا
حشمت علی بالاج خان زادہ کی جیب میں
سوار ہو گیا
چوہدری حسین موقع دیکھتے فرار ہو چکا تھا

اس وقت بالاج خانزادہ کے زہن پر روپ
سوار تھی

پورے راستے بالاج خانزادہ پیچھے مڑ مڑ کر
روپ کو دیکھتا رہا جو بے سدھ پڑی تھی
الفت نے اپنے دوپٹے کا کونہ روپ کی کلائی
پر رکھ دیا تھا جس سے اس کا خون بہنا
کم ہو گیا تھا

بالاج خانزادہ کا دل و دماغ خوف میں مبتلا تھا
اور جسم بری طرح کانپ رہا تھا
نہ اس سے رویا جا رہا تھا نہ ہی بولا جا
رہا تھا اس کی آنکھیں روپ کے چہرے سے
ہٹ ہی نہیں رہی تھیں

محبوب خان زادہ سے جتنی جلدی ہو سکے

وہ ہو سیٹل پہنچا اور روپ کو پھر سے اپنے
بازوؤں میں اٹھا کر وہ ہو سیٹل کے اندر بھاگا
بالاج خان زادہ سٹل گاڑی میں ہی بیٹھا رہا
وہ رونا چاہ رہا تھا روپ کو آوازیں دینا
چاہ رہا تھا اس کے پیچھے جانا چاہ رہا تھا
پر اس سے ہلا بھی نہیں جا رہا تھا
اس کے چہرے کی رنگت زرد پڑ چکی تھی
روپ کو کھونے کا خیال ہی اسے آدھامار
چکا تھا
روپ کو ایڈمت کر لیا گیا تھا حشمت علی نے
محبوب خان زادہ کے کہنے پر یوسف خان زادہ
کو اطلاع دے دی تھی
یوسف خان زادہ نے گاڑی راستے سے ہی واپس

موڑ کر ہو سپٹل کے راستے پر ڈال دی تھی
حویلی فون کر کے بھی حشمت علی نے شارق
خانزادہ کو ساری صورت حال سے آگاہ کر دیا
آدھے گھنٹے کے اندر خان حویلی کے افراد
ہو سپٹل موجود تھے

بالاج خانزادہ ابھی تک سٹل گاڑی میں بیٹھا تھا
الفت روتے ہوئے گھبراہٹ سے اپنے ہاتھوں
کی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی
آج اس کے لالہ کی وجہ سے روپ زندگی
اور موت سے لڑ رہی تھی اور شاید اب اس
کا ایک بار پھر گھر برباد ہونے والا تھا
الفت نے خوفزدہ آنکھوں میں محبوب
خانزادہ کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں

اشتعال لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا
الفت نے فوراً نظریں جھکا لیں محبوب
خانزادہ قدم قدم چلتا الفت کے قریب آیا
تو الفت کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزا
رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑا۔

اگر میری خانی کو کچھ بھی ہو تو قسم کھا
کر کہتا ہوں الفت۔۔ تم دوسری بار اپنے
ماتھے پر طلاق کا دھبہ لگوا بیٹھو گی۔۔
محبوب خان زادہ کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ
الفت اس کے الفاظوں پر اندر تک کانپ گئی
اس نے بھیگی آنکھیں اٹھا کر محبوب خانزادہ
کی طرف دیکھا جو اس پر غصیلی نگاہ
ڈالے جا چکا تھا۔۔

الفت کے آنسو بندھ توڑ کر رہے۔۔ وہ بے یقینی
سے محبوب خان زادہ کی پشت کو دیکھتی
رہ گئی۔۔

خانم بی بی کو ریڈور میں بیٹھ کر تسبیح
پڑھ رہی تھیں صبا ان کے کندھے پر سر رکھے
بے آواز رو رہی تھی

اس نے لرزتی پلکیں اٹھا کر اپنے دشمن جاں
کی طرف دیکھا جس نے اب تک اسے ایک
نظر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا

اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آگئی
محبوب خان زادہ گاڑی کے پاس آیا تو
بالاج خان زادہ ساکت گاڑی میں بیٹھا تھا
محبوب خان زادہ کے دل کو کچھ ہوا۔۔

لالہ۔۔ آپ باہر آئیں۔۔ خانی اب ٹھیک ہیں۔۔
 محبوب خان زادہ نے گاڑی کادر وازہ کھولتے کہا
 تو بالاج خان زادہ نے جھٹکے سے محبوب خان زادہ
 کی طرف دیکھا اور گاڑی سے نکل آیا
 تم۔۔ سچ کہہ۔۔ رہے ہو؟؟ روپ ٹھیک ہے؟؟
 بالاج خان زادہ کی آنکھوں کا رنگ امید کی کرن
 سے روشن ہوا تھا
 جج۔۔۔ جی۔۔۔

محبوب خان زادہ نے نظریں چرا کر کہا تو
 بالاج خان زادہ اس کا کمزور لہجہ اور آنکھیں
 چرانا بخوبی دیکھ گیا
 بالاج خان زادہ نے اپنے شانے ڈھیلے چھوڑے
 اور گاڑی سے ٹیک لگا کر آسمان کی طرف

دیکھتے بے آواز رونے لگا

محبوب خان زادہ سے اپنے لالہ کی حالت دیکھی

نہیں جارہی تھی وہ اپنے آنسو چھپاتا وہاں

سے چلا گیا۔۔۔

بیٹا پریشان ہو؟؟

بالاج خان زادہ گاڑی سے ٹیک لگائے بے آواز رو

رہا تھا جب ایک ضعیف عورت نے آکر اس

کے سر پر ہاتھ رکھا

بالاج خان زادہ نے اسے بہتی نگاہوں سے دیکھا

پریشان نہیں ہوتے بیٹا۔۔۔ اللہ کے آگے سر

جھکاؤ اسے اپنی پریشانی بتاؤ۔۔۔ وہ دلوں

کے حال جانتا ہے وہ سب کی سنتا ہے

بوڑھی عورت نے بالاج خان زادہ کے سر پر

ہاتھ پھیرا اور چلی گئی
بالاج خانزادہ نے ہاتھ کی پشت سے آنسو
صاف کیے اور ہو سہیل کے ساتھ بنی مسجد
میں جا کر وضو کر کے تہجد پڑھی
دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے درود شریف پڑھا
پھر اپنے اللہ سے روپ کی خیر و عافیت مانگی۔۔
اے اللہ۔۔ مجھے اتنی بڑی آزمائش میں مت
ڈال۔۔ میری محرم میری روپ کو مجھ سے
جدانہ کر۔۔ میں نے کبھی تجھ سے شکوہ
نہیں کیا تیری ہر آزمائش پر صبر کیا۔۔ پر
مالک۔۔ میری روپ کی سانسیں اسے لوٹا
دے۔۔ میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں میں
کبھی اپنی بیوی پر ناحق غصہ نہیں کروں گا

اسے اس کے حقوق دوں گا۔ میں جانتا ہوں
مجھے روپ پر ناحق غصہ کرنے سے چوٹ
پہنچانے کی سزا مل رہی ہے
بالاج خانزادہ کے ذہن میں ڈیرے کی ہر بات
فلم کی طرح گھومی کیسے وہ روپ کے
ہاتھ سگریٹ سے جلا رہا تھا اس کے بال
نوج رہا تھا۔۔۔

یا اللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔

بالاج خانزادہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا پاس
سے گزرتے کچھ لوگ اس مضبوط مرد کو
روتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور اس کی قسمت
پر رشک کر رہے تھے جسے وہ تہجد میں رو
رو کر مانگ رہا تھا۔۔۔

پیشنت روم سے ڈاکٹر باہر نکلاتو محبوب
اور یوسف خان زادہ سبھی ڈاکٹر کی طرف بڑھے
گھبرانے کی بات نہیں ہے کٹ سائیڈ پر لگا تھا
اس لیے ان کی جان بچ گئی خون کافی بہہ
گیا تھا اس لیے انہیں بہت ویکنس ہو گئی۔
ابھی ہم نے انہیں انجیکشن دیا ہے اس لیے وہ
پانچ گھنٹوں بعد ہوش میں آئیں گی۔
ڈاکٹر نے اپنے پیشہ ورانہ انداز میں کہا تو
سب نے سکون بھرا سانس لیا
سب کے چہروں پر خوشی کی رک دوڑ گئی
محبوب خان زادہ جلدی سے بالاج خان زادہ
کو بتانے ہو سہیٹل سے باہر بھاگا
پر بالاج خان زادہ اسے کہیں نظر نہیں آیا ایک

دولوگوں سے پوچھنے پر پتا چلا کہ وہ مسجد
میں ہے۔۔

محبوب خان زادہ جلدی سے مسجد گیا تو
بالاج خان زادہ مسجد کی دیوار سے ٹیک
لگائے زمین پر بیٹھے آنسو بہا رہا تھا
لالہ۔۔

لالہ۔۔ آپ کی دعا قبول ہو گئی۔۔ خانی بالکل
ٹھیک ہیں۔۔

محبوب خان زادہ کو سانس چڑھ گیا تھا
اس نے لمبے لمبے سانس لیتے بتایا تو بالاج
خان زادہ اسی پل سجدے میں گر کر اپنے اللہ
کا شکریہ ادا کرنے لگا
یا اللہ۔۔ میں اس لائق تو نہیں تھا پر تو نے

مجھے اس قابل سمجھا۔۔ اے اللہ تیرا شکر ہے۔۔

بالاج خان زادہ نے روتے ہوئے اپنے اللہ کا
شکریہ ادا کیا اور اٹھ کر ہو سپٹل کی طرف بھاگا
فجر کا وقت ہو رہا تھا خانم بی بی پریر روم
میں نماز ادا کرنے چلی گئیں

محبوب خان زادہ اور یوسف خان زادہ نے
سب کو ناشتہ لے آئے تھے دو دن سے سب
بھوکے تھے

یوسف خان زادہ چائے اور بسکٹ لے کر صبا
کی طرف بڑھا تو اس نے بنا یوسف خان زادہ
کی طرف دیکھتے ہلکا سا سر نفی میں ہلادیا
یوسف خان زادہ ڈھیٹوں کی طرح کھڑا رہا
وہ جانتا تھا اس کی بیوی اس سے ناراض ہے

اسے اپنی غلطی کا احساس بھی ہو رہا تھا وہ
غصے اور جذبات میں صبا کے ساتھ غلط
کر گیا تھا

کھالو۔۔ ورنہ میں زبردستی کھلاؤں گا۔
یوسف خان زادہ نے سنجیدگی سے دھمکی دی
تو صبا کی آنکھوں سے اشک بہے۔۔۔
ہر بار زبردستی نہیں چلے گی۔۔ صبانے
رندھی آواز میں کہا اور وہاں سے ہٹ گئی
یوسف خان زادہ کا دل کیا اپنا سردیوار میں
مار دے۔۔

کیا ضرورت تھی بالاج خان زادہ کا غصہ اس
پر نکالنے کی۔۔ صبار باب کے ساتھ جا کر
بیٹھ گئی رباب نے اسے چائے بسکٹ دیے پر

وہ انکار کر گئی

تھوڑا سا کھالو صبا۔۔

ر باب نے محبت سے کہا۔۔

نہیں ماما۔۔ میرا کل سے دل بہت عجیب سا

ہو رہا ہے کچھ بھی کھانے کو دل نہیں کر رہا۔۔

صبا نے کوفت سے انداز میں کہا تو ر باب

مسکرا دی۔۔

کہیں خوشخبری تو نہیں؟؟ ر باب نے صبا

کی طرف جھک کر مدھم سرگوشی کی تو

صبا نے چونک کر ر باب کی طرف دیکھا جو

اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہی تھی

صبا کے چہرے کا رنگ پل میں شرم سے سرخ

ہوا۔۔ چہرے پر ابھی ادا سی تھی اب اسی

چہرے پر خوشی کا سماں تھا
اس نے مسکراتی آنکھوں سے یوسف خان زادہ
کی طرف دیکھا جو مو بائل میں بڑی تھا
پراگلے ہی پل صبا کی مسکراہٹ غائب ہو گئی
اسے یوسف خان زادہ کی سنگدلی یاد آئی
آنکھوں کے پوروں میں آنسو جمع ہوئے۔۔
ایسی بات نہیں ہے ماما۔۔ شاید فوڈ پوائزنگ
ہو گیا ہے۔۔

صبا نے لہجہ نارمل رکھا تو رباب نے مسکرا
کر سر ہلادیا

صبا نے بھیگی آنکھوں سے یوسف خان زادہ
کی طرف دیکھا تو اسی پل اس کا دھیان
بھی صبا کی طرف ہوا

دونوں کی نظریں ملیں۔۔

صبا کی آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ شکوہ تھا

یوسف خان زادہ نے نفی میں سر ہلا کر

اسے رونے سے منع کیا پر صبا غصے سے منہ

موڑ گئی۔۔

محبوب خان زادہ نے بالاج خان زادہ کو زبردستی

چائے اور بسکٹ کھلا دیئے تھے

الفت نے حویلی فون کر کے صفورا کو ہدایت

دے دی تھی کہ وہ مصطفیٰ کو تیار کر کے

سکول بھیج دے

ناشتہ کر لیا تم نے؟؟

الفت نے ابھی فون بند کیا ہی تھا جب اسے

اپنے قریب سے محبوب خان زادہ کی

آواز آئی۔۔

الفت نے نظریں گھما کر دیکھا اور وہاں سے

جانے لگی۔۔۔

کچھ پوچھا ہے تم سے۔۔

محبوب خان زادہ نے اس کا بازو پکڑ کر

اسے روکا۔۔۔

نہیں کیا۔۔ سوچ رہی ہوں زہر ہو میرے پاس۔

خود بھی کھاؤں اور مصطفیٰ کو بھی

دے دوں۔۔ تاکہ اس سفاک دنیا سے میری جان

چھوٹ جائے۔۔ جہاں کرتا کوئی ہے اور

بھرتا کوئی ہے۔۔

الفت نے بھرائی آواز میں کہا تو محبوب

خان زادہ کا اس کی بات پر دل دہل گیا۔۔

وہ چپ چاپ وہاں سے ہٹ گیا۔۔
روپ کو آہستہ آہستہ ہوش آ رہا تھا سب
حویلی والے روپ کے پاس موجود تھے
سوائے بالاج خانزادہ کے۔۔

وہ پیشینٹ روم کے باہر ہی کھڑا تھا۔۔
روپ نے آہستہ سے آنکھیں کھولنی شروع کیں
تو سب سے پہلے اپنے سامنے یوسف خانزادہ
کو پایا جو نم آنکھوں سے اسے مسکرا کر
دیکھ رہا تھا
لالہ۔۔۔۔

روپ نے کمزور سی آواز میں کہا تو یوسف
خانزادہ نے زرا سا جھک کر اس کے ماتھے
پر لب رکھے

میری چھوٹی سی خانی نے ڈرا دیا ہمیں۔۔۔
یوسف خان زادہ نے مسکرا کر کہا تو روپ
پھوٹ پھوٹ کر روپڑی اس کے رونے سے
سب نے پریشانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا
روپ میرے بچے۔۔۔

خانم بی بی جلدی سے آگے بڑھیں اور
روپ کے آنسو صاف کیے۔۔۔
روپ مت رو۔۔۔ تمہیں پہلے ہی ویکنس ہے۔۔۔
یوسف خان زادہ نے پریشانی سے کہا
مم۔۔۔ میں نے آپ کو۔۔۔ اتنی آوازیں دیں۔۔۔
مم۔۔۔ مجھے بہت۔۔۔ ڈر لگ رہا تھا۔۔۔
روپ نے ہچکیاں لیتے کہا تو وہاں کھڑے
سب کے دلوں میں روپ کی تڑپ دیکھ کر

تکلیف محسوس ہوئی۔۔۔

باہر کھڑا بالاج خان زادہ ونڈو مر رہا تھا

کاتڑپنا رونا ہچکیاں لینا، سب دیکھ رہا تھا

خانی آپ کو کچھ نہیں ہوا آپ بالکل ٹھیک ہیں

محبوب خان زادہ نے روپ کے سر پر

ہاتھ رکھتے کہا

وہ۔۔ الفت کا بھائی۔۔ میرے ساتھ۔۔

روپ نے بات ادھوری چھوڑی تو الفت

شرمندگی سے سر جھکا گئی چوہدری حسین

نے اسے سراٹھانے کے لائق ہی کہاں چھوڑا تھا

خانی آپ صحیح سلامت ہیں کچھ نہیں ہوا

محبوب خان زادہ نے روپ کو پھر سے

تسلی دی تو اس نے پورے کمرے میں نظریں

دوڑائیں۔۔

وہ بالاج خانزادہ کو ڈھونڈ رہی تھی پر

اسے کمرے میں نہ دیکھ روپ نے دل ہی دل

میں شکر ادا کیا

کیونکہ وہ بالاج خانزادہ کے کہے الفاظ اب تک

نہیں بھولی تھی جو اس نے بھاگتے وقت پیچھے

سے بولے تھے

تم جب بھی میرے سامنے آؤ گی میں تمہیں

اس رشتے سے آزاد کر دوں گا۔

بالاج خانزادہ کے الفاظ یاد آئے تو روپ نے

کرب سے آنکھیں بند کیں

باہر کھڑا بالاج خانزادہ تھکے ہوئے قدموں

سے ہو اسپتال سے نکل گیا

روپ کے پاس اس وقت ہاسپٹل میں علینا، صبا
اور الفت تھیں الفت سیب کاٹ رہی تھی اور
صباروپ کو کھلا رہی تھی جبکہ علینا روپ
کی میڈیسن دیکھنے میں مصروف تھی
روپ سیب کھاتے وقت کبھی الفت کا چہرہ
دیکھتی جو مرجھایا ہوا تھا اور کبھی صبا
کی طرف دیکھتی جو اداس اور چپ چاپ سی تھی
ایک بات پوچھوں؟؟
روپ نے ان دونوں کی خاموشی سے تنگ آکر کہا
تو روپ کے سوال پر وہ دونوں ایک ساتھ روپ
کی طرف دیکھنے لگیں
تم دونوں اداس کیوں ہو؟؟ اگر تو میری وجہ

سے پریشان ہو تو ڈونٹ وری میں اب ٹھیک ہوں

روپ کو جو لگا وہ اس نے بول دیا

روپ کی بات پر صبا زبردستی ہلکا سا مسکرائی

پر الفت تو مسکرا بھی نہ سکی وہ پھر سے

سر جھکا کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی

اداس تو ہوں گی نا۔۔ تمہارے شوہر کی وجہ سے۔۔

علینا نے روپ کی میڈیسن سائیڈ پر رکھتے

کہا تو بالاج خان زادہ کے زکر پر روپ خاموش

ہی رہی۔۔

تمہارے شوہر کی وجہ سے ان دونوں کے شوہر

ان سے ناراض ہو گئے تھے۔۔

علینا نے بتانا ہی ٹھیک سمجھا عینا کی بات

پر روپ نے نا سمجھی سے ان دونوں کی طرف دیکھا

لک۔۔ کیا مطلب؟؟

روپ کے پلے کچھ بھی نہ پڑا

مطلب یہ کہ۔۔ یوسف خان زادہ صبا سے ناراض

ہوا کیونکہ وہ بالاج خان زادہ کی بہن ہے اور

محبوب خان الفت سے ناراض ہوا کیونکہ وہ

چوہدری حسین کی بہن ہے۔۔

اور یہ ساری نوبت بالاج خان زادہ کی وجہ آئی

علینا نے گہرا سانس لیتے کہا تو روپ کے دل

میں بالاج کے لیے غصہ مزید بڑھ گیا

نہ اس رات وہ روپ پر غصہ کرتا نہ وہ بھاگتی

اور نہ یہ نوبت آتی۔۔

تبھی کمرے میں یوسف خان زادہ آیا۔۔

کیسی ہو روپ؟؟ یوسف خان زادہ نے ایک

پیارا سا بکے روپ کی طرف بڑھاتے مسکرا
کر پوچھا

الحمد للہ ٹھیک ہوں۔۔ روپ نے بھی مسکرا کر
جواب دیا اس دوران صبا نے نظریں جھکائے رکھیں
یوسف خان زادہ نے نظریں ترچھی کر کے صبا
کی طرف دیکھا جو سپاٹ چہرہ لیے خاموش
بیٹھی تھی

کھانا کھایا؟؟؟ یوسف خان زادہ نے آہستہ سے
صبا سے پوچھا تو وہ بنا جواب دیئے آہستہ
سے اٹھ کر کمرے سے نکل گئی

یوسف خان زادہ اسے جاتے دیکھتا رہ گیا
دیکھتے ہی رہیں گے یا منائیں گے بھی۔۔ روپ
کا دھیان ان دونوں کی طرف ہی تھا

روپ کی بات پر يوسف خان زاده نے چونک کر روپ کی طرف ديکھا اور اسے گھورنے لگا
یہ سب تمہارے جلا دشوہر کی وجہ سے ہوا
ہے میری بیوی بھی مفت میں ناراض ہو گئی۔۔
يوسف خان زاده نے روپ کو گھورتے کہا
مفت میں نہیں ہوئی آپ کی باتوں اور حرکتوں
کی وجہ سے ہوئی ہے۔۔ روپ نے دود و جواب دیا
تو يوسف خان زاده نے مسکین سی صورت بنائی
میں معصوم جان، میں نے تو کچھ بھی نہیں
کہا نہ کیا۔۔ يوسف خان زاده کی معصومیت
پر روپ عیش عیش کرا ٹھی
اور ایکٹنگ نہ کریں اور منائیں اسے۔۔ روپ
نے غصے سے گھورا تو يوسف خان زاده سر

پر ہاتھ پھیرتا باہر نکل گیا
روپ میں چلتی ہوں۔۔ مصطفیٰ کے سکول
سے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔۔ الفت نے سنجیدگی
سے کہا تو روپ نے ہلکا سا سر ہلا دیا
یوسف خان زادہ باہر آیا تو صبا کو ریڈور میں
بیچ پر بیٹھی تھی وہ اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا
ناراض ہو میری جان؟؟
یوسف خان زادہ نے محبت سے پوچھا
یوسف۔۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔ صبا نے
بھرائی آواز میں کہا
کیوں کیا ہوا طبیعت کو؟؟ یوسف خان زادہ
نے صبا کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تو اس کا ماتھا
ٹھنڈا تھا

بخار تو نہیں ہے پھر کیا ہوا ہے؟؟
یوسف خان زادہ پوری طرح صبا کی طرف
متوجہ ہوا

آاااپ۔۔ میرا چیک اپ کروادیں پلیز۔۔ صبا
کے آنسور خساروں پر پھسلے

ٹھیک ہے کروادیتا ہوں پر تم رو نہیں پلیز۔۔
اور مجھ سے ناراض بھی مت ہونا۔۔

یوسف خان زادہ نے صبا کے آنسو صاف کیے
ناراض تو میں ہوں آپ سے۔۔ جب میں نے
منگنی توڑی تھی تو آپ نے مجھے سزا دی
تھی کہ کسی کی وجہ سے میں آپ کو چھوڑ
گئی۔۔ اب بتائیں میں آپ کو کیا سزا دوں۔۔
آپ بھی تو کسی کی وجہ سے مجھے چھوڑ

کر چلے گئے تھے۔۔

صبا نے بھیگی آنکھوں سے یوسف خان زادہ

کی طرف دیکھا تو یوسف خان زادہ کا سر

شرم سے جھک گیا

ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی یوسف خان زادہ

نے اسے سزا دی تھی اب صبا بھی اسے سزا

دے سکتی ہے۔۔

تمہیں جو سزا دینی ہے دے لو۔۔ مجھے منظور

ہے۔۔ یوسف خان زادہ نظریں جھکائے سنجیدگی

سے کہا۔۔

آپ کی سزا یہ ہے آپ مجھ سے بات نہ کریں۔۔

دور رہیں مجھ سے۔۔ صبا نے چہرہ موڑ کر

خفگی سے کہا تو یوسف خان زادہ تڑپ گیا

معاف نہیں کرو گی؟؟

یوسف خان زادہ نے صبا کا ہاتھ پکڑ کر کہا

نہ کروں تو؟؟

صبا نے آہستہ سے ہاتھ چھڑا لیا

تو میں مر۔۔۔

یوسف۔۔

یوسف خان زادہ کی بات پوری ہونے سے

پہلے ہی صبا نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ

رکھ دیا۔۔

یوسف خان زادہ نے اسی ہاتھ پر بوسہ دیا

تو صبا نے آہستہ سے ہاتھ پیچھے کر لیا

آپ بھی تو مجھے چھوڑ کر گئے تھے نا۔

میں مر جاتی تو؟؟

صبا نے شکوہ کناں نظروں سے یوسف خان زادہ
کی طرف دیکھا تو اس کی بات پر یوسف
خان زادہ کا دل دہل گیا
سوری۔۔

یوسف خان زادہ نے کان پکڑ کر کہا تو صبا
نم آنکھوں سے مسکرا دی
کچھ کھاؤ گی؟؟

یوسف خان زادہ نے صبا کی آنکھیں ہاتھ
سے خشک کیں۔۔

نہیں۔۔ دل خراب ہوتا ہے۔۔

صبا نے برا سامنہ بنا کر کہا
کیوں؟؟

یوسف خان زادہ نے نا سمجھی سے پوچھا

کہا تو ہے چیک اپ کروادیں۔۔
صبا نے یوسف خانزادہ کے کندھے پر سر
رکھتے کہا

اچھا ٹھیک ہے چلو۔۔ یہاں کا ایک ڈاکٹر میری
پہچان کا ہے اسی سے چیک اپ کروالیتے ہیں
یوسف خانزادہ نے صبا کے چہرے سے بال
ہٹا کر کان کے پیچھے اڑ سے۔۔
نہیں۔۔ مم۔۔ مجھے۔ لیڈی ڈاکٹر۔۔ سے چیک
اپ کروانا ہے۔۔

صبا نے سراٹھا کر ہکلاتے ہوئے کہا اس کی
سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ یوسف خانزادہ
کو کیسے سمجھائے

لیڈی ڈاکٹر سے؟؟ یوسف خانزادہ نے اس

کی نا سمجھی سے بات دہرائی
جج۔۔ جی۔۔ صبا کا چہرہ شرم سے لال ہو رہا تھا
یوسف خان زادہ نے اس کے چہرے پر
پھلتے حیا کے رنگ دیکھے
خیر تو ہے میری جان۔۔ میں نے تو ابھی کچھ
کیا بھی نہیں اور تم شرم سے ٹماڑ ہو رہی ہو۔۔
یوسف خان زادہ نے اس کے کان کے قریب
ہو کر مدھم سرگوشی کی تو صبا مزید شرمائی
یوسف۔۔۔ پلیز۔۔ صبا نے منمنا کر کہا
اچھا ٹھیک ہے لیکن تمہیں لیڈی ڈاکٹر سے
ہی کیوں چیک اپ کروانا ہے؟؟
یوسف خان زادہ کو اب بھی سمجھ نہیں
آئی تو صبا بے چاری ٹھنڈی سانس بھر کر

رہ گئی۔۔۔

ویسے ہی بولا تھا۔۔ چلیں آپ کے ڈاکٹر سے

ہی چیک اپ کروا لیتے ہیں

صبا دانت پیستی کھڑی ہو گئی تو یوسف خان زادہ

بھی مسکرا کر کھڑا ہو گیا

الفت ہو اسپتال سے حویلی آگئی تھی مصطفیٰ

ابھی ابھی سکول سے آیا تھا الفت نے اسے

چینج کر واکر لے کر وایا تو وہ لے کر تے ہی

سو گیا اسے سوتا دیکھ الفت وارڈروب کی

طرف بڑھی اور ایک ہینڈ کیری نکال کر اس

میں اپنے اور مصطفیٰ کے کپڑے رکھنے لگی۔۔

محبوب خان زادہ اس وقت ڈیرے پر بالاج

خان زادہ کے ساتھ تھا

الفت نے پکینگ کر کے سوئے ہوئے مصطفیٰ
کو گود میں اٹھایا اور ایک ہاتھ سے ہینڈ کیری
گھسیٹتے وہ نیچے لاونج میں آگئی جہاں
خانم بی بی صفورا کورات کے کھانے کی
ہدایات دے رہی تھیں
اسلام علیکم خانم بی بی۔۔

الفت نے سنجیدگی سے سلام کیا تو خانم بی بی
نے مسکرا کر جواب دیا
کہیں جارہی ہو الفت بیٹی؟؟

خانم بی بی نے اس کے ہاتھ میں ہینڈ کیری
دیکھتے پوچھا

جی۔۔ بابا سائیں سے ملنے جارہی ہوں۔۔

الفت کا لہجہ ہنوز سنجیدہ تھا جو خانم بی بی

کو کافی کھٹکا

ٹھیک ہے جلدی آجانا۔۔

خانم بی بی نے ہاتھ بڑھایا تو الفت نے زرا سا

جھک کر ان کے آگے سر کیا

خانم بی بی نے الفت کے سر پر پیار سے ہاتھ

پھیرا تو الفت راہداری عبور کرتی حویلی کے

گیٹ پر آگئی

اس نے مڑ کر ایک نظر حویلی کو دیکھا۔۔

اے اللہ۔۔ خوشیوں کے دن اتنے تھوڑے کیوں

ہوتے ہیں۔۔

افت کی آنکھیں چھلکنے کو بے تاب تھیں اس

نے گہرا سانس لیتے اشک پیچھے دھکیلے اور

خان حویلی سے نکل گئی

شام کو محبوب خان زادہ اور بالاج خان زادہ
اکھٹے ڈیرے سے نکلے محبوب خان زادہ حویلی
نکل پڑا جبکہ بالاج خان زادہ ہو اسپتال کے لیے نکل پڑا۔
بالاج خان زادہ ہو اسپتال تو آگیا پر اس میں
اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ روپ کا
سامنا کرے۔۔

بالاج خان زادہ پیشینٹ روم کے باہر ہی کھڑا رہا
کتنی ہی دیر گزرنے کے بعد علینا پیشینٹ روم
سے نکلی تو بالاج خان زادہ کو باہر کھڑا پایا
ارے بالاج بیٹا۔۔ یہاں کیوں کھڑے ہو؟؟
علینا نے حیرت سے پوچھا
ویسے ہی۔۔ بالاج خان زادہ نے مختصر جواب
دیا تو علینا نے سر ہلا دیا

اچھا میں زرا باہر جا رہی ہوں اندر بیٹھ بیٹھ
کر میرا دم گھٹ رہا ہے تم ایک کام کرو روپ
کے پاس جا کر بیٹھ جاؤ وہ اکیلی ہے۔۔
علینا نے عجلت میں کہا اور بنا بالاج خانزادہ
کا جواب سنے وہ چلی گئی

پیچھے بالاج خانزادہ تیز بڑکا شکار ہو گیا
وہ سوچ میں پڑ گیا کہ روپ کے سامنے جائے
یا نہ جائے۔۔ بالآخر اس نے گہرا سانس لیتے
ہمت کی اور آہستہ سے پیشینٹ روم کا دروازہ
کھولا سامنے ہی اسے اپنی متاعِ جاں نظر آئی
روپ آنکھیں موندے لیٹی تھی
اسے محسوس ہو چکا تھا کہ کوئی آیا ہے پر
اسے یہی لگا کہ علینا ہو گی اس لیے وہ

آنکھیں موندے لیٹی رہی
بالاج خانزادہ روپ پر نظریں جمائے آہستہ آہستہ
قدم چلتا روپ کے قریب آیا
اور اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو
دیوانگی سے دیکھنے لگا
روپ کے چہرے سے نظریں ہوتیں اس کی
زخمی کلانی کی طرف اٹھیں تو بالاج خانزادہ
کو روپ کا درد اپنے درد محسوس ہوا وہ
کتنی ہی دیر روپ کو محو ہو کر دیکھتا رہا
روپ کے ہاتھ کی پشت پر سگریٹ کے جلے
کے نشان تھے جو اس رات بالاج خانزادہ
نے اسے دیئے تھے بالاج خانزادہ کو اپنی حرکت
پر شرم محسوس ہوئی

اگر اس رات روپ نہیں بھاگتی تو پتا نہیں
آج بالاج خانزادہ کو اسے دیکھنا بھی نصیب
ہونا تھا یا نہیں۔۔۔

یہ سوچ ہی بالاج خانزادہ کو اندر تک ہلا
دیتی تھی

ایک بار بھی مجھے دیکھنے مجھ سے ملنے
نہیں آئے۔۔ کیا واقعی وہ مجھے چھوڑنا
چاہتے ہیں۔۔ نہیں۔۔

میں کبھی ان سے بات نہیں کروں گی۔۔
پر کب تک؟؟

کب تک میں ان سے بھاگوں گی۔۔ اگر انہوں
نے مجھے چھوڑنا ہوا تو بہت سے رستے
ہیں۔۔

لیکن میں تو ان سے دور نہیں جانا چاہتی نا۔
میں تو ان کے پاس ان کے ساتھ رہنا چاہتی
ہوں۔۔۔

روپ آنکھیں بند کیے بالاج خانزادہ کو یاد
کر رہی تھی

لیکن میرے چاہنے سے کیا ہو گا۔۔ اگر وہ
ہی مجھے چھوڑنا چاہتے ہیں تو۔۔۔ اور یہ
بات وہ ہو سہیل نہ آکر ثابت کر چکے ہیں۔۔
اگر انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوتا تو
وہ ضرور آتے۔۔ پر وہ نہیں آئے۔۔

روپ کی بند آنکھوں سے آنسو نکلے بالاج
خانزادہ روپ کی طرف ہی دیکھ رہا تھا
اس نے ہاتھ بڑھا کر انگوٹھے سے نرمی سے

روپ کے آنسو چنے۔۔

ہلکا سا لمس محسوس کرتے روپ نے چونک کر آنکھیں کھولیں تو اپنے سامنے بالاج خانزادہ کو دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے بڑی ہوئیں۔۔۔

بالاج خانزادہ بنا پلکیں جھپکے روپ کی طرف ہی دیکھ رہا تھا

روپ۔۔۔

بالاج خانزادہ کے ہونٹ پھڑپھڑائے تو روپ کو اس رات کا ایک ایک لمحہ یاد آ گیا اس نے نم آنکھوں سے چہرہ موڑ لیا بالاج خانزادہ کو اس کا منہ پھیرنا تکلیف پہنچا گیا تھا

اس نے شہادت کی انگلی سے روپ کے ہاتھ
کی پشت پر سگریٹ کے نشان کو چھوا تو
روپ نے ہاتھ کھینچ لیا

ابھی اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا

ہی تھا جب علینا روم میں واپس آگئی

روپ۔۔ میں نے ڈاکٹر سے بات کی ہے

رات تک تمہیں ڈسچارج کر دیں گے۔۔

علینا نے مسکرا کر کہا تو روپ نے ہلکا سا

سر ہلا دیا

لیکن ماما۔۔ میں خان حویلی نہیں جاؤں گی

مجھے لاہور جانا ہے۔۔

روپ نے رندھی آواز سے کہا کہ بالاج خانزادہ

نے حیرت سے اپنی دشمن جاں کو دیکھا

جس نے ایک کے بعد دوسری نظر ڈالنا گوارا
نہیں کیا تھا

پر تمہارے بابا تو حویلی میں ہیں اور میری
سن سے بات ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ ہم
سب حویلی۔۔۔

ماما پلینز۔۔ مجھے نہیں جانا واپس۔۔ نہ
آج نہ کبھی۔۔

روپ نے بالاج خانزادہ کی کرسٹل گرے آنکھوں
میں اپنی نم ہری آنکھیں گاڑتے غصے
سے اٹل لہجے میں کہا تو علینا نے بالاج
خانزادہ کی طرف دیکھا جو روپ کی طرف
ہی دیکھ رہا تھا

چچی۔۔ مجھے روپ سے اکیلے میں کچھ

بات کرنی ہے۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کی طرف دیکھے ہی

علینا کو مخاطب کیا

لیکن مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔

روپ نے بالاج خانزادہ کی طرف دیکھتے

غصے سے کہا

چچی پلیز۔۔

بالاج خانزادہ نے علینا کی طرف التجائیہ

نظروں سے دیکھا

ماما۔۔ اگر آپ گئیں تو میں بھی یہاں سے

چلی جاؤں گی۔۔

روپ نے غصے سے چلا کر کہا تو بالاج خانزادہ

چپ چاپ اسے دیکھتا رہا

علینا تو برا پھنسی ان دونوں کے بیچ۔۔۔
بالاج خان زادہ کچھ دیر خاموشی سے روپ
کی طرف دیکھتا رہا پھر روم سے نکل گیا
کیا ضرورت تھی اسے ناراض کرنے کی؟؟
علینا نے آنکھیں نکال کر روپ کی طرف دیکھا
مجھے فرق نہیں پڑتا ان کی ناراضگی سے۔۔۔
بھاڑ میں جائے ان کی ناراضگی۔۔۔
روپ نے روتے ہوئے کہا روپ علینا اس کے
رونے سے پریشان ہو گئی
اچھا روتے نہیں۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا
علینا نے روپ کے آنسو صاف کیے تو روپ
خاموش ہو گئی

محبوب خان زادہ حویلی آکر سیدھا اپنے

کمرے میں گیا یہ سوچ کر کہ الفت سے اپنے
الفاظوں کی معافی مانگے گا پر جیسے ہی
اس نے دروازہ کھولا

خالی کمرے نے اس کا استقبال کیا محبوب
خانزادہ کو کافی حیرت ہوئی کیونکہ اس
وقت الفت مصطفیٰ کو ہوم ورک کرواتی تھی
پر آج نہ الفت تھی نہ مصطفیٰ تھا۔۔۔

محبوب خان زادہ کا دل اداس ہو گیا وہ
کمرے میں آیا اور شاور لے کر چینج کرتے
نیچے خانم بی بی کے پاس آگیا
خانم بی بی کو سلام کرتے وہ ان کے پاس
ہی بیٹھ گیا

مصطفیٰ کے بنا حویلی میں رونق ہی نہیں ہے

اپنی ہنسی سے حویلی میں رونق لگائے رکھی
تھی اس نے۔۔

خانم بی بی نے مسکرا کر کہا تو محبوب خان زادہ
نے چونک کر خانم بی بی کی طرف دیکھا
ویسے الفت واپس کب آئے گی۔۔ جاتے وقت
میں اس سے پوچھنا بھول گئی؟؟

ابھی محبوب خان زادہ کچھ کہتا خانم بی بی
کی اگلی بات پر اس کے چیرے کارنگ اڑا۔
افت کہاں گئی؟؟

محبوب خان زادہ کے دل میں ڈر بیٹھ گیا کہ
کہیں الفت اسے چھوڑ کر تو نہیں چلی گئی
کہہ رہی تھی بابا کی یاد آرہی ہے۔۔

خانم بی بی نے حیرت سے بتایا پر محبوب

خانزادہ کا دل اب صحیح معنوں میں

خوف میں آیا

کیوں تمہیں نہیں بتا کر گئی؟؟ مجھے تو

لگا تھا تمہیں پتا ہو گا۔

خانم بی بی محبوب خان زادہ کے چہرے کا

اڑارنگ دیکھ چکی تھیں

خانم بی بی میں ابھی آیا۔

محبوب خان زادہ نے بڑی مشکل سے یہ لفظ

ادا کیے اور تیزی سے چلتا اپنی گاڑی میں

سوار ہو کر حویلی سے نکل گیا

اس کا رخ چوہدری نثار علی کی حویلی کی

طرف تھا

دس منٹ میں وہ رش ڈرائیونگ کرتا چوہدری

نثار علی کی حویلی پہنچا گاڑی اس نے
باہر ہی کھڑی کر دی
ابھی وہ گیٹ عبور کرنے ہی والا تھا جب
چوکیدار کی آواز پر اس کے قدم ساکت ہوئے
چھوٹے سائیں۔۔ حویلی میں کوئی نہیں ہے۔۔
چوکیدار نے پیچھے سے آواز لگائی تو
محبوب خان زادہ حیرت سے مڑا۔۔
مجھے الفت سے ملنا ہے۔۔
محبوب خان زادہ کہتے ہی پھر سے مڑا
بی بی جی تو آئی ہی نہیں۔۔
چوکیدار کی اگلی بات پر محبوب خان زادہ
کورنگ پیلا پڑ گیا
کک۔۔ کیا مطلب؟؟

الفت دوپہر کو یہیں تو آئی ہے۔۔
محبوب خان زادہ کے دل میں وسوسے اٹھ
رہے تھے جنہیں وہ نظر انداز کر رہا تھا
نہیں چھوٹے سائیں۔۔۔ میں صبح سے ادھر
ہی ہوں۔۔ کوئی نہیں آیا۔۔
چوکیدار نے صاف گوئی کی تو محبوب خان زادہ
نے پریشانی سے سر پر ہاتھ پھیرا
اچانک اس کا ماتھا ٹھنکا وہ یہاں کھڑے
ہو کر وقت برباد نہیں کر سکتا تھا محبوب
خان زادہ جلدی سے گاڑی میں سوار ہوا اور
گاؤں کے بس اڈے پر ڈال دی۔۔
ریش ڈرائیونگ کرتے اس نے موبائل پکڑا اور
الفت کو فون کرنے لگا

پر اس کا نمبر بند جا رہا تھا غصے سے محبوب

خانزادہ نے موبائل ڈیش بورڈ پر مارا

اور گاڑی کی سپیڈ بڑھادی۔۔۔

آدھے گھنٹے کا سفر اس نے دس منٹ میں

طے کیا اور بس اڈے پر پہنچا

یہاں ہر جگہ رش تھا محبوب خانزادہ

الفت اور مصطفیٰ کو پانگلوں کی طرح

ڈھونڈنے لگا پر وہ اسے کہیں نہیں نظر آئے

اس نے موبائل پر مصطفیٰ کی تصویر اوپن

کی اور آس پاس لوگوں سے پوچھنے لگا

پر ہر ایک سے مایوسی ہوئی۔۔۔

باباااااااااا۔۔۔۔۔

اچانک محبوب خانزادہ کو اپنے رائیٹ سائیڈ

سے مصطفیٰ کی آواز آئی تو اس کے چونک
کر دائیں جانب دیکھا
مصطفیٰ رکھو۔۔۔

مصطفیٰ نے محبوب خان زادہ کو دیکھ کر
اس کی طرف دوڑ لگادی اور الفت اسے
دیکھتی رہ گئی

محبوب خان زادہ مصطفیٰ کو اپنی طرف آتا
دیکھ دو زنانوں بیٹھ گیا اور با نہیں وا کر دیں
مصطفیٰ بھاگ کر محبوب خان زادہ کے سینے
سے لگ گیا اس کے سینے سے لگتے ہی محبوب
خان زادہ کے اندر سکون سرایت کر گیا
دور کھڑی الفت نے سنجیدگی سے بنا کسی
تاثر کے مصطفیٰ اور محبوب خان زادہ کو دیکھا

اور قدم قدم چلتی ان کے قریب آئی
مصطفیٰ چلیں۔۔ ہماری بس آگئی ہے۔۔
الفت نے بنا محبوب خان زادہ کی طرف دیکھے
مصطفیٰ کا بازو پکڑ کر اسے محبوب خان زادہ
سے الگ کیا تو محبوب خان زادہ نے نم آنکھوں
سے الفت کی طرف دیکھا
مجھے چھوڑ کر جا رہی ہو؟؟
محبوب خان زادہ نے کھڑے ہوتے بھرائی آواز
میں کہا۔۔

میری کیا اوقات جو میں کسی کو چھوڑوں۔۔
سب مجھے چھوڑ دیتے ہیں۔۔

الفت نے چہرہ موڑے رندھی آواز میں کہا
الفت مجھے معاف کر دو۔۔ پتا نہیں مجھے کیا

ہو گیا تھا جو میں نے تم سے ایسے الفاظ
استعمال کیے۔۔ میں شرمندہ ہوں۔۔ مجھے
معاف کر دو۔۔

محبوب خان زادہ نے الفت کی طرف دو قدم
بڑھائے تو الفت نے پیچھے کی طرف دو قدم کیے
میں کون ہوتی ہوں آپ کو معاف کرنے والی۔۔
میری حیثیت ہی کیا ہے آپ کی زندگی میں؟؟
صرف چار دن کی بیوی۔۔

افت کے آنسو گالوں پر لڑھکے تو محبوب
خان زادہ اس کے الفاظوں پر تڑپ اٹھا
نہیں الفت۔۔ تم میری پہلی اور آخری محبت ہو
میں تمہیں چھوڑنے کے متعلق سوچ بھی
نہیں سکتا۔۔

محبوب خان زادہ الفت کو اپنی محبت کا
یقین دلارہا تھا پر الفت آج سخت دل کیے
کھڑی تھی۔۔

ہاں سوچ نہیں سکتے۔۔ پر بات ضرور کر
سکتے ہیں۔۔ میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا
مجھے شادی نہیں کرنی۔۔

میرا مرد سے اعتبار اٹھ چکا ہے پر آپ نے
مجھے اپنی محبت پر یقین دلایا۔۔

مجھے بس اتنا بتادیں۔۔ کیا میں اتنی فالتو
ہوں جو پہلے شہر و ز نے بنا میری کسی غلطی
کے مجھ پر طلاق کا دھبہ لگایا اور کل آپ
نے بھی مجھے دھمکی دی۔۔

بتائیں۔۔ کیا میں صرف استعمال کے لیے بنی ہوں؟

الفت کی آواز میں درد تھا اور خود محبوب
خانزادہ اس کے لفظوں کا درد اپنے دل میں
محسوس کر رہا تھا

مجھے معاف کر دو الفت۔۔ میں آئندہ یہ حرام
لفظ اپنی زبان پر نہیں لاؤں گا۔۔ بس ایک
بار مجھے معاف کر دو۔۔

محبوب خان زادہ سے الفت کے آنسو اس
کی بے رُخی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔
میں اس لائق کہاں کہ کسی کو معاف کروں۔۔
بس اتنا سمجھ گئی ہوں۔۔ میرے نصیب
میں شوہر کی محبت اور مصطفیٰ کے نصیب
میں باپ کا پیار نہیں ہے۔۔ میں نے قسمت کے
فیصلے پر سر جھکا لیا ہے۔۔ بس دوسری بار

خود پر طلاق کا لیبل نہیں لگوانا چاہتی تھی
اس لیے حویلی سے نکل آئی۔۔

کیونکہ جب شہر و ز نے طلاق دی تو لوگ بہت
گندی نظروں سے دیکھتے تھے سب مجھے
ہی غلط کہتے تھے

الفت زار و قطار رو رہی تھی محبوب خان زادہ
اس کے رونے پر اندر ہی اندر تڑپ رہا تھا
الفت کی باتیں اسے گہری کھائی میں دھکیل
رہی تھیں

اس لیے سوچا گاؤں ہی چھوڑ دیتی ہوں۔۔
چوہدری حسین میرے لالہ ہیں یہ سچ ساری
زندگی میرے ساتھ ہی رہے گا اور آج نہیں
توکل آپ ان کی وجہ سے مجھے طلاق۔۔

نہیں الفت۔۔ تم اور مصطفیٰ میرا سب کچھ
ہو۔۔ میں اب تم دونوں کے بغیر بے جان ہوں۔۔
پلیز مجھے معاف کر دو۔۔
کچھ بھی ہو جائے میں تمہیں کبھی نہیں
چھوڑوں گا۔۔

محبوب خان زادہ نے الفت کی بات کاٹ کر
اس کا ہاتھ پکڑ لیا جسے الفت چھڑوانے لگی
پر محبوب خان زادہ کی گرفت مضبوط تھی
چھوڑ دیں۔۔ چلے جائیں واپس۔۔ میرا دل
ٹوٹ چکا ہے۔۔

افت نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑایا
تم سے دوری مجھے مار دے گی۔۔ محبوب
خان زادہ کی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر گرے

آپ کے الفاظ تو مجھے مار چکے ہیں۔۔ سانس
لے رہی ہوں تو صرف مصطفیٰ کی وجہ سے۔۔
ورنہ آپ مجھے کل کا مار چکے ہو۔۔
الفت نے مصطفیٰ کا ہاتھ پکڑا اور بس کی
طرف بڑھی۔۔

الفت میری بات سنو۔۔ ایسی سزا مت دو۔۔
میں برداشت نہیں کر پاؤں گا۔۔
محبوب خان زادہ الفت کے رستے میں کھڑا ہو گیا
آپ تو محبت کے دعوے کرتے تھے نا۔۔ کل کہاں
گئی تھی آپ کی محبت۔۔ جب مجھے طلاق
کی دھمکی دی آپ نے۔۔
الفت کی زبان سے شکوہ پھسلا۔۔
پاگل ہو گیا تھا میں۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔

محبوب خانزادہ کا بس نہیں چل رہا تھا
وہ الفت کو کیسے بھی کر کے منالے۔۔
آپ مجھے معاف کر دے۔۔ میں آپ کے لائق
نہیں ہوں۔۔

افت نے آنسو پونچھتے کہا اور مصطفیٰ
کا ہاتھ پکڑ کر محبوب خانزادہ کی سائیڈ
سے گزر گئی

افت۔۔ مجھے مار لو۔۔ مجھ پر غصہ نکال لو۔۔
تم کہو تو میں کھانا پینا چھوڑ دوں گا۔۔
پر خود زے جدامت کرو۔۔

محبوب خانزادہ الفت کے پیچھے پیچھے
چلتے ہوئے التجاء کر رہا تھا
اگر آپ کو مصطفیٰ سے زرا سی بھی محبت ہے

تو آپ کو مصطفیٰ کی قسم۔۔ اب آپ ہمارے
پیچھے نہیں آئیں گے نہ ہمیں روکیں گے۔۔
الفت نے رک کر جھٹکے مڑتے سنجیدگی سے
کہا تو محبوب خان زادہ الفت کی بات پر
اپنی جگہ ساکت کھڑا رہ گیا

الفت مڑی اور بس میں سوار ہو گئی محبوب
خان زادہ حیرت کی مورتی بنا الفت اور مصطفیٰ
کو اپنی زندگی سے دور جاتا دیکھنے لگا
اسے لگا اسکے جسم سے کوئی روح کھینچ
رہا ہے اور وہ بنا احتجاج کے دردسہ رہا ہے
الفت کی بس جاچکی تھی اور پیچھے کھڑا
محبوب خان زادہ نم آنکھوں سے انہیں خود
سے دور جاتا دیکھ رہا تھا

بس آنکھوں سے او جھل ہو گئی وہ کتنی ہی
دیر وہاں بنا ہلے جلے کھڑا رہا
آج اس نے اپنی محبت کو پا کر کھو دیا تھا
صحیح ہی تو کہا تھا الفت نے۔۔ وہ تو بڑے
بڑے دعوے کرتا تھا اور کل کہاں گئے تھے
اس کے دعوے۔۔

اسے چوہدری حسین کے کیے کی سزا کیوں
ملتی تھی ہر بار وہ ہی کیوں سہتی تھی۔۔
محبوب خان زادہ نے اپنی خالی ہاتھوں کی
طرف دیکھا اور تقدیر کی لکیروں سے شکوہ
کرنے لگا کہ اس میں الفت اور اس کا ساتھ ساری
زندگی کا کیوں نہیں تھا
خیر۔۔ تقدیر کا بھی کیا قصور۔۔ غلطی تو

محبوب خان زادہ کی تھی جو محبت کا
دعویدار تو بنتا تھا ہر نبھا نہیں سکا۔۔ چار
دن میں ہی اس کے دعوے کمزور پڑ گئے
محبوب خان زادہ آہستہ سے مڑا اور ہارے ہوئے
قدموں سے چل پڑا۔۔

یہ ہار تو اب ساری زندگی کی تھی اور شاید
یہ زندگی کا سفر اب اسے اکیلے ہی گزارنا تھا

بالاج خان زادہ ہو اسپتال سے نکل کر حویلی آیا
اور سیدھا خانم بی بی کے پاس پہنچا
اسلام علیکم۔۔

بالاج خان زادہ نے سنجیدگی سے سلام کیا
خانم بی بی اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھیں

و علیکم السلام۔۔

خانم بی بی نے زرا سا اٹھ کر کہا اتنا تو وہ
سمجھ گئی تھیں کہ وہ ضرور کوئی بات
کرنے آیا ہے۔۔

خانم بی بی۔۔ مجھے رخصتی چاہیے۔۔

بالاج خانزادہ سید حامد عے پر آیا پر خانم بی بی
خاموش رہیں۔۔

بالاج خانزادہ نے کچھ دیر ان کے بولنے کا
انتظار کیا۔۔

آپ چپ کیوں ہیں؟؟ بالاج خانزادہ نے ان
کی خاموشی سے تنگ آ کر کہا

کیونکہ روپ اب رخصتی نہیں چاہتی۔۔

خانم بی بی نے جھوٹ بولا جبکہ ان کی

روپ سے اس متعلق بات ہی نہیں ہوئی تھی
پر کل روپ نے انہیں اس رات کی ساری
بات بتائی تھی جسے سن کر خانم بی بی
کو بالاج خانزادہ پر غصہ آیا تھا اور خود
سوچ کر پریشان ہو تیں کہ اس رات اگر روپ
نہیں بھاگتی تو پتا نہیں کیا ہوتا۔۔۔

میں اسے منالوں گا۔۔۔ بالاج خانزادہ نے نظریں
چرا کر کہا۔۔۔

وہ پھر بھی نہیں مانے گی۔۔۔ خانم بی بی
نے اٹل لہجے میں کہا تو بالاج خانزادہ
چپ سا ہو گیا

معافی نہیں مل سکتی کیا؟؟ بالاج خانزادہ
نے آنکھیں نیچی کر کے ہلکی سی آواز میں کہا

تو خانم بی بی نے بھنویں اچکا کر اپنے
مغرور پوتے کی طرف دیکھا
روپ معاف نہیں کرنا چاہتی۔۔ سزا دینا چاہتی
ہے اور سزا یہ ہے رخصتی کبھی نہیں ہوگی۔۔
خانم بی بی نے گہرا سانس لیتے کہا تو
بالاج خانزادہ نے جھٹکے سے سراٹھا کر
خانم بی بی کی طرف دیکھا
آپ سمجھائیں اسے۔۔ بالاج خانزادہ کو اپنی
سزا سن کر دکھ ہوا تھا
ارے پتر۔۔ ہم سے نہیں سمجھایا جاتا۔۔ اور
ہم کیوں سمجھائیں۔۔ غلطی تم نے کی ہے۔۔
منانے اور سمجھانے کا کام بھی تمہارا ہے۔۔
اس لیے مجھ بوڑھی جان کو بیچ میں مت

گھسیٹو۔۔

خانم بی بی نے بات ہی ختم کر دی۔۔
اچھی بات ہے۔۔ مجھے نکاح کے لیے جب
منانا تھا تو آپ بیمار ہونے کی ایکٹنگ کر رہی تھیں
جب اپنی پوتی کو منانے کی باری آئی تو
آپ کی جان بوڑھی ہو گئی اور آپ بچ
سے بھی نکل رہی ہیں۔۔
بالاج خانزادہ نے ایک ایک لفظ جتا کر کہا تو
خانم بی بی پہلو بدل کر رہ گئی
ان کا پوتا ان کی سوچ سے بھی زیادہ ہوشیار
تھا وہ جو سوچ رہی تھیں اسے کبھی پتا
نہیں چلے گا کہ نکاح والے دن خانم بی بی
نے ایکٹنگ کی تھی سراسر غلط تھا بالاج

خانزادہ توہر بات سے واقف تھا
ایسی۔۔ بات۔۔ نہیں ہے پتر۔۔ روپ زرا غصے
میں بے جب غصہ اترے گا تو مان جائے گی
خانم بی بی بالاج کی بات پر زرا نرم پڑ گئیں
میں کچھ نہیں جانتا۔۔ ایکٹنگ کریں یا کچھ
اور۔۔ پر اپنی پوتی کو رخصتی کے لیے منائیں
اور اگر وہ نہیں مانی تو۔۔۔۔۔
بالاج خانزادہ بات کرتے چپ کر گیا
تو؟؟؟

خانم بی بی نے ایک آبر و اچکا کر پوچھا
تو میں یہ حویلی اور یہ گاؤں ہمیشہ کے لیے
چھوڑ کر چلا جاؤں گا بالاج خانزادہ اٹل
لہجے میں کہتے کھڑا ہو گیا تو خانم بی بی نے

اسے تاسف سے دیکھا۔

مجھے چھوڑ کر جاؤ گے اپنی خانم بی بی کو؟؟
خانم بی بی نے اسے ایمو شنل بلیک میل کیا۔
مجھے میری بیوی لادیں میں کسی کو چھوڑ کر
نہیں جاؤں گا ورنہ ایسا جاؤں گا کہ مڑ کر کبھی
واپس نہیں آؤں گا۔۔

بالاج خانزادہ نے ایک ایک لفظ جتا کر کہا
اور کمرے سے نکل گیا اس کے جاتے ہی خانم
بی بی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی
دل کی دل میں انہیں خوشی ہوئی تھی کہ
بالاج خانزادہ کو اپنی غلطی کا احساس ہے اور
اس کے دل میں اب بھی روح کے لیے ویسے ہی
محبت اور تڑپ ہے

صفورا۔۔ بی بی جی کا بیگ پکڑ کر ان کے کمرے
میں رکھ دو۔۔ بالاج خانزادہ نے صفورا کو آواز
دیتے کہا تو وہ فوراً سر ہلا کر بیگ پکڑے اوپر
چلی گئی

بالاج خانزادہ نے الفت کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ تو
افت کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔
آج سے تم سردار بالاج خانزادہ کی بہن کے نام
سے جانی جاؤ گی۔۔ کوئی بھی تمہیں چوہدری
حسین کی بہن کے نام سے نہیں بلائے گا۔۔ رہی
بات محبوب خان کی تو۔۔۔

بالاج خانزادہ بات کرتے چپ ہوا
اس کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں وہ

بس روپ کو دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا اس
لیے غصے میں بول گیا پر تم بھی جانتی ہو
وہ تم سے کتنی محبت کرتا ہے۔۔ اس لیے میری
خاطر اسے معاف کر دو۔۔

بالاج خانزادہ نے مان سے کہا تو الفت نے نم آنکھوں
سے سر ہلادیا مصطفیٰ اس کی گود میں سویا
ہوا تھا

جاؤ۔۔ اسے کمرے میں لیٹا دو۔۔ محبوب خان
آتا ہی ہو گا۔۔

بالاج خانزادہ نے مصطفیٰ کی طرف اشارہ
کرتے کہا تو وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔
آج جب بالاج خانزادہ خانم بی بی سے بات
کر کے کمرے سے نکلا تو اس کے موبائل پر حشمت

علی کا فون آیا

حشمت علی بس اڈے کسی کام سے گیا تھا

وہاں اس نے محبوب خان زادہ اور الفت کو

دیکھا تو وہ پل میں ساری بات سمجھ گیا۔۔

ایک سکینڈ سے پہلے اس نے بالاج خان زادہ کو

فون کر کے ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔۔

بالاج خان زادہ نے حشمت علی کو بس کو

رکوانے کا حکم دیا اور خود جیپ میں بیٹھ

کر بس اڈے پہنچ کر الفت کو حویلی واپس

لے آیا۔۔

افت کمرے میں آئی مصطفیٰ کو بیڈ پر لیٹایا

اور خود بھی لیٹ کر آرام کرنے لگی۔۔

بابا۔۔ مجھے لاہور جانا ہے۔۔ براق خانزادہ
پچھلے ایک گھنٹے سے روپ کو خان حویلی
جانے کے لیے منار ہے تھے پر روپ اپنی ضد
کی پکی تھی

بیٹا۔۔ اماں سائیں ناراض ہوں گی۔۔ براق خانزادہ
نے منمنا کر کہا

میں انہیں فون پر منالوں گی۔۔ روپ نے
سکون بھرے انداز میں کہا۔۔

روپ۔۔ تم اپنے بابا کی بات نہیں مانو گی؟؟
براق خانزادہ ایمو شنل ہوئے۔۔

بابا۔۔ آپ مجھے ایمو شنل بلیک میل مت کریں۔۔

میں فیصلہ کر چکی ہوں مجھے گاؤں واپس

نہیں جانا مطلب نہیں جانا۔۔۔

آپ کا بھتیجا پرانہ نہیں کن چکروں میں ہے اس
دن میں بھاگ گئی اگر دوبارہ وہ غصے میں
مجھے بول گیا تو کیا کر لیں گے آپ لوگ؟؟
روپ کی آواز میں نمی گھلی
بیٹا اسے پچھتاوا ہے اپنے لفظوں پر۔۔ براق خانزادہ
نے لہجہ مضبوط رکھا
اتنی جلدی پچھتاوا ہو گیا۔۔ اچھی بات ہے
پر اتنی جلدی معافی نہیں ملتی۔۔ میں اتنی
آسانی سے وہ رات نہیں بھول سکتی۔۔ میری
زندگی کی سب سے تکلیف دہ رات تھی وہ۔۔
روپ باقاعدہ رونے لگی
براق خانزادہ نے اس کے آنسو صاف کیے پر
کہا کچھ نہیں۔۔۔

اگر آپ سب حویلی رہنا چاہتے ہیں تو آپ کی
مرضی۔۔۔ پر پلینز مجھے فورس مت کریں۔۔
مجھے آپ کے بھتیجے کا چہرہ بھی نہیں دیکھنا۔
میں اکیلی لاہور رہ لوں گی۔۔
روپ فیصلہ کر چکی تھی۔۔

اکیلی لڑکی محفوظ نہیں ہوتی بیٹا۔۔ لڑکی
اپنے بھائی، باپ اور شوہر کے ساتھ محفوظ
ہوتی ہے۔۔ میں کیسے تمہیں اکیلے لاہور رہنے
کی اجازت دے دوں؟؟

براق خانزادہ نے پریشانی سے ماتھا مسلا۔۔
روپ ٹل ہی نہیں رہی تھی
بابا پلینز۔۔ مجھے نہیں جانا واپس۔۔ روپ نے
براق خانزادہ کے ہاتھ تھامے التجاء کی۔۔

ٹھیک ہے میں یوسف خان سے بات کرتا ہوں۔۔
براق خان زادہ نے ہارمانی اور روم سے نکل گئے
خود جو مرضی کرتے پھریں۔۔ انہیں احساس
ہی نہیں ہے اور بعد میں معصوم سی صورت
بنا کر کہہ دیتے ہیں "میں غصے میں تھا مجھے
"اپنے لفظوں پر پچھتاوا ہے
روپ نے باقاعدہ بالاج خان زادہ کی نقل اتاری
ناکوں چنے نہ چبوا دیئے تو میرا نام بھی
روپ خانزادی نہیں۔۔
روپ نے غصے سے بال جھٹکے اور موبائل
پر گیمز کھیلنے لگی

محبوب خان زادہ رات کے نو بجے شراب کے

نشے میں دھت گاؤں سے باہر نکلتی سڑک
پر گاڑی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اس
کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں
آنکھیں نشے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں
کتنی ہی شراب کی بوتلیں اس کی خالی
کر دیں تھیں اس حرام چیز کو اس نے آج
تک پینا تو دور ہاتھ تک نہیں لگایا تھا پر
آج وہ اس حرام چیز کو پی رہا تھا
اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ خود کو
چیر پھاڑ دے۔۔ الفت کے آنسو اس کی
باتیں اس کی جدائی محبوب خان زادہ
کے اندر موت پیدا کر رہی تھی
الفت۔۔

کیونکہ گاڑی سے نکلنے والا شہر وز تھا شہر وز
گاڑی سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں لوہے کی
سلاخ تھی وہ قدم قدم چلتا محبوب خان زادہ
کے قریب آیا اور نیچے بیٹھ گیا
محبوب خان زادہ نے اسے خون آشام نظروں
سے گھورا تو شہر وز نے محبوب خان زادہ
کو گردن سے پکڑ لیا
پچھلے کئی دنوں سے میں اس طاق میں تھا
کہ تو مجھے اکیلا ملے اور میں تجھ سے اپنے
ایک ایک زخم کا بدلہ لے سکوں
شہر وز محبوب خان زادہ کے منہ پر پھنکارا۔
تو محبوب خان زادہ ہلکا سا مسکرایا
شیر کا شکار کرنے کے لیے شکاری کتا اسی

طاق میں رہتا ہے کہ کب شیر اکیلا ہو اور
وہ شکار کرے۔۔

محبوب خان زادہ نے اس وقت پورے ہوش میں
نہیں تھا اسے مزید نشہ ہو رہا تھا اور اسی

بات کا فائدہ شہر وزاٹھانے والا تھا

محبوب خان زادہ کی بات پر شہر وز کی گرفت
اس کی گردن پر مضبوط ہوئی

بہت طاقت ہے تجھ میں۔۔ آج تیری ساری طاقت
نکالتا ہوں۔۔

شہر وز کہتے ہی کھڑا ہوا اور لوہے کی سلاخ کو
دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ہوا میں لے جاتے محبوب
خان زادہ کے سر پر وار کرنے لگا

اس سے پہلے وہ محبوب خان زادہ پر وار کرتا

محبوب خان زادہ نے اپنے پاؤں سے اس کی دونوں
ٹانگوں کو ایک ساتھ ٹھوکر ماری تو وہ
شہر وز گر گیا اور سلاخ زرا دور جا گری۔۔
محبوب خان زادہ سے نشے کی وجہ سے ٹھیک
طرح کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا وہ ہمت
کر کے لڑ کھڑاتے قدموں سے کھڑا ہوا
ابھی وہ خود کو سنبھال ہی رہا تھا جب
شہر وز جھٹکے سے کھڑا ہوا اور سلاخ پکڑ
کر محبوب خان زادہ کے سر پر کاری ضرب لگادی
آاااااا۔۔۔

محبوب خان زادہ کی ہولناک چیخ گاووں کی
سڑک پر گونجی۔۔۔ خون نکل کر اس کے چہرے
پر پھیل گیا اور چہرے سے ہوتا اس کے سینے

کی طرف اور پیچھے کمر پر پھیل گیا
محبوب خان زادہ دونوں ہاتھوں سے سر
تھامے فرش پر گر گیا۔
میں نے الفت کو در بدر زلیل ہونے کے لیے
چھوڑا تھا اور تو نے اس پر عزت کی
چادر ڈال دی۔

اب جب تو مر جائے گا تو میں دوبارہ اس
سے نکاح کروں گا۔۔۔ پر اس بار چھوڑنے کے
لیے نہیں۔۔۔ بلکہ روز اپنے بستر پر رکھنے کے لیے۔
شہر وز کے چہرے پر شیطانت تھی
محبوب خان زادہ درد سے کراہ رہا تھا اس سے
پہلے شہر وز ایک بار پھر سے محبوب
خان زادہ پر وار کرتا کسی نے اس کے بازو

پر ٹانگ ماری تو شہر و زمنہ کے بل گرا
محبوب خان زادہ نے ہلکی سی نظریں اٹھا کر
اپنے سامنے چوہدری حسین کو دیکھا
تیری اتنی جرات۔۔ تو نے میری بہن کے شوہر
پر وار کیا۔۔۔

چوہدری حسین نے پاس پڑا پتھر اٹھایا اور
شہر وزیر پھینک دیا جو اس کی کمر پر لگا
وہ اپنے بچاؤ کے لیے اٹھنے ہی لگا تھا پر
چوہدری حسین کا وار خالی نہیں گیا تھا
وہ وہی فرش پر بیٹھ کر درد سے چیخنے لگا
محبوب خان۔۔۔

محبوب خان۔۔۔ اٹھو۔۔۔

چوہدری حسین جلدی سے محبوب خان زادہ

کی طرف بڑھا اور اسے بازوؤں سے پکڑ کر
گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھایا
چوہدری حسین نے محبوب خان کی نبض چیک
کی جو بہت سلو چل رہی تھی چوہدری
حسین کو محبوب خان زادہ سے شراب
کی بو بھی آئی تھی ایک سکینڈ کے لیے وہ
حیران ہوا تھا کیونکہ محبوب خان زادہ
کی شرافت سے پورا گاؤں آگاہ تھا
تت۔۔ تو۔۔ نے۔۔ میری خانی۔۔ کی عزت۔۔ پر
ہاتھ ڈالا۔۔

محبوب خان زادہ میں ہلنے کی بھی سکت نہیں
تھی اس نے کانپتے خون سے بھرے ہاتھوں
سے چوہدری حسین کا گریبان پکڑا تو چوہدری

حسین کی قمیض پر خون لگ گیا
یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے چلو میں تمہیں
ہو سپٹل لے چلتا ہوں۔۔
نہیں۔۔ مجھے مرنے دو۔۔
محبوب خان زادہ نے چوہدری حسین کے ہاتھ
جھٹکے۔۔۔

تم مر گئے تو میری بہن کا کیا ہو گا۔۔ اٹھو
اور ہو سپٹل چلو۔۔۔
چوہدری حسین نے پھر سے محبوب خان زادہ
کو اٹھانا چاہا پر اس نے پھر سے ہاتھ جھٹک دیے
تمہاری بہن مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہے۔۔
محبوب خان زادہ کی آنکھوں سے آنسو نکلے۔۔
کک۔۔ کیا مطلب؟؟

چوہدری حسین کو اس کے ضمیر نے لتاڑا
تمہاری وجہ سے میں نے الفت سے بد تمیزی کی
اور وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔۔ اچھا
ہے میں مر جاؤں۔۔۔

محبوب خان زادہ نے گاڑی کے ساتھ سر ٹکا
کر روتے ہوئے کہا وہ بمشکل بول رہا تھا اور نہ
درد اس کے پورے جسم میں پھیل رہا تھا
محبوب خان زادہ کے الفاظوں پر چوہدری حسین
کو احساسِ شرمندگی نے گھیر لیا
میں۔۔ الفت سے معافی مانگ لوں اور۔۔

اسے واپس لے آؤں گا۔۔ تم اٹھو اور ہو اسپتال چلو۔۔
چوہدری حسین نے محبوب خان زادہ کے
ہاتھ پیر چلانے کے باوجود اسے اپنی گاڑی

بیٹھایا اور خود گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ
کی طرف آیا بھی چوہدری حسین نے
گاڑی کا دروازہ کھولا ہی تھا جب شہر وز
نے پیچھے سے اس کی کمر پر وہی سلاخ ماردی
آااااا۔۔۔

چوہدری حسین کمر پر ہاتھ رکھے درد سے کراہا
اسنے سر گھوما کر دیکھا تو شہر وز اس

پر پھر سے حملہ کرنے لگا تھا
Zubi Novels Zone

پر چوہدری حسین نے خود میں ہمت پیدا
کی اور شہر وز کا وار راستے میں ہی روک
کر اس کے پیٹ میں لات ماردی
شہر وز دور جا گرا تو چوہدری حسین درد
برداشت کرتے گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی

سٹارٹ کر کے ہو سپیٹل کے راستے پر ڈال دی
محبوب خان آنکھیں بند مت کرنا۔۔ بس
پانچ میں ہم ہو سپیٹل پہنچ رہے ہیں۔۔ چوہدری
حسین نے خود کا درد برداشت کرتے گاڑی
فل سپیڈ سے بھگائی

محبوب خان زادہ آہستہ آہستہ بے ہوش ہو رہا
تھا اور چوہدری حسین کو اسے دیکھ کر
ڈر لگ رہا تھا

کیونکہ اس کے سر سے کافی خون بہہ رہا تھا
الفت۔۔

محبوب خان زادہ کی آنکھوں سے آنسو نکل
کر گالوں پر بہے

ہاں تم بس الفت اور مصطفیٰ کے لیے ہمت

بنائے رکھنا بس ہم پہنچ ہی رہے ہیں۔۔
چوہدری حسین نے تھوک نکلتے کہا اسے پہلی
بار کسی کی تکلیف سے درد اٹھ رہا تھا
اور یہ شاید الفت کی وجہ سے تھا کیونکہ
چوہدری حسین الفت کو محبوب خان زادہ
سے الگ نہیں کرنا چاہتا تھا وہ روپ کو
اغواء کرنے والی حرکت پر شرمندہ تھا پر
وہ جانتا تھا سردار بلال خان زادہ اسے کبھی
بھی معاف نہیں کرے گا اس لیے وہ گاؤں
خاموشی سے آ رہا تھا اس کا پاسپورٹ
اور آئی ڈی کارڈ حویلی ہی رہ گئے تھے
پر گاؤں داخل ہوتے ہی اس نے دور سے ہی
دیکھ لیا کہ شہروز محبوب خان زادہ پر

حملہ کر چکا ہے

چوہدری حسین کی نظروں کے سامنے الفت

کا چہرہ گھوم گیا اور اس نے خود کی بھی

پرواہ نہیں کی اور محبوب خان زادہ کو

بچانے آگیا

چوہدری حسین محبوب خان زادہ کو لے کر ہو اسپتال

پہنچ گیا تھا محبوب خان زادہ بے ہوش

ہو چکا تھا چوہدری حسین نے اسے سٹریچر

پر ڈالا اور ہو اسپتال کے اندر آگیا

براق خان زادہ نے صبا اور یوسف خان زادہ

کو ہو اسپتال بلا کی روپ کی ضد کے متعلق

بتا دیا تھا روپ کو دو گھنٹے پہلے ہی ڈسچارج

کر دیا گیا تھا پر وہ ابھی بھی پیشینٹ روم
بیٹھی تھی

صبا اور یوسف خان زادہ اسے منار ہے تھے پر
روپ نے صاف کہہ دیا یہاں سے نکل کر وہ
سیدھالا ہو جائے گی

خانی پلیر لالہ کو معاف کر دیں۔۔ صبانے
روپ کے دونوں ہاتھ تھام کر منت بھرے
لہجے میں کہا

تم نے کر دیا نا اپنے شوہر کو معاف۔۔ اچھی
بات ہے۔۔ پر میں نہیں کرنے والی۔۔

روپ نے صاف انکار کر دیا
روپ تم بہت ضدی ہوتی جا رہی ہو اور
صبا یہ سب تمہارے لالہ صاحب کی دی

ہوئی چھوٹ کا کمال ہے۔۔۔

یوسف خان زادہ روپ سے بات کرتا صبا

کی طرف متوجہ ہوا

کیا مطلب ہے آپ کا؟؟ صبا کے لالہ صاحب

کو مجھے چھوٹ نہیں دینی چاہیے تھی؟؟

روپ نے یوسف خان زادہ کو غصے سے گھورا

جی ہاں۔۔ اب صبا بھی تو ہے نا۔۔ میں نے

سوری بولا اس نے بات چھوڑ دی۔۔ ایک تم

ہو لالہ کو اچھا خاصا تگنی کا ناچ نچوانا

چاہتی ہو۔۔۔

یوسف خان زادہ نے غصے سے دانت پیسے تو

روپ حسب عادت بھاں بھاں کرتے کرتے رونے لگی

صبا نے تاسف سے یوسف خان زادہ کی طرف

دیکھا جو خود اپنی بہن کی نوٹسکی پر

حیران ہوا

اب روکیوں رہی ہو؟؟؟

یوسف خان زادہ نے لہجہ نرم رکھنے کی
کوشش کی۔۔

آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں اگر میرے شوہر ہوتے
تو آپ کو مجھے ڈانٹنے کی سزا دیتے۔۔

روپ کو سمجھ ہی نہیں آئی تو روتے ہوئے
کیا بول گئی ہے

اتنی محبت ہے شوہر سے تو اسے معاف
کردو۔۔ یوسف خان زادہ نے جتانے والے
انداز میں کہا تو روپ کے رونے کو ایک دم
بریک لگا

وہ روتے ہوئے بالاج خانزادہ کی اس سے محبت
واضح کر گئی تھی۔۔ روپ نے بے ساختہ نظریں
چرائیں تو صبا نے اپنی ہنسی چھپائی
تبھی باہر سے انہیں شور سنائی دیا یوسف
خانزادہ دیکھنے کی غرض سے باہر آیا

چوہدری حسین نے پورے ہو سہیٹل میں
واویلا مچا دیا تھا کیونکہ کافی ڈاکٹرز کی
نائٹ شفٹ ختم ہو چکی تھی اور جو ڈاکٹرز
تھے وہ مصروف تھے اس لیے انہیں چیک اپ
کرتے وقت لگنا تھا پر چوہدری حسین محبوب
خانزادہ کے بہنے والے خون پر خوفزدہ ہو رہا
تھا محبوب خانزادہ کا خون رک ہی نہیں

رہا تھا

اس لیے چوہدری حسین نے ہو سہیٹل میں ڈاکٹرز
کو دھمکیاں دے کر ان سے بد تمیزی کی
محبوب خان۔۔۔

تبھی یوسف خان زادہ شور سن اس طرف
آیا تو محبوب خان زادہ کو سٹرچر پر

خون سے بھرے کپڑوں میں دیکھ کر یوسف
خان زادہ کے پیروں تلے زمین نکل گئی
محبوب خان۔۔۔

کیا ہوا اسے۔۔۔ محبوب خان۔۔۔

یوسف خان زادہ جلدی سے آگے بڑھا اور محبوب
خان زادہ کا خون میں لت پت چہرہ دونوں
ہاتھوں میں تھام کر بے چینی سے محبوب

خانزادہ کو آوازیں دینے لگا
چوھدری حسین ایک پل کے لیے یوسف خان کو
دیکھ کر خوف میں مبتلا ہوا۔

لا اله الا الله

روپ وہیں کھڑی حیرت اور خوف میں آن گھری
تبھی وہاں ڈاکٹر زائے اور محبوب خان زادہ
کو آپریشن تھیر لے گئے

صبا محبوب خان زادہ کا خون دیکھ کر تڑپتے
 ہوئے رونے لگی یوسف خان زادہ نے اسے اپنے
 ساتھ لگا کر حوصلہ دیا پر وہ روئے جا رہی تھی
 اسی وقت روپ کی نظر چوہدری حسین
 پر پڑی تو وہ مزید سہم گئی
 ل۔۔۔۔۔ لالہ۔۔۔۔۔

روپ نے یوسف خان زادہ کو آواز دی تو
 وہ فوراً روپ کی طرف دیکھنے لگا چوہدری
 حسین روپ کو دیکھ کر جی جان سے کانپ
 اٹھا اس کا دل کیا یہاں سے بھاگ جائے
 پر پتا نہیں کیوں۔۔۔ محبوب خان زادہ کو
 اس حالت میں چھوڑ کر جانے کے لیے اس
 کے قدم اٹھنے سے انکاری ہوئے

لالہ۔۔ یہ چوہدری حسین ہے۔۔ اسی نے مجھے
اغواء کیا تھا۔۔

روپ نے روتے ہوئے چوہدری حسین کی
طرف اشارہ کیا تو یوسف خان زادہ کی
آنکھوں میں خون اتر آیا

وہ ایک ہی جست میں چوہدری حسین کی طرف
بڑھا اور اسے گریبان سے پکڑ لیا
تیری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کی طرف
گندی نظروں سے دیکھنے کی۔۔

یوسف خان زادہ کے ایک زوردار مکا چوہدری
حسین کے جبرے پر مارا تو اس کا ہونٹ
پھٹ کر خون نکلنے لگا

چوہدری حسین نے ہاتھ کی پشت سے خون

صاف کیا۔۔۔

صبا بھی خوف سے چوہدری حسین کی
طرف ہی دیکھ رہی تھی

یوسف خان زادہ نے ایک ہاتھ سے چوہدری
حسین کا گریبان پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے
بالاج خان زادہ کو فون کر کے ساری صورتحال
بتادی۔۔۔

آدھے گھنٹے میں خان حویلی کے سب افراد
ہوسپٹل موجود تھے

یوسف خان زادہ نے چوہدری حسین کو گریبان
سے پکڑ کر رکھا تا کہ وہ بھاگے نہیں۔۔۔

بالاج خان زادہ نے آتے ہی چوہدری حسین کو
خون آشام نظروں سے دیکھا اور حشمت علی

کو اشارہ کیا

حشمت علی چوہدری حسین کو ساتھ لے

جانے لگا پر اس نے انکار کر دیا

محبوب خان کو ہوش اجائے پھر میں چلا جاؤں

گا۔۔۔ چوہدری حسین نے صاف گوئی کی

تو بالاج خانزادہ قدم قدم چلتا اس کے روبرو

کھڑا ہوا۔۔

میں اپنے بھائی کی وجہ سے خاموش ہوں

ورنہ اس وقت تم اس دنیا سے رخصت ہو

چکے ہوتے۔۔ اب تک تم میرے سامنے اس لیے

کھڑے ہو کہ تم نے میرے بھائی کی جان بچائی

بالاج خانزادہ کی آنکھوں میں غصے کی لکیریں

تھیں۔۔۔ چوہدری حسین خاموش ہی رہا

ابھی ڈاکٹر نے آکر انہیں بتایا تھا کہ محبوب
خانزادہ کو ہو سپٹل چوہدری حسین لے
کر آیا تھا

الفت ایک سائیڈ پر بیٹھی خوف سے کانپ
رہی تھی آنسو اس کی آنکھوں میں جم گئے
تھے اسے لگ رہا تھا اس کا دل درد سے پھٹ
جائے گا۔۔۔

چوہدری حسین بالاج خانزادہ کو نظر انداز
کرتا الفت کے ساتھ بیٹھ گیا
سب میری وجہ سے ہوا۔۔ میں نے انہیں معاف
نہیں کیا۔۔

الفت بنا چوہدری حسین کی طرف دیکھے بے
چینی سے کہنے لگی

الفت۔۔ شہر وز نے محبوب خان پر حملہ کیا
ہے۔۔

چوہدری حسین نے دھیمی آواز میں کہا تو
الفت نے بے یقینی سے سر گھما کر چوہدری
حسین کی طرف دیکھا تو چوہدری حسین
نے سر ہلا کر الفت پر یہ بات واضح کر دی
کہ وہ جھوٹ نہیں سچ بول رہا ہے۔۔۔
شہر وز نے؟؟

الفت کی آواز میں بے یقینی تھی
ہاں۔۔ اگر میرا وہاں سے گزر نہیں ہوتا تو وہ
محبوب خان کو پوری پلاننگ سے مارنے آیا تھا
چوہدری حسین نے سنجیدگی سے کہا تو
الفت پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی

چوہدری حسین نے اسے رونے دیا ویسے بھی
وہ کن الفاظوں سے الفت کو چپ کرواتا کہیں
نہ کہیں آج اس کے آنسوؤں کا زمہ دار وہ بھی تھا
خانم بی بی پریشان حال بیٹھی تھیں ایک
کے بعد ایک مصیبت خان حویلی پر آرہی تھی
وہ دل ہی دل میں اللہ سے اپنے بچوں کی
سلامتی کے لیے دعاگو تھیں
روپ صبا کے ساتھ کھڑی بے آواز آنسو بہا
رہی تھی اس نے ہلکی سی نم پلکیں اٹھا کر
بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا جو آنکھوں
میں غصے کی سرخ لکیریں لیے چوہدری
ح سین کی طرف دیکھ رہا تھا
یہ وہ خود اور اللہ جانتا تھا اس نے کیسے

خود پر ضبط کیا ہوا تھا ورنہ وہ عہد کر
چکا تھا جس دن چوہدری حسین اس کے سامنے
آئے گا وہ اسے ایسی موت دے گا کہ پھر کبھی
کوئی بھی بالاج خان زادہ کی سرداری پر آنکھ
اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہیں کرے گا
ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر آیا تو بالاج اور
یوسف خان زادہ ڈاکٹر کی طرف بڑھے
ان کا خون کافی بہہ کا ہے ہم نے انہیں خون
کی بوتل لگادی ہے ایسے کیسز میں پیشینٹ یا
تو کومہ میں چلا جاتا ہے یا پھر اس کا دماغی
توازن کمزور ہو جاتا ہے
آپ اللہ سے دعا کریں انہیں صبح تک ہوش
آجائے ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ ان

کے دماغی حصے پر چوٹ آئی ہے
ڈاکٹر اپنے پیشہ ورانہ انداز میں ان کے سروں
پر بم پھوڑ رہا تھا
الفت جیسے جیسے سن رہی تھی اس کے چہرے
کارنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ رہا تھا
حویلی کے سب افراد کا یہی حال تھا ڈاکٹر
جاچکا تھا الفت اٹھی اور بنا کسی کی طرف
دیکھے آپریشن تھیٹر چلی گئی
اسے اندر آتا دیکھ نرس نے اسے باہر جانے
کا کہا پر الفت ان سنی کرتی محبوب خان زادہ
کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی
بالاج خان زادہ الفت کے پیچھے اندر آیا تو
نرس نے اسے نرمی سے الفت کو باہر لے

جانے کا بولا

وہ یہیں رہے گی اپنے شوہر کے پاس۔۔ اور
اب اسے کوئی بھی باہر جانے کا نہیں بولے گا
بالاج خانزادہ نے سخت انداز میں کہا تو نرس
چپ ہو کر باہر نکل گئی بالاج خانزادہ بھی الفت
پر ایک نظر ڈال کر باہر نکل گیا
محبوب۔۔۔

افت نے آج پہلی بار محبوب خانزادہ کا نام
لیا تھا محبوب خانزادہ کا سر پٹیوں سے
بندھا ہوا تھا منہ پر آکسیجن ماسک لگا تھا
چہرے کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا

افت کا دل محبوب خانزادہ کو اس حالت
میں دیکھ کر حد درجہ تکلیف میں مبتلا

ہو رہا تھا

میں آپ سے۔۔ خفا نہیں ہوں۔۔ آپ بھی مجھ
سے خفا مت ہونا۔۔ مجھے معاف کر دینا میں
آپ کو چھوڑ کر چلی گئی۔۔ آپ کی بات نہیں
مانی۔۔ لیکن آپ ایسے خفا مت ہوں۔۔ میں آپ
کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی
الفت محبوب خان زادہ کا ہاتھ پکڑے پھوٹ
پھوٹ کر رو رہی تھی
مصطفیٰ آپ کو یاد کر رہا تھا وہ صبح اٹھ
کر آپ کا پوچھے گا میں کیا جواب دوں گی۔۔
ٹھیک ہے میں غصے میں تھی۔۔ پر ایسے بھی
کوئی کرتا ہے کیا۔۔ اتنی بڑی سزا کون دیتا ہے
میں واپس آگئی نا۔۔ آپ بھی اٹھ جائیں۔۔

میرا اور مصطفیٰ کا آپ کے سوا کوئی نہیں
ہے ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔۔
مجھے معاف کر دیں۔۔ میں نے آپ کی معافی
قبول نہیں کی۔۔

آپ میں کہیں نہیں جاؤں گی آپ بھی ہمیشہ
میرے ساتھ رہنا۔۔

الفت نے زرا سا جھک کر محبوب خان زادہ
کے ماتھے پر بوسہ دیا

محبوب۔۔

پلیز اٹھ جائیں اور مجھ سے بات کریں۔۔ آپ
کی الفت کہیں نہیں جائے گی۔۔

الفت ہچکیوں سے روتے ہوئے محبوب خان زادہ
کے کندھے پر سر رکھ گئی

کتنی ہی دیر وہ یونہی ہچکیاں بھرتی رہی جب
اسے اپنے کندھے پر کسی کے نرم لمس کا

احساس ہوا

الفت نے سر اٹھا کر دیکھا تو روپ بھیگی آنکھوں
سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

خانی۔۔ الفت روپ کے گلے لگ کر تڑپنے لگی
روپ نے اسے کھل کر رونے دیا روپ کی نظریں
محبوب خان زادہ پر گئیں تو اس کا دل لرز اٹھا
ایسا لگ رہا تھا کسی نے اس کے چہرے سے
سارا خون نچوڑ لیا ہو۔۔ روپ کے آنسو ٹپ ٹپ
گرے۔۔۔

روپ۔۔ الفت کو باہر لے چلو۔۔

بالاج خان زادہ نے پیچھے سے آکر نرمی سے

کہا تو روپ نے غصے سے سرخ آنکھیں لیے
مڑ کر بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا پھر
ایک سیکنڈ سے پہلے چہرہ موڑ لیا
چلیں الفت۔۔۔

روپ نے الفت کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے جانا چاہا
نہیں خانی۔۔۔ مجھے ان کے پاس ہی رہنا ہے
افت نے ہچکیوں سے کہا اور محبوب خان زادہ
کے پاس بیٹھ گئی روپ چپ ہی رہی
بالاج خانزادہ خاموشی سے باہر نکل گیا
خانی۔۔۔ آپ لالہ کو معاف کر دیں۔۔۔
بالاج خانزادہ کے جاتے ہی الفت کی آواز
خاموش کمرے میں گونجی
تمہارے لالہ اس لائق نہیں ہیں۔۔۔

روپ نے غصے سے لفظ چبا کر کہا
میں نے بھی محبوب کو معاف نہیں کیا تھا
اور دیکھیں وہ مجھ سے کیسے روٹھ گئے ہیں
الفت محبوب خان زادہ کی طرف دیکھتے
پھر سے رونے لگی اس کی بات پر روپ کا
دل پوری جان سے لرزا

وہ الفت کی بات کا مطلب بخوبی سمجھ
گئی تھی روپ بالاج خان زادہ کو معاف
نہیں کرے گی اگر بالاج خان زادہ کو بھی
کچھ۔۔۔۔۔

نہیں۔۔

صبا نے بھی جب یوسف لالہ کو معاف نہیں
کیا تھا ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا

روپ پیچھے کی طرف قدم بڑھاتے سر
نفی میں ہلا رہی تھی وہ جھٹکے سے مڑی
اور تیز قدموں سے چلتی ہو سیٹل سے
ہی نکل گئی

بالاج خانزادہ روپ کے پیچھے بھاگا تو روپ
باہر کھڑی ہچکیوں سے رو رہی تھی
روپ۔۔ سب ٹھیک ہے؟؟

بالاج خانزادہ نے پریشانی سے پوچھا تو
روپ بالاج خانزادہ کے سینے سے لگ گئی
اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

بالاج خانزادہ کو روپ کے اس عمل پر
حیرت ہوئی کیونکہ تھوڑی دیر پہلے وہ
غصے سے گھور رہی تھی اور اب اس کے

سینے سے لگی تھی

بالاج خانزادہ نرمی سے اس کے بالوں میں
انگلیاں چلانے لگا روپ جب خاموش ہو گئی
تو آہستہ سے اس سے الگ ہو گئی
میں نے آپ کو معاف کیا۔۔ لیکن ایک بات
یاد رکھیے گا میں وہ رات کبھی نہیں بھولوں
اور آپ کی سفاکی کبھی نہیں بھولوں گی
روپ نے بے دردی سے گال رگڑے اور
واپس ہو سہیٹل کے اندر چلی گئی جبکہ
بالاج خانزادہ وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا
روپ معاف تو کر گئی پر اس پر یہ بات
واضح کر گئی کہ واقعی بالاج خانزادہ نے
اس رات اسے افیت دی تھی

محبوب خان زادہ کو روم کے شفٹ کر دیا
گیا تھا اسے ہوش ابھی بھی نہیں آیا تھا
چوہدری حسین الفت کے قریب آکر بیٹھ
گیا جو محبوب خان زادہ کے پاس رکھے بیچ
پر بیٹھی خاموش نظروں سے اسے ہی
دیکھ رہی تھی
افت۔۔۔

چوہدری حسین نے نرمی سے پکارا
آپ نے خامی کے ساتھ بد تمیزی کیوں کی؟؟
کیا آپ کو ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا؟؟
افت نے شکوہ کناں نظروں سے چوہدری
حسین کی طرف دیکھا جس کا سر شرم
سے جھکا ہوا تھا

میں روپ کے ساتھ بد تمیزی۔۔

روپ؟؟

اس گاؤں کی سردارنی ہیں وہ۔۔ آپ ان کا

نام نہیں لے سکتے۔۔ اور جو بھی کہہ کر

پکاریں آپ کے لہجے میں احترام ہونا چاہیے

الفت فور آچوہدری حسین کو ٹوک گئی اس

کا لہجہ سخت تھا چوہدری حسین ایک ہل

کے لیے خاموش ہو گیا

میں ان کے ساتھ بد تمیزی نہیں کرنا چاہتا

تھا بس مجھ میں بدلہ لینے کا خون سوار

ہو گیا تھا

چوہدری حسین نے شرمندگی سے کہا

اب پھر سردار بالاج خانزادہ کے قہر کے

لیے بھی تیار رہیے گا وہ اپنی سردارنی سے
بے حد محبت کرتے ہیں کسی کی غلط نظر
برداشت نہیں کرتے ان پر کسی کی اونچی آواز
برداشت نہیں کرتے آپ نے تو پھر بد تمیزی کی
ہے اب سزا کے لیے بھی تیار رہیے گا
الفت نے چوہدری حسین کو سخت الفاظوں
میں جتا دیا تو چوہدری حسین نے گہرا
سانس لیا
اگر انجام کی فکر ہوتی تو محبوب خان
کو بیچ راستے میں چھوڑ کر بھاگ جاتا۔
چوہدری حسین نے محبوب خان زادہ کی
طرف دیکھتے آہستہ سے کہا تو الفت خاموش
ہو گئی۔۔۔۔

آپ کا احسان رہے گا مجھ پر آپ نے میرے شوہر
کو وقت پر ہاسپٹل پر پہنچایا الفت نے رندھی
اواز میں کہا تو چوہدری حسین اس کی بات پر
ترپ اٹھا۔۔

میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا الفت مجھے
محبوب کھان کی جان بچانے کے لیے اپنی جان بھی
دینی پڑتی تو میں اس سے بھی پیچھے نہیں ہٹتا
میں اپنے رویوں کی وجہ سے پہلے ہی بہت
شرمندہ ہوں پلیز مجھے مزید شرمندہ مت کرو
چوہدری حسین کی اواز میں نمی گھلی تھی
لالہ۔۔ میں مر جاؤں گی مجھ سے ان کی تکلیف
برداشت نہیں ہو رہی۔۔

افت سسکنے لگی تو چوہدری حسین نے

اسے اپنے ساتھ لگالیا

صبح کی روشنی ہر سو پھیل رہی تھی
خانم بی بی نے فجر پڑھی رات سے کوئی
ایک پل کے لیے بھی نہیں سویا تھا
سب محبوب خان زادہ کے ہوش میں آنے
کا انتظار کر رہے تھے۔۔
افت کل رات سے ایک ہی پوزیشن میں
محبوب خان زادہ کے پاس بیٹھی تھی جب
اسے محسوس ہوا محبوب خان زادہ
کی انگلیاں حرکت کر رہی ہیں
افت کی نظریں محبوب خان زادہ کے ہاتھوں
پر ٹک گئیں

محبوب خان زادہ نے پھر سے انگلیوں کو
حرکت دی تو الفت کے آنسو بہہ کر اس
کے ہاتھ پر گرے
محبوب۔۔۔

الفت نے روتے ہوئے محبت سے محبوب
خان زادہ کو پکارا تو اس نے ہلکی سی آنکھیں
کھول کر الفت کی طرف دیکھا
الفت اٹھی اور زرا سا جھک کر اس نے باری
باری محبوب خان زادہ کی آنکھوں پر ہونٹ
رکھے محبوب خان زادہ نے اس کے لمس کو
بخوبی محسوس کیا
الفت۔۔۔

محبوب خان زادہ آہستہ سے کہا تو الفت

بے آواز رونے لگی۔۔

آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا مجھے کبھی
رونے نہیں دیں گے پر آپ مجھے کل رات
سے رلا رہے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں میں نہیں
روؤں تو ٹھیک ہو جائیں۔۔

الفت کی نظروں میں التجاء تھی
تم۔۔ مجھے۔۔ چھوڑ کر۔۔

محبوب خان زادہ نے نقاہت زدہ آواز میں
کہہ کر بات ادھوری چھوڑ دی

میں کہیں نہیں گئی۔۔ اور نہ ہی جاؤں گی
جلدی سے ٹھیک ہو جائیں نا۔۔ آپ کو
مصطفیٰ کی قسم۔۔۔

الفت نے محبوب خان زادہ کے ہاتھ پر ہونٹ

رکھتے کہا

بہت قسمیں۔۔ دینے لگی ہو۔۔

محبوب خان زادہ کی آنکھوں سے آنسو نکل

کر کنپٹی میں جذب ہوئے

سوری۔۔ اب نہیں دوں گی۔۔

الفت کو یاد آگیا اس نے بس اڈے پر محبوب

خان زادہ کو قسم دے کر ہی روکا تھا

وعدہ؟؟

محبوب خان زادہ نے ہلکا سا مسکرا کر کہا

ہمم۔۔۔ وعدہ۔۔۔

الفت جھٹ سے بولی۔۔

تھوڑی دیر میں پوری خان حویلی محبوب

خان زادہ کے سر پر سوار تھی

سب بہت خوش تھے کہ محبوب خان زادہ
کو ہوش آگیا تھا

بالاج خان زادہ نے سب سے کہا کہ وہ حویلی
جا کر آرام کریں وہ خود محبوب خان زادہ
کے پاس رکے گا

الفت نے جانے سے انکار کر دیا تو بالاج خان زادہ
نے اسے دوبارہ نہیں کہا۔۔۔

میں حویلی نہیں جا رہی۔۔۔

روپ کی آواز پیشینٹ روم میں گونجی تو

بالاج خان زادہ نے تاسف سے دیکھا

جو بھی تھا اسے بیوی ٹکڑ کی ملی تھی جو

ماننا نہیں منوانا جانتی تھی

روپ پتر۔۔۔ ضد نہیں کرتے۔۔۔

خانم بی بی نے اسے پیار سے کہا
ضد نہیں یہ میری عزتِ نفس کا سوال ہے
آپ سب جائیں میں نہیں جا رہی۔۔
روپے بالاج خانزادہ کو گھور کر دیکھا
ٹھیک ہے پھر اگلے ہفتے رخصتی کے بعد
ہی روپ حویلی آئے گی۔۔
بالاج خانزادہ نے سنجیدگی سے کہا تو روپ
نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھا
کوئی رخصتی نہیں ہوگی۔۔
روپ نے غصے سے کہا سب لوگ ان دونوں
کی نوک جھونک پر اپنی ہنسی کنٹرول
کر رہے تھے

میں نے نکاح کے وقت شرط رکھی رخصت

میری مرضی سے ہوگی
بالاج خانزادہ نے جتایا تو روپ ایک پل
کے لیے خاموش ہوئی وہ بالاج خانزادہ
کی چالاکیاں خوب سمجھ رہی تھی۔۔۔
ٹھیک ہے۔۔ میں حویلی۔۔ چل رہی ہوں۔۔
پر رخصتی نہیں ہوگی۔۔
روپ نے ایک آبر و اچکا کر دیدہ دلیری سے
بالاج خانزادہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال
کر کہا اور روم سے نکل گئی
پورا گاؤں میرے نام سے کانپتا ہے اور ایک
میری بیوی مجھ سے نہیں ڈرتی۔۔
بالاج خانزادہ ہلکی آواز میں منمنایا پر وہاں
کھڑے سب نے اس کی بات سن لی تھی

سب کے قہقہے گونجے تو بالاج خانزادہ
چونک کر سب کی طرف دیکھنے لگا اور
مسکرا کر خود ہی اپنی بات انجوائے کرنے لگا

شہر وز کو بالاج خانزادہ نے پکڑ کر نظر بند
کر دیا تھا اس نے خوب معافیاں مانگی پر
ایک بار محبوب خان زادہ اسے معاف کر کے
دیکھ چکا تھا اس کیے بالاج خانزادہ نے
محبوب خان زادہ کے کہنے پر اسے زرا سی بھی
رعایت نہیں دی۔۔

چوہدری حسین ہر سزا بھگتنے کے لیے تیار تھا
محبوب خان زادہ چاہتا تھا چوہدری حسین
کے ساتھ نرمی برتی جائے روپ نے بھی

محبوب خان زادہ کی بات سے اتفاق کیا
ان سب کے لیے یہی بہت تھا کہ اس رات
چوہدری حسین نے محبوب خان زادہ کی
جان بچائی

پر بالاج خان زادہ اسے معاف نہیں کرنا چاہتا
تھا جب وہ سوچتا تھا چوہدری حسین نے
روپ کے ساتھ بد تمیزی کی۔۔ اس کا خون
کھول اٹھتا تھا

اس لیے بالاج خان زادہ نے چوہدری حسین
کو گاؤں بدر کر دیا اور حشمت علی کو حکم
دے دیا وہ غلطی سے بھی گاؤں نظر آیا تو
اسے بھی نظر بند کر دیا جائے

محبوب خان زادہ اور الفت کو بالاج خان زادہ

کی سزا میں نرمی ہی لگی تھی خاص کر
الفت کے لیے یہی بہت تھا کہ اس کے لالہ کی
جان بخشی ہوئی
ورنہ جو حرکت اس نے روپ کے ساتھ کی بالاج
خانزادہ اسے جان سے مارنے کے درپے تھا
روپ حویلی چلی گئی تھی پر بالاج خانزادہ
سے نہ بات کرتی نہ ہی اسے منہ لگاتی
اس کے پاس سے بھی ایسے گزرتی جیسے وہ
اس کا سردار نہیں کوئی ایراغیرا ہوا اور بے
چارہ بالاج خانزادہ ٹھنڈی سانس بھر کے رہ جاتا
ایک دوبار بالاج خانزادہ نے اس سے بات کرنے
کی کوشش کی پر روپ ایسے ری ایکٹ کرتی
جیسے اسے بالاج خانزادہ سے محبت ہی نہیں

ہے۔۔ پر یہ تو بالاج خانزادہ بھی جانتا تھا وہ
اس پر کتنا مرتی ہے
صبا کی رپورٹس آگئی تھیں وہ پریگنٹ تھی
پوری حویلی میں خوشیاں پھیل گئی تھیں
یوسف خان زادہ نے پورے گاؤں میں مٹھائی
اور ایک وقت کا کھانا بانٹا۔۔

محبوب خان زادہ کو ایک ہفتے بعد ہو سٹل
سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا اس کے حویلی
آتے ہی خانم بی بی نے سب کے نام پر بکرے
صدقے میں دیے خوشیوں نے خان حویلی
کا دروازہ بجا دیا تھا

بالاج خانزادہ کی ضد سے بڑوں نے فیصلہ
کر کے اگلے ہفتے روپ اور بالاج خانزادہ کی

شادی رکھ دی

روپ نے کافی احتجاج کیا اور ایک بھونڈا

سا بہانہ بنایا کہ وہ ابھی بہت چھوٹی ہے

جس پر بالاج خانزادہ سمیت سب حویلی

کے افراد صدمے میں جا چکے تھے

پر پھر بھی جیت بالاج خانزادہ کی ہوئی

اس نے اپنے غصے اور رعب سے سب کو

شادی کے لیے منا ہی لیا تھا

سب لوگ شادی کی تیاریوں میں لگے تھے

روپ جان بوجھ کر بالاج خانزادہ کے سامنے

شادی کی تیاریوں میں ذرا بھی دلچسپی

نہیں دکھاتی تھی پر اس کے دائیں بائیں

ہوتے ہی وہ پوری دلجمعی سے شادی کی

تیا ریاں کرتی

بالاج خانزادہ اس کی چالاکیاں خوب سمجھ

رہا تھا اسے بس انتظار تھا اس رات کا

جب اس نے روپ کو اپنے آگے بے بس

کرنا تھا

آج صبح سے ہی موسم کافی خوشگوار تھا

روپ کا شرارتی دماغ اسے شرارت کرنے پر

اکسارہا تھا

الفت دیکھو نا موسم کتنا پیارا ہے چلونا

حویلی کے ساتھ والے باغ میں چلتے ہیں۔۔

الفت وارڈروب میں کپڑے ٹھیک کر رہی تھی

مصطفیٰ کو اس نے دوپہر کا کھانا کھلا کر

سلا دیا تھا

لیکن خانی۔۔ کل آپ کی مہندی ہے آپ حویلی
سے باہر نہیں نکل سکتیں۔۔ پھر آپ پر

روپ کیسے چڑھے گا؟؟

الفت نے معصومیت سے کہا

روپ کو بے تکرے روپ کی ضرورت نہیں ہے

اس گاؤں کے سردار صاحب ویسے ہی میرے

روپ پر فدا ہے اتنا روپ کافی ہے اور روپ کا

میں نے اچار ڈالنا ہے۔۔ تم بس چلو۔۔

روپ نے ایک ہی رٹ لگائی ہوئی تھی۔۔

وہ تو ٹھیک ہے خانی۔۔ لیکن ہم اکیلے کیسے جائیں

گے۔۔ الفت نے معصومیت سے کہا

اکیلے کہاں۔۔ میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔۔ اب

صبا کو اس کنڈیشن میں لے جانا مجھے
ٹھیک نہیں لگ رہا اس لیے تمہیں بول رہی
ہوں۔۔۔ اب جلدی چلو۔۔

روپ نے جلدی جلدی کا شور مچانا شروع کر دیا
اچھا ایک کام کرتے ہیں اُن کو بھی ساتھ
لے جاتے ہیں۔۔

الفت کا اشارہ محبوب خان زادہ کی طرف تھا
بی بی۔۔ تمہارے "اُن" مجھے پچھلی بار باغ
میں اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اب میں
نہیں لے جا رہی کسی کو بھی اپنے ساتھ۔۔
تم بس چلو۔۔۔

روپ نے الفت کا ہاتھ پکڑا اور راہداری عبور
کرتے حویلی کے گیٹ کی طرف آئی

خانم آپ نے خانم بی بی کو بتا دیا تھا نا۔
الفت کو بہت عجیب سا محسوس ہو رہا تھا کہ
وہ دونوں اکیلے باغ میں جا رہی ہیں
ہاں ہاں۔۔ بتا دیا تھا۔۔ روپ نے الفت سے
نظریں چرا کر جھوٹ بولا
سنو۔۔ گیٹ کھولو۔۔

روپ نے چوکیدار کو حکم دیا تو وہ ان دونوں
کے سامنے ہاتھ باندھ کر سر جھکائے کھڑا
ہو گیا۔۔

معاف کیجئے گا سردار نی جی۔۔ ہمیں سردار
سائیں نے حکم دیا ہے کہ حویلی کی کوئی
بھی عورت ان کے حکم کے بغیر حویلی سے
باہر نہیں جائے گی۔۔

چوکیدار نے مودبانہ انداز میں ساری بات بتادی

پر روپ کا پارہ چڑھ گیا تھا

چوکیدار کی بات پر الفت نے سوالیہ نظروں

سے روپ کی طرف دیکھا جس کا مطلب تھا

اب کیا کریں۔۔

میں کون ہوں؟؟

روپ نے چوکیدار سے سخت لہجے میں پوچھا

جج۔۔۔۔۔جی۔۔۔آپ۔۔سردارنی۔۔

چوکیدار کی آواز لڑکھرائی

تو سردارنی تمہیں حکم دے رہی ہے چلو گیٹ

کھولو۔۔روپ نے آواز میں زرارعب اور غصہ

پیدا کیا تو چوکیدار نے ناچاہتے ہوئے بھی

گیٹ کھول دیا

وہ دونوں گیٹ سے نکلتی باغ کی طرف آئیں۔۔

خانی۔۔ میں تو کہتی ہوں واپس چلتے ہیں

الفت نے گھبرا کر کہا

ارے ڈرو نہیں الفت۔۔ اس گاؤں کی سردارنی

تمہارے ساتھ ہے۔۔

روپ نے اسے بھرپور تسلی دی۔۔

لیکن وہ چوکیدار۔۔۔

دفع کرو اسے۔۔ یہاں باغ میں ایک امرود کا

درخت ہے بڑے ہی مزے کے امرود لگے ہیں

اس پر۔۔ چلو چل کر توڑتے ہیں۔۔

روپ نے الفت کی بات کاٹی اور تیز قدم

لیتی درخت کی طرف جانے لگی ناچار الفت

کو بھی اس کے پیچھے جانا پڑا

خانی۔۔ لگتا ہے یہاں کوئی نہیں آتا۔۔ باغ
کیوں با صاف ستھرا ہے۔۔ الفت نت باغ کے
چاروں طرف نظریں گھماتے کہا
جب گاؤں کا سردار کھڑوس ہو گا تو رعایا
تو ڈر پوک ہو گی ہی۔۔۔ ویسے بھی کھڑوس
سردار کو صفائی بہت پسند ہے اس لیے بھی
یہ باغ صاف ستھرا ہے۔۔۔
روپ نے سراٹھا کر درخت کی طرف دیکھا
تو پرانی یادیں تازہ ہوئیں
پتا ہے الفت۔۔ یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے
مجھے پہلی بار بالاج کے لیے کچھ محسوس
ہوا تھا۔۔۔

روپ کے چہرے پر الوہی چمک در آئی جسے

الفت نے غور سے دیکھا
ہمم۔۔۔ تو یہاں ہوئی تھی آپ کی محبت کی
شروعات۔۔۔
الفت نے ہلکا سا مسکرا کر کہا تو روپ بھی پورے
دل سے مسکرا دی۔۔۔
چلو۔۔۔ امرود توڑتے ہیں۔۔۔
روپ کی نئی فرمائش پر الفت کی ہنسی
غائب ہوئی۔۔۔
کیسے توڑیں گے؟؟ الفت نے اونچے درخت کی
طرف دیکھا پھر روپ کی طرف۔۔۔
ہاں یہ بھی ہے اس دن تو محبوب لالہ نے
درخت پر چڑھا دیا تھا آج کیسے چڑھوں۔۔۔
روپ ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ شاید کوئی

چیز مل جائے اور وہ امرود توڑے۔۔۔ پر پورے

باغ میں نہ کچرا تھا نہ ہی کوئی فالتو چیز۔۔

روپ دل مسوس کر رہ گئی۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟

بالاج خانزادہ کی کڑک آواز پر وہ دونوں اچھل

پڑیں۔۔

بالاج خانزادہ اور محبوب خانزادہ ایک

ساتھ کھڑے غصے سے انہیں ہی گھور رہے تھے

وہ۔۔ میں نہیں آنا۔۔ چاہتی تھی۔۔ خانی زبردستی

لے آئیں۔۔ الفت نے ڈر کر ہکلاتے ہوئے کہا تو

روپ نے اسے غصے سے دیکھا

ہاں میں لائی ہوں اسے۔۔ کوئی مسئلہ ہے؟؟؟

روپ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر لڑاکا بیویوں کی

طرح کہا تو بالاج خانزادہ نے محبوب خانزادہ کو اشارہ کیا۔۔

چلو۔۔ محبوب خانزادہ نے الفت سے کہا تو وہ سر ہلا کر اس کے ساتھ چلی گئی۔۔

یہ الفت بھی باقیوں کی طرح بے وفانگی۔۔
روپ ہلکی سی آواز میں بڑبڑائی

بالاج خانزادہ کمر پر ہاتھ باندھے قدم قدم چلتا روپ کے سامنے کھڑا ہوا

باغ میں گھومنا تھا تو مجھے نہیں بول سکتی تھی۔۔ میں نے منع کیا تھا نا۔۔ حویلی سے اکیلے باہر نہیں نکلنا۔۔

بالاج خانزادہ نے لہجہ نرم ہی رکھا۔۔

مجھے آپ کے ساتھ گھومنے پھرنے کا کوئی

شوق نہیں ہے۔۔

روپ نے سنجیدگی سے کہا اور بالاج خانزادہ

کی سائیڈ سے گزر کر جانے لگی

روپ تم غصہ کب چھوڑو گی؟؟ بالاج خانزادہ

نے اس کی کلائی تھامتے بے بسی سے کہا

کبھی بھی نہیں۔۔ روپ نے غصے سے کلائی

چھڑوائی۔۔۔

کیوں؟؟ میری شکل اب اچھی نہیں لگتی؟؟

بالاج خانزادہ نے گھور کر کہا

آپ مجھے پورے کے پورے ہی اچھے نہیں

لگتے۔۔ روپ نے بالاج خانزادہ کو سرتاپیر

کوفت سے دیکھتے کہا

کل تک تو کوئی میرے لیے پاگل دیوانہ ہوئے

جارہا تھا مجھ سے رخصتی کے لیے تڑپ رہا
تھا مجھ پر حق جتا رہا تھا
بالاج خانزادہ نے جتانے والے انداز میں کہا تو
روپ نے بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی
پپ۔۔۔ پاگل ہو گئی تھی میں۔۔۔ دماغ خراب ہو
گیا تھا میرا۔۔۔ چڑھ گئی تھی مجھے۔۔
روپ نے فوراً خود کو کمپوز کرتے غصے سے
چلا کر کہا
اچھا اچھا۔۔۔ اب اتر گئی کیا؟؟؟
بالاج خانزادہ کو روپ کی حالت لطف دے
رہی تھی
نہیں ابھی بھی چڑھی ہے اور دل کر رہا ہے
آپ کی شکل گم کر دوں۔۔۔ میرے فوجی ڈرا

کر بھگا دیتے ہو آپ۔۔
روپ بے چاری رونے والی ہو گئی اس کا
اشارہ الفت کی طرف تھا
تم ایسے فوجی رکھتی ہی کیوں ہو۔۔ مجھے
اپنی فوج میں رکھ لو۔۔ میری محبت کی قسم۔۔
کبھی نہیں بھاگوں گا۔
بالاج خانزادہ نے روپ کو ہاتھ سے پکڑ کر
اپنی طرف کھینچا تو وہ سیدھا اس کے
چوڑے سینے سے ٹکرائی
بس۔۔ ہو گیا ٹھکرک پن شروع۔۔ روپ نے
خود کو بالاج خانزادہ کے مضبوط حصار
سے نکالنے کی ناکام کوشش کی
سنہری شاور، خوبصورت باغ، تنہائی،

پاک رشتہ۔۔ تھوڑا سا تو ٹھہر ک پن جھاڑنے دو

بالاج خانزادہ نے روپ کے نرم گال پر پیار

سے ہونٹ رکھے

پیچھے ہٹیں۔۔۔ اب کہاں گیا اس رات والا

غصہ۔۔ اب کریں نہ مجھے زلیل اس نتاشہ

کے لیے۔۔

روپ نے بالاج خانزادہ کے سینے پر دونوں ہاتھ

رکھ کر پوری قوت سے اسے پیچھے دھکا دیا

بالاج خانزادہ جانتا تھا وہ کچھ ایسا ہی ری

ایکٹ کرے گی اس لیے وہ پہلے سے بھی

زیادہ حصار مضبوط کر چکا تھا

روپ۔۔ میں اس رات کے لیے شرمندہ ہوں

جب جب چاہو گی تم سے معافی مانگوں گا

پر پلینز۔ اس عورت کا نام تم دوبارہ نہیں
لوگی۔۔

بالاج خانزادہ نے سنجیدگی سے کہا
میں تو پہلے بھی نہیں لینا چاہتی تھی پر
آپ کو ہی اس کی یادیں ستاتی تھیں اس
کے ساتھ راتیں گزارتے تھے ایک ہی بیڈ پر۔۔۔۔
روپ خاموش ہو جاؤ۔۔

کیوں خاموش ہو جاؤں۔۔ سچ کڑواہی ہوتا
ہے آپ کو اب مرچیں کیوں لگ رہی ہیں؟؟
سینے پر بوسوں کے نشان تو بڑے مزے سے۔۔

روپ تم چپ ہو رہی ہو یا نہیں؟؟؟
نہیں۔۔ کیا کر لیں گے؟؟ غصہ صرف آپ کو آتا
ہے۔۔ جی نہیں۔۔ غصہ روپ خانزادی کو بھی

آتا ہے اور الحمد للہ آپ سے زیادہ ہی آتا ہے
بس کبھی غرور نہیں کیا۔۔ نہ ہی کبھی جتایا۔۔
اب ہر کوئی بالاج خانزادہ نہیں ہوتا۔۔ جو
غصہ چہرے پر ایسے سجا کر گھومے جیسے
لوگ۔۔۔۔۔

روپ بولنا شروع ہوئی تو بولتی گئی بالاج
خانزادہ نے اس کی پٹر پٹر چلتی زبان کو
اپنے طریقے سے بند کر دیا تھا روپ کی بات
ادھوری ہی رہ گئی تھی کیونکہ بالاج خانزادہ
اس کے نرم گلابی ہونٹوں کو اپنی دسترس
میں لے چکا تھا
روپ تو ایسے چپ ہوئی جیسے چلتا ریڈیو
ایک دم سے بند ہو جائے۔۔

بالاج خانزادہ روپ کے ہونٹوں سے اپنی اتنے
دنوں کی پیاس بجھا رہا تھا وہ قطرہ قطرہ
روپ کی سانسیں پی رہا تھا روپ لاکھ غصے
میں سہی پر وہ بالاج خانزادہ کے ہونٹوں سے
خود کو سیراب کر رہی تھی
دونوں آنکھیں بند کیے ایک دوسرے کی پیاس
بجھا رہے تھے انہیں ارد گرد کا ہوش ہی نہیں تھا
آہستہ آہستہ بالاج خانزادہ کے لمس میں شدت
آئی تو روپ کو احساس ہوا کہ وہ تو اپنے کھڑوس
گینڈے سے ناراض تھی
روپ نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اور مزاحمت
کرنے لگی وہ بالاج خانزادہ کے کندھوں اور
سینے پر مکے مارنے لگی

بالاج خانزادہ نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی
گرفت میں لیا اور روپ کی کمر پر لے جاتے
مضبوطی سے تھام لیے
روپ کی اب سانسیں اکھڑنے لگی۔۔۔ پر اس کا
مزاحمت کرنا بیکار تھا بالاج خانزادہ اتنے
دنوں کی تڑپ مٹا رہا تھا
جب روپ سے سانس لینا دشوار ہوا تو
بالاج خانزادہ نے آہستہ سے اس کے ہونٹوں
کو آزادی بخشی
روپ گہرے سانس لیتے بالاج خانزادہ کے سینے
پر سر رکھ گئی
میری سردارنی تو اتنے میں ہی گھبرا گئی۔۔
پرسوں تھوڑی طاقت بنا کر آنا۔ تاکہ میری

شدتیں سہہ سکو۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے کان میں شرارت
سے سرگوشی کی تو روپ نے خوف سے
تھوک نگلا

اس نے سراٹھا کر بالاج خانزادہ کی طرف دیکھا
جو شرارت سے مسکرا رہا تھا روپ کے خوف
پر غصہ حاوی ہوا

اس نے بالاج خانزادہ کو دھکا دیا اور بھاگ
کر بنا پیچھے دیکھے باغ سے نکل گئی
پیچھے بالاج خانزادہ نے اپنے گیلے ہونٹوں
پر زبان پھیرتے روپ کے لمس کو شدت
سے محسوس کیا

حویلی میں کل مہندی کا فنکشن تھا اج مہندی
والی سب کو مہندی لگانے آئی تھی روپ بہت
چاؤ سے مہندی لگوار ہی تھی تبھی بالاج
خانزادہ وہاں سے گزراروپ فوراً لڑٹ ہوئی
ایک تو یہ مہندی والے فضول چونچلے مجھ
سے نہیں ہوتے۔۔۔ جن کے لیے یہ سب کروان
کا کیا ہے۔۔ غصے میں رشتہ ختم کرنے پر
آجاتے ہیں۔۔
روپ کی بات پر بالاج خانزادہ نے حیرت سے روپ
کی طرف دیکھا پھر مہندی والی کی طرف۔۔
جو منہ کھولے روپ کے شکوے پر حیران تھی
بالاج خانزادہ نے روپ کو گھوری دی اور
وہاں سے ہٹ گیا

ہنہ۔۔ آگے بڑے۔۔ سنو تم میرے اُن کا نام بھی
لکھ دینا اور پیار اساکھنا۔

بالاج خانزادہ کے جاتے ہی روپ میں پھر سے
جوش آگیا وہ مہندی والی کو آرڈر دے چکی
تھی جبکہ مہندی والی مزید صدمے میں
جا چکی تھی

ابھی تھوڑی دیر پہلے تو سردارنی صاحبہ کو
یہ چونچلے لگ رہے تھے اور اب کیلے پیار سے
کہہ رہی تھی "میرے اُن" کا نام لکھ دینا
آج حویلی میں مہندی کا فنکشن تھا گاؤں
کے خاص لوگ اس فنکشن میں مدعو تھے
لان کو برقی قہقہوں سے سجایا گیا تھا بالکل
سامنے پیار اساسٹیج بنا کر اسے پھولوں سے

خوبصورتی سے سجایا گیا
سیٹج کے بالکل سامنے دائیں بائیں کرسیاں
لگا کر مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا
اور یہ سب بالاج خانزادہ خود کروا رہا تھا
شارق خانزادہ اور براق خانزادہ تو بالاج
خانزادہ کو دیکھ کر حیران ہو رہے تھے کیسے
وہ آگے ہو ہو کر اپنی شادی کی سجاوٹیں کر
رہا تھا

اٹھارہ قبیلوں کا سفاک سردار بالاج خانزادہ
جس نے کبھی ایک گلاس پانی خود سے نہیں
پیا تھا آج اپنی شادی کی سجاوٹیں خود
کر رہا تھا

روپ کو بیوٹیشن تیار کر کے جا چکی تھی وہ

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی خود کو حیرت
سے دیکھ رہی تھی

جو پہلے رنگ کے غرارے میں سبز اور پیلے
رنگ کی شارٹ شرٹ پہنے بالوں کو کرل کر کے
ایک سائڈ پر ڈالے گلاب اور موتیے کے بنے
پھولوں کے زیور پہنے لائٹ سے میک اپ میں
ہری آنکھوں میں وائٹ پینسل کی لکیر کھینچے
غضب ڈھا رہی تھی
ابھی بیوٹیشن بھی تو اسے یہی بول کر گئی
تھی کہ اس کا حسن سراپا قیامت ہے۔۔
شارٹ شرٹ اور غرارہ اس کے متناسب سراپے
پر بہت نیچ رہا تھا

بالاج خانزادہ سفید کلف لگی شلوار قمیض

پہنے گلے میں آج اجرک کی بجائے پیلے رنگ
کا دوپٹہ ڈالا تھا ہاتھ میں برینڈ ڈواج پہنے
پاؤں میں کھیرٹی پہنے بالوں کو جیل سے ایک
سائڈ پر سیٹ کیے وہ واقعی ریاست کا
شہزادہ لگ رہا تھا

آج بالاج خانزادہ کے دل کی جو حالت تھی
کوئی اس سے پوچھتا۔ وہ آج کتنا خوش تھا
خوشی اس کے چہرے پر پھوٹ رہی تھی
جو اسے مزید حسین بنا رہی تھی

روپ اور بالاج خانزادہ کو اکٹھے بٹھا کر رسم
ہونی تھی بالاج خانزادہ تو پہلے ہی سیٹج پر
بیٹھ گیا اس کی بے تابیاں دیکھ سب مہمان
حیرت سے پاگل ہو رہے تھے

صبا اور الفت نے ایک جیسی ڈریسنگ کی تھی
دونوں نے سبز اور گولڈن رنگ کے شراروں کے
ساتھ شارٹ شرٹ اور پھولوں کے زیور پہنے تھے
جس میں وہ دونوں حسین لگتیں اپنے شوہروں
کے دل کی دھڑکنیں بڑھا رہی تھیں
مصطفیٰ وائیٹ شلوار قمیض کے ساتھ وائیٹ
واسکٹ پہنے چھوٹا سا شہزادہ لگ رہا تھا
روپ کو سیٹج پر لا کر بیٹھا دیا گیا تھا وہ
دونوں ایک ساتھ بہت بچ رہے تھے ایسا
لگ رہا تھا جیسے بنے ہی ایک دوسرے کے لیے تھے
خانم بی بی کے ساتھ باب اور علینا سیٹج
پر آکر رسم کرنے لگیں
بالاج خانزادہ نے ایک بار بھی روپ کی طرف

دیکھتا تک نہیں تھا وہ جانتا تھا وہ بہت
حسین لگ رہی ہے اور اگر بالاج خانزادہ
نے اسے دیکھ لیا تو یقیناً اپنے جز باتوں کو
قابو میں نہیں رکھ پائے گا
پر روپ بالاج خانزادہ کا نظر انداز کرنا کسی
اور ہی اینگل سے دیکھ رہی تھی اسے تب
چڑھ رہی تھی جس کے لیے وہ اتنا تیار ہوئی
اتنا سچی۔۔ دو گھنٹے بیٹھ کر پہلے مہندی
لگوائی پھر ایک گھنٹہ پارلروالی نے لگایا
اور بالاج خانزادہ نے دیکھنا گوارا نہیں کیا
کوئی بات نہیں بچو۔۔ میں بھی گن گن کے
بدلے لوں گی۔۔
روپ نے سلگ کر سوچا اور فنکشن انجوائے

کرنے لگی۔۔

روپ۔۔

سیٹھ پر اس وقت وہ دونوں اکیلے تھے بالاج

خانزادہ نے موقع دیکھ کر روپ کو پکارا پر

روپ ان سنی کر گئی

میری جان۔۔ کیوں تڑپا رہی ہو۔۔ پہلے ہی بہت

تڑپا ہوا ہے تم نے۔۔

بالاج خانزادہ نے ہلکی سی آواز میں منمنا کر کہا

میرے منہ نہ ہی لگیں تو اچھا ہے۔۔ روپ نے

سامنے دیکھتے دانت پیستے کہا

نہ نہ میری جان۔۔ اب تو وقت ہی منہ لگنے کا ہے۔۔

بالاج خانزادہ نے زرا سی آنکھیں تڑچھی کر کے

روپ کی طرف دیکھا جو اس کا قیامت

خیز سراپا سے نظریں ہٹانے کی اجازت نہیں

دے رہا تھا

مجھے آپ پر زرا بھی اعتبار نہیں ہے۔۔۔ کل کا

واقعہ میں بھولی نہیں ہوں۔۔ اکیلی خوبصورت

لڑکی دیکھی نہیں اور شروع ہو گئے۔۔

روپ نے اتر کر کہا تو بالاج خانزادہ کو وہ

اور بھی پیاری لگی

اکیلی لڑکی صرف تم۔۔۔ میرا دل تو تمہاری

قربت کے لیے مچلتا ہے۔۔ رات کو سونا مت

اور چینج بھی مت کرنا میں خود آ کر تمہیں

چینج بھی کرواؤں گا اور سلاؤں گا بھی۔۔

بالاج خانزادہ کی بات پر روپ کے دل نے

رفتار پکڑ لی۔۔ گھبراہٹ سے ماتھے پر پسینے

کے قطرے چمکنے لگے۔۔ بالاج خانزادہ اس
کی بدلتی کیفیت سے لطف اندوز ہو رہا تھا
ابھی وہ مزید روپ کو اپنی باتوں سے تنگ
کرتا جب سٹیج پر الفت اور صبا آ گئیں۔۔
روپ نے شکر کا سانس لیا۔۔
مہندی کی رسم پوری ہو چکی تھی سب
مہمان جا چکے تھے اس وقت لان میں
حویلی کے افراد ہی موجود تھے محبوب
خانزادہ نے ڈی جے کو اشارہ کیا تو اس
نے سانگ پلے کر دیا
کیا بتاؤں میں تجھے "
تو ہے جو ملا مجھے

گانے کے بول شروع ہوئے تو محبوب خانزادہ

نے اپنا دایاں ہاتھ الفت کے آگے کر دیا جسے

اس نے حیرت سے تھام لیا

ہو گئی ہے رب دی امداد

محبوب خان زادہ الفت کا ہاتھ تھامے اسے

سٹیج پر لے آیا سب کی نظریں اس

خوبصورت جوڑے پر تھیں سٹیج پر اس

وقت روپ اور صبا تھیں

اتنے نصیب سے دیکھا ہے قریب سے

نور دیاں ہوئیاں بارشیاں۔۔۔۔

محبوب خان زادہ الفت کا ہاتھ پکڑ کر

اسے گول گول گھمایا الفت تو ابھی بھی

حیرت میں مبتلا تھی کہ محبوب خان زادہ

اس کے ساتھ کیا کر رہا ہے

ہوووووووووو۔۔۔۔۔

سج کے جو آئے تو

اکھیوں کے سامنے

محبوب خان زادہ نے الفت کا چہرہ دونوں

ہاتھوں میں تھاما پھر اس کی آنکھوں پر

باری باری ہونٹ رکھے الفت نے آنکھیں بند

کر کے محبوب خان زادہ کے لمس کو محسوس کیا

محبوب خان زادہ ساتھ ساتھ گانا بھی

گنگنا رہا تھا

نظراں لگے نامیریاں۔۔۔۔۔

محبوب خان زادہ نے الفت سے دو قدم

پیچھے ہوا۔۔۔

او میرے مایے جنا سوہنا

کرا سے گھما کر اپنے ساتھ لگا لیا الفت کی
پشت محبوب خان زادہ کی طرف تھی
وہ دونوں آہستہ آہستہ رقص کرنے لگے۔۔۔
یوسف خان زادہ نے سیٹی بجائی تو سب
نے زور سے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔۔۔
ایک سیٹی روپ نے بھی ماری۔۔۔
بالاج خان زادہ اپنی شرارتی سرداری کی اس
حرکت پر حیرت سے دھنگ رہ گیا
افت نے شرما کر رخ پھیرتے محبوب خان زادہ
کے سینے میں منہ چھپا لیا
مصطفیٰ بھاگ کر سیٹی پر آیا اور محبوب
خان زادہ کی ٹانگوں سے لگ گیا
محبوب خان زادہ نے زرا سا جھک کر اسے

بھی گود میں اٹھالیا۔۔۔

لان ایک بار پھرتالیوں سے گونج اٹھا۔۔۔

یوسف خان زادہ نے صبا کو اشارہ کیا کہ
ہم بھی ڈانس کرتے ہیں تو بس نے شرارت
سے مسکرا کر اپنے پیٹ کی طرف اشارہ
کر دیا۔۔۔

یوسف خان زادہ نے مسکرا کر سر پر ہاتھ
پھیرا اور دور سے ہی صبا کو فلائنگ کس
دے دی۔۔۔

رات دو بجے مہندی کا فنکشن ختم ہوا
سب اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے چلے گئے
کیونکہ کل بارات تھی جو شادی ہال میں تھی
روپ بھی سیدھا کمرے میں آئی اور دھڑام

سے بیڈ پر گر گئی

السلام۔۔۔۔

میری تو بیٹھ بیٹھ کر کمر تھک گئی روپ
بیڈ پر آڑھی تڑ چھی لیٹتے منہ میں بڑ بڑائی
تبھی کلک کی آواز سے دروازہ کھلا تو روپ
ہڑ بڑا کر سیدھی ہوئی

پر دروازے کے نیچ و نیچ بالا ج خانزادہ
اپنی بتیسی نکالے کھڑا تھا بالا ج خانزادہ
نے دروازہ لوک کر دیا

آپ کو شرم کس دن آئے گی۔۔ کل بارات ہے
آہی جاؤں گی نا آپ کے پاس۔۔ صبر کیوں
نہیں ہے آپ میں؟؟

روپ بیڈ سے کھڑی ہوتی غصے سے بولی

تمہارے معاملے میں شرم کیسی۔۔ اور کل
بہت دوریے مجھ سے انتظار نہیں ہو رہا۔۔
بالاج خانزادہ روپ کے قریب کھڑا ہوا اور
اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے
ساتھ لگالیا

میں پہلے ہی بہت تھک گئی ہوں۔۔ اور
آپ آگئے مجھے مزید تنگ کرنے۔۔۔
روپ نے رونے والی شکل بنائی
اچھا میں سب کر لوں گا تم سب چپ چاپ
دیکھتی رہنا۔۔

بالاج خانزادہ نے جھک کر روپ کی شہ رگ
پر ہونٹ رکھے تو اس کی ریڑھ کی ہڈی
میں سنسناہٹ دوڑ گئی

ب۔۔۔ بالاج پلیز۔۔ میں واقعی تھک گئی ہوں
اگر میں ٹائم پر سوئی نہیں تو کل دلہن
بن کر میرے چہرے پر گلو نہیں آئے گا۔۔ پھر
آپ کو بھی میں اچھی نہیں لگوں گی اور
آپ مجھ سے دور دور بھاگیں گے پھر میرا
دل ٹوٹ جائے گا میں رونے لگوں گی میرا
میک اپ خراب ہو جائے گا پھر میں اور
بری لگوں گی۔۔ پھر آپ اور مجھ سے دور
بھاگیں گے۔۔

روپ کی زبان بالآخر بند ہو ہی گئی تھی
بالاج خانزادہ نے سنجیدگی سے اس کی
ساری بات سنی

بس؟؟ یا کوئی اور ڈائیلاگ رہتا ہے؟؟ بالاج

خانزادہ نے سنجیدگی سے کہا
ہمم۔۔۔ ایک اور رہتا ہے۔۔۔
روپ نے شہادت کی انگلی کھڑی کر کے
سر ہلا کر معصومیت سے کہا تو بالاج خانزادہ
نے گہرا سانس لیتے خود کو مزید سننے
کے لیے تیار کیا
بولو۔۔۔ بالاج خانزادہ نے صبر کا گھونٹ پیتے کہا
کان میں بتاؤں گی۔۔۔
روپ نے مسکرا کر کہا تو بالاج خانزادہ
نے بڑی فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے اپنا
دایاں کان آگے پیش کر دیا
آپ آج بہت ہینڈ سم لگ رہے تھے۔۔۔
uuummaaahh.. جسٹ لوکنگ لائٹک آ"

روپ نے کہتے ہی بالاج خانزادہ کے
گال ہر ہونٹ رکھ دیئے۔۔

بالاج خانزادہ کو روپ کا یہ انداز بہت پیارا لگا
یہ بہت پیارا تھا۔۔ بالاج خانزادہ نے

روپ کے ناک سے اپنا ناک سہلایا
کیا؟؟ روپ نے نا سمجھی سے پوچھا

اظہار۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کی ناک کھینچی

اچھا بس۔۔ مفت میں فری ہی ہو جاتے ہیں
آپ تو۔۔ اب جائیں مجھے آرام کرنا ہے۔۔

روپ نے دروازے کی طرف اشارہ کیا

تم پہلے مجھے یہ بتاؤ سیٹی مارنی کہاں

سے سیکھی؟؟ بالاج خانزادہ نے ایک آبرو

آچکا کر پوچھا

تو روپ کے چہرے کا رنگ ایک دم متغیر ہوا
 ایک بار کالج میں کوئی کمپینیشن تھا تو
 روپ نے بہرام شاہ سے ضد کر کے سیٹی بجانا
 سیکھی آج پتا نہیں کیسے وہ سب کے بیچ
 سیٹی بجا گئی

کیا ہوا؟؟ بتاؤ نا۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کو چپ دیکھ اصرار کیا
 وہ۔۔ بالاج۔۔ کالج میں۔۔۔

روپ کو سمجھ نہیں آیا وہ کیسے بتائے
 ارے واہ۔۔ کالج میں سیٹی بجانا بھی سیکھاتے
 ہیں۔۔ پہلی دفع سنا ہے۔۔ ویسے میں آج
 اتنا ہینڈ سم لگ رہا تھا تو مجھے دیکھ کر
 سیٹی کیوں نہیں ماری؟؟؟

بالاج خانزادہ خفگی سے کہا تو روپ کی
ہنسی چھوٹ گئی

ہا ہا ہا ہا۔۔۔ یہ سیٹی میں نے ہینڈ سم لڑکوں
کو دیکھ کر مارنے کے لیے سیکھی ہے بڑھوں
کو نہیں۔۔۔

روپ نے بالاج خانزادہ کا مزاق اڑاتے کیا
ب۔۔۔ بڑھا۔۔۔ کل۔۔۔ کیا مطلب؟؟ کون بڑھا؟؟

بالاج خانزادہ اس کی بات پر غصے سے تپ
اٹھا اس کے منہ سے لفظ ہی نہیں نکل رہے

تھے اٹھارہ قبیلوں کے سردار کے۔۔۔ اپنی شرارتی
بیوی کے آگے لفظ ختم ہو گئے تھے

آپ۔۔۔ بتیس سال کے ہیں اور میں اکیس کی۔۔۔
بڑھے ہوئے نا آپ۔۔۔

روپ نے اتر کر بال پیچھے جھٹکے۔۔
بتیس نہیں اکتیس سال کا ہوں۔۔ اور مرد
کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔۔
بالاج خانزادہ جیسے خود کو بھی حوصلہ
دے رہا تھا

جی جی۔۔ صرف ایک سال ہی زیادہ بول
گئی میں۔۔ روپ نے اپنی ہنسی دبائی تو
بالاج خانزادہ اس کی شرارت سمجھ کر
اسے پکڑنے لگا پر روپ بھاگ کر بیڈ کی دوسری
سائیڈ کھڑی ہو گئی

ہینڈ سم لڑکوں کو دیکھ کر سیٹی ماری ہے
اور شوہر کو دیکھ کر آج تک ایک آنکھ
نہیں ماری تم نے۔۔

بالاج خانزادہ روپ کے پیچھے بھاگنے لگا روپ
غرارہ ہاتھ میں اٹھائے بیڈ پر چڑھ کر
دوسری جانب آگئی
شوہر ہینڈ سم ہو تو آنکھ اور سیٹی خود بخود
بج جاتی ہے۔۔

روپ نے ٹھینکا دکھاتے کہا
ابھی پانچ منٹ پہلے کوئی مجھے ہینڈ سم
بول رہا تھا۔۔

بالاج خانزادہ نے لپک کر روپ کا دوپٹہ پکڑا
اور اسے کھینچا روپ خود بخود بالاج
خانزادہ کی طرف کھینچتی گئی
میں نیند میں تھی۔۔ بالاج خانزادہ روپ کو
اپنی گود میں اٹھا چکا تھا

اب کہاں ہو؟؟ بالاج خانزادہ نے مسکرا کر پوچھا۔

آپ کی بانہوں میں۔۔ روپ نے منمننا کر کہا
گڈ۔۔ مطلب اب تم نیند میں نہیں ہو۔۔
چلو چیلنج کرتے ہیں۔۔ بالاج خانزادہ روپ

کو گود میں اٹھائے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا
روپ ایک دم بوکھلا گئی

ب۔۔۔ بالاج آپ ایک رات میرا انتظار نہیں
کر سکتے؟؟ روپ نے خفگی سے کہا

ایک پل بھی نہیں۔۔ اس نے بات ہی ختم
کردی روپ سمجھ گئی وہ اپنی منوا کر

ہی دم لے گا۔۔ اس لیے اس نے خود کو بالاج
خانزادہ کی مزید بے باکیوں کے تیار کیا

بالاج خانزادہ نے روپ کو ڈریسنگ روم میں

مرر کے سامنے کھڑا کیا اور آہستہ آہستہ

اس کی ایک ایک چیز اتارنے لگا

پہلے اس نے روپ کا دوپٹہ اتارا پھر پھولوں

کے زیور۔۔ پھر روپ کے حنائی ہاتھوں میں

پہنی چوڑیاں اتاریں۔۔ روپ چپ چاپ اسے

اپنی منمائیاں کرنے دے رہی تھی

ڈریس؟؟ بالاج خانزادہ نے روپ سے پوچھا

تو روپ نے اس کے پیچھے اشارہ کر دیا

پیچھے روپ کا ایک آرام دہ نائٹ سوٹ ہینگ

ہوا تھا بالاج خانزادہ نے اسے پکڑا اور

روپ کے روبرو کھڑا ہو گیا

اس نے روپ کو گھمایا اور اس کی شرٹ کی

زپ کھولنے لگا روپ گھبرا کر دور ہوئی
کیا ہوا؟؟ بالاج خانزادہ نے گھورا
آپ اپنی آنکھیں بند کریں۔۔ روپ نے دھڑکتے
دل سے کہا

کیوں؟؟ بالاج خانزادہ نے معصومیت سے پوچھا
والد۔ اتنا معصوم شوہر۔۔۔ روپ نے تپ
کر سوچا۔۔

آپ آنکھیں بند کر رہے ہیں یا میں جاؤں؟؟
روپ نے انگلی اٹھا کر دھمکی دی تو بالاج
خانزادہ نے ہنس کر آنکھیں بند کر لیں
بس؟؟ اب خوش؟؟ بالاج خانزادہ نے بند
آنکھوں میں پوچھا۔۔

ایک سیکنڈ۔۔ روپ نے ادھر ادھر دیکھا اور

اپنا دوپٹہ پکڑ کر بالاج خانزادہ کی آنکھوں

پر باندھ دیا

یہ کچھ زیادہ ہی ہو رہا ہے روپ۔۔ مانا میں
بہت ہینڈ سم لگ رہا ہوں تمہاری نیت خراب
ہو رہی ہے پر میں تمہیں کچھ بھی کرنے سے
روکتا رہوں گا۔۔

بالاج خانزادہ نے شرارت سے کہا تو روپ نے
اس کے بازو پر ایک چپٹ لگائی
اب بس بھی کر دو روپ۔۔

بالاج خانزادہ اچھا خاصا بد مزہ ہوا
ہو گیا۔۔ روپ نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ
کر اچھی طرح تسلی کر لی۔۔

دوپٹہ رہنے دیتی۔۔ بیڈ شیٹ زیادہ بڑی

ہوتی ہے وہ باندھ دیتی۔۔ بالاج خانزادہ نے
کوفت سے کہا تو روپ کی ہنسی نکل گئی
بالاج خانزادہ نے ہاتھ بڑھا کر اسے محسوس
کیا اور اس کے قریب ہوا روپ کی ایک دم
سے سانسیں رکیں

کیونکہ بالاج خانزادہ کا ہاتھ اس کی دھڑکنوں
کے مقام پر تھا

آہستہ آہستہ بالاج خانزادہ کا ہاتھ رینگتا ہوا
پیٹ پر گیارو پ کی شارٹ شرٹ کا کونہ
پکڑا اور ایک جھٹکے سے اتار دی۔۔۔

روپ تو ہنسی بکی گھرے سانس بھرنے لگی
روپ نے فوراً خود کو کمپوز کیا اور اپنا
نائٹ سوٹ پکڑ لیا

بالاج خانزادہ کا ہاتھ روپ کی برہنہ کمر
پر تھا روپ نے اس کا ہاتھ آگے کیا اور اس
کے ہاتھ میں شرٹ پکڑادی
بالاج خانزادہ نے روپ کو شرٹ پہنائی۔۔
اب بس باقی میں خود کرلوں گی۔۔ روپ
نے خود کو سنبھالتے زرا سخت لہجے میں کہا
روپ۔۔ نو چیٹنگ۔۔
بالاج خانزادہ نے بھی سخت لہجے میں کہا
ٹھیک ہے اس کے بعد میں آپ سے ناراض ہو
جاؤں گی۔۔ روپ کی آواز میں نمی گھلی تو
بالاج خانزادہ نے آنکھوں سے پیٹی ہٹادی
روپ۔۔ میری جان۔۔
بالاج خانزادہ نے روتی ہوئی روپ کو خود

میں بھیج لیا

او کے ایم سوری۔۔

بالاج خانزادہ نے اس کے بالوں میں محبت

سے ہونٹ رکھتے کہا تو روپ چپ ہو گئی

تم چیخ کر کے سو جاؤ۔۔ پر یاد رکھنا کل

معافی نہیں ملے گی۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کے ماتھے پر بوسہ دیا

اور بنا اس کا جواب سنے ڈریسنگ روم سے

پھر کمرے سے نکل گیا

اس کے جاتے ہی روپ نے ڈریسنگ روم کا

دروازہ لوک کیا اور گہرے سانس لینے لگی

روپ چیخ کر کے کمرے میں آئی تو اچانک

لائٹ چلی گئی روپ ایک دم خوفزدہ ہوئی

تجھی کسی نے پیچھے سے روپ کے کندھے

پر ہاتھ رکھا

بالاج۔۔۔

روپ مڑ فوراً بالاج خانزادہ کے سینے سے

لگ گئی بالاج خانزادہ نے بھی اس کی کمر پر

گھیراؤ تنگ کیا

پر یہ کیا یہ کلون کی خوشبو تو بالاج خانزادہ

کی نہیں تھی نہ ہی روپ کی کمر پر بالاج

خانزادہ کے ہاتھوں کا لمس تھا

روپ جھٹکے سے اس انسان سے دور ہوئی

دل خوف سے کانپ اٹھا وہ جو کوئی بھی

تھا اندھیرے میں نظر نہیں آ رہا تھا

کک۔۔۔ کون ہو تم؟؟؟

روپ نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا
اتنی جلدی بھول گئی اپنی پہلی محبت؟؟؟
روپ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے
بہرام شاہ۔۔۔

روپ کے ہونٹ پھڑپھڑاے
شکر ہے تمہیں میرا نام یاد ہے مجھے لگا وہ
بھی بھول گئی ہو۔۔۔

بہرام شاہ روپ کے روبرو کھڑا ہوتے اس
پر طنز کرتے بولا

تم یہاں کیوں آئے ہو؟؟ دفع ہو جاؤ یہاں سے
روپ نے فوراً خود کو کمپوز کیا اور سخت

لہجے میں بولی
تم چلو میرے ساتھ۔۔۔

بہرام شاہ نے پاکٹ سے لائٹرنکال کرا سے
جلایا تو کمرے میں ہلکی سی روشنی ہوئی
کس حق سے؟؟ روپ طنزیہ مسکرائی
حقوق بھی مل جائیں گے تم ساتھ تو چلو۔

بہرام شاہ نے دو بدو جواب دیا
میری کل رخصتی ہے اور میں یہ شادی اپنی
مرضی سے کر رہی ہوں۔ تمہیں زرا سا بھی
اندازہ ہے تم اس وقت کہاں کھڑے ہو اور
تم اگر کسی کی نظر میں آ گئے تو تمہارا
کیا انجام ہوگا۔

روپ نے اسے ڈرانا چاہا
ہاں جانتا ہوں میں سردار فی جی۔ میں
اس وقت خان حویلی سردار بالاج خانزادہ کی

بیوی کے کمرے میں کھڑا ہوں
 بہرام شاہ نے روپ کے گرد گول گول گھومتے کہا
 تمہیں ڈر نہیں لگ رہا؟؟؟ بالاج خانزادہ تمہارا
 حشر بگاڑ دے گا۔۔ وہ دن یاد ہے ناجب دم
 دبا کر بھاگے تھے۔۔۔

روپ نے جتانے والے انداز میں کہا
 ہاں یاد ہے اس دن میں اکیلا تھا۔۔ بہرام شاہ
 نے مسکرا کر کہا

اچھا۔۔ آج کون ہے تمہارے ساتھ؟؟ روپ
 نے پیٹ پر ہاتھ باندھتے پوچھا

تم۔۔۔ بہرام شاہ نے انگلی سے روپ کی
 طرف اشارہ کر کے کہا تو روپ کو حیرے ہوئی
 ہو سہیل جاؤ اور اپنے دماغ کا علاج کرواؤ

روپ نے غصے سے کہا
میرا علاج تم ہو۔۔۔ میں نے آج تک کسی بھی
لڑکی کو استعمال کیے بغیر نہیں چھوڑا تو
تمہیں کیسے چھوڑ دوں۔۔
بہرام شاہ خباثت سے مسکرایا تو روپ کو
کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا
بب۔۔۔۔۔

روپ ابھی چیخنے ہی لگی تھی جب بہرام
شاہ نے اسے قابو کر کے مضبوطی سے اس
کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا
روپ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپنے لگی
وہ اپنا آپ چھڑانے کے لیے ہاتھ پیر چلانے لگی
ہلنا بند کرو روپ۔۔ کسی کو کچھ پتا نہیں

چلے گا میں جیسے آیا ہوں ویسے ہی خاموشی
سے لوٹ جاؤں گا بس خود کو مجھے سونپ
دو۔۔۔ بہرام شاہ نے روپ کے کان میں سرگوشی
کی تو روپ جی جان سے کانپ اٹھی
تبھی حویلی کی لائٹس آن ہوئیں روپ کا
کمرہ بھی روشنی میں نہا گیا
روپ کو امید کی کرن نظر آئی اس کے بہرام
شاہ کے پیٹ میں کہنی ماری تو وہ درد
سے پیچھے کو ہوا روپ بھاگنے لگی پر بہرام
شاہ اسے قابو کر چکا تھا
بالاج۔۔۔

روپ پوری قوت سے چلائی بالاج خانزادہ جو
لائٹ ٹھیک کروا کر اپنے کمرے میں جا رہا

تھا اسے لگا کوئی چننا ہے
بہرام شاہ نے گھبرا کر روپ کے منہ پر ہاتھ
رکھا اور جیب سے ٹیپ نکال کر روپ کے
منہ پر لگا دی پھر روپ کے دوپٹے سے اس
کے ہاتھ پیچھے کو لے جاتے باندھ دیئے
روپ مسلسل مزاحمت کرتی رہی خوف
سے اس کے آنسو نکل رہے تھے
بہرام شاہ نے روپ کع بیڈ پر دھکا دیا تو
وہ منہ کے بل گری
بہت اچھل رہی ہوا بھی سکون سے بیٹھ
جاؤ گی۔۔ بہرام شاہ کہتے ہی روپ پر
سایہ فگن ہوا وہ کمرے میں آ کر دروازہ
لوک کر چکا تھا خود وہ بالکنی سے آیا تھا

اس سے پہلے وہ روپ کے ساتھ کچھ
غلط کرتا کسی نے اسے پیچھے سے بالوں
سے پکڑا اور روپ سے ہٹایا
روپ نے بہرام شاہ کے پیچھے دیکھا تو
بالاج خانزادہ غصے سے سرخ چہرہ لیے
بہرام شاہ کے بال ہاتھ میں جکڑے کھڑا تھا
تیری اتنی جرات، تو میرے گاؤں میں،
میری حویلی میں میری ہی بیوی کے کمرے
میں داخل ہوا۔۔۔

بالاج خانزادہ نے اٹے ہاتھ کا تیج اس کے
جبرے پر مارا
تو اس کے منہ سے خون نکل پڑا روپ نے
سختی سے آنکھیں میچیں

ب۔۔۔ بالاج۔۔۔ وہ۔۔۔ میرے۔۔۔ ساتھ۔۔۔
کچھ نہیں ہوا ہے روپ۔۔۔ تم بالکل ٹھیک ہو
کچھ نہیں ہوا ہے۔۔۔

بالاج خانزادہ نے روپ کا چہرہ ہاتھوں میں
تھام کر کہا پر روپ ابھی بھی خود میں
تھی پہلے چوہدری حسین اور اب بہرام شاہ۔۔۔
روپ جتنی مرضی بہادر بن جاتی۔۔۔ پر
ایک عورت کو اپنی عزت جانے کا ڈر اسے
خوف میں مبتلا کر دیتا ہے اور روپ کے ساتھ
تو دوبار ہو گیا تھا

تم کسی سے کچھ نہیں کہو گی یہ بات اسی
کمرے میں رہے گی
بالاج خانزادہ نے روپ کو نرمی سے کہا پر

وہ چپ رہی

تم سن رہی ہو روپ؟؟ بالاج خانزادہ نے

لہجہ زرا سخت کیا تو روپ فوراً سر ہلا گئی

بالاج خانزادہ نے حشمت علی کو فون کیا

اور تھوڑی ہی دیر میں بہرام شاہ کو

مار مار کر لاہور اس کے گھر کے باہر پھینک

دیا گیا تھا

بالاج خانزادہ نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر

روپ کا سر اپنے سینے پر رکھا اور لائٹ آف

کر دی۔۔۔۔

سو جاؤ روپ۔۔۔۔

بالاج خانزادہ نے حشمت انداز میں کہا روپ

اب بھی کانپ رہی تھی بالاج خانزادہ کو

اسے اکیلا چھوڑنا ٹھیک نہیں لگ رہا تھا
اس لیے وہ روپ کے پاس ہی لیٹ گیا

آج کا سورج صرف روپ اور بالاج خانزادہ
کی زندگی میں خوشیاں لے کر نہیں بلکہ اس
حویلی کے تمام افراد کی زندگیوں میں خوشیاں
لے کر طلوع ہوا تھا

آج اس گاؤں کے سردار بالاج خانزادہ کی بارات
تھی صبح کا ناشتہ یہاں تک کہ دوپہر کا
کھانا بھی پورے گاؤں میں تقسیم کر دیا گیا تھا
پورا گاؤں اور گاؤں کا بچہ بچہ اپنے سردار
کی خوشی میں خوش تھا خاص کر انہیں
اپنی سردارنی بہت اچھی لگتی تھی کیونکہ

اس نے ان کے سفاک سردار کو سرتا

پیر بدل دیا تھا

وہ بالاج خانزادہ جو نتاشہ کی وجہ سے سفاک

اور بے رحم ہو گیا تھا اب اس کے چہرے

سے مسکراہٹ ہی غائب نہیں ہوتی تھی

سفاک اور بے رحم وہ صرف مجرم کے لیے

بنتا تھا بے گناہوں کے لیے وہ نرم جزبات رکھتا

تھا پھر بھی گاؤں کے لوگوں نے اسے کم

ہی مسکراتے دیکھا تھا

جیسے ہی روپ ان کے سردار کی زندگی

میں آئی ان کے سردار کی زندگی میں

خوشیوں کے رنگ روپ چھا گئے۔۔

آج گاؤں کا بچہ بچہ سردار اور سردارنی

کی خوشیوں کے لیے دل سے دعا گو تھا
بارات کا وقت ہو رہا تھا روپ کو بیو ٹیشن
تیار کر کے اپنا سامان سمیٹ رہی تھی اس
کے جاتے ہی روپ نے خود کو آئینے میں دیکھا
اور ہلکا سا مسکرا دی

اس پر بالاج خان زادہ کی محبت کا روپ
سر چڑھ کر بول رہا تھا
وہ ڈیپ ریڈ کلر کے لہنگے میں برائیڈل
میک اپ کیے، میچنگ جیولری پہنے، بالوں
کا پیار اس اسٹائل بنائے بے پناہ حسین
لگ رہی تھی

براق خان زادہ علینا یوسف خان زادہ اور
صبا شادی ہال پہنچ گئے تھے کیونکہ انہیں

بارات کا استقبال کرنا تھا
روپ کو حشمت علی اپنی نگرانی میں شادی
ہال کے برائڈل روم میں بیٹھا آیا تھا صبا
اس کے پاس ہی بیٹھ گئی
خانم بی بی شارق خانزادہ رباب محبوب
خانزادہ الفت اور مصطفیٰ نے بالاج خانزادہ
کے ساتھ بارات لے کر آنا تھا
بالاج خانزادہ بلیک شیر وانی پہنے جس پر
گولڈن ہلکا سا کام ہوا تھا بلیک گولڈن کُلمہ
پہنے آج واقعی اس گاؤں کا اپنی سلطنت
کا اپنی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا
پر کوئی اس وقت اس کے دل سے پوچھتا۔۔۔
اس کے دل کی سلطنت اور ریاست پر صرف

اس کی محبت اس کی روپ کی حکمرانی تھی
ماشاء اللہ۔۔۔

خانم بی بی نے بالاج خانزادہ کی نظر اتاری
اور وہ سب اٹھارہ قبیلوں کے سردار بالاج خانزادہ
کی بارات لے کر اس کی سردارنی کو بیاہنے
اسے سردار کے ساتھ رخصت کروانے نکل پڑے
شادی ہال میں بارات کی آمد کا شور اٹھا
روپ برائیڈل روم میں فوٹوشوٹ کروارہی
تھی صفورا اس کے پاس ہی کھڑی تھی جبکہ
آج حشمت علی کی ذمہ داری روپ کی
حفاظت کرنا تھی اور یہ حکم بالاج خانزادہ
کا تھا۔۔۔

کچھ لڑکیاں ہاتھ میں چھوٹی چھوٹی کین

کی ٹوکریاں پکڑے جس میں گلاب کے پھولوں
کی پتیاں تھیں ہال کے گیٹ کے دائیں بائیں
قطار بنا کر کھڑی ہو گئیں

بالاج خانزادہ پورے بینڈ باجے کے ساتھ
بارات لے کر آیا آسمان پر آتش بازی کی گئی
پیسوں اور پھولوں کی بارش میں

آج روپ کورخصت کروانے آیا

براق خانزادہ اور علینا نے بارات کا استقبال
بہت شاندار طریقے سے کیا۔۔

نکاح ہو چکا تھا اس لیے خانم بی بی نے

حکم دیا کہ روپ کو لایا جائے

ہال کی تمام لائٹس آف ہو گئیں اور ایک سپوٹ

لائٹ میں روپ سہج سہج کر چلتی بالاج

خانزادہ کے دل کی دھڑکنیں بڑھارہی تھی
جانے کیسے باندھی تو نے اکھیوں کی ڈور"
من میر اکھینچا چلا آیا تیری اوڑ۔۔۔

سپوٹ لائٹ کی روشنی میں سب کی نظریں
اس پری پیکر پر تھیں جو خوبصورتی
میں آج اپنی مثال آپ لگ رہی تھی
ڈی جے کا گاناروپ کی خوبصورتی میں
چار چاند لگا گیا تھا

میرے چہرے کے صبح زلفوں کی شام"
میرا سب کچھ ہے پیاب سے تیرے نام
روپ سٹیج تک آئی تو بالاج خانزادہ نے

اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا
نظروں نے تیری چھوا

تو ہے یہ جادو ہوا
ہونے لگی ہوں میں حسیں

بالاج خانزادہ نے ہاتھ بڑھایا تو روپ نے
زرا سی آنکھیں اٹھا کر بالاج خانزادہ کی
طرف دیکھا دونوں کی نظریں ملیں اور
ایک بار پھر سے محبت کا جادو ان دونوں
کو اپنے سحر میں جکڑ گیا

روپ نے بالاج خانزادہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا
تو بالاج خانزادہ اسے سیٹج تک لایا
آفریں آفریں آفریں۔۔۔

گانے کے بول پر بالاج خانزادہ نے زرا سی
گردن گھما کر روپ کی طرف دیکھا جو
کنفیوز سی اور بھی حسین لگ رہی تھی

ماشاء اللہ۔۔۔ ماشاء اللہ

ہر ایک کی زبان پر تھا۔۔۔۔

حسن جاناں کی تعریف ممکن نہیں۔۔

آفریں آفریں آفریں آفریں۔۔۔

بالاج خانزادہ کو آج اپنی قسمت پر رشک

آ رہا تھا

ڈنر شروع ہو گیا تھا ڈب مہمان کھانا کھانے

میں مصروف ہو گئے تھے

کھانا کھاؤ گی؟؟

بالاج خانزادہ نے آہستہ سے روپ سے پوچھا

تو اس نے نفی میں سر ہلادیا

کھالو۔۔ آج رات میری شدتیں برداشت کرنے

کے لیے تمہیں طاقت اور ہمت کی ضرورت ہے

بالاج خانزادہ نے شرارت سے کہا تو روپ
جو پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھی مزید گھبرا
گئی اس کی ہتھیلیاں پسینے سے بھگنے لگیں
آنکھوں کی پلکیں لرزنے لگیں
بالاج خانزادہ اس کی گھبراہٹ پر محفوظ
ہو رہا تھا

اس نے مسکرا کر سر جھٹکا اور چاولوں کا
چمچ بھر کر روپ کے آگے کیا تو روپ نے
مزید گھبرا کر سب مہمانوں کی طرف دیکھا
کچھ کھانے سے انصاف کر رہے تھے کچھ اپنی
مستی میں مست تھے اور کچھ روپ اور
بالاج کی طرف متوجہ تھے
روپ نے ہلکا سا سر نفی میں ہلایا

ویسے ایک بات بتاؤ تم آج چپ کیوں ہو؟؟

مجھ سے باتیں کرو نا۔۔ جیسے کل پٹر پٹر

تمہاری زبان چل رہی تھی

بالاج خانزادہ نے روپ کو کہنی ماری تو

روپ صبر کے گھونٹ پیتی رہ گئی

ویسے تم چپ زیادہ پیاری لگتی ہو۔۔ ایسے

ہی رہا کرو میرے سامنے۔۔ اچھی لگتی ہو۔۔

فرمانبردار سی، سہمی سی، گھبرائی سی،

ڈرپوک سی۔۔

بالاج خانزادہ نے شرارت سے کہا تو روپ سے

مزید چپ رہنا دو بھر ہو گیا

آپ اپنا منہ بند رکھ لیں ورنہ آج کی رات آپ

چھت پر اکیلے سوئیں گے۔۔ اور مجھے نہیں

لگتا آج کی رات کوئی بھی دولہا اکیلے سونا

پسند کرے گا اور وہ بھی چھت پر۔۔۔

رہی بات میرے چپ رہنے کی تو میں بس

دلہن بنی ہوں اس لیے لحاظ کر رہی تھی پر

آپ کو عزت اس نہیں ہے روپ خانزادی

ڈرپوک ہر گز نہیں ہے۔۔ سمجھے آپ۔۔

روپ سے اپنی بے عزتی برداشت نہیں ہوئی

تھی اس لیے اسے مجبوراً بولنا پڑا اور بالاج

خانزادہ یہی تو چاہتا تھا کہ روپ بولے اس

لیے وہ روپ کو بولنے پر اکسارہا تھا جس

میں وہ کامیاب بھی ہوا

ہائے میری پٹر پٹر چلتی مشین۔۔ کبھی تو

شوہر کو اچھا کہہ لیا کرو۔۔

بالاج خانزادہ نے موقع دیکھ کر روپ کے ہاتھ
پر چٹکی کاٹی تو روپ ایک دم اچھل پڑی
صد شکر کسی نے دیکھا نہیں۔۔

بہت ہی واہیات قسم کے سردار ہیں آپ۔۔
روپ نے دانت کچکچائے

آج کوئی شرم لحاظ نہیں۔۔ بس بے شرمی،
واہیاتی اور ٹھکر پن ہوگا۔۔

بالاج خانزادہ روپ کو زچ کرنے پر تلا تھا
بس ٹھیک ہے پھر۔۔ بہت جلد نتاشہ کی طرح
میں بھی بھاگ۔۔۔

روپ کی زبان کو اچانک بریک لگا وہ جلدی بازی
میں غلط بول گئی اسے ساتھ ہی احساس
ہو گیا تھا اس نے گھبرا کر بالاج خانزادہ کی

طرف دیکھا جس کے چہرے کا رنگ لٹھے
کی مانند سفید پڑ گیا تھا

چہرے پر پہلے والی شوخی کی جگہ غصہ
اور سنجیدگی در آئی وہ آہستہ سے اٹھا
اور سیٹج سے اتر گیا

روپ نم آنکھوں سے اسے جاتا دیکھنے لگی

اف اللہ۔۔ کتنی پاگل ہوں میں۔۔ یہ تو

ناراض ہو گئے۔۔ اب کیا کروں۔۔۔

روپ کے ہاتھ پاؤں کا نپنے لگے۔۔

کھانا کھانے کے بعد کچھ رسمیں ہوئیں

بالاج خانزادہ بھی واپس سیٹج پر آ گیا

تھا پر اب وہ چپ اور سنجیدہ تھا۔۔

رخصتی کا شور اٹھا تو روپ اپنے سردار کے

سنگ رخصت ہو کر خان حویلی آگئی
روپ کا استقبال بھی بہت محبت سے کیا
گیا پورے راستے بالاج خانزادہ نے اپنے
ہونٹ سیے رکھے روپ بھی حشمت علی
کی موجودگی کی وجہ سے چپ رہی وہ
ڈرائیونگ کر رہا تھا

روپ کو بالاج خانزادہ کے کمرے میں لے جا
جر بیٹھایا گیا

باقی سب چیخ کر کے آرام کرنے اپنے کمروں
میں چلے گئے۔

بالاج خانزادہ نے کمرہ بہت خوبصورتی سے
سجایا تھا گلاب کی مہک پورے کمرے میں
پھیلی تھی

کینڈلز کی روشنی کمرے کو اور بھی حسین

بنارہی تھی

روپ کی فرمائش پر بالاج خانزادہ نے کمرے

کا فرنیچر چنچ کر وادیا تھا

اب سب نیا تھا اور یہ صرف اور صرف روپ

کے لیے تھا آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا روپ کو کمرے

میں بیٹھے پر بالاج خانزادہ ابھی تک نہیں

آیا تھا

کلك کی آواز پر دروازہ کھلا اور بالاج خانزادہ

کمرے میں آیا روپ جلدی سے بیڈ سے اٹھی

اور بھاگ کر بالاج خانزادہ سے لپٹ گئی

سوری بالاج۔۔ مجھے معاف کر دیں پلیز۔۔

روپ نے بالاج خانزادہ سے لپٹتے کہا تو بالاج

خانزادہ نے روپ کو خود میں بھینچ لیا
روپ۔۔ تم نے کہا تھا نا تم میرے سارے
دکھ سمیٹ لو گی اور میں نے کہا تھا مجھے
کسی عورت کی ضرورت نہیں ہے۔۔
پر آج میں تم سے کہہ رہا ہوں میرے سارے
دکھ سمیٹ لو مجھے صرف تمہاری
ضرورت ہے۔۔

بالاج خانزادہ کی آواز میں نرمی تھی روپ
کے دل کو کچھ ہوا

اس نے بالاج خانزادہ کے چہرے کو ہاتھوں
کے پیالے میں بھر کر پہلے ماتھے پر بوسہ
دیا پھر آنکھوں پر۔۔۔

پھر اس نے بالاج خانزادہ کے ہونٹوں پر

نرمی سے بوسہ دیا

سوری۔۔ روپ نے بھرائی آواز میں کہا
نو آئی ایم سوری۔۔ میں نے ہمیشہ تمہارے
ساتھ غلط کیا۔۔ میری غلطیاں معافی کے
لائق نہیں تھیں پر تم نے ہمیشہ مجھے معاف
کیا۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کے ہاتھ
پر ہونٹ رکھے تو روپ مسکرا دی
اچھا چھوڑیں یہ سب۔۔ چلیں مجھے منہ
دکھائی دیں۔۔

روپ نے بالاج خانزادہ کے گلے میں بازو
حائل کرتے کہا

بالاج خانزادہ نے روپ کو گود میں اٹھایا اور
بیڈ پر لیٹا دیا

خود وہ کھڑا ہو کر شیر وانی کے بٹن کھولنے

لگا روپ کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی

منہ دکھائی تو دے دیں۔۔

روپ نے منمنا کر کہا تو بالاج خانزادہ کے ہونٹ

مسکراہٹ میں ڈھلے

وہ روپ کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا شیر وانی

کی پاکٹ سے ایک خوبصورت سا باکس

نکال کر اس نے شیر وانی صوفے پر اچھال دی

صوفے خوشی سے اٹھ کر بیٹھ گئی

بالاج خانزادہ نے باکس کھولا تو اس میں

ایک خوبصورت ڈائمنڈ رنگ تھی بالاج خانزادہ

نے روپ کے ہاتھ میں پہنا دی

واؤ۔۔ آپ کی پسند تو کمال کی ہے۔۔ روپ

نے داد دی

بالاج خانزادہ نے ہاتھ بڑھا کر بیڈ کی سائیڈ
ڈراسے ایک بڑا جیولری باکس نکال کر
روپ کی طرف بڑھایا جسے روپ نے حیرت
سے تھام کر کھول لیا

ڈائمنڈ کا خوبصورت سیٹ۔۔ روپ نے اپنی
انگلی کی پوروں سے سیٹ کو چھوا
سو بیوٹی فل۔۔

روپ نے دل سے تعریف کی۔۔
میری چھوٹی سی جان کو پسند آیا؟؟
بالاج خانزادہ نے خوشی سے پوچھا
نہ پسند آنے والی اس میں بات ہی نہیں ہے
روپ نے سچے دل سے تعریف کی روپ

بالاج خانزادہ نے جیولری باکس پکڑ کر
بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔
روپ نے حیرت سے بالاج خانزادہ کی طرف
دیکھا جس کی آنکھوں میں خماری تھی
بالاج خانزادہ نے روپ کو پاؤں سے پکڑ کر
نیچے کی طرف کھینچا تو روپ لیٹ گئی
بالاج خانزادہ اس پر سایہ فگن ہوا اور ایک
سیکنڈ سے پہلے اس نے روپ کے ہونٹوں
کو اپنی قید میں لیا
بالاج خانزادہ کتنی ہی دیر روپ کے ہونٹوں
پر شدتیں نچھاور کرتا رہا روپ بنا مزاحمت
کیے اس کا ساتھ دے رہی تھی
روپ۔۔ میں نے ان لمحوں کا بہت شدت سے

انتظار کیا ہے۔۔ بالاج خانزادہ نے روپ کے
ماتھے پر ماتھا ٹکائے گھرے سانس لیتے کہا
میں آج ان لمحوں میں جینا چاہتا ہوں آج
کی رات سے میں اپنی زندگی کی نئی شروعات
کرنا چاہتا ہوں میرا ساتھ دو گی نا؟؟
بالاج خانزادہ کے لہجے میں محبت تھی
روپ نے شرما کر بالاج خانزادہ کی گردن میں
منہ چھپالیا بالاج خانزادہ کو اپنے اندر تک
سکون محسوس ہوا

بڑھتی رات ان کی محبت بھی بڑھا رہی تھی
کمرے کے فرش پر بکھرے ان کے کپڑے
روپ کی چوڑیاں اس کی جیولری، روپ
کی دبی دبی سسکیاں، بالاج خانزادہ کی

نشیلی سرخ آنکھیں، روپ کی کمر پر،
اس کی دھڑکنوں کے مقام پر بالاج خانزادہ
کے بوسوں کے نشان، بالاج خانزادہ کی کمر
پر روپ کے ناخنوں کے نشان، روپ کی سرخ
پڑتی گردن، بالاج خانزادہ کے سینے پر
دانتوں کے نشان۔۔۔ اس بات کے گواہ تھے
دو محبت کرنے والے آج شدت سے ایک دوسرے
میں سما گئے ہیں۔۔۔
فجر کا وقت ہو رہا تھا روپ بالاج خانزادہ کے
برہنہ سینے پر سر رکھے سو گئی تھی۔۔۔
بالاج خانزادہ کو آج اپنی محرم سے محبت
کر کے سکون مل رہا تھا
ایسا سکون اسے نتاشہ سے کبھی محسوس نہیں

ہوا تھا جو آج اسے ہو رہا تھا
ان میں حرام رشتہ تھا تبھی بالاج خانزادہ
روز صبح بے چینی سے اٹھتا تھا
پر آج بالاج خانزادہ کے اندر سکون ہی سکون تھا
آج اس نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا
حرام اور حلال میں فرق آج اسے بخوبی
محسوس ہوا تھا
وہ آہستہ سے اٹھا شور لے کر مسجد آگیا
اس نے فجر پڑھی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے
اے اللہ۔ میری بیوی نے میری وجہ سے بہت
سہا ہے اس کے ساتھ ہر موڑ پر نا انصافی ہوئی
پر میری بیوی اعلیٰ ظرف تھی اس نے مجھے
ہر موڑ پر معاف کر کے مجھے محبت دی۔

اے اللہ میری روپ کو ہمیشہ خوشیاں دینا
مجھے اس قابل بنانا کہ میں اپنی روپ کی
زندگی اس کا آنے والا کل خوشیوں سے بھر دوں
اور میرے گناہوں کو میری غلطیوں کو معاف
کرنا۔۔۔ بے شک تو رحم کرنے والا ہے
بالاج خانزادہ نے منہ پر ہاتھ پھیرے اور
کچھ دیر مسجد میں بیٹھ کر تسبیح پڑھ
کے وہ خان حویلی آگیا
پانچ سال بعد۔۔۔۔۔

خان حویلی میں یہ طرف رونق لگی تھی
اور یہ رونق اس حویلی کے بچوں کی تھی
اللہ نے یوسف خانزادہ ذور صبا کو بیٹی سے
نوازا جس کا نام مہرماہ خانزادی تھا چار

سالہ مہرماہ خان حویلی کی رونق تھی
خوبصورتی میں وہ یوسف خانزادہ پر گئی
اس کے نین نقوش یوسف خانزادہ کی طرح
خوبصورت اور پیارے تھے
اس کے بعد مصطفیٰ کی چھوٹی بہن محبوب
خانزادہ اور الفت کی بیٹی عبادت خانزادی۔۔
خان حویلی کے مکینوں کی آنکھ کاتارا۔۔
افت کی طرح ہی باربی ڈول دکھنے والی۔۔
اور سب سے چھوٹا اور شرارتی
"روپ اور بالاج خانزادہ کا بیٹا" بہروز خانزادہ
حویلی کا جانشین گدی نشین، گرے آنکھوں
والا شہزادہ۔۔۔۔
بہروز خانزادہ۔۔

پوری حویلی میں اس وقت بچوں کا شور تھا
جسے خانم بی بی رونق کا نام دے رہی تھیں
روپ اور بالاج خانزادہ جا بیٹا بہروز خانزادہ
کچھ زیادہ ہی شرارتی تھا
روپ پھر سے امید سے تھی اور بہروز خانزادہ
نے اپنی ماں کو تگنی کا ناچ نچا دیا تھا
بالاج خانزادہ تو اسے باتوں میں چھیڑتا اور کہتا
کوئی بات نہیں میری جان۔۔ تم نے مجھے
نچایا یہ تمہیں نچا رہا ہے جیسے کوتیسا
مل گیا کسی نے تو اب میرا بدلہ لینا تھا نا۔۔
بالاج خانزادہ کی شرارت بھری بات پر
روپ اپنی عادت کے مطابق بھاں بھاں کرتے
رونے لگتی

حویلی میں خوشیوں نے دستک دے دی تھی
سبھی اپنی اپنی زندگیوں میں خوش اور
مطمئن تھے

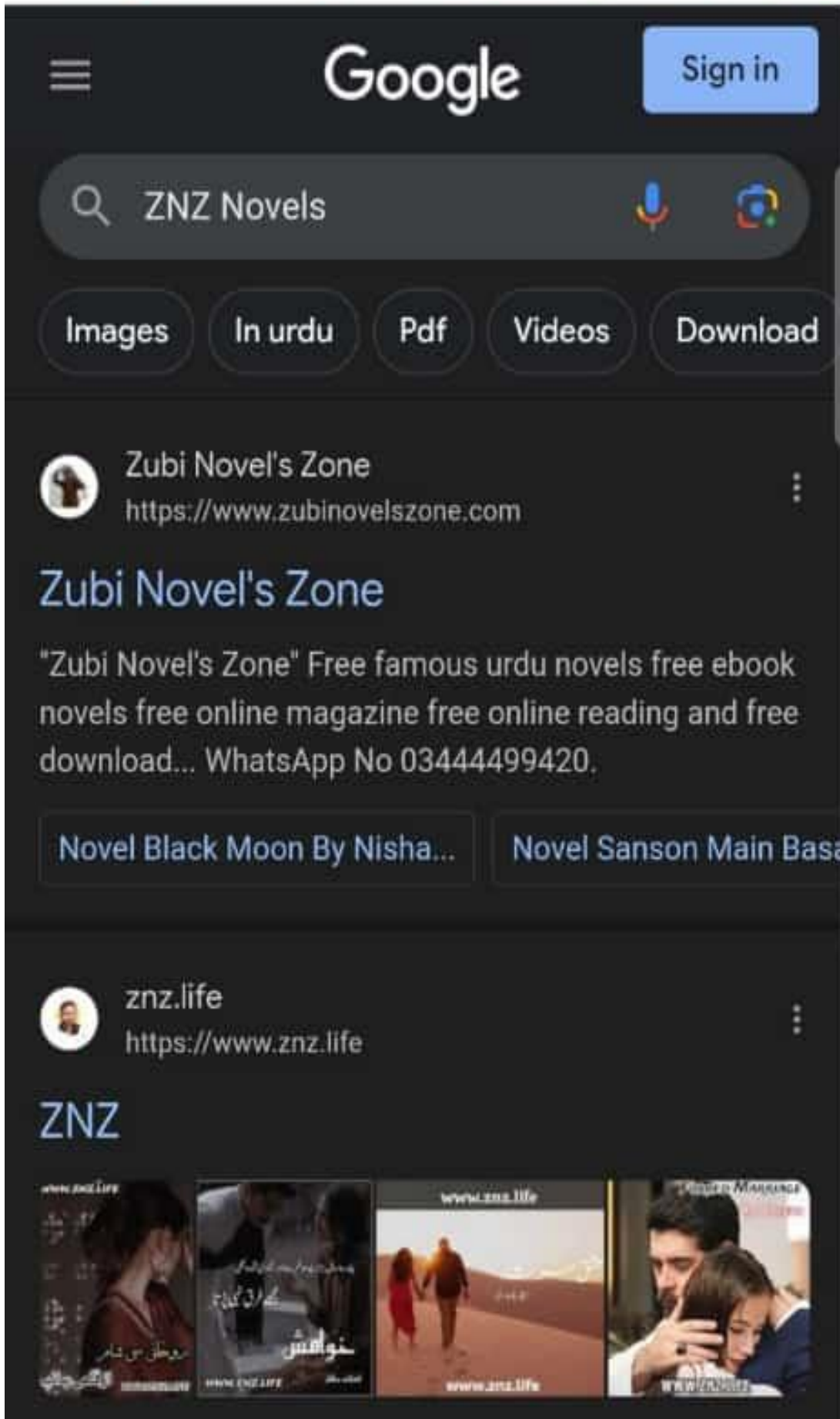
رات کے بعد صبح ضرور ہوتی ہے مشکل وقت
ان کی زندگی سے نکل گیا تھا خوشیوں
کے دن وہ شکر گزاری سے بسر کر رہے تھے۔



ختم شد

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپ کے لئے لائے ہیں دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں جو ناولز آپ کو کبھی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM  **ZNZ.LIFE**



تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہیں کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
باسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مزید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelzone.com>

<https://www.zubinovelzone.in>

<https://www.znz.life>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں سب پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020)

<https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>